معاشرتی نفسیات

مُصنّف طارق محمود مغل

اردو سائنس بورڈ

معاشرتی نفسیات

طارق محمود مغل

اردو سائنس بورڈ
299 - اپر مال ، لاہور

سلسلہ مطبوعات نمبر319

پانچواں ایڈیشن : 2007ء
قیمت : -/200 روپے

ناشر
خالد اقبال یاسر
ڈائریکٹر جنرل، اردو سائنس بورڈ
299- اپر مال، لاہور

ISBN 969 - 477 - 028 - 9

مطبع : شیخ غلام علی اینڈ سنز، فیروز پور روڈ، لاہور

انتساب

معراج ، انفال اور فرقان کے نام
جو ـــ زندگی کی قوس قزح کے دلنشین رنگ ہیں

فہرست

حصّہ اوّل

معاشرتی نفسیات کا ایک معاشرتی سائنس کی حیثیت سے جائزہ

پہلا باب

(معاشرتی نفسیات کا تعارف)

دوسرا باب
(معاشرتی نفسیات اور ملحقہ سوشل سائنسز)

تیسرا باب
(اطلاقی معاشرتی نفسیات)

چوتھا باب
(معاشرتی نفسیات کے تحقیق کے طریقے)

حصّہ دوم
فرد اور معاشرہ

پانچواں باب
(معاشریت)

چھٹا باب
(بچپن کی معاشریت کی اہمیت)

ساتواں باب
(رویّے)

آٹھواں باب
(شخصی ادراک)

حصّہ سوم
گروہی نفسیات اور اجتماعی کردار

نواں باب
(گروہ اور گروہی اعمال)

دسواں باب
(گروہی حرکیات اور میدانی نظریہ)

گیارہواں باب
(قیادت)

بارھواں باب
(اجتماعی کردار)

25611

حصّہ چہارم
اطلاقی معاشرتی نفسیات کے اہم موضوعات

تیرھواں باب
(تعصّب)

چودھواں باب
(صنعتی معاشرتی نفسیات)

پندرھواں باب
(تعلیم کی معاشرتی نفسیات)

سولھواں باب
(ذہنی صحت کی معاشرتی نفسیات)

کتابیات و اصطلاحات

تعارف

اس حقیقت کو تسلیم کرنے میں کوئی عار نہیں کہ پاکستانی ماہرین نفسیات نے "معاشرتی نفسیات" جیسی نفسیات کی اہم شاخ کو اردو زبان میں پیش کرنے کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں دی ۔ اس موضوع پر اردو زبان میں مواد نہ کہ نایاب بلکہ کمیاب ہے ۔ اس لحاظ سے طارق محمود مغل صاحب نے ایک کامیاب قدم اٹھایا ہے ۔ انہوں نے نہ صرف یہ کہ "معاشرتی نفسیات" سے متعلق اردو میں مواد فراہم کیا ہے بلکہ اردو زبان میں ایک ایسی کتاب تحریر کی ہے جس میں "معاشرتی نفسیات" کو اس کے حقیقی مقام کے مطابق ایک جدید اطلاقی سائنس کے طور پر پیش کیا گیا ہے ۔

معاشرتی نفسیات کے تمام اہم موضوعات پر اس طرح بحث کی گئی ہے کہ قارئین پر اس کی افادیت واضح ہو جاتی ہے ۔ میں نے اس کتاب کے مسودہ کا بغور مطالعہ کیا ہے ۔ کتاب ہر لحاظ سے بے مثل ہے اور پڑھنے والوں کو انگریزی میں اس موضوع پر لکھی جانے والی کتابوں سے بے نیاز کر دیتی ہے ۔ امید ہے کہ معاشرتی نفسیات کے طلبا اور دوسرے قارئین اس سے استفادہ کریں گے اور اپنے علم میں اضافہ کریں گے ۔

جہاں مصنف نے کتاب کو قلمبند کرتے ہوئے سادہ اور سلیس زبان استعمال کی ہے وہاں کئی اور اہم باتوں کا بھی خیال رکھا ہے ۔ علمی اصطلاحات کے سلسلے میں بڑی جستجو کی گئی ہے اور کتاب کے آخر میں ان اصطلاحات کی فرہنگ

انگریزی ترجمہ کے ساتھ پیش کی گئی ہے اور حوالہ جات کے لیے بھی کتاب کے آخر میں تفصیل پیش کی گئی ہے۔

بحیثیت مجموعی کتاب نفسیاتی ادب میں ایک گراں قدر اضافہ ہے اور مصنف صحیح معنوں میں اسے جدید علم کی روشنی میں پیش کرنے کے لیے مبارکباد کے مستحق ہیں۔

پروفیسر عبدالحی علوی
صدر نیشنل ایسوسی ایشن آف پاکستان سائیکالوجسٹس

حرف آغاز

معاشرتی نفسیات کو بیسویں صدی کی سائنس قرار دیا جاتا ہے ۔ 1908ء میں " معاشرتی نفسیات " کے عنوان کے تحت دو کتابیں منظر عام پر آئیں ۔ پہلی کتاب کو ایک ماہر نفسیات میکڈوگل نے تحریر کیا تھا اور دوسری کو ایک ماہر عمرانیات ای اے راس نے لکھا تھا ۔ اس طرح ابتدا ہی سے یہ دو مضامین یعنی نفسیات اور عمرانیات ' معاشرتی نفسیات کے جڑواں مضامین قرار پائے ۔ میکڈوگل نے اپنی کتاب میں انسانی معاشرتی کردار کی تشریح جبلتوں ' ہیجانات ' احساسات اور معاشریت کے عمل کے حوالے سے کی ۔ اس کے برعکس راس نے اس بات پر زور دیا کہ انسانی خیالات اور یادداشتیں معاشرتی کردار کو متعین کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں اور اس سلسلے میں تقلید اور القاء کے اصولوں کو خاص طور پر اہمیت حاصل ہے ۔ دور حاضر میں معاشرتی نفسیات کا میدان معاشرتی علوم کے خاندان کے ایک رکن کی حیثیت سے مکمل طور پر نشوونما پا چکا ہے اور آج بھی معاشرتی نفسیات کا نفسیات اور عمرانیات کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے ۔ پاکستان کی طرح دنیا کے کئی ممالک میں معاشرتی نفسیات کو نفسیات اور عمرانیات کی ایک شاخ کی حیثیت سے پڑھایا جاتا ہے اور معاشرتی نفسیات ' ایم ایس سی نفسیات اور ایم اے عمرانیات کے نصابات میں ایک اہم مضمون کی حیثیت سے شامل ہے ۔

" نفسیاتی معاشرتی نفسیات " فرد کا معاشرتی ماحول کے حوالے سے مطالعہ کرتی ہے ۔ یہ اپنی توجہ فرد پر مرکوز کرتے ہوئے اس کے کئی نفسیاتی معاشرتی

اعمال یعنی رویوں ' محرکات ' احساسات ' آموزش اور ادراک کو زیر بحث لاتی ہے ۔ نفسیاتی معاشرتی نفسیات میں افراد کے داخلی اعمال پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے کہ وہ کس طرح معاشرتی کردار کو متعین کرتے ہیں اور اس حوالے سے عام طور پر معاشرتی نفسیات کی تعریف اس طرح بیان کی جاتی ہے کہ "معاشرتی نفسیات ایک ایسی سائنس ہے جس میں فرد کے کردار کا معاشرتی ماحول کے حوالے سے جائزہ لیا جاتا ہے ۔"

" عمرانی معاشرتی نفسیات " کا بنیادی موضوع " گروہ " ہے اور اس میں گروہ کے حوالے سے فرد اور اس کے معاشرتی سیاق و سباق کا مطالعہ کیا جاتا ہے ۔ عمرانی معاشرتی نفسیات افراد کے درمیان ہونے والے تعامل کا خاص طور پر مطالعہ کرتی ہے اور اس سلسلے میں وسیع مظہری تجزیہ کیا جاتا ہے یعنی گروہی حرکیات ' ہجومی کردار ' معاشرتی معیار ' اقتداری تعلقات ' افواہوں کا پھیلنا یا تمام اقسام کے ابلاغی اعمال وغیرہ ۔ عمرانی معاشرتی نفسیات کے حوالے سے عام طور پر معاشرتی نفسیات کی تعریف اس طرح بیان کی جاتی ہے کہ "معاشرتی نفسیات انسانی تعامل کے مطالعہ کی سائنس ہے ۔"

تاہم اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ معاشرتی نفسیات دو مختلف حصوں یعنی " نفسیاتی معاشرتی نفسیات " اور " عمرانی معاشرتی نفسیات " میں تقسیم ہے ' بلکہ نہ تو نفسیاتی معاشرتی نفسیات گروہ اور بین الاشخاصی تعامل کے موضوع کو فرد کے کردار کو متعین کرنے کے حوالے سے نظرانداز کرتی ہے ' اور نہ عمرانی معاشرتی نفسیات " فرد " کی اہمیت ہی کو کم کرتی ہے ۔ حقیقت میں معاشرتی نفسیات ان دونوں مضامین سے استفادہ کرتے ہوئے ایک منفرد اور بانظام علمی ساخت کی تشکیل کرتی ہے اور ایک معاشرتی علم کی حیثیت سے خود کو زیادہ استدلالی اور پر اثر بناتی ہے ۔

اطلاقی معاشرتی نفسیات ' معاشرتی نفسیات کا ایک اہم میدان ہے ۔ معاشرتی نفسیات دان نہ صرف فرد کے معاشرتی کردار کو سمجھنے کے لیے تحقیقات کرتے ہیں اور

نظریات کی اختراع کرتے ہیں ' بلکہ وہ معاشرتی نفسیات کے اختراع کردہ اصولوں کو استعمال میں لاتے ہوئے ان کا اطلاق روزمرہ کی معاشرتی صورت حال پر بھی کرتے ہیں اور بنی نوع انسان کے مسائل کو کم کرنے کے لیے اقدامات کرتے ہیں ۔ وہ بنی نوع انسان کے مسائل کے حل کو مقدم رکھتے ہوئے اپنی تحقیقات حقیقی معاشرتی ماحول کے حوالے سے کرتے ہیں ۔ جدید معاشرتی نفسیات دان اطلاقی معاشرتی نفسیات میں خاص طور پر دلچسپی لیتے ہیں اور بحیثیت اطلاقی معاشرتی نفسیات دان اپنی شناخت کو قابل فخر سمجھتے ہیں ۔

یہ کتاب جو کہ بنیادی طور پر ایم ایس سی نفسیات کے پرچہ معاشرتی نفسیات کو سامنے رکھ کر تحریر کی گئی ہے ' بڑی حد تک ایم اے عمرانیات کے پرچہ معاشرتی نفسیات کے لیے بھی موزوں اور مفید ہے ۔ اس کتاب کو چار حصوں اور سولہ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے ۔

پہلے حصے میں معاشرتی نفسیات کو ایک سائنس کی حیثیت سے زیر بحث لایا گیا ہے جس میں اس قسم کے موضوعات شامل ہیں: معاشرتی نفسیات کی تعریف ' بنیادی سائنس کی حیثیت سے مقام ' ملحقہ معاشرتی علوم سے تعلق ' اطلاقی معاشرتی نفسیات ' معاشرتی نفسیات کا تاریخی پس منظر اور معاشرتی نفسیات کے تحقیق کے طریقے ۔ دوسرے حصے میں فرد اور معاشرہ کے موضوع کے تحت فرد کے معاشرتی کردار کی وضاحت کی گئی ہے ۔ یعنی معاشریت کے موضوع کے تحت اس بات کو بیان کیا گیا ہے کہ فرد اپنے کردار کی معاشرتی ماحول میں کس طرح نشوونما کرتا ہے ۔ رویوں کے باب میں فرد کے معاشرتی تعامل کے حوالے سے رویوں کی اہمیت کی وضاحت کی گئی ہے اور شخصی ادراک کے باب میں فرد کے معاشرتی ادراک کے عمل کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے ۔ تیسرا حصہ گروہی نفسیات اور اجتماعی کردار کے موضوعات پر مشتمل ہے اور اس میں گروہی اعمال کے نفسیاتی پہلوؤں کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ اجتماعی کردار کی مختلف صورتوں کو بھی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے ۔ چوتھا حصہ اطلاقی معاشرتی نفسیات کے اہم موضوعات کا احاطہ کرتا ہے ۔ اس حصے میں

تعصب، صنعتی معاشرتی نفسیات، تعلیم کی معاشرتی نفسیات اور ذہنی صحت کی معاشرتی نفسیات کے حوالے سے مفصل بحث کی گئی ہے۔

اس کتاب کی ترتیب و تالیف کے دوران میری کوشش تو یہی رہی ہے کہ غلطیوں اور ابہام سے دور رہتے ہوئے قارئین کرام کے لیے عبارت کو ممکنہ حد تک قابل فہم بنایا جائے۔ تاہم معاشرتی نفسیات پر اردو زبان میں پہلی کتاب ہونے کی حیثیت سے اس بات کا احتمال ہے کہ کہیں کوئی فروگزاشت سرزد ہو گئی ہو۔ چنانچہ نفسیات کے اساتذہ اورعلم دوست حضرات سے التماس ہے کہ وہ ایسی غلطیوں کی جو میری کم علمی کی بنا پر در آئی ہوں، نشاندہی فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں انھیں دور کیا جا سکے۔

طارق محمود مغل
شعبہ نفسیات، گورنمنٹ مرے کالج،
سیالکوٹ

حصہ اول

(معاشرتی نفسیات کا ایک معاشرتی سائنس کی حیثیت سے جائزہ)

باب 1 تا 4

پہلا باب

معاشرتی نفسیات کا تعارف

1۔ تعارف

2۔ معاشرتی نفسیات کی تعریف

3۔ معاشرتی نفسیات بنیادی سائنس کی حیثیت سے

4۔ معاشرتی نفسیات کے نظریات

5۔ معاشرتی نفسیات کا تاریخی پس منظر

تعارف

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ آج کی دنیا میں انسان کو جن مسائل کا سامنا ہے وہ اس کے اپنے پیدا کردہ ہیں۔ یہ انسانی مسائل نوعیت کے اعتبار سے معاشرتی مسائل ہیں۔ انسان کے یہ معاشرتی مسائل انسانی غفلت یا انسانی بے حسی کی وجہ سے پیدا نہیں ہوئے اور نہ ہی یہ سزا کے طور پر انسان پر فطرت کی طرف سے مقرر کر دیے گئے ہیں' بلکہ یہ ایسے معاشرتی مسائل ہیں جو موجودہ دور کے انسان کے لئے چیلنج کی حیثیت رکھتے ہیں اور انسان اپنے ان مسائل کو حل کرنے کے لئے کمر بستہ ہے۔ معاشرتی نفسیات دانوں (Social Psychologists) کے مطابق انسان اپنے معاشرتی کردار میں تبدیلیاں پیدا کر کے اور اپنے معاشرتی اداروں کو بہتر طور پر استوار کر کے اپنے معاشرتی مسائل سے چھٹکارا حاصل کر سکتا ہے۔

انسان کے معاشرتی مسائل کا اگر جائزہ لیا جائے تو قدیم دور سے انسان کا سب سے بڑا حیاتیاتی بقاء (Biological Survival) کا مسئلہ آج کا معاشرتی مسئلہ ہے۔ جدید دور میں انسان نے اپنے حیاتیاتی بقاء کے مسئلے کو ٹیکنالوجی میں ترقی کر کے کسی حد تک حل کر لیا ہے۔ آج کے انسان کو ماضی کے انسان کی نسبت بہتر حیاتیاتی ضروریات یعنی روٹی' کپڑا اور مکان دستیاب ہیں۔ لیکن انسان کو حیاتیاتی بقاء کے مسئلے سے متعلق بے شمار معاشرتی مسائل کا سامنا ہے۔ دولت کی غیر منصفانہ تقسیم کی وجہ سے انسان کی حیاتیاتی ضروریات چند ہاتھوں تک محدود ہیں۔ ہماری دنیا میں بے شمار انسان آج بھی اپنی حیاتیاتی ضروریات کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ حیاتیاتی بقاء سے متعلق انسان کو آج ایک اور اہم مسئلے کا سامنا ہے۔ بڑھتی ہوئی انسانی آبادی اس بات کا اشارہ دے رہی ہے کہ ہماری زمین ایک دن ہماری بڑھتی ہوئی آبادی کے مقابلے میں چھوٹی پڑ جائے گی۔ انسان کی ٹیکنالوجی میں ترقی نے انسان کی حیاتیاتی بقاء کے لئے ایک نیا مسئلہ پیدا کر دیا ہے۔ آج انسان کو زمین کے ماحول کی آلودگی (Pollution) کے مسئلے کا سامنا ہے اور انسانی بقاء کو اس سے خطرہ لاحق ہے۔ حیاتیاتی بقاء کا ایک اور مسئلہ انسان کا جارحیتی کردار (Aggressive Behavior) ہے۔ بہت سے لوگ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ انسان نے جدید جنگی ساز و سامان بنانے میں ترقی کر کے اپنی تباہی کا سامان خود پیدا کر لیا ہے۔ جنگی ہولناکیوں سے بچنا اور دنیا میں امن قائم کرنا انسان کا ایک اہم معاشرتی مسئلہ ہے۔

انسان کے ان معاشرتی مسائل کے بارے میں ایک نقطۂ نظر یہ پیش کیا جاتا ہے کہ انسان کا

سب سے بڑا مسئلہ حیاتیاتی بقاء کا نہیں، بلکہ آج کے انسان کو اس بات کی تعلیم دینے کی ضرورت ہے کہ وہ دوسرے انسانوں کے ساتھ کس طرح بہتر طور پر زندگی بسر کر سکتا ہے۔ انسان اس کائنات کے ایک چھوٹے سے سیارے پر ایک منفرد مخلوق کے طور پر آباد ہے اور اپنے ارتقائی عمل کے تحت وہ اپنے مسائل سے نبرد آزما ہو رہا ہے۔ دوسروں کے ساتھ بہتر طور پر زندگی بسر کرنے کے لئے انسان کو ایسی معاشرتی تعلیم دینے کی ضرورت ہے جس کی مدد سے وہ اپنے معاشرتی مسائل کو حل کر سکے اور اپنے ارتقائی عمل کی خامیوں کو دور کر سکے۔

مختلف معاشرتی سائنسنر انسان کے معاشرتی مسائل پر اپنے اپنے زاویہ نگاہ سے روشنی ڈالتے ہیں۔ معاشرتی نفسیات (Social psychology) جو کہ نفسیات کی ایک شاخ ہے، انسان کے معاشرتی مسائل کا فرد اور گروہ کے باہمی تعامل (Interaction) کے تناظر میں مطالعہ کرتی ہے۔ معاشرتی نفسیات دان فرد کے معاشرتی کردار کا معاشرتی تجزیہ کرتے ہوئے یہ سمجھتے ہیں کہ انسان کے تمام معاشرتی مسائل کے حل کے لئے فرد کے معاشرتی کردار کو سمجھنا ضروری ہے۔ ایک فرد اپنے معاشرتی کردار کو کس طرح پروان چڑھاتا ہے؟ معاشرتی ماحول ایک فرد کے کردار کو کس طرح متاثر کرتا ہے؟ ایک فرد دوسرے افراد یا گروہوں کے ساتھ کس طرح تعامل کرتا ہے؟ افراد گروہ کس طرح تشکیل دیتے ہیں اور گروہوں میں کس طرح تعامل کرتے ہیں؟ گروہ آپس میں کس طرح تعامل کرتے ہیں؟ معاشرتی نفسیات دان یہ یقین رکھتے ہیں کہ معاشرتی نفسیات اپنے سائنسی بنیادوں پر اخذ کئے گئے اصولوں کا حقیقی معاشرتی ماحول پر اطلاق کر کے بہت سے معاشرتی مسائل کو حل کر سکتی ہے۔

معاشرتی نفسیات کی تعریف

مختلف معاشرتی نفسیات دانوں نے معاشرتی نفسیات کی تعریف مختلف انداز میں کی ہے۔ ذیل میں ہم کچھ جدید ماہرین نفسیات کی تعریفوں کا جائزہ لیتے ہیں:

کرچ اینڈ کرچ فیلڈ (Krech And Crutchfield) کی تعریف

کرچ اینڈ کرچ فیلڈ نے معاشرتی نفسیات کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے کہ "معاشرتی نفسیات معاشرے میں فرد کے کردار کی سائنس ہے۔"

نیوکومب (Newcomb) کی تعریف

نیوکومب کا خیال ہے کہ "فرد کا دوسرے افراد کے ساتھ تعامل کا مطالعہ ہی معاشرتی نفسیات کا موضوع ہے۔"

بیرن اور بائیرن (Baron and Byron) کی تعریف

بیرن اور بائیرن کے مطابق "معاشرتی نفسیات فرد کے اس کردار' رویہ جات' اعتقادات اور تجربات کے مطالعہ کا نام ہے جو کہ دوسرے افراد سے تعلق کی وجہ سے وقوع پذیر ہوتے ہیں۔"

لنڈزے (Lindzey) کی تعریف

لنڈزے نے معاشرتی نفسیات کی تعریف کچھ اس طرح بیان کی ہے کہ "معاشرتی نفسیات فرد کے دوسرے افراد کی حقیقی یا تصوراتی موجودگی کو محسوس کرتے ہوئے' سوچنے اور ادراک کرنے کے مطالعہ کا نام ہے۔"

کسی بھی مضمون کی موزوں ترین تعریف کرتے ہوئے دو چیزوں کو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے' یعنی اس مضمون کا مواد یا مافیہ (Content) اور اس مضمون کا طریقہ کار (Method)۔ مواد یا مافیہ سے مراد وہ بنیادی موضوع ہے جو کہ اس مضمون کے مواد یا مافیہ پر محیط ہوتا ہے اور طریقہ کار سے مراد وہ طریقہ کار ہے جس کو استعمال کرتے ہوئے اس مضمون کو ایک بنیادی علم کی حیثیت سے اکٹھا کیا جاتا ہے۔

اس لحاظ سے معاشرتی نفسیات کا مافیہ فرد کے اپنے معاشرتی ماحول سے تعلق کی وضاحت کرتا ہے اور معاشرتی نفسیات کا طریقہ کار مکمل طور پر تجرباتی سائنس کا ہے۔ معاشرتی نفسیات کی درج ذیل تعریف جو کہ اس کے مافیہ اور طریقہ کار کی مکمل طور پر نمائندگی کرتی ہے اس سے اکثر معاشرتی نفسیات دان متفق ہیں۔

"معاشرتی نفسیات فرد کے اس تجربے اور کردار کے سائنسی مطالعہ کا نام ہے جو کہ اس کے دوسرے افراد' گروہوں اور ثقافت سے تعلق کی وجہ سے وقوع پذیر ہوتے ہیں۔"

"Social Psychology is the Scientific study of the Experience and Behavior of Individual in relation to other Individuals, Groups, and Culture."

اس تعریف میں جو الفاظ اور اصطلاحات استعمال کی گئی ہیں ان کو نہایت احتیاط سے چنا گیا ہے اور جو اصطلاحات انڈر لائن کی گئی ہیں وہ تشریح طلب ہیں۔ معاشرتی نفسیات کی تعریف کو بہتر طور پر سمجھنے کے لئے ان اصطلاحات کی تشریح ضروری ہے۔

فرد (Individual)

اس تعریف میں شامل اصطلاح "فرد" معاشرتی نفسیات کے بنیادی موضوع کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ معاشرتی نفسیات کا بنیادی موضوع فرد کے معاشرتی کردار کا تجزیہ کرنا ہے۔ معاشرتی نفسیات کا یہ بنیادی موضوع معاشرتی نفسیات کی نفسیات اور دوسری سوشل سائنسز سے الگ تھلگ ایک علم کی حیثیت سے بھی نشاندہی کرتا ہے۔ نفسیات کی تعریف اس طرح کی جاتی ہے کہ نفسیات فرد کے کردار اور بنیادی افعال یعنی حافظہ 'ادراک' تخیل' تفکر اور محرکات کے سائنسی مطالعے کا نام ہے اور وہ فرد کے ان بنیادی افعال کو طبیعیاتی (Physical) اور حیاتیاتی حقائق سے مربوط کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ جبکہ معاشرتی نفسیات فرد کے معاشرتی کردار کا تجزیہ کرتے ہوئے اس کے بنیادی افعال یعنی حافظہ 'ادراک' تخیل' تفکر اور محرکات کا سائنسی مطالعہ کرتی ہے اور ان بنیادی افعال کو معاشرتی ماحول سے مربوط کرتی ہے۔ دوسری سوشل سائنسز عمرانیات (Socialogy) 'انسانیات (Anthropology) 'سیاسیات' فلاسفی اور تاریخ معاشرتی تنظیموں (Social Organizations) اور معاشرتی نظام (Social System) کو زیر بحث لاتی ہیں اور ان مضامین کا بنیادی موضوع معاشرتی تنظیمی کردار ہے۔ معاشرتی نفسیات بھی اپنے بنیادی موضوع "فرد" کے حوالے سے معاشرتی تنظیموں اور معاشرتی نظام کا مطالعہ کرتی ہے لیکن معاشرتی نفسیات کا مافیہ اور طریقہ کار دوسری سوشل سائنسز سے الگ ایک علم کی حیثیت سے اس کی نشاندہی کرتا ہے۔

بعض اوقات کچھ ماہرین معاشرتی نفسیات کی تعریف کرتے ہوئے اسے نفسیات اور عمرانیات کی آمیزش قرار دیتے ہیں۔ یہ بات اس لحاظ سے سچ معلوم ہوتی ہے کہ معاشرتی نفسیات کو ایک نو آموز معاشرتی سائنس کی حیثیت سے امریکن اور پاکستانی تعلیمی اداروں میں نفسیات اور عمرانیات کی ایک شاخ کی حیثیت سے پڑھایا جاتا ہے۔ معاشرتی نفسیات جس مظہر (Phenomenon) اور جن مسائل کو زیر بحث لاتی ہے وہ روایتی طور پر ان دونوں مضامین سے ملتے جلتے ہیں۔ اس کے علاوہ معاشرتی نفسیات جو تعقلات (Concepts) استعمال کرتی ہے ان میں سے اکثر ان دونوں مضامین سے مستعار لیتی ہے۔ لیکن جدید معاشرتی نفسیات دان معاشرتی نفسیات

کی تعریف اس کے مائیہ کو مد نظر رکھتے ہوئے کرتے ہیں۔ مافیہ کے اعتبار سے نفسیات انسانی کردار کو زیر بحث لاتی ہے جبکہ معاشرتی نفسیات انسانی معاشرتی کردار کو زیر بحث لاتی ہے۔ عمرانیات کا بنیادی موضوع معاشرتی نظام اور معاشرتی اداروں یعنی خاندان، گروہ اور ثقافت کا تجزیہ کرنا ہے۔ جبکہ معاشرتی نفسیات فرد کے حوالے سے معاشرتی نظام اور معاشرتی اداروں کو زیر بحث لاتی ہے۔

تاہم اکثر ماہرین معاشرتی نفسیات اس بات سے متفق ہیں کہ معاشرتی نفسیات کا نفسیات اور عمرانیات سے گہرا تعلق ہے اور تاریخی پس منظر کے حوالے سے معاشرتی نفسیات ان دونوں مضامین کی بدولت ہی وجود میں آئی۔ اپنی کم عمری اور نوخیزی کے باوجود معاشرتی نفسیات اپنے بنیادی موضوع یعنی فرد کے معاشرتی کردار کے تجزیے کی بدولت اپنے وجود کو سوشل سائنسز میں ایک علیحدہ علم کی حیثیت سے منوا رہی ہے۔

تجربہ اور کردار (Experience and Behavior)

اس تعریف میں پیش کی گئی دوسری اصطلاح "تجربہ اور کردار" فرد کے کردار کی نوعیت کی وضاحت کرتی ہے۔ فرد کے کردار کے وقوع پذیر ہونے کی وسعت بہت زیادہ ہے۔ ماہرین نفسیات انسانی کردار کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں: باطنی کردار اور ظاہری کردار۔ باطنی کردار سے مراد فرد کا وہ کردار لیا جاتا ہے جس کا فرد بذات خود تجربہ حاصل کرتا ہے اور فرد خود ہی اس کو جان سکتا ہے اور بیان کر سکتا ہے۔ "تجربہ" سے یہاں مراد فرد کا باطنی کردار ہے۔ "کردار" سے مراد وہ ظاہری کردار یا ردِ اعمال لئے جاتے ہیں جو کہ دوسرے افراد کی موجودگی میں واقع ہوتے ہیں اور قابل مشاہدہ ہوتے ہیں۔ معاشرتی نفسیات میں فرد کے تجربے اور کردار کا معاشرتی ماحول کے حوالے سے مطالعہ کیا جاتا ہے۔ معاشرتی نفسیات میں اس سلسلے میں بہت سے سائنسی طریقوں کو استعمال کیا جاتا ہے اور معاشرتی نفسیات میں ہمیں بہت سے ایسے نظریات ملتے ہیں جو کہ فرد کے باطنی اور ظاہری کردار کی تشریحات مختلف انداز میں پیش کرتے ہیں۔

سائنسی مطالعہ (Scientific Study)

"سائنسی مطالعہ" سے مراد معاشرتی نفسیات کا سائنسی طریقہ ہے جو کہ معاشرتی نفسیات دان تحقیق کرتے ہوئے اور معاشرتی نفسیات کے اصول تشکیل دیتے ہوئے اختیار کرتے ہیں۔ معاشرتی نفسیات دان تحقیق کرتے ہوئے مواد کا مشاہدات (Observations) کی صورت میں تجزیہ کرتے ہیں۔ وہ اپنے مشاہدات کو تین مدارج میں بیان کرتے ہیں:

1: مشاہدات کو نہایت احتیاط کے ساتھ اکٹھا کیا جاتا ہے۔

2: مشاہدات کو آپس میں مربوط کیا جاتا ہے اور ان کو استدلالی قواعد و قوانین (Logical Patterns) کے مطابق بیان کیا جاتا ہے۔

3: بیان کئے گئے استدلالی قواعد و قوانین کی مدد سے مستقبل کے مشاہدات کے بارے میں پیشین گوئی کی جاتی ہے۔

معاشرتی نفسیات دان اپنی تحقیق کے نتائج بیان کرتے ہوئے تین قسم کی وضاحتیں بھی فراہم کرتے ہیں:

(الف) ان قواعد و قوانین کے بارے میں وضاحتیں جن کی مدد سے بنیادی **تعقلات** اور مشاہدات کی تعریف کی جاتی ہے۔

(ب) ان طریقوں کی وضاحت جن کی مدد سے مواد کو مشاہدات کی صورت میں اکٹھا کیا جاتا ہے اور اسے قابل فہم بنایا جاتا ہے۔

(ج) ان طریقوں کی وضاحت جن کی مدد سے حاصل شدہ نتائج کی آزمائش (Test) کی جا سکتی ہے۔

افراد' گروہ اور ثقافت (Individuals, Groups and Culture)

معاشرتی نفسیات کی پیش کی گئی تعریف کا سرسری طور پر تجزیہ کرنے کے بعد یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ معاشرتی نفسیات کی اتنی تعریف بھی اس کو بیان کرنے کے لئے کافی ہے کہ "معاشرتی نفسیات معاشرتی ماحول میں فرد کے تجربے اور کردار کے سائنسی مطالعہ کا نام ہے"۔ لیکن درحقیقت معاشرتی نفسیات کو مکمل طور پر بیان کرنے کے لئے یہ تعریف کافی نہیں ہے۔ اس تعریف میں معاشرتی نفسیات کے ایک اہم پہلو معاشرتی ہیجاتی صورتحالوں (Social Stimulus Situations) کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ معاشرتی ہیجاتی صورت حالوں سے مراد معاشرتی نظام کی وہ اکائیاں ہیں جو کہ فرد کے معاشرتی کردار کو اپنی مخصوص معاشرتی ہیجاتی خصوصیات کی بدولت اپنے اپنے انداز میں متاثر کرتی ہیں' یعنی افراد' منظم افراد جنہیں گروہوں کی اصطلاح میں بیان کیا جاتا ہے' اور ثقافت۔ معاشرتی نفسیات میں فرد کے معاشرتی کردار کا دوسرے فرد یا افراد' گروہوں اور ثقافت کے ساتھ تعلق کی بنیاد پر تجزیہ کیا جاتا ہے۔

معاشرتی نفسیات میں ایک اہم معاشرتی ہیجاتی صورت حال دو افراد کا بین الاشخاصی

(Interpersonal) تعامل ہے' یعنی اس معاشرتی میجاتی صورت حال میں افراد ایک دوسرے کا کس طرح شخصی ادراک (Person Perception) کرتے ہیں' ایک دوسرے کی جانب کن حالات میں کشش محسوس کرتے ہیں اور ایک دوسرے پر کس طرح اثر انداز ہوتے ہیں۔ افراد کا بین الاشخاصی تعامل معاشرتی نفسیات کا ایک اہم موضوع ہے اور اس پر بہت سی تحقیقات کی گئی ہیں۔ معاشرتی نفسیات کے کئی نظریات بین الاشخاصی تعامل کی تشریح بیان کرتے ہیں۔

دوسری اہم معاشرتی میجاتی صورت حال کو منظم افراد یعنی گروہ کہا جاتا ہے۔ فرد کا ایک گروہ یا بہت سے گروہوں کے ساتھ تعامل کا مطالعہ معاشرتی نفسیات کا اہم موضوع ہے جس میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ فرد ایک گروہ کے اندر اپنے آپ کو کس طرح باعمل بناتا ہے' وہ ان گروہوں کے بارے میں کس طرح کا معاشرتی ردعمل ظاہر کرتا ہے جن کا وہ باقاعدہ رکن نہیں ہوتا۔ وہ ایک ہی وقت میں مختلف گروہوں یعنی خاندان' معاشرتی تنظیموں اور معاشرے سے معاشرتی تعلق رکھتے ہوئے کس طرح کا کردار پیش کرتا ہے۔

معاشرتی نظام کی ایک اہم معاشرتی میجاتی صورت حال ثقافت ہے۔ ثقافت سے مراد دوسرے افراد' گروہوں یا معاشرے کی وہ خصوصیات لی جاتی ہیں جو پہلے سے موجود ہوتی ہیں اور فرد ان خصوصیات کو اپنے معاشرتی کردار کا حصہ بناتا ہے۔ ثقافت کو انسانی معاشرتی کردار کی باقیات بھی کہا جاتا ہے اور اس کا دو صورتوں میں مطالعہ کیا جاتا ہے۔ مادی ثقافت (Material Culture)' جس میں مجسم اور ٹھوس اشیاء یعنی اوزار' ہتھیار' فنون لطیفہ وغیرہ شامل ہیں' اور غیر مادی ثقافت (Non Material Culture)' جس میں معاشرتی رواجات' رسومات' قوانین' روایات اور اقدار وغیرہ شامل ہیں۔ معاشرتی نفسیات میں فرد کے اپنی ثقافت کے ساتھ تعامل کو زیر بحث لایا جاتا ہے اور اس کے معاشرتی کردار کو سمجھا جاتا ہے۔

کچھ ماہرین معاشرتی نفسیات کے مطابق فرد کے کردار کا معاشرتی تجزیہ کرتے ہوئے اس کو تین معاشرتی میجاتی صورت حالوں یعنی افراد' گروہ اور ثقافت کے حوالے سے بیان کرنا ضروری نہیں' بلکہ یہ تینوں معاشرتی میجاتی صورتحالیں نوعیت کے اعتبار سے عمومی معاشرتی صورتحال یعنی معاشرتی ماحول سے مربوط ہیں۔ یہ ماہرین یہ دلیل دیتے ہیں کہ جب ہم فرد کی مختلف معاشرتی کرداری خصوصیات کا مطالعہ کرتے ہیں یعنی معاشرتی ادراک' معاشرتی آموزش' ہیجانات کا اظہار اور معاشرتی محرکات تو ہم صرف معاشرتی ماحول کو مدنظر رکھتے ہیں۔ درحقیقت ان ماہرین کا نقطہ نظر

حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔ معاشرتی نفسیات جو کہ ایک اطلاقی (Applied) سائنس بھی ہے' حقیقی معاشرتی ماحول میں ہر صورت حال کی معاشرتی میحاتی خصوصیات کو مد نظر رکھ کر فرد کے معاشرتی کردار کا تجزیہ کرتی ہے۔ اور یہ تین معاشرتی میحاتی صورتحالیں جو کہ کئی اور ثانوی معاشرتی میحاتی صورت حالوں میں تقسیم ہو جاتی ہیں' فرد کے معاشرتی کردار کو سمجھنے میں مدد فراہم کرتی ہیں اور ویسے بھی معاشرتی نفسیات اپنے دائرہ کار کے ساتھ اس وقت انصاف کرتی ہے جب وہ معاشرتی ماحول کا حقیقی معاشرتی میحاتی صورتحالوں کے حوالے سے مطالعہ کرتی ہے۔

تعلق سے (In Relation)

معاشرتی نفسیات کی پیش کی گئی تعریف میں اصطلاح "تعلق" فرد اور معاشرتی صورتحالوں کے اس تعلق کو بیان کرتی ہے جس میں کوئی معاشرتی صورتحال فرد کے ساتھ تعلق کی وجہ سے معاشرتی میحاتی صورتحال کی شکل اختیار کرتی ہے۔ اس کے لئے بعض اوقات لفظ "تعلق" کی بجائے "تعامل" بھی استعمال کیا جاتا ہے' جو کہ اس عمل کی نشاندہی کرتا ہے جس میں ایک فرد دوسرے فرد یا افراد کے ساتھ' گروہ یا گروہوں کے ساتھ اور ثقافت کے ساتھ تعلق کی وجہ سے معاشرتی اثرات حاصل کرتا ہے اور ان معاشرتی میحاتی صورتحالوں پر معاشرتی اثرات مرتب کرتا ہے۔

فرد معاشرتی میحاتی صورتحالوں سے تعامل کرتے ہوئے دو طرح کے ردِ اعمال پیش کرتا ہے' یا تو وہ متعلقہ معاشرتی میحاتی صورتحال کے اثرات کو قبول کرتے ہوئے اس کی پیروی کرتا ہے' یعنی انفعالی (Passive) کردار پیش کرتا ہے۔ مثلاً وہ گروہ کا رکن بنتا ہے' گروہ کے معیاروں (Norms) سے مطابقت (Conformity) پیدا کرتا ہے اور ثقافتی اقدار (Values) کو اپناتا ہے اور اپنے آپ کو ایک مفید شہری ثابت کرتا ہے۔ دوسری صورت میں فرد معاشرتی میحاتی صورتحالوں پر اپنے واضح اثرات مرتب کرتا ہے' یعنی فاعلی (Active) کردار پیش کرتا ہے' مثلاً ایک فرد اپنی ذہانت کے بل بوتے پر گروہ کی قیادت (Leadership) حاصل کرتا ہے اور گروہ کو اپنی مرضی سے چلاتا ہے' یا ایک تخلیقی قوتوں کا مالک فرد ثقافت کی اقدار تبدیل کر دیتا ہے۔ بہر حال فرد کا معاشرتی کردار اس کے مختلف معاشرتی میحاتی صورتحالوں سے تعلق کی بدولت متعین ہوتا ہے۔

مختصراً یہ کہ معاشرتی نفسیات کی پیش کی گئی تعریف درج ذیل عناصر کی نشاندہی کرتی ہے:

(الف) معاشرتی نفسیات کا طریقہ تجرباتی سائنس کا ہے۔

(ب) معاشرتی نفسیات فرد کا ظاہری کردار اور باطنی کردار کے حوالے سے مطالعہ کرتی ہے۔

(ج) فرد کو معاشرتی نظام کا ایک حصہ سمجھا جاتا ہے۔

(د) اپنے معاشرتی نظام کی جانب فرد فاعلی ردِ اعمال اور انفعالی ردِ اعمال پیش کر سکتا ہے۔

(ر) اس خاص معاشرتی سیاق و سباق (Social Context) یعنی فرد کے ذاتی' بین الاشخاصی اور ثقافتی پس منظر کی اہمیت بہت زیادہ ہے جس میں فرد موجود ہوتا ہے۔

معاشرتی نفسیات بنیادی سائنس کی حیثیت سے

(Social Psychology as a basic Science)

سائنس سے مراد ایک ایسا منظم علم ہے جو کہ خارجی مشاہدے اور باقاعدہ آزمائش کے ذریعے حاصل کیا گیا ہو۔ کسی مضمون میں کسی ایک موضوع کے سائنسی ہونے کی بنیاد پر اسے سائنسی مضمون قرار نہیں دیا جاتا بلکہ ایک سائنسی علم مکمل طور پر خارجی مطالعات اور باقاعدہ آزمائشوں کے ذریعے تخلیق کیا جاتا ہے۔ معاشرتی نفسیات ایک مکمل بنیادی سائنسی علم ہے۔ درج ذیل میں ہم معاشرتی نفسیات کا بنیادی سائنس کی حیثیت سے جائزہ لیتے ہیں۔

معاشرتی نفسیات دوسرے سائنسی علوم کے درمیان

سائنسی علوم کو عموماً تین قسموں میں بیان کیا جاتا ہے:

1: مادی سائنسز: جو کہ کائنات کی بے جان اشیاء کا مطالعہ کرتی ہیں' مثلاً طبیعیات' کیمیا' ارضیات۔

2: حیاتیاتی سائنسز: جو کہ حیات کی مختلف قسموں کا مطالعہ کرتی ہیں' مثلاً نباتیات' حیوانیات' فعلیات۔

3: معاشرتی سائنسز: جو کہ انسان کا اس کے معاشرتی سیاق و سباق میں مطالعہ کرتی ہیں' مثلاً عمرانیات' معاشیات' سیاسیات' انسانیات۔

مادی سائنسز میں انسان اپنے اردگرد پھیلی ہوئی وسیع کائنات کی بے جان اشیاء کا مطالعہ کرتا ہے اور ایسے اقدامات کرتا ہے جن کی مدد سے وہ کائناتی قوتوں کو مسخر کر سکے۔ حیاتیاتی سائنسز میں انسان بذاتِ خود حیات کی ایک قسم ہونے کی وجہ سے حیات کے اصول اور قوانین جاننے کی کوشش

کرتا ہے جس میں اس کا اپنا فائدہ مضمر ہوتا ہے۔ معاشرتی سائنسز میں انسان خود ہی تحقیق کار ہے اور بذات خود مطالعہ کا موضوع ہے۔

نفسیات کو حیاتیاتی سائنسز اور معاشرتی سائنسز کی مشترکہ سائنس قرار دیا جاتا ہے اور معاشرتی نفسیات کو نفسیات اور عمرانیات کی مشترکہ سائنس قرار دیا جاتا ہے۔ نفسیات انسانی کردار کا مطالعہ ماحول کے حوالے سے کرتی ہے۔ معاشرتی نفسیات انسانی کردار کا مطالعہ معاشرتی سیاق و سباق کے حوالے سے کرتی ہے۔ اس طرح دونوں علوم انسانی کردار کو زیر بحث لاتے ہیں۔ عمرانیات' خاص طور پر عمومی عمرانیات اجتماعی کردار (Collective Behavior) کی مختلف شکلوں اور عوامل کو زیر بحث لاتی ہے۔ معاشرتی نفسیات بھی فرد کے حوالے سے اجتماعی کردار کا مطالعہ کرتی ہے۔ اس طرح دونوں علوم انسانی اجتماعی کردار کو زیر بحث لاتے ہیں اور معاشرتی نفسیات' نفسیات اور عمرانیات کے درمیان جگہ پاتی ہے۔

سائنسی طریقہء تحقیق بمقابلہ معاشرتی نفسیات کا طریقہء تحقیق

سائنس دان مشاہدات کو اکٹھا کرتے ہوئے سائنسی قواعد و قوانین کو بروئے کار لاتے ہیں۔ ان قواعد و قوانین کو اجتماعی طور پر سائنسی طریقہ کہا جاتا ہے جو کہ اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ مشاہدات کو کس طرح اکٹھا کرنا چاہئے' ان کو کس طرح ترتیب دینا چاہئے اور پھر انہیں کس طرح آزمائش کی کسوٹی پر پرکھنا چاہئے۔

معاشرتی نفسیات دان اپنے طریقہء تحقیق کو سائنسی طریقہء تحقیق کے اصولوں کے مطابق بروئے کار لاتے ہیں۔ وہ منظم مشاہدات کرتے ہیں اور ایسے نظریات کی اختراع کرتے ہیں جو ان مشاہدات کی تشریح کر سکیں۔ اور ان نظریات کو مستقبل کے مشاہدات کے بارے میں پیشین گوئی کرتے ہوئے استعمال میں لاتے ہیں۔ اگر پیشین گوئی درست ثابت نہ ہو تو نظریہ پر نظر ثانی کرتے ہیں۔ معاشرتی نفسیات کے اس طریقہء تحقیق کی بدولت اسے ایک بنیادی سائنس قرار دیا جاتا ہے۔ لیکن معاشرتی نفسیات کا ایک حقیقی بنیادی سائنس کی حیثیت سے تجزیہ کرنے کے لئے اس کے تحقیق کے اصولوں اور مقاصد کو سمجھنا ضروری ہے۔

معاشرتی نفسیات کی تحقیق کے اصول

معاشرتی نفسیات کی تحقیق کے اصولوں سے مراد معاشرتی نفسیات کی تحقیق کی وہ خصوصیات

ہیں جو کہ خالصتاً" ایک سائنسی تحقیق میں پائی جاتی ہیں۔ یہ خصوصیات معاشرتی نفسیات کو ایک بنیادی سائنسی علم ثابت کرتی ہیں۔ درج ذیل میں ہم ان خصوصیات کا جائزہ لیتے ہیں۔

1: **تجربیت : (Empiricism)**' تجربیت سے مراد یہ ہے کہ صرف براہ راست مشاہدات اور تجربات کی بنیاد پر ہی کسی واقعہ کے بارے میں نتائج اخذ کئے جاسکتے ہیں' نہ کہ فلسفیانہ یا عقلی سوچ و بچار کے ذریعے۔ تجربیت کے مطابق مواد کو اکٹھا کرنے کے بعد اس کی تصدیق یا تردید تجرباتی طریقوں کی مدد سے کی جاتی ہے اور نتائج اخذ کئے جاتے ہیں۔

2: **جبریت : (Determinism)**' جبریت سے مراد یہ ہے کہ مادی اشیاء کی طرح انسانی فطرت بھی معین انداز میں وقوع پذیر ہوتی ہے اور ایک واقعہ دوسرے واقعات کو متاثر کرتا ہے۔ جبریت کے مطابق اتفاقی طور پر کچھ بھی واقع نہیں ہوتا۔ اگر ہم انسانی کردار کی تمام وجوہات کو جان جائیں تو ہم تمام انسانی اعمال کے بارے میں پیشین گوئی کر سکتے ہیں۔

3: **غیر تغیرپذیری : (Invariance)**' غیر تغیرپذیری کے اصول سے مراد یہ ہے کہ کسی واقعہ کی جو وجوہات ہوتی ہیں' زماں و مکاں کی تبدیلی کے باوجود وہ وجوہات برقرار رہتی ہیں۔ وقت کی تبدیلی یا جگہ کی تبدیلی ان پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ غیر تغیرپذیری کی خصوصیت کے تحت معاشرتی نفسیات دان یہ بیان کرتے ہیں کہ اگر متعلقہ شرائط برقرار رہیں اور انسانی کردار کو متحرک کرنے والی وجوہات بھی برقرار رہیں تو انسانی کردار ہر صورت میں یکساں واقع ہو گا۔ مثال کے طور پر ایک حالیہ مطالعہ کے مطابق امریکی خواتین ان مردوں میں زیادہ کشش محسوس کرتی ہیں جن میں مزاح کی حس زیادہ پائی جاتی ہے اور چین کی عورتیں سنجیدہ مزاج مردوں میں دلچسپی لیتی ہیں۔ ان نتائج کے بارے میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر متعلقہ شرائط برقرار رہیں تو دونوں ملکوں میں دس سال بعد بھی یہی کیفیت ہوگی۔

4: **عملیت : (Operationism)**' معاشرتی نفسیات دان اپنے نظریات عملیت کے اصول کو پیش نظر رکھ کر بیان کرتے ہیں۔ عملیت سے مراد یہ ہے کہ جو نظریہ بیان کیا جائے وہ قابل عمل شکل میں بیان ہو' اور اس کی خارجی آزمائش کی جاسکے۔ مثال کے طور پر معاشرتی نفسیات دان یہ نہیں کہتے کہ ایک فرد جو دوسرے فرد میں کشش محسوس کرتا ہے وہ اس کی محبت میں گرفتار ہو جاتا ہے' بلکہ معاشرتی نفسیات دان عملیت کے اصول کو بروئے کار لاتے ہے کہ محبت کی اس کی کس طرح آزمائش کی جاسکتی ہے۔

معاشرتی نفسیات دان محبت کو کمیتی اور عملی اصطلاح میں بیان کرتے ہیں۔ یعنی اس وقت کی پیائش جو دو افراد نے ایک دوسرے کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے گزارا' یا دو افراد میں جسمانی فاصلے کی نوعیت وغیرہ۔

5: **خارجیت : (Objectivity)** معاشرتی نفسیات دان انسانی کردار کے بارے میں تحقیقات کرتے ہوئے خارجیت کو خاص اہمیت دیتے ہیں۔ خارجیت سے مراد یہ ہے کہ معاشرتی نفسیات دان جب مواد اکٹھا کرتے ہیں' یا نظریات قائم کرتے ہیں' یا پیشین گوئی کرتے ہیں تو وہ ایسے قواعد و ضوابط کے تحت کرتے ہیں جو کہ دوسرے تحقیق کاروں کے لئے قابل فہم ہوں اور وہ ان قواعد و ضوابط کو تسلیم کرتے ہوں' اور ان قواعد و ضوابط کی مدد سے وہ کسی نتیجہ کی آزمائش کر سکیں۔ معاشرتی نفسیات دانوں کی پیشہ وارانہ تربیت اس انداز میں کی جاتی ہے کہ وہ ممکن حد تک بہتر خارجیت کو اپنے مشاہدات اور نظریات میں قائم رکھیں۔

معاشرتی نفسیات کی تحقیق کے مقاصد

معاشرتی نفسیات کی تحقیق کے مقاصد سے مراد معاشرتی نفسیات کے وہ مقاصد ہیں جو کہ معاشرتی نفسیات دان اپنی تحقیق کے دوران نتائج اخذ کرتے ہوئے مدنظر رکھتے ہیں۔ معاشرتی نفسیات کے یہ مقاصد یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ حقیقی معاشرتی ماحول میں معاشرتی نفسیات معاشرے کی ایک بنیادی سائنس کی حیثیت سے اپنی تحقیق میں کیا لائحہ عمل اختیار کرتی ہے۔ تحقیق کرتے ہوئے معاشرتی نفسیات دان چار مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہیں:

- مشاہدات کو بیان کرنا
- ان کی تشریح کرنا اور نظریات کی اختراع کرنا
- نظریات کی بنیاد پر مستقبل کے مشاہدات کے بارے میں پیشین گوئی کرنا' اور
- پیشین گوئی کے استحکام کے لئے حالات کو کنٹرول کرنے کے لئے اقدامات کرنا۔

معاشرتی نفسیاتی تحقیق کا سب سے پہلا مقصد اس منظر کو بیان کرنا ہے جس کا مشاہدہ کیا گیا ہو۔ کسی بھی منظر کو منظم حقائق اور مشاہدات کی صورت میں بیان کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر پاکستان میں لڑکیوں کو زیادہ تعلیم دلوانے کے خواہشمند والدین اور کم تعلیم دلوانے کے خواہشمند

والدین کے مشاہدات کو اسی طرح بیان کیا جائے گا کہ ان والدین کی تعداد جو کہ لڑکیوں کو زیادہ تعلیم دلوانے کے حق میں ہیں اور ان والدین کی تعداد جو کہ کم تعلیم دلوانے کے حق میں ہیں۔ یہ نتائج بیان کرنے کے بعد ان خاص عوامل کے تحت نتائج کو بیان کیا جائے گا جو کہ لڑکیوں کو زیادہ تعلیم دلوانے کے خواہشمند والدین اور کم تعلیم دلوانے کے خواہشمند والدین کے نتائج میں کارفرما ہیں۔ اس عمل کو تشریح کرنا کہا جاتا ہے اور تشریح کرنا معاشرتی نفسیات کی تحقیق کا دوسرا مقصد ہے۔ مثال کے طور پر اوپر والی مثال کے تحت نتائج کا تجزیہ کرتے ہوئے ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ کم تعلیم یافتہ اور ان پڑھ والدین اپنی لڑکیوں کو کم تعلیم دلوانے کے خواہشمند ہیں۔ اس تشریح کی مدد سے ہم یہ نظریہ قائم کرتے ہیں کہ پاکستان میں کم تعلیم یافتہ اور ان پڑھ والدین اپنی لڑکیوں کو زیادہ تعلیم دلوانے کے خواہشمند نہیں ہیں۔

مستقبل کے مشاہدات کے بارے میں پیشین گوئی کرنا معاشرتی نفسیات کی تحقیق کا تیسرا مقصد ہے۔ پیشین گوئی کرنا خاصا مشکل کام ہے کیونکہ انسانی کردار کے بارے میں یقینی پیشین گوئی کرنا کسی حد تک ناممکن ہے۔ اس لئے معاشرتی نفسیات دان پیشین گوئی کرتے ہوئے "عموماً" یا "اکثر" کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ یعنی عموما" اور اکثر کم تعلیم یافتہ اور ان پڑھ والدین اپنی لڑکیوں کو کم تعلیم دلوانے کے خواہشمند ہوں گے اور تعلیم یافتہ والدین اپنی لڑکیوں کو زیادہ تعلیم دلوانے کے خواہشمند ہوں گے۔

نظریات اور پیشین گوئی ہمیں یہ بتاتی ہیں کہ کوئی کرداری مظہر کیونکر واقع ہو رہا ہے۔ معاشرتی نفسیات کی تحقیق کا چوتھا مقصد حالات کو کنٹرول میں لاتا ہے' یعنی جب کبھی کرداری مظہر واقع ہو تو حالات قابو میں ہوں۔ معاشرتی نفسیات دان' معاشرتی مسائل کو حل کرنے میں مدد فراہم کرتے ہیں اور وہ بہت سی معاشرتی صورتحالوں کو کنٹرول میں لاکر معاشرتی مسائل حل کرتے ہیں۔ حالات کو کنٹرول میں لانے کے عمل کو ہم ایک دوسری مثال سے سمجھتے ہیں۔ مثال کے طور پر شاہراہوں پر کار کے حادثات میں شرح اموات کو کم کرنے کے اقدامات کرنے پر تمام لوگ متفق ہوں گے۔ مختلف مطالعات سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ جو لوگ کار میں سفر کرتے ہوئے سیٹ بیلٹ استعمال کرتے ہیں وہ حادثے کی صورت میں کم زخمی ہوتے ہیں۔ معاشرتی نفسیات دان اس سلسلے میں کار کے سفر کے دوران سیٹ بیلٹ کے استعمال کی حوصلہ افزائی کریں گے۔ لیکن یہ دیکھا گیا ہے کہ لوگ بھولنے کی وجہ سے یا لاپروائی کی وجہ سے سیٹ بیلٹ استعمال نہیں کرپاتے۔ ان حالات کو قابو میں لاتے ہوئے معاشرتی نفسیات دان یہ تجویز کرتے ہیں کہ جب کار میں سفر کے دوران لوگ

سیٹ بیلٹ استعمال نہ کریں تو کار کے اندر ایسا الارم سسٹم ہونا چاہئے کہ الارم لوگوں کو خبردار کرے کہ وہ سیٹ بیلٹ استعمال کریں۔ الارم سسٹم کی بدولت لوگوں میں سیٹ بیلٹ استعمال کرنے کا رجحان تقویت پکڑ جائے گا تو معاشرتی نفسیات دان حکومتی اداروں کو تجویز کریں گے کہ ایسا قانون بنایا جانا چاہئے جس کی بدولت کاروں میں سیٹ بیلٹ استعمال کرنے کا الارم سسٹم لازمی ہو۔ اگر اس میں کامیابی ہو جائے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ معاشرتی نفسیات دانوں نے حالات کو کنٹرول میں لا کر کار ایکسیڈنٹ میں شرح اموات کو کم کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

معاشرتی نفسیات کو بنیادی سائنس کی حیثیت سے درپیش مسائل

تاریخی پس منظر میں معاشرتی نفسیات موجودہ صدی کے شروع میں ایک علیحدہ مضمون کی حیثیت سے وجود میں آئی۔ اس لئے معاشرتی نفسیات کو ایک نوخیز اور نو آموز سائنس کہا جاتا ہے۔ معاشرتی نفسیات کی اہمیت میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ فی الوقت معاشرتی نفسیات دانوں کو بحیثیت معاشرے کے سائنس دان درج ذیل مسائل کا سامنا ہے:

(i) ایسے قوانین کا سراغ لگانا جن سے معاشرے کو سمجھنے میں مدد ملے' کافی مشکل کام ہے اور معاشرتی نفسیات دان اس کی جستجو میں ہیں۔

(ii) معاشرتی زندگی میں فرد کے جن عوامل کو بے حد اہمیت حاصل ہے' مثلاً تسکین' معاشرتی ترقی' جمہوریت وغیرہ' ان کی آسانی سے پیمائش ممکن نہیں۔ لیکن معاشرتی نفسیات دان پر امید ہیں کہ وہ دوسری سوشل سائنسز کے ساتھ مل کر کام کرتے ہوئے ایسا کر سکیں گے۔

(iii) عمومی حالات کے علاوہ انسانی کردار کے بارے میں درست پیشین گوئی کرنا ممکن نہیں ہوتا' یعنی انسانی کردار کے بارے میں یقینی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن معاشرتی نفسیات دان یہ یقین رکھتے ہیں کہ اگر انسانی معاشرتی کردار کی تمام وجوہات کو مکمل طور پر جان لیا جائے تو ہم تمام انسانی اعمال کے بارے میں درست پیشین گوئی کر سکتے ہیں۔

(iv) اگر تحقیق کے دوران کسی معاشرتی صورت حال کے عناصر کو دریافت کر بھی لیا جائے تو پھر بھی منضبط حالات میں ان کی آزمائش ممکن نہیں۔ کیونکہ معاشرتی حالات کو منضبط رکھنا آسان عمل نہیں۔ معاشرتی تحقیق کی اس خامی کو معاشرتی نفسیات دان تحقیق کے مختلف طریقے بروئے کار لا کر دور کرتے ہیں۔

بہرحال معاشرتی نفسیات دان معاشرے کے بنیادی سائنس دان کی حیثیت سے اپنے مستقبل سے پر امید ہیں۔ اس وقت معاشرتی نفسیات کے اصولوں کا اطلاق مختلف شعبہ جات میں کیا جا رہا ہے جس کا ہم تفصیل سے تیسرے باب میں جائزہ لیں گے۔

معاشرتی نفسیات کے نظریات

(Theories of Social Psychology)

دوسرے سائنسی علوم کی طرح معاشرتی نفسیات دان بھی اپنے بنیادی موضوع یعنی انسانی معاشرتی کردار کا تجزیہ کرتے ہوئے معاشرتی نفسیات کے نظریات سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں اور یہ نظریات معاشرتی نفسیات دانوں کو ان کے مشاہدات کی تشریح اور تنظیم فراہم کرنے میں مدد دیتے ہیں' اور کسی معاشرتی مظہر کا مختلف پہلوؤں سے تناظر فراہم کرتے ہیں۔

معاشرتی نفسیات میں بے شمار نظریات موجود ہیں' لیکن ان میں سے اکثر نظریات کا دائرہ کار محدود ہے جن کا ذکر ہمیں اس کتاب کے مختلف ابواب میں ملے گا۔ تاہم چھ ایسے نظریات ہیں جو معاشرتی نفسیات دانوں کو اکثر امور کے بارے میں رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ ان نظریات میں میں فعلیاتی' معاشرتی' حیاتیاتی' آموزشی' وقوفی' تحلیل نفسی اور علامتی تعاملیت کے نظریات شامل ہیں۔ یہ تمام نظریات انسانی معاشرتی کردار کے واقع ہونے کی تشریحات اپنے اپنے زاویہ نگاہ سے کرتے ہیں۔ کوئی ایک نظریہ انسانی معاشرتی کردار کی مکمل تشریح بیان نہیں کرتا' بلکہ معاشرتی نفسیات دان ان تمام نظریات کو بروئے کار لا کر انسانی معاشرتی کردار کی تفصیلی تشریحات سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔ درج ذیل میں ہم ان نظریات کا جائزہ لیتے ہیں:

فعلیاتی نظریہ (Physiological Approach)

فعلیاتی نظریے کے مطابق پیدائش اور وراثتی طور پر منتقل شدہ (Genetically Transmitted) خصوصیات انسانی کردار کی ذمہ دار ہوتی ہیں۔ میکڈوگل (Mcdogull 1908ء) اس نظریہ کا پہلا حامی تھا۔ اس کے خیال میں مختلف انسانی کرداروں کے ساتھ مختلف پیدائشی اور وراثتی طور پر منتقل شدہ جبلتیں (Instincts) وابستہ ہوتی ہیں' اور وہ جبلتیں ان انسانی کرداروں کی ذمہ دار ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر والدین اپنے بچوں سے اس لئے پیار کرتے ہیں کیونکہ ان میں شفقت پدری کی جبلت (Parental Instinct) پائی جاتی ہے۔ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ مل

کر اس لئے رہتے ہیں کیونکہ ان میں غول پسندی کی جبلت پائی جاتی ہے۔ اس طرح میکڈوگل نے کئی اور جبلتوں کا ذکر کیا ہے۔ مثلاً لوگ ایک دوسرے سے اس لئے لڑتے ہیں کیونکہ ان میں جنگ جوئی کی جبلت پائی جاتی ہے۔ میکڈوگل کے نظریے کو جدید ماہرین زیادہ اہمیت نہیں دیتے' کیونکہ اس نظریے کو تجرباتی طور پر ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن کچھ ماہرین اس نظریے کی حمایت کرتے ہیں۔

لارنز (Lorenz ء1966) ان ماہرین میں شامل ہے جو معاشرتی کردار کی تعبیر جبلتوں کے حوالے سے کرتا ہے۔ اس کے خیال میں جارحیت (Aggression) ایک جبلتی کردار ہے' بنی نوع انسان جارحیتی تحریک یعنی دوسروں کے ساتھ لڑنے کی ضرورت کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں۔ اس کے خیال میں جارحیتی تحریک جارحیتی توانائی کی صورت میں ہمارے نظام عصبی میں پیدا ہوتی ہے' اور جب یہ توانائی اعتدال کی حد سے بڑھ جاتی ہے تو ہمیں ایسے خارجی مہیج کی ضرورت ہوتی ہے جس کی مدد سے ہم زائد توانائی خارج کر سکیں۔ لارنز کے مطابق ضروری نہیں کہ زائد جارحیتی توانائی کا انعکاس ہم دوسروں کو نقصان پہنچا کر ہی کریں' بلکہ ہم اس کا انعکاس غیر نقصان دہ طریقوں کی مدد سے بھی کر سکتے ہیں۔ مثلاً کھیلوں کے مقابلے میں حصہ لے کر' اس صورت میں لڑائی سے محفوظ رہتے ہیں۔

لارنز کے نظریے اور دوسرے فعلیاتی نظریوں پر بہت زیادہ تنقید کی جاتی ہے۔ ماہرین کے مطابق انسانی کردار بہت پیچیدہ شے ہے' اس کی تشریح ہم پیدائش اور وراثتی خصوصیات کی بنیاد پر نہیں کر سکتے۔ یہ نظریات جدید ماہرین معاشرتی نفسیات میں زیادہ پذیرائی حاصل نہیں کر سکے۔

معاشرتی حیاتیاتی نظریہ (Sociobiological Theory)

معاشرتی حیاتیاتی نظریے کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ انسانی کردار کے بارے میں فعلیاتی اور عمرانی نظریوں کی آمیزش سے وجود میں آیا۔ ای او ولسن (E.O.Wilson) اس نظریے کا سب سے بڑا حامی ہے۔ اس کے مطابق انسانی کردار وراثتی طور پر متعین ہو جاتا ہے' اور انسانی کرداری خصائص کے ذمہ دار جینز (Genes) کے خاص سیٹ ہوتے ہیں جو کہ فطری چناؤ کے ارتقائی اصول کے تحت انسانی کرداری خصائص متعین کرتے ہیں۔ ولسن اس کی مثال اس طرح دیتا ہے کہ جارحیتی کردار انسان میں پیدائشی طور پر موجود ہوتا ہے کیونکہ جارحیتی کردار میں انسان کی اپنی بقاء مضمر ہوتی ہے۔ اسی طرح انسان میں مددگار کردار (Alturistic Behavior) پیدائشی

طور پر موجود ہوتا ہے جس میں انسانیت کی بقاء مضمر ہوتی ہے۔

ولسن کے خیال میں انسانی کردار میں اتنی ہی تبدیلی آسکتی ہے جتنی کہ اس کی وراثتی بناوٹ اجازت دیتی ہے۔ ڈگر (Dugger ،1981) نے ولسن کے اس نظریے پر تحقیق کے بعد ثابت کیا کہ وراثتی طور پر متعین شدہ کردار وراثتی بناوٹ کی بنیاد پر تبدیل نہیں ہوتا بلکہ ثقافتی اور ماحولی عناصر کی وجہ سے تبدیل ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر انسانی شیر خوارگی (Infancy) جو کہ وراثتی بناوٹ کے مطابق شروع کے چند سالوں پر مشتمل ہے لیکن مختلف ثقافتوں میں شیر خوارگی کا عرصہ مختلف دورانیے پر مشتمل ہے۔ اسکیمو بچے بارہ سال کی عمر میں نوجوانی کی عمر کی خصوصیت سے مزین ہو جاتے ہیں لیکن یہی نوجوانی کی عمر کی خصوصیات امریکن بچوں میں پچیس سال کی عمر میں پیدا ہوتی ہیں۔ معاشرتی حیاتیاتی نظریہ ایسا مواد فراہم کرنے میں ناکام رہا ہے جو اس نظریے کو مکمل طور پر سچ ثابت کر سکے۔

آموزشی نظریات (Learning Theories)

انسانی کردار کا ایک بڑا حصہ آموزش کے عمل کے ذریعے پروان چڑھتا ہے۔ ہم دوسروں سے ہدایات لیتے ہوئے' دوسروں کے کردار کا مشاہدہ کرتے ہوئے اور ان کے کردار کی تقلید کرتے ہوئے سیکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ ہمارے حیاتیاتی کردار یعنی کھانا' پینا اور جنسی کردار بھی سیکھنے کے عمل سے متاثر ہوتے ہیں۔ بھوک کو لے لیجئے' تمام بنی نوع انسانوں میں کھانے کی تحریک پیدائشی موجود ہوتی ہے' لیکن جن طریقوں کی مدد سے اس تحریک کو پورا کیا جاتا ہے ان میں بہت زیادہ اختلافات ہیں۔ کچھ لوگ جو ملے اور جہاں ملے کھا لیتے ہیں' دوسرے اپنے کھانوں پر خاص توجہ دیتے ہیں' بڑی بڑی مارکیٹوں سے کھانے کی اشیاء خریدتے ہیں' مختلف طریقوں سے قسم قسم کی ڈشیں تیار کرتے ہیں اور ان کو چھری کانٹے کی مدد سے ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ کر کھاتے ہیں۔ بھوک کی تحریک تمام لوگوں میں یکساں ہے لیکن آموزشی کردار میں بہت زیادہ اختلافات ہیں۔

آموزشی نظریات کے مطابق معاشرتی کردار دوسرے افراد کی تقلید کرتے ہوئے اور ان کے ساتھ تعامل کرتے ہوئے سیکھے جاتے ہیں۔ جب ہم دوسرے افراد کے ساتھ تعامل کرتے ہیں تو وہ ہمارے کچھ کرداروں کے بارے میں پسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں اور ان کو سراہتے ہیں' ہم ان کرداروں کو مزید پختہ کر لیتے ہیں۔

آموزش کے کلاسیکی نظریے کے مطابق آموزش اس وقت واقع ہوتی ہے جب کسی خاص

کردار کا مشروط مہیج کے ساتھ تعلق قائم ہوتا ہے۔ اس کے برخلاف آموزش کے عاملانہ مشروطیت (Operent Conditioning) کے نظریے کے مطابق جب کسی خاص کردار کو موزوں تقویت پہنچائی جائے تو وہ مشروط مہیج سے تعلق پیدا کر لیتا ہے۔

آموزش کے ان نظریات کی تشریحات مختلف ہیں لیکن نتائج ایک جیسے پیدا ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر بچے جب الفاظ بولنا شروع کرتے ہیں تو والدین ان کے الفاظ کی صحیح ادائیگی پر پسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں اور ایک بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ شاباش دیتے ہیں' اور بعض اوقات انہیں ان کی اس کارکردگی پر کوئی کھانے کی چیز مثلاً چاکلیٹ' ٹافیاں وغیرہ انعام کی صورت میں بھی ملتی ہیں۔ آموزشی نظریے کے مطابق اس عمل کو مثبت تقویت پہنچانا کہا جاتا ہے۔ اسی طرح بچے کے کسی ناپسندیدہ کام پر اسے ٹوکا جاتا ہے اور ناراضگی کا اظہار کیا جاتا ہے اور بعض اوقات بچے کو سزا بھی ملتی ہے' یہ عمل منفی تقویت پہنچانا کہلائے گا۔ مثبت اور منفی تقویت کے استعمال کی بنیاد پر بچہ یہ سیکھ جاتا ہے کہ اسے پسندیدہ معاشرتی کرداروں کا اظہار کرنا چاہئے اور غیر پسندیدہ معاشرتی کرداروں کو نہیں اپنانا چاہئے۔

آموزشی نظریات پر اس وجہ سے خاص طور پر تنقید کی جاتی ہے کہ وہ انسانی کردار کو ایک بلیک باکس (Black Box) کی مانند سمجھتے ہیں' جو کہ مہیجات وصول کرتا ہے اور ردِ اعمال پیش کرتا ہے۔ لیکن اس باکس کے اندر کیا واقع ہوتا ہے اس بات کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ باکس کے اندر واقع ہونے والے عناصر یعنی ہیجانات اور دقوفات (Emotions and Cognitions) کی تشریحات وقوفی نظریات کرتے ہیں۔ اگرچہ آموزشی نظریات کو نفسیات کی مختلف شاخوں میں بہت زیادہ اہمیت دی جاتی ہے' یعنی تجرباتی نفسیات' فعلیاتی نفسیات اور کلینکی نفسیات میں' لیکن معاشرتی نفسیات دان انسانیتی نقطہ نظر سے ان نظریات پر بہت زیادہ تنقید کرتے ہیں۔ معاشرتی نفسیات میں آموزشی نظریات کو زیادہ تر معاشریت کے عمل (Socialization Process) میں بروئے کار لایا جاتا ہے۔

وقوفی نظریات (Cognitive Theories)

بیسویں صدی کے پہلے عشرے میں جرمن نفسیات دانوں کے ایک گروہ نے یہ نظریہ پیش کیا کہ انسانی کردار انفعال اور خود کار نہیں ہوتا ہے' جس طرح کے آموزشی نظریات بیان کرتے ہیں۔ ہم ہر فرد کو ایک بلیک باکس کی مانند قرار نہیں دے سکتے جو مہیج وصول کرتا ہے اور ردِ اعمال پیش کرتا

ہے، بلکہ وقوفی نظریات دانوں کے مطابق لوگ فاعلی طور پر مہیج کا ادراک کرتے ہیں اور اس کی تعبیر مختلف طریقہ ہائے کار بروئے کار لاتے ہوئے کرتے ہیں۔ وہ اپنے ادراکات کی تنظیم کرتے ہیں، ماحول کو بامعنی انداز میں سمجھتے ہیں، وہ سوچ وبچار کرتے ہیں، ہیجانات کا اظہار کرتے ہیں اور ماحول کو ایک اکائی کی صورت میں سمجھتے ہیں۔ ماحول کو ایک مکمل اکائی کی صورت میں سمجھنے کو جرمن نظریات دانوں نے "گیسٹالٹ" قرار دیا۔

گیسٹالٹ نظریے کا بنیادی تعقل یہ ہے کہ کسی شے کا مطالعہ کرتے وقت ہمیں اس کا کلی طور پر مطالعہ کرنا چاہئے، کیونکہ کل کی ایک اپنی خاصیت ہے، ہم کسی طور پر کل کو اجزاء کا مجموعہ قرار نہیں دے سکتے۔ ان ماہرین نے اس سلسلے میں مختلف تجربات کئے اور اپنے نظریات کو ثابت کیا۔ مثال کے طور پر ہم ایک نامکمل دائرے کا ادراک ایک کلی دائرے کی حیثیت سے کرتے ہیں، ایک نقاط سے بنی ہوئی تکون کا ادراک کلی تکون کی حیثیت سے کرتے ہیں۔ پیدائشی اندھے جب بینائی حاصل کر لیتے ہیں تو اولین تجربات ہی میں وہ چیزوں کو ایک صورت میں دیکھتے ہیں۔ یہی صورت بچوں میں ادراک کے ارتقاء کے سلسلے میں دیکھنے میں آتی ہے، چیزیں بحیثیت کل دیکھی جاتی ہیں، اور بعد میں ان کے عناصر میں رشتہ دریافت کیا جاتا ہے۔

گیسٹالٹ اور وقوفی نظریہ کے ماہرین نے روزمرہ کے معاشرتی ادراک پر بھی بہت سی تحقیقات کی ہیں۔ ایش اور ہائیڈر (Asch and Hieder) کے مطابق جن کی تحقیقات کو ہم تفصیل سے شخصی ادراک کے باب میں زیر بحث لائیں گے، لوگ اپنے معاشرتی تجربے کے مشاہدات کی تنظیم اس طرح کرتے ہیں کہ اس کو مربوط اور بامعنی بنا سکیں۔ مثال کے طور پر ایک ہجوم میں کوئی شخص ہمارے پاؤں پر اپنا پاؤں مارتا ہے تو ہم پاؤں مارنے والے شخص پر غور کریں گے کہ وہ کون ہے۔ اگر وہ ہمارا دوست ہے یا جاننے والا ہے تو ہم اس کی اس خطا کو نظرانداز کر دیں گے، لیکن اگر وہ کوئی اجنبی ہے تو ہم ردعمل کا مظاہرہ کریں گے۔

لیون فسٹنگر (Leon Festinger) ایک دوسرا اہم وقوفی نظریات دان ہے جس کے نظریہ کا ہم رویے کے باب میں جائزہ لیں گے۔ اس نے بھی اس خاص معاشرتی سیاق وسباق کی اہمیت پر زور دیا ہے جس میں ردِاعمال واقع ہوتے ہیں۔ فسٹنگر کے مطابق جب ہمارا دوست ہمارے پاؤں پر اپنا پاؤں مارتا ہے تو ہم وقتی طور پر وقوفی ناہمواری (Cognitive Dissonance) کی حالت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ فسٹنگر کے مطابق ہر شخص وقوفی ناہمواری کی حالت کو وقوفی ہمواری کی حالت

میں بدلنا چاہتا ہے۔ اس مثال کے مطابق ہم اپنی وقوفی ناہمواری کو وقوفی ہمواری میں اس طرح بدلیں گے کہ میں اپنے دوست کو پچھلے کئی برسوں سے جانتا ہوں وہ جان بوجھ کر ایسا نہیں کر سکتا' اتفاقاً" اس کا پاؤں میرے پاؤں پر آگیا ہے۔

تحلیل نفسی کا نظریہ (Psychoanalytic Theory)

تحلیل نفسی کے نظریے کا بانی سگمنڈ فرائیڈ (Sigmund Freud) ہے۔ فرائیڈ کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ نفسیات کو سب سے زیادہ متاثر کرنے والا شخص ہے اور اس نے معاشرتی نفسیات پر بھی گہرے اثرات مرتب کئے ہیں۔

تحلیل نفسی کا نظریہ انسانی کردار کو سمجھنے کے لئے انسان کی اندرونی قوتوں کو زیر بحث لاتا ہے۔ انسانی کردار کو سمجھنے کے لئے انسان کی اندرونی تحریکات' محرکات' ضروریات اور کشمکشوں کو سمجھنا ضروری ہے۔ تحلیل نفسی کے نقطہ نظر سے انسانی کردار اصل میں تحریک' محرکات اور ضروریات کے درمیان کشمکش اور مصالحت کی جدوجہد کا نام ہے۔ ایک ہی محرک مختلف لوگوں میں مختلف طرح کی تسکین کا باعث بنتا ہے۔ اس طرح ایک ہی طرح کا کردار ہمارے مختلف محرکات کے لئے تسکین کا باعث ثابت ہوتا ہے۔

فرائیڈ نے انسانی شخصیت کی ساخت بیان کرتے ہوئے اسے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے: لاذات (Id)' انا (Ego) اور فوق الانا (Super Ego)۔ اس کے مطابق انسانی شخصیت پانچ نفسی جنسی مراحل کے تحت نشوونما پاتی ہے۔ فرائیڈ نے شخصیت کے اندر لاشعور کی موجودگی کا ذکر کیا ہے۔ اس کے مطابق ہم اپنی شخصیت کے اندر لاشعور کی موجودگی سے آگاہ نہیں ہوتے' لیکن لاشعور ہمارے کردار کو متعین کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ہمارے بہت زیادہ پیچیدہ ہیجانی کردار مثلاً خواب' زبان کی لغزش' مزاج' مذہبی اعتقادات' فنون لطیفہ' اور شعرو شاعری کے اظہار میں لاشعوری اعمال کارفرما ہوتے ہیں۔

معاشرتی نفسیات میں بہت سے معاشرتی مظہروں کی تشریح تحلیل نفسی کے حوالے سے کی جاتی ہے۔ بچوں کے معاشریت کے عمل میں تحلیل نفسی کے نظریے کے حوالے سے بہت سی تحقیقات کی گئی ہیں' اور مختلف اصولوں کی اختراع کی گئی ہے۔ گروہی اتحاد (Group Cohesiveness) کے معاشرتی مظہر کی تشریح تحلیل نفسی کے نظریے کے حوالے سے بھی کی جاتی ہے۔ تحلیل نفسی کے نظریے کے مطابق جب لوگ گروہ میں اپنے پسندیدہ قائد کی سرکردگی میں کام

کرتے ہیں تو اپنی ذات کی شناخت قائد کی ذات کے حوالے سے کرتے ہیں' اور اپنی قائد کی ذات کے حوالے سے شناخت کو بہتر بنانے کے لئے گروہی اتحاد برقرار رکھتے ہیں اور اسے بہتر بناتے ہیں۔ تعصب (Prejudice) کو بھی تحلیل نفسی کے نظریے کے حوالے سے بیان کیا جاتا ہے۔ تحلیل نفسی کے نظریے کے مطابق اقلیتوں کے بارے میں تعصب کا مظاہرہ بچپن کی کشمکشوں کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔ وہ بچے جن کے والدین سخت گیر ہوں' نوجوانی میں لوگوں کو پسند نہ کرنے کا رجحان اختیار کرتے ہیں اور تعصب کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ فرائیڈ کے مطابق انسان پیدائشی طور پر جارحیتی کردار کی خصوصیات سے مزین ہے اور انسانی جارحیتی کردار معاشرے کے لئے نقصان دہ ہے۔ اس لئے ہر معاشرے کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ انسانی جارحیتی کردار کی خصوصیات کو قابو میں لائے۔

معاشرتی نفسیات میں تحلیل نفسی کے پیروکاروں کی تعداد کچھ زیادہ نہیں۔ اکثر معاشرتی نفسیات دان تحلیل نفسی کے نظریے کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ انسانی کردار کے جو نفسیاتی پہلو تحلیل نفسی کے نظریئے نے اجاگر کئے ہیں ان کی مثال پیش کرنا مشکل ہے۔

علامتی تعاملیت کے نظریات (Theories of Symbolic Interactionism)

معاشرتی نفسیات کے بیشتر نظریات فرد کے کردار کا تجزیہ کرنے کے حوالے سے پہچانے جاتے ہیں۔ اس کے برخلاف علامتی تعاملیت کے نظریات بین الاشخاصی تعامل اور ابلاغ کے تناظر میں فرد کی ذات کی نشوونما پر روشنی ڈالتے ہیں۔ اس لئے علامتی تعاملیت کے نظریات کو نفسیاتی نظریات سمجھنے کی بجائے عمرانی نظریات سمجھا جاتا ہے۔

علامتی تعاملیت کے نظریات کی ایک مثال کردار ادا کرنے کا نظریہ (Role Theory) ہے۔ اس نظریے کے مطابق ایک فرد معاشرے میں مختلف کردار ادا کرتا ہے' بچے کے کردار سے لے کر ماں یا باپ کا کردار' دوست یا ہمجولیوں کا کردار' سکول میں طالب علم کا کردار' ملک میں شہری کا کردار' اور کئی دوسرے کردار ادا کرتا ہے۔ کسی خاص صورت حال میں کوئی خاص کردار ادا کرنے کا دارومدار ہماری اس صورت حال کے بارے میں توقعات پر اور معاشرتی گروہ کی نوعیت پر ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک ڈاکٹر کے کلینک میں لوگ صورت حالی توقعات کے مطابق ایک مریض کا کردار پیش کرتے ہیں۔ وہ ڈاکٹر سے معائنہ کروانے کے لئے اپنی باری کا انتظار کرتے ہیں۔ ڈاکٹر کو معائنہ

کرواتے ہوئے اس کے مختلف سوالات کا جواب دیتے ہیں۔ ظاہر ہے ایک مریض کا کردار کلاس روم میں پیش نہیں کیا جاتا' بلکہ کلاس روم میں ایک طالب علم کا کردار پیش کیا جاتا ہے۔

بنی نوع انسان اپنے مختلف معاشرتی کردار دوسروں کی تقلید کرتے ہوئے سیکھتے ہیں۔ بچے اپنے والدین کی تقلید کرتے ہیں۔ بڑے اپنے ہم عمر افراد کی تقلید کرتے ہوئے سیکھتے ہیں۔ یہ سیکھنے کا عمل افراد کے ابلاغ کی بنیاد پر وقوع پذیر ہوتا ہے۔ وہ لوگ جو ایک ہی زبان بولتے ہیں' ایک دوسرے سے موثر تعامل کر سکتے ہیں۔ وہ واقعات کو بیان کرنے والے الفاظ کے معنوں سے متفق ہوتے ہیں۔ اس طرح الفاظ ان کے بہتر تعامل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

معاشرتی نفسیات کا تاریخی پس منظر

مضمون کی حیثیت سے معاشرتی نفسیات کا تاریخی پس منظر زیادہ عرصے پر محیط نہیں ہے لیکن انسانی معاشرتی کردار کو سمجھنے کی کوششیں قدیم دور سے ہی کی جاتی رہی ہیں۔ قدیم یونانی مفکرین نے اس سوال کا جواب تلاش کرنے کی کوشش کی کہ کیوں اور کیسے انسان معاشرتی نظام تشکیل دیتے ہیں؟ افلاطون نے تقریباً" چار سو سال قبل از مسیح اپنی کتاب "جمہوریہ" میں یہ نظریہ پیش کیا کہ انسان ایک معاشرتی حیوان ہے' اسے اپنے مفاد کی خاطر معاشرتی نظام تشکیل دینا پڑتا ہے کیونکہ معاشرہ اسے بے شمار سہولتیں فراہم کرتا ہے' تحفظ دیتا ہے اور اس کی بنیادی ضروریات پوری کرتا ہے۔ افلاطون کے شاگرد ارسطو نے تقریباً" ساڑھے تین سو سال قبل از مسیح میں یہ نظریہ پیش کیا کہ انسان جبلتی طور پر گروہ پسند ہے اور دوسروں کے ساتھ وابستگی پسند کرتا ہے۔ وہ شخص جو تن تنہا زندگی گزارتا ہے وہ انسان کہلانے کا مستحق نہیں۔ اس لئے انسان کا معاشرتی نظام کو تشکیل دینا اس کی فطرت میں شامل ہے۔

پندرھویں اور سولھویں صدی کی تحریک احیائے علوم کے نتیجے میں بہت سے مفکرین نے انسانی معاشرتی کردار کی تشریحات پیش کیں۔ یہ مفکرین جو کہ بنیادی طور پر فلسفی تھے انہوں نے انسانی معاشرتی طرز عمل کی وجوہات کو اپنے اپنے نقطہ نظر سے پیش کیا۔ سترھویں صدی کے درمیان روسو (Rousseou) نے اپنے خیالات کو عمرانی معاہدہ (Social Contract) کی صورت میں پیش کیا۔ اس کے مطابق انسان اپنے ذاتی فائدے کے لئے منظم معاشرتی نظام تشکیل دیتا ہے۔ سترھویں صدی کے آخری حصے میں لاک (Lock) نے روسو کے خیالات کی تصدیق کی اور کہا کہ انسان بنیادی طور پر ایک عقلی اور استدلالی مخلوق ہے اور اپنی ذہانت کے بل بوتے پر اور

اپنے فائدے کے لئے وہ منظم معاشرتی نظام کی اختراع کرتا ہے۔ تھامس ہابز (Thomas Hobbes ء1651) کے مطابق انسان تن تنہا، مفلس، خطرات زدہ، ناشائستہ اور ظالمانہ زندگی گزارتا تھا۔ اس نے اپنے بنیادی محرکات یعنی بھوک، پیاس، جنس اور خوف و تکلیف سے نجات کی خاطر اس بات میں بہتری سمجھی کہ وہ مل جل کر زندگی گزارے۔ ہابز کے خیال میں انسان فطری طور پر خود غرض ہے اور معاشرہ اس کی اس عادت کو کنٹرول کرتا ہے۔ جرمی بینتھم (Jeremy Benthem ء1789) نے یہ تصور پیش کیا کہ ہر انسان تکلیف سے بچنا اور خوشی حاصل کرنا چاہتا ہے اور معاشرہ انسان کو خوشیاں فراہم کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔

فرانسیسی فلسفی آگسٹ کومتے (Auguste Comte ء1798) کا شمار بعض اوقات معاشرتی نفسیات کے بانیوں میں بھی کیا جاتا ہے۔ کومتے نے خیال پیش کیا کہ معاشرے کے مطالعہ کی سائنس عمرانیات کے ساتھ ساتھ ایک اور ایسی معاشرتی سائنس کی ضرورت ہے جو کہ انسانی معاشرتی نظام کو اس کے حقیقی پس منظر کے حوالے سے بیان کرے۔ یعنی فرد جو کہ معاشرتی نظام کا منبع ہے صرف اس کے حوالے سے ہی انسانی معاشرتی نظام کو صحیح طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔ کومتے نے تجویز کیا کہ فرد کے کردار کا سائنسی مطالعہ اس کے حیاتیاتی اور معاشرتی پس منظر کے حوالے سے کیا جانا چاہئے۔ کومتے کے یہ خیالات معاشرتی نفسیات کے بنیادی موضوعات سے گہری مشابہت رکھتے ہیں، اس لئے اسے معاشرتی نفسیات کا بانی بھی کہا جاتا ہے۔

انیسویں صدی کے کئی معاشرتی سائنس دانوں نے انسانی معاشرتی کردار کو متعین کرنے والے عوامل کی نشاندہی کی جو کہ معاشرتی نفسیات کی تاریخ میں اہم موڑ رکھتے ہیں۔ ٹارڈی (Tarde 1890) نے انسانی معاشرتی کردار کو تقلید کے قوانین کے تحت بیان کیا۔ لی بان (Le Ban ء1895) نے ہجوم کے کردار کا مطالعہ کیا اور کہا کہ فرد کا ہجوم میں کردار اس کے تنہائی میں کردار سے مختلف ہوتا ہے۔ ہجوم میں اس کا کردار ایما (Suggestion) کے عمل کے تحت رونما ہوتا ہے۔ میکڈوگل نے انسانی معاشرتی کردار کی تشریح جبلتوں کے حوالے سے کی۔ اس کے خیال میں انسانی معاشرتی کردار پیدائشی جبلتوں کی بدولت متعین ہوتا ہے اور ہر جبلت کے ساتھ ایک ہیجان وابستہ ہوتا ہے۔ مثلاً تجسس کی جبلت کے ساتھ حیرانگی کا ہیجان وابستہ ہے۔ کچھ عرصے تک میکڈوگل کے ان خیالات کو بہت زیادہ پذیرائی حاصل ہوئی۔ لیکن جلد ہی جبلتوں کے حوالے سے انسانی معاشرتی کردار کی تشریح کرنے کا رجحان دم توڑ گیا۔

معاشرتی نفسیات ابتدائی مراحل میں

معاشرتی نفسیات میں سب سے پہلا تجربہ ٹرپلیٹ (Tripplet) نے 1897ء میں کیا۔ اس نے تجربہ گاہ میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ افراد اکیلے میں کارکردگی کی نسبت باہمی مقابلے میں بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ یہ مظہر معاشرتی نفسیات کا آج بھی ایک اہم موضوع ہے۔

معاشرتی نفسیات پر سب سے پہلی کتاب ای اے راس (E.A.Ross) نے 1908ء میں لکھی' اور پھر ولیم میکڈوگل نے اسی سال "معاشرتی نفسیات کا تعارف" کے نام سے اپنی کتاب شائع کی۔ ان کتب میں یہ خیالات پیش کیے گئے کہ معاشرتی کردار ہمیشہ محدود تعداد کے فطری رجحانات کی بدولت ہی وقوع پذیر ہوتا ہے۔ ان خیالات کو موجودہ دور کے ماہرین یکسر مسترد کر چکے ہیں' اس لئے ان کتب کو زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی۔

بعد میں معاشرتی نفسیات پر فلائڈ آلپورٹ (Floyd Alport) نے اپنی کتاب 1924ء میں شائع کی۔ اس نے بیان کیا کہ معاشرتی کردار کی تشکیل میں کئی عوامل بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ دوسرے افراد کی موجودگی اور ان کے مخصوص افعال اہم عوامل ہیں۔ اس نے ہیجانات کی شناخت کے سلسلے میں چہرے کے تاثرات' معاشرتی مطابقت اور کسی کام کی کارکردگی میں دوسرے افراد کی موجودگی کے بارے میں سائنسی تحقیقات کیں جو موجودہ معاشرتی نفسیات کے رجحانات سے مطابقت رکھتی ہیں' اس لئے آلپورٹ کو معاشرتی نفسیات کا بانی تسلیم کیا جاتا ہے۔

معاشرتی نفسیات پر سب سے پہلا جریدہ شائع کرنے کا سہرا مارٹن پرنس (Morton Prince) کے سر ہے۔ اس نے 1921ء میں اپنے جریدے ابنارمل سائیکالوجی کو وسعت دیتے ہوئے ابنارمل اور سوشل سائیکالوجی کے نام سے نئے جریدے کا آغاز کیا۔

معاشرتی نفسیات پختگی کے مراحل میں

فلائڈ آلپورٹ کی کتاب کی اشاعت کے ساتھ ہی معاشرتی نفسیات کے نئے دور کا آغاز ہوا۔ 1930ء اور 1940ء کی دہائیوں میں رویے اور گروہی حرکیات کے موضوعات خاص اہمیت اختیار کر گئے' اور ان پر بہت سی تحقیقات کی گئیں۔

○ کاٹز اور برالے (Katz and Braly) نے 1933ء میں پہلی دفعہ نسلی تسبیکات

(Racial Stereotypes) کی پیمائش کی۔

○ تھرسٹون اور لیکرٹ (Thurstone and Likert) نے 1932ء میں رویوں کی پیمائش کے پیمانے کو متعارف کروایا۔ رویوں کی پیمائش کے سلسلے میں ان پیمانوں کو آج بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

○ گیلپ (Gallop) نے رائے عامہ کی پیمائش کے طریقوں کی اختراع کی۔

○ معاشرتی نفسیات دانوں نے معلومات اکٹھی کرتے ہوئے سوالنامے اور انٹرویوز کے طریقوں کو پہلی دفعہ استعمال کیا۔

○ موریئو (Moreno) نے 1934ء میں معاشرہ پیمائی (Sociometry) کے طریقہ کو متعارف کروایا جس کی مدد سے گروہ کے اندر افراد کی ترجیحات کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔

○ گروہی حرکیات میں ان معاشرتی قوتوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے جو گروہ کے اندر فرد کے کردار کو متاثر کرتی ہیں' اس عرصے میں اس سلسلے میں بہت سی تحقیقات کی گئیں۔

○ مظفر شریف (Muzaffar Sharief) نے 1935ء میں معاشرتی معیاروں پر منظم انداز میں تحقیقات شروع کیں کہ معاشرتی معیار کس طرح نشوونما پاتے ہیں' اور افراد ان سے کس طرح متاثر ہوتے ہیں۔

○ نیو کومب (New-Comh) نے حوالجاتی گروہوں (Reference Groups) کے فرد پر اثرات کی وضاحت کی۔

○ ولیم وائیٹ (William Whyte) نے پہلی دفعہ حقیقی ماحول میں نوجوانوں کے ایک گروہ کا مشاہدہ کیا اور گروہ کے افعال کی وضاحت کی۔

گروہی حرکیات کے موضوع کے حوالے سے کرٹ لیون (Kurt Lewin) نے معاشرتی نفسیات کو بہت زیادہ متاثر کیا۔ لیون کو اطلاقی معاشرتی نفسیات کا بانی کہا جاتا ہے۔ لیون ایک یہودی النسل تھا' اور نازی جرمن کے مظالم کا شکار ہو کر امریکہ میں بس گیا تھا۔ لیون کا شمار ان ذہین ترین معاشرتی نفسیات دانوں میں ہوتا ہے جنھوں نے معاشرتی نفسیات کی ترقی کے لئے اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی۔ اس کی خدمات معاشرتی نفسیات کے لئے بہت زیادہ ہیں۔ اس نے گروہی حرکیات کی

تحریک کی داغ بیل ڈالی اور فیلڈ تھیوری پیش کی۔ اس کا ایک اہم کارنامہ حساسیت کی تربیت کی لیبارٹریز کو قائم کرنا ہے۔

1936ء میں معاشرتی نفسیات دانوں کی پہلی تنظیم وجود میں آئی جس کی بنیاد معاشرتی نفسیات دانوں کے ایک چھوٹے سے گروہ نے سوسائٹی فار سائیکالوجیکل سٹڈی آف سوشل ایشوز (SPSSI) کے نام سے رکھی۔ اس تنظیم کا بنیادی مقصد معاشرتی نفسیات کے اصولوں کو عوام الناس کی بھلائی کے لئے استعمال میں لانا تھا۔ یہ تنظیم آج بھی امریکن سائیکالوجیکل ایسوسی ایشن کے ڈویژن کے طور پر وسیع پیمانے پر کام کر رہی ہے۔

دوسری جنگ عظیم کے دوران اطلاقی معاشرتی نفسیات پر خاص توجہ دی گئی۔ نازی جرمن کے ہاتھوں جمہوری اور انسانی اقدار کی پامالی کے ردعمل کے طور پر بہت سے معاشرتی نفسیات دانوں نے اطلاقی موضوعات خصوصاً" نسلی تعصبات' پروپیگنڈہ' رویوں کی پیائش اور تبدیلی' صنعتی کشمکشوں' بین الاقوامی معاملات اور جرمنی میں فاشزم کی وجوہات پر توجہ دی۔ معاشرتی نفسیات کے جنگ سے پہلے کے موضوعات جنگ کے بعد کافی تبدیل ہو گئے۔ بعد میں زیادہ سائنٹفک طریقوں کے ذریعے تحقیقات پر زیادہ زور دیا گیا اور کئی مفید نظریات پیش کیئے گئے۔

1950ء کی دہائی میں بھی معاشرتی نفسیات میں بہت سی نئی تحقیقات ہوئیں۔ کارل ہاولینڈ (Caral Hovland) نے ترغیبی ابلاغ (Persuasive Communication) کے معاشرتی رویوں کی تبدیلی پر اثرات کا جائزہ لیا اور اہم تحقیقات کیں۔ لیون فسٹنگر نے معاشرتی موازنے اور وقوفی ناہمواری کے نظریات پیش کیئے۔ فسٹنگر نے وقوفی ناہمواری کو ایسی غیر آرام دہ اور تناؤ زدہ نفسیاتی حالت قرار دیا جس کو فرد ہمواری کی حالت میں لانا چاہتا ہے۔ اس نے اس نظریے کے تحت تجربات کے ایک سلسلے کے ذریعے بہت سے نئے اور حیران کن نتائج حاصل کیئے' جنہوں نے معاشرتی نفسیات دانوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کروالی۔

تاریخی طور پر وقوفی ناہمواری کے نظریے نے معاشرتی نفسیات دانوں کے رجحانات کو تبدیل کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ معاشرتی نفسیات دان جو کہ پچھلے کچھ عشروں سے گروہی معاشرتی تعامل پر کام کر رہے تھے' وقوفی ناہمواری کے نظریے کے پیش ہونے کے بعد انھوں نے اپنی توجہ فرد کے افعال کے تجزیے پر مرکوز کر دی۔ اس طرح میدانی امور کی بجائے معاشرتی نفسیات دانوں کا طرۂ امتیاز تجربہ گاہ کے تجربات بن گئے۔ بہت سے معاشرتی افعال کا تجربہ گاہوں میں فرد کے بنیادی

افعال کے حوالے سے تجزیہ کیا گیا۔ یہ سلسلہ اگلے دو عشروں تک جاری و ساری رہا اور تجرباتی معاشرتی نفسیات کو معاشرتی نفسیات کا ایک اہم میدان سمجھا جاتا رہا۔

1960ء کی دہائی میں معاشرتی نفسیات دانوں نے فرد کے بنیادی افعال کا حقیقی دنیا کے معاشرتی کردار کے حوالے سے تجزیہ کیا۔ ان کے خاص موضوعات یہ تھے: معاشرتی ادراک، یعنی معاشرتی ادراک کے عناصر اور وجوہات پر تحقیقات کی گئیں، جارحیت پر اس نقطہ نظر سے تحقیقات کی گئیں کہ یہ کیونکر پیدا ہوتی ہے اور اس کو کس طرح کم کیا جا سکتا ہے۔ کشش اور محبت (Attraction and Love)، یعنی لوگ ایک دوسرے کو پسند اور ناپسند کیوں کرتے ہیں، رومانی محبت کی نوعیت کیا ہے، مددگار کردار یعنی لوگ ایک دوسرے کی کیونکر اور کس طرح مدد کرتے ہیں، نیز لوگ گروہی معیاروں سے کس طرح مطابقت پیدا کرتے ہیں۔ اس عشرے کے اختتام تک گروہ کے منظم معاشرتی تعامل کا مطالعہ کرنے کا رجحان فرد کے معاشرتی تعامل کا مطالعہ کرنے کی طرف تبدیل ہو گیا۔

1970ء اور اس کے بعد کی معاشرتی نفسیات میں گراں قدر مطالعے ہوئے۔ کچھ موضوعات تو ایسے تھے جو کہ 1960ء کی دہائی میں شروع ہوئے تھے لیکن ان کا اختتام ان سالوں میں ہوا۔ دوسرا یہ کہ کئی نئے موضوعات شامل مطالعہ کیے گئے اور انہیں معیاری انداز میں نئے تناظر کے تحت دیکھا گیا۔ خاص طور پر ان موضوعات پر زیادہ مطالعے ہوئے مثلاً تعلیل (Attribution)، جس میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ ہمارے اپنے اور دوسروں کے کردار کے پیچھے کون سی حقیقی وجوہات ہوتی ہیں۔ جنسی امتیاز اور جنسی کردار (Sex Discrimination and Sex Role)، جس میں اس بات کا مطالعہ کیا جاتا ہے کہ جنسی اختلافات کی تسیکات کیسے قائم ہوتی ہیں، اور عورتوں کے برابری کے حقوق کے خلاف کون سے عوامل کارفرما ہیں۔ نیز ماحولی نفسیات (Environmental Psychology)، جس میں معاشرتی کردار پر طبعی ماحول یعنی گرمی، شور، ہجوم اور ماحول کی آلودگی کے اثرات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

1970ء اور 1980ء کی دہائیوں میں معاشرتی نفسیات میں دو اہم رجحان پروان چڑھے۔ پہلا یہ کہ وقوفی تناظر کے حوالے سے معاشرتی کردار پر تحقیقات کی گئیں اور دوسرا یہ کہ معاشرتی نفسیات کے علم کا روزمرہ کے امور پر اطلاق کا بہت زیادہ زور دیا گیا۔

معاشرتی نفسیات کی ابتداء ہی سے معاشرتی نفسیات دانوں نے رویہ جات، اعتقادات اور

اقدار پر تحقیقات شروع کر دی تھیں لیکن 1970ء کی دہائی کے آخری سالوں میں اور 1980ء کی دہائی میں ان موضوعات پر نئے انداز میں تحقیقات شروع کی گئیں جس میں اس بات پر زور دیا گیا کہ معاشرتی کردار کی تشکیل میں وقوفی اعمال بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ معاشرتی کردار کے حوالے سے وقوفی اعمال کا تین پہلوؤں کے تناظر میں جائزہ لیا گیا: (i) حافظے میں کیا اعمال واقع ہوتے ہیں' (ii) استدلال (Reasoning) کس طرح وقوع پذیر ہوتا ہے اور (iii) پیچیدہ معاشرتی اعمال میں معلومات کس طرح اکٹھی کی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ کئی دوسرے موضوعات پر وقوفی تناظر میں تحقیقات کی گئیں' مثلاً تسبیکات اور گروہی فیصلے وغیرہ۔

اس دور میں ایک اہم بنیادی تبدیلی یہ پیدا ہوئی کہ معاشرتی نفسیات کو اطلاقی بنانے پر بہت زیادہ زور دیا گیا اور ایسی تحقیقات کی گئیں کہ روزمرہ کی زندگی کے مسائل کو معاشرتی نفسیات کے اصولوں کی مدد سے حل کیا جائے۔ فرد کی جسمانی صحت کے معاشرتی عوامل پر تحقیقات کی گئیں اور فرد کو غیر صحت مند ماحول سے بچانے کے لئے معاشرتی نفسیات کے اصولوں کو استعمال میں لایا گیا اور صحت کے شعبہ میں آج بھی معاشرتی نفسیات کے اصولوں کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ قانون کے شعبہ میں بھی معاشرتی نفسیات کے اصولوں کو بروئے کار لایا گیا' مثلاً عدالتوں میں چشم دید گواہوں کے بیانات میں کس حد تک صداقت پائی جاتی ہے اور اس عمل میں خامیوں کو کیسے دور کیا جا سکتا ہے۔ وسیع تنظیموں کے وظائف میں معاشرتی نفسیات کے اصولوں کو استعمال کر کے ان کی کارکردگی کو بہتر بنایا گیا۔ اس کے علاوہ جدید دور میں بہت سے معاشرتی نفسیات دان زندگی کے مختلف شعبہ جات میں اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں' مثلاً تجارت اور قانون کے شعبوں میں' ذہنی اور جسمانی صحت کے مختلف اداروں میں اور مختلف حکومتی ایجنسیوں اور پرائیویٹ اداروں میں۔ یہ ماہرین ان شعبہ جات میں معاشرتی نفسیات کے اصولوں کا اطلاق کر کے ان شعبوں کے بہت سے مسائل کو کم کر رہے ہیں' اور بنیادی طور پر معاشرے کی صحت مند نشوونما کے لئے کام کر رہے ہیں۔

معاشرتی نفسیات دور حاضر میں

پچھلے کچھ سالوں میں معاشرتی نفسیات میں جو سب سے اہم تبدیلی ہوئی ہے وہ اطلاقی تحقیق کا بڑھتا ہوا استعمال ہے۔ یہ رجحان اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ معاشرتی نفسیات میں نظریات اس حد تک نشوونما پا چکے ہیں کہ ان کا اطلاق روزمرہ کے معاشرتی مسائل پر کیا جا سکے۔ اور اب

معاشرتی نفسیات کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ دوسری سوشل سائنسز کے ہم پلہ ایک معاشرتی علم ہے، جو کہ بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے وقف ہے۔

ایک اور تبدیلی جو دور حاضر کی معاشرتی نفسیات میں آئی ہے وہ معاشرتی نفسیات کے دائرہ کار سے متعلق ہے۔ اب معاشرتی نفسیات کے نظریات وسیع معاشرتی مظہر بیان کرنے کے قابل ہیں۔ مثال کے طور پر معاشرتی نفسیات میں بین الاشخاصی کردار کا مطالعہ افراد کے حوالے سے کیا جاتا رہا ہے، لیکن جدید معاشرتی نفسیات میں بین الاشخاصی کردار کا مطالعہ گروہ کے سیاق و سباق میں بھی کیا جاتا ہے۔ جدید معاشرتی نفسیات دان وسیع اور پیچیدہ معلومات کا تجزیہ کمپیوٹر کی مدد سے کرتے ہیں۔ کمپیوٹر کے استعمال کی بدولت اب معاشرتی نفسیات دان اپنی تحقیقات حقیقی اور روزمرہ کے معاشرتی ماحول میں کر رہے ہیں، چنانچہ ان کو تجربہ گاہ میں مصنوعی ماحول کا سہارا نہیں لینا پڑتا۔

دوسرا باب

معاشرتی نفسیات اور ملحقہ سوشل سائنسز

1۔ تعارف
2۔ معاشرتی نفسیات اور نفسیات
3۔ معاشرتی نفسیات اور عمرانیات
4۔ معاشرتی نفسیات اور انسانیات
5۔ معاشرتی نفسیات اور سیاسیات
6۔ معاشرتی نفسیات اور معاشیات
7۔ معاشرتی نفسیات اور تاریخ
8۔ معاشرتی نفسیات اور ابلاغیات

تعارف

تمام سوشل سائنسز انسانی معاشرتی نظام کو زیر بحث لاتی ہیں اور ان علوم کا بنیادی مقصد بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کے لئے اقدامات کرنا ہے۔ معاشرتی نفسیات کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ ایک نو آموز اور نوخیز معاشرتی علم ہے' لیکن جدید دور میں اکثر معاشرتی سائنس دان اس بات سے متفق ہیں کہ یہ دوسری سوشل سائنسز کے متوازی ایک ابھرتا ہوا معاشرتی علم ہے جو کہ انسانی فلاح و بہبود کے لئے وقف ہے۔ لیکن ابھی بھی بہت سے ماہرین "معاشرتی نفسیات" کو نفسیات اور عمرانیات کی مشترکہ شاخ قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ جدید دور میں اطلاقی معاشرتی نفسیات انسانی معاشرتی مسائل کو سمجھنے اور حل کرنے میں کئی دوسرے معاشرتی علوم سے آگے ہے۔ بہرحال معاشرتی نفسیات کا ملحقہ سوشل سائنسز کے ساتھ تعلق اس کی حقیقی پوزیشن سمجھنے میں کسی حد تک ہماری مدد کرے گا۔

دوسری سوشل سائنسز کی طرح معاشرتی نفسیات بھی معاشرتی نظام کا مطالعہ کرتی ہے' لیکن معاشرتی نفسیات معاشرتی نظام کو فرد کے حوالے سے زیر بحث لاتی ہے۔ اکثر سوشل سائنسز معاشرتی مظہروں کی تشریح کرتے ہوئے ایک دوسرے کے اصول و قواعد اور تحقیقات سے استفادہ کرتی ہیں۔ اس لحاظ سے معاشرتی نفسیات کا نفسیات' عمرانیات' انسانیات اور سیاسیات سے گہرا تعلق پایا جاتا ہے جبکہ معاشیات' تاریخ اور ابلاغیات سے معاشرتی نفسیات کا تعلق زیادہ گہرا نہیں ہے۔ درج ذیل میں ہم معاشرتی نفسیات کے ملحقہ سوشل سائنسز کے ساتھ تعلق کو زیر بحث لاتے ہیں۔

معاشرتی نفسیات اور نفسیات

(Social Psychology and Psychology)

معاشرتی نفسیات کو نفسیات کی ایک شاخ قرار دیا جاتا ہے۔ انسانی کردار کو سمجھنے کے لئے دونوں علوم ایک دوسرے پر انحصار کرتے ہیں۔ نفسیات فرد کے کردار اور بنیادی افعال یعنی یاد' ادراک' تخیل' تفکر' محرکات اور ہیجانات کا سائنسی مطالعہ کرتی ہے اور ان افعال کو طبعیاتی اور حیاتیاتی حقائق سے مربوط کرنے کی کوشش کرتی ہے' یعنی یہ عوامل کس طرح نشوونما پاتے ہیں اور کام کرتے ہیں۔ معاشرتی نفسیات انسانی کردار کی وضاحت اس کے معاشرتی سیاق و سباق کی روشنی

میں کرتی ہے۔ اس میں فرد کے معاشرتی کردار کو سمجھنے کے لئے اس کی معاشرتی ثقافت کو سمجھا جاتا ہے' افراد کے بین الاشخاصی تعلقات کو زیر بحث لایا جاتا ہے' افراد کے بنیادی افعال یعنی یاد' ادراک' تفکر اور محرکات کا معاشرتی تناظر میں جائزہ لیا جاتا ہے اور افراد کے باہمی روابط اور ابلاغ کا مطالعہ کیا جاتا ہے' یعنی کس طرح ایک فرد مہیج اور دوسرے ردعمل کے طور پر کام کرتے ہیں۔

تاریخی پس منظر کے حوالے سے دونوں علوم میں گہرا تعلق پایا جاتا ہے۔ معاشرتی نفسیات' نفسیات کی شاخ کی حیثیت سے وجود میں آئی۔ موجودہ صدی کے شروع تک معاشرتی نفسیات کا نفسیات سے علیحدہ کوئی وجود نہیں تھا۔ لیکن آہستہ آہستہ معاشرتی نفسیات نے اپنی علیحدہ حیثیت کو منوایا۔ معاشرتی نفسیات کی نشوونما میں نفسیات کے شعبہ میں ہونے والی ترقی نے گہرے اثرات مرتب کئے۔ نفسیات کے تاریخی نظریے آج بھی معاشرتی نفسیات میں مروج ہیں۔

نفس مضمون کے حوالے سے بھی دونوں علوم میں گہرا تعلق پایا جاتا ہے۔ درج ذیل کی تشریحات دونوں علوم میں پائے جانے والے گہرے تعلق کی وضاحت کریں گی:

1: دونوں علوم فرد کے کردار کا مطالعہ کرتے ہوئے یکساں اصول استعمال کرتے ہیں۔ نفسیات میں فرد کے کردار کے مفہوم کو قدرے وسیع معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے جبکہ معاشرتی نفسیات میں فرد کے کردار کو صرف معاشرتی ماحول کے حوالے سے سمجھا جاتا ہے اور فرد کے معاشرتی کردار کو ہی اہمیت دی جاتی ہے۔

2: دونوں علوم میں بہت سے موضوعات مشترک ہیں۔ لیکن دونوں مضامین کا نقطہ نگاہ اور تشریح کرنے کا طریقہ جدا جدا ہے' مثلاً ادراک' وقوف' محرکات اور شخصیت کے بارے میں نفسیات اور معاشرتی نفسیات کا نقطہ نگاہ مختلف ہے اور یہ اپنے اپنے انداز میں ان موضوعات کی تشریح اور تعبیر کرتی ہیں۔

3: دونوں علوم انسانی کردار کا مطالعہ منضبط سائنسی شرائط کے تحت کرتے ہیں۔ اگر معاشرتی نفسیات تجربہ گاہ کے باہر انسانی معاشرتی کردار کا مطالعہ کرتی ہے یعنی حقیقی معاشرتی ماحول میں یا میدانی تجربے کے ذریعے' تو وہ منضبط سائنسی شرائط کو بروئے کار لاتی ہے۔

4: دونوں علوم کے بہت سے موضوعات خالصتاً" اپنے اپنے ہیں۔ مثلاً نفسیات کے اہم موضوعات حواس' نظام عصبی' ہیجانات وغیرہ ہیں جبکہ معاشرتی نفسیات کے اہم موضوعات

تعامل' ابلاغ عامہ' معاشریت اور رویے وغیرہ ہیں۔

5: دونوں مضامین کی اکثر اصطلاحات اپنی اپنی ہیں' تاہم معاشرتی نفسیات میں بہت سی نفسیات کی اصطلاحات بھی استعمال کی جاتی ہیں۔

6: معاشرتی نفسیات تحقیق کے کچھ طریقے نفسیات سے مستعار لیتی ہے' مثلاً تجرباتی اور مشاہدہ کے طریقے' لیکن اس کے باوجود معاشرتی نفسیات کے بہت سے اپنے تحقیق کے طریقے بھی ہیں' یعنی معاشرہ پیمائی (Sociometry)' مافیہی تجزیہ (Content Analysis) اور بین الثقافتی تحقیق (Cross Cultured Research)۔

معاشرتی نفسیات کا نفسیات کی مختلف شاخوں سے بھی گہرا تعلق ہے۔ کچھ شاخوں کے ساتھ معاشرتی نفسیات تاریخی طور پر منسلک رہی ہے اور کچھ دوسری شاخوں کے ساتھ معاشرتی نفسیات اپنے موضوعات کے اشتراک اور اصول و قواعد کے اشتراک کی بدولت ملحق ہے۔

غیر طبعی (Abnormal) کردار کی نفسیات اور شخصیتی نفسیات (Personality Psychology) کے ساتھ معاشرتی نفسیات تاریخی طور پر منسلک رہی ہے۔ غیر طبعی کردار کی نفسیات میں غیر طبعی کردار کو معاشرتی تناظر میں سمجھنے کی بھی ایک تحریک پائی جاتی ہے۔ غیر طبعی کردار کی نفسیات کے کچھ ماہرین غیر طبعی کردار کی تشریح معاشرتی ماحول کے حوالے سے کرتے ہیں' اور غیر طبعی کردار کے معاشرتی وجوہات کی وضاحت کرتے ہیں۔ ان ماہرین کے نظریات کو نفسی معاشرتی نظریات (Psycho Social Theories) کہا جاتا ہے۔ شخصیتی نفسیات کے ساتھ معاشرتی نفسیات کا تعلق اتنا گہرا ہے کہ تاریخی پس منظر میں ان دونوں علوم کو ایک ہی مضمون سمجھا جاتا رہا۔ حتیٰ کہ امریکن سائیکالوجیکل ایسوسی ایشن نے پچھلے کچھ عشروں سے ان دونوں علوم کو علیحدہ علیحدہ مضامین قرار دیا ہے۔ اس سے پہلے ان دونوں مضامین کے لئے ایک ہی جریدہ شائع کیا جاتا تھا جس کا نام Journal of Social Psychology and Personality Psychology تھا۔ شخصیتی ماہرین نفسیات فرد کی شخصیت کی بناوٹ کو زیر بحث لاتے ہیں اور شخصیت کی تشکیل میں داخلی عوامل کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ معاشرتی عوامل کو بھی زیر بحث لاتے ہیں۔ شخصیت کے معاشرتی عوامل کا شخصیتی خصائص کی بنیاد پر مطالعہ کیا جاتا ہے' مثلاً جوشیلی شخصیت' پر جوش یا سرد مہر شخصیت وغیرہ۔ شخصیتی نفسیات فرد کی شخصیت کا مطالعہ کرتے ہوئے فرائیڈ' ژنگ' ماسلو اور کئی دوسرے ماہرین کے نظریات سے استفادہ کرتی ہے۔

معاشرتی نفسیات بچوں کی نفسیات (Child Psychology)، عسکری نفسیات (Military Psychology)، صنعتی نفسیات (Industrial Psychology) اور ذہنی صحت کی نفسیات (Mental Health Psychology) کے ساتھ موضوعات کے اشتراک اور اصول و قواعد کے اشتراک کی بدولت ملتی ہے۔ معاشرتی نفسیات کا ایک اہم موضوع معاشریت (Socialization) ہے، جس میں یہ مطالعہ کیا جاتا ہے کہ بچے اپنے معاشرے کی اقدار، معیار اور ثقافت کو کس طرح سیکھتے اور اسے اپنے کردار کا حصہ بناتے ہیں۔ معاشرتی نفسیات اور بچوں کی نفسیات مل جل کر معاشریت کے عمل کا مطالعہ کرتی ہیں۔

عسکری نفسیات میں افواج کے نظام کے معاشرتی نفسیاتی پہلوؤں کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ عسکری نفسیات معاشرتی نفسیات کے تحقیقی طریقوں کو استعمال کرتی ہے۔ معاشرتی نفسیات کے بہت سے موضوعات کا مطالعہ عسکری نفسیات میں بھی کیا جاتا ہے، مثلاً رویے، گروہی حرکیات، قیادت، پروپیگنڈہ، ماس میڈیا وغیرہ۔

صنعتی نفسیات میں "معاشرتی صنعتی نفسیات" ایک اہم موضوع پایا جاتا ہے، جس میں صنعتی تنظیموں کا مطالعہ ایک چھوٹے معاشرے کے طور پر کیا جاتا ہے اور معاشرتی نفسیات کے علم کا اطلاق کیا جاتا ہے۔

ذہنی صحت کی نفسیات فرد کی ذہنی صحت کے لئے معاشرے کی سطح پر اقدامات کرتی ہے۔ اس سلسلے میں معاشرتی نفسیات اور ذہنی صحت کی نفسیات کی مربوطیت سے ایک شعبہ معرض وجود میں آیا ہے جسے معاشرتی طب دماغی (Social Psychiatry) کہا جاتا ہے۔ اس شعبے میں معاشرتی نفسیات کے علم کا اطلاق معاشرے کی ذہنی صحت کے لئے کیا جاتا ہے۔

معاشرتی نفسیات اور عمرانیات

(Social Psychology and Socialogy)

کچھ ماہرین معاشرتی نفسیات کو نفسیات کی طرح عمرانیات کی بھی شاخ قرار دیتے ہیں۔ عمرانیات اور معاشرتی نفسیات کے بہت سے موضوعات میں مشابہت پائی جاتی ہے، مثال کے طور پر دونوں مضامین میں یہ مطالعہ کیا جاتا ہے کہ گروہ میں افراد کس طرح کا کردار ادا کرتے ہیں یا گروہی اعمال کس طرح واقع ہوتے ہیں۔ تاریخی اعتبار سے بھی معاشرتی نفسیات کا عمرانیات کے ساتھ گہرا

تعلق پایا جاتا ہے۔

عمرانیات کی تعریف اس طرح کی جاتی ہے کہ عمرانیات معاشرے اور معاشرتی اداروں کے مطالعے کی سائنس ہے۔ بعض اوقات عمرانیات کو صرف معاشرے کی سائنس بھی قرار دیا جاتا ہے۔ عمرانیات کا بنیادی موضوع معاشرہ اور معاشرتی ادارے ہیں۔ ماہر عمرانیات معاشرے کو ایک بڑا گروہ اور معاشرتی اداروں کو چھوٹے گروہ قرار دیتے ہیں اور ان گروہوں کی ساخت اور گروہی اعمال کا مطالعہ کرتے ہیں۔ چھوٹے گروہوں میں جمعیت' خاندان وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ عمرانیات میں گروہ کو بنیادی اکائی قرار دیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس معاشرتی نفسیات دان فرد کے معاشرتی کردار میں دلچسپی لیتے ہیں' یعنی ایک فرد دوسرے افراد کے بارے میں کیسے سوچتا ہے' ان سے کس طرح متاثر ہوتا ہے' اور ان کے ساتھ کس طرح روابط اختیار کرتا ہے۔ یا ایک فرد گروہ کو کس طرح متاثر کرتا ہے اور گروہ فرد کو کس طرح متاثر کرتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک ماہر عمرانیات یہ مطالعہ کرتی ہے کہ درمیانے درجے کے اور نچلے درجے کے افراد یعنی گروہوں میں نسلی تعصب کے بارے میں کس حد تک اختلافات پائے جاتے ہیں' دوسری طرف معاشرتی نفسیات اس بات کا مطالعہ کرتی ہے کہ افراد میں نسلی تعصب کس طرح نشوونما پاتا ہے۔

معاشرتی نفسیات دانوں اور ماہرین عمرانیات کے تحقیق کے طریقے اکثروبیشتر یکساں نوعیت کے ہیں لیکن معاشرتی نفسیات دان تحقیق کے لئے تجرباتی طریقوں کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں جبکہ ماہر عمرانیات سروے کے طریقے پر زیادہ تر انحصار کرتے ہیں۔ عمرانیات جب معاشرتی مسائل کو زیر بحث لاتی ہے تو وہ ان کا معاشرے کے مسائل کی صورت میں مطالعہ کرتی ہے' یعنی ازدواجی تعلقات میں خرابی کی کثرت یا جرائم کی کثرت کے معاشرے پر منفی اثرات۔ جبکہ معاشرتی نفسیات فرد کے حوالے سے معاشرتی مسائل پر اپنے اصولوں اور تحقیقات کا اطلاق کرکے ان کو کم کرنے کے لئے سرگرم عمل ہوتی ہے۔

۷۔ معاشرتی نفسیات اور انسانیات

(Social Psychology and Anthropology)

علم انسانیات میں انسان کی جسمانی خصوصیات اور انسان کی ثقافت کا ارتقائی تناظر میں مطالعہ کیا جاتا ہے' یعنی انسان کی جسمانی خصوصیات ارتقائی طور پر کس طرح تبدیل ہوئیں اور موجودہ

شکل کو پہنچیں اور رسم و رواج اور معاشرتی اداروں کو ہر نئی نسل آنے والی نسل میں کس طرح منتقل کرتی ہے اور ان میں کس طرح تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں۔ اس عمل کو انسانی ثقافت کا ارتقاء کہا جاتا ہے۔ ثقافت انسانی اقدار کا مجموعہ ہوتی ہے جو کہ انسان الفاظ اور علامات کی صورت میں اور اشارات اور کنایہ جات کی صورت میں ظاہر کرتا ہے۔ علم انسانیات کی دو قسمیں ہیں' معاشرتی اور ثقافتی انسانیات (Social and Cultural Anthropology) اور طبعی انسانیات (Physical Anthropology)- معاشرتی اور ثقافتی انسانیات معاشرے کی ساخت اور وظائف کا ارتقائی تناظر میں مطالعہ کرتی ہے' یعنی انسان کے ابتدائی دور کے رویوں کا موازنہ موجودہ دور کے انسانی رویوں سے کیا جاتا ہے اور ارتقاء کے عمل کو سمجھا جاتا ہے۔ طبعی انسانیات میں انسان کی جسمانی ساخت کے ارتقاء کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔

معاشرتی نفسیات' معاشرتی اور ثقافتی انسانیات سے گہرا الحاق رکھتی ہے اور اس الحاق کی وضاحت اس طرح کی جاتی ہے:

1: معاشرتی اور ثقافتی انسانیات انسانی ثقافت اور معاشرتی اداروں کے ارتقاء کے بارے میں معلومات فراہم کرتی ہے' جبکہ معاشرتی نفسیات کا بنیادی موضوع فرد ہے جو کہ ثقافت اور معاشرتی اداروں کی بنیاد ہے۔ معاشرتی اور ثقافتی انسانیات کی فراہم کردہ معلومات فرد کو مکمل طور پر سمجھنے میں مدد فراہم کرتی ہیں۔

2: معاشرتی اور ثقافتی انسانیات جب رسم و رواج اور معاشرتی اداروں کے ارتقاء کے بارے میں معلومات فراہم کرتی ہے تو معاشرتی نفسیات ان معلومات کا بین الاشخاصی تعامل کے تناظر میں جائزہ لیتی ہے اور موجودہ بین الاشخاصی تعامل کو بہتر طور پر سمجھنے کے قابل ہوتی ہے۔

3: معاشرتی اور ثقافتی انسانیات انسانی معاشرتی نظام کا ارتقائی تناظر میں مطالعہ کرتے ہوئے نفسیات اور معاشرتی نفسیات کے اصولوں سے بھی استفادہ کرتی ہے اور ارتقائی عمل کے نفسیاتی پہلوؤں کا بھی جائزہ لیتی ہے۔

معاشرتی اور ثقافتی انسانیات چار قسم کی انسانی سرگرمیوں کا مطالعہ ارتقائی تناظر میں خاص طور پر کرتی ہے جو کہ معاشرتی نفسیات کے لئے بھی بہت اہمیت کی حامل ہیں:

(الف) وہ سرگرمیاں جو کہ انسان کی طبعی اور نفسیاتی ضروریات کی تکمیل کرتی ہیں۔

(ب) وہ سرگرمیاں جو گروہ کو تشکیل کرنے یا معاشرتی تنظیم فراہم کرنے میں مدد دیتی ہیں۔

(ج) ان سرگرمیوں اور نظریات کا مطالعہ کرتی ہے جو کہ غیر مرئی طاقتوں کی موجودگی کے بارے میں پائے جاتے ہیں۔

(د) ان سرگرمیوں اور نظریات کا مطالعہ کرتی ہے جو کہ کسی ثقافت میں کسی چیز کے خوبصورت ہونے اور بدصورت ہونے کے بارے میں پائی جاتی ہیں۔

انسانیات اور معاشرتی نفسیات کے تعلق کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ علم انسانیات کی موجودگی اور معاشرتی نفسیات کے ساتھ اس کا مربوط تعلق معاشرتی نفسیات کو ایک مربوط نظام بناتا ہے جو کہ فرد کا اس کے حال میں مطالعہ کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے ماضی سے بھی روشناس کراتا ہے۔

معاشرتی نفسیات اور سیاسیات

(Social Psychology and Political Science)

آج کے دور کی ایک اہم سوشل سائنس سیاسیات ہے۔ سیاسیات کا انگریزی میں مترادف Political ہے جس سے مراد شہری زندگی گزارنے کے اصول لئے جاتے ہیں۔ شہری زندگی گزارنے کے اصولوں سے مراد سیاسیات میں وہ قواعد و قوانین لئے جاتے ہیں جو معاشرے کو منظم انداز میں چلانے میں مدد دیتے ہیں۔ تاریخی طور پر یہ علم بہت قدیم ہے۔ یونانی مفکرین نے اس علم کی نشوونما میں اہم کردار ادا کیا۔ افلاطون نے اس علم کو باقاعدہ طور پر متعارف کروایا اور ارسطو نے سیاسیات کو ایک فن کے طور پر اپنایا اور پہلی بار جمہوری اصولوں کے فروغ میں دلچسپی لی۔ جدید ماہرین سیاسیات کی تعریف اس طرح کرتے ہیں کہ سیاسیات میں ریاست اور حکومت کے بنیادی اصولوں کو زیر بحث لایا جاتا ہے۔

کئی حوالوں سے سیاسیات اور معاشرتی نفسیات ایک دوسرے سے ملحق ہیں۔ آج کے دور میں معاشرتی نفسیات دان اپنی خدمات مختلف سیاسی گروہوں کو پیشہ وارانہ بنیادوں پر فراہم کرتے ہیں اور ان سیاسی گروہوں کے مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے لوگوں کے سیاسی رویے ان کے حق

میں تبدیل کرنے کے اقدامات کرتے ہیں۔ موجودہ دور کی سیاست میں مختلف نفسیاتی ہتھکنڈے استعمال کرکے لوگوں کے سیاسی رجحانات کی تشکیل اور تبدیلی بہت اہمیت اختیار کر گئی ہے۔ اس سلسلے میں مشہور معاشرتی نفسیات دان تھیوڈور وائٹ (Theodore White) نے اپنی کتاب The making of the President میں ان مختلف اقدامات کا ذکر کیا ہے جو اس نے امریکہ کے 1960ء اور 1964ء کے صدارتی انتخابات میں معاشرتی نفسیات کے اصولوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اختیار کئے اور وہ صدارتی انتخابات میں اس کے امیدواروں کی جیت کا سبب بنے۔

معاشرتی نفسیات کا ایک اہم موضوع قیادت ہے اور قیادت سیاسیات میں ایک بنیادی موضوع ہے۔ چھوٹے گروہوں سے لے کر ملکی سطح تک سیاسی نظام میں قیادت کا مرحلہ درپیش ہوتا ہے۔ معاشرتی نفسیات یہ بتاتی ہے کہ قیادت کیا ہوتی ہے؟ قائد اور اس کے پیروکاروں میں تعلق کی نوعیت کیا ہوتی ہے؟ قائد میں کن صلاحیتوں کا ہونا ضروری ہوتا ہے؟ قیادت کیسے وجود میں آتی ہے؟ قیادت کی مختلف اقسام میں موزوں ترین قسم کون سی ہے؟ اس لحاظ سے معاشرتی نفسیات سیاسی نظام کو منظم کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

معاشرتی نفسیات بین الاقوامی تعلقات کا مطالعہ بھی کرتی ہے۔ بین الاقوامی تعلقات میں معاشرتی نفسیات اپنے اصولوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ایسے اقدامات کرتی ہے جن کی مدد سے مختلف اقوام کے باہمی جھگڑے مذاکرات کی میز پر حل ہو سکیں اور انسانوں کو جنگ کی تباہ کاریوں سے محفوظ رکھا جا سکے۔ معاشرتی نفسیات میں اقوام کے درمیان سرد جنگ پیدا ہونے کی وجوہات پر بہت سی تحقیقات کی گئی ہیں اور ایسے اقدامات تجویز کئے گئے ہیں جن کی مدد سے مختلف اقوام آپس میں امن و سکون اور بھائی چارے سے رہ سکیں۔ اس سلسلہ میں معاشرتی نفسیات موجودہ سیاسی نظام کو بین الاقوامی سیاسی نظام کی طرف موڑنے میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔

معاشرتی نفسیات اور معاشیات

(Social Psychology and Economics)

معاشرتی نفسیات فرد کے کردار کا معاشرتی تجزیہ اس کی ثقافت کی بنیاد پر کرتے ہوئے اس کے معاشی حالات کو بھی مد نظر رکھتی ہے۔ معاشی پسماندگی یعنی غربت اور مفلسی بہت سے معاشرتی، سیاسی اور نفسیاتی مسائل پیدا کرتی ہے۔ معاشرتی نفسیات دان معاشی طور پر پسماندہ ثقافت کے

افراد کے معاشرتی کردار کا مطالعہ کرتے ہوئے اس ثقافت کی معاشی پسماندگی کو مد نظر رکھتے ہیں۔ ماہرین معاشیات عوام کی معاشی خوشحالی کے دعویدار ہیں' وہ ایسے اصول دریافت کرنا چاہتے ہیں جن کی مدد سے پسماندہ معاشروں کی پسماندگی کو دور کیا جاسکے اور انہیں ترقی کے شاہراہ پر ڈالا جاسکے۔

معاشرتی نفسیات یہ سمجھتی ہے کہ آج کے انسان کا ایک اہم مسئلہ دولت کی غیر منصفانہ تقسیم ہے۔ ترقی یافتہ ممالک کا طرز زندگی' رہن سہن' تعلیم و تدریس اور بودوباش غیر ترقی یافتہ ممالک کے لوگوں کے لئے بہت سے معاشرتی اور نفسیاتی مسائل پیدا کرتے ہیں اور معاشرتی نفسیات دان اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ یہ معاشرتی اور نفسیاتی مسائل معاشی ترقی کے ذریعے حل کئے جاسکتے ہیں۔

معاشرتی نفسیات اور تاریخ

(Social Psychology and History)

بلاشبہ تاریخ ایک ایسا معاشرتی علم ہے جو بہت زیادہ قدیم ہے۔ تاریخ نگاروں کا خیال ہے کہ تاریخ کا آغاز چوتھی صدی قبل از مسیح میں ہوا۔ ابتدا میں تاریخ نگاروں کا کام محض واقعات بیان کرنا تھا۔ بلاشبہ واقعات بیان کرنے میں انہیں کمال اور مہارت حاصل تھی۔ ابتداء میں تاریخ نگار صرف بادشاہوں اور حکمران طبقے کے حالات و واقعات ہی قلمبند کرتے تھے۔ تاہم جدید تاریخ نگار مواد کے حصول اور اس کی تعبیر و تشریح کے اعتبار سے اپنے پیش رو تاریخ نگاروں سے کئی لحاظ سے مختلف ہیں۔ وہ بادشاہوں اور حکمران طبقے کے حالات و واقعات کے برعکس عوام الناس کے حالات و واقعات پر زیادہ توجہ دیتے ہیں' کیونکہ عوامی طبقہ ہی تاریخ بناتا ہے۔ اس طبقے کے معاشرتی' معاشی' سیاسی' نفسیاتی اور تہذیبی حالات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

معاشرتی نفسیات کا تاریخ کے ساتھ تعلق اس لحاظ سے اہم ہے کہ معاشرتی نفسیات میں معاشرتی تغیر (Social Change) میں خاص طور پر دلچسپی لی جاتی ہے۔ معاشرے میں معاشرتی تغیر کا مواد تاریخ معاشرتی نفسیات کو فراہم کرتی ہے۔ مثال کے طور پر ایڈورڈ گبن (Edward Gibbon 1797ء) کی مشہور عالم کتاب The Decline and fall of the Roman Empire میں مصنف نے اس دور کے معاشرتی تغیر کو تین اصولوں کے تحت بیان کیا ہے:

1: ٹیکنالوجی میں ترقی کی بدولت تغیر

2: قانونی' سیاسی اور اقتصادی ساخت میں تغیر

3: ثقافتی تغیر کی تحصیل

تاریخ اور انسانی ثقافت باہمی طور پر مربوط ہیں۔ جب معاشرتی نفسیات دان فرد کے کردار کا مطالعہ ثقافتی پس منظر میں کرتے ہیں تو وہ اس ثقافت کے تاریخی پس منظر کو مد نظر رکھتے ہیں۔ مثال کے طور پر پاکستان میں فرد کے معاشرتی کردار کا مطالعہ کرتے ہوئے تاریخی' جغرافیائی' سیاسی اور اقتصادی حالات سے باخبر ہونا ضروری ہے۔

معاشرتی نفسیات اور ابلاغیات

ہم جس دور میں رہ رہے ہیں وہ حقیقت میں ابلاغیات یا ماس میڈیا کا دور ہے۔ ریڈیو' ٹیلی ویژن' ویڈیو اور اخبارات و جرائد ہمارے اردگرد ایسی دیوار کھڑی کر دیتے ہیں کہ ہم اس دیوار سے آگے دیکھ ہی نہیں سکتے۔ ہم وہی دیکھتے ہیں جو یہ ادارے ہمیں دکھانا چاہتے ہیں' ہم وہی سنتے ہیں جو یہ ادارے نشر کرتے ہیں۔ بالفاظ دیگر یہ کہا جا سکتا ہے کہ جدید دور کا انسان جتنا ان ذرائع سے متاثر ہوتا ہے اور کسی ذریعے سے متاثر نہیں ہوتا۔

معاشرتی نفسیات کے ابلاغیات کے ساتھ الحاق کو اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے کہ ایک طرف تو معاشرتی نفسیات انسان پر ماس میڈیا یا ابلاغیات کے اثرات کا جائزہ لیتی ہے اور دوسری طرف ماس میڈیا کی وساطت سے اپنے بہت سے امور کو پایہ تکمیل تک پہنچاتی ہے' مثال کے طور پر لوگوں کے رویہ جات کو تشکیل اور تبدیل کیا جاتا ہے۔

ابلاغیات اپنے مختلف قسم کے اعمال سرانجام دینے کے لئے معاشرتی نفسیات کی تکنیکوں اور طریقے کاروں کو استعمال میں لاتی ہے' مثلاً پروپیگنڈہ کی تکنیکیں یا رائے عامہ ہموار کرنے کے طریقے۔ بہرحال معاشرتی نفسیات اور ابلاغیات کا آپس میں تعلق ایک دوسرے پر انحصار کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے۔

تیسرا باب

اطلاقی معاشرتی نفسیات

1- تعارف
2- انسانی معاشرتی کردار کا تجزیہ
3- اطلاقی معاشرتی نفسیات دانوں کے مختلف پیشہ وارانہ کردار
4- معاشرتی نفسیات کا مختلف شعبہ جات میں اطلاق
(i) معاشرتی نفسیات کا تعلیم کے شعبہ میں اطلاق
(ii) معاشرتی نفسیات کا نفسی طریقہ علاج اور ذہنی صحت کے شعبہ جات میں اطلاق
(iii) معاشرتی نفسیات کا تجارت اور صنعت و حرفت کے شعبہ جات میں اطلاق
(iv) معاشرتی نفسیات کا عسکری تنظیموں میں اطلاق
(v) معاشرتی نفسیات کا قومی اور بین الاقوامی معاملات میں اطلاق

تعارف

جدید اطلاقی معاشرتی نفسیات دان اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ معاشرتی نفسیات کے دو بنیادی مقاصد ہیں۔ پہلا یہ کہ بنی نوع انسان کے مسائل کو معاشرتی نفسیات کے اصولوں کو بروئے کار لاتے ہوئے حل کیا جائے اور دوسرا یہ کہ معاشرتی نفسیات کے اصولوں کو بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کے لئے استعمال میں لاتے ہوئے خود کو وقف کر دیا جائے۔ اطلاقی معاشرتی نفسیات کے تحت مختلف معاشرتی مظہروں پر معاشرتی نفسیات کے اصولوں کا اطلاق کیا جاتا ہے۔

بنی نوع انسان کے مسائل کے بارے میں اطلاقی معاشرتی نفسیات کا استدلال بالکل سادہ ہے۔ تمام اقسام کے انسانی مسائل حقیقت میں معاشرتی مسائل ہیں اور کوئی بھی بہت بڑا انسانی مسئلہ بنیادی طور پر معاشرتی ہوتا ہے۔ ایٹمی ہتھیاروں کی تباہ کاریوں کا خوف' آبادی میں بے تحاشا اضافے کا مسئلہ' غربت' بھوک' نفرت اور تعصب' بین گروہی کشمکشیں' دولت کی غیر منصفانہ تقسیم' جرائم کی بھرمار اور بہت سے دوسرے مسائل درحقیقت معاشرتی مسائل ہیں اور ان معاشرتی مسائل میں انسانی معاشرتی تعامل کی پیچیدگیاں کارفرما ہیں۔

اطلاقی معاشرتی نفسیات دان یہ سمجھتے ہیں کہ انسانیت کو درپیش مسائل کو حل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسانوں کی باہمی کشمکشوں کو دور کیا جائے جو کہ ہماری دنیا کی بقاء کے لئے خطرہ ہیں' ایسے انسانی رویوں کی تشکیل کی جائے جو کہ انسانی بقاء کی ضمانت فراہم کریں اور معاشرتی فلاح و بہبود کی راہ ہموار کریں' اور انسانوں کے درمیان ایسا معاشرتی تعامل ہو کہ ہر فرد آزادانہ اور باعزت طریقے سے دوسروں کے ساتھ اپنے جذبات کا اظہار کر سکے' لوگ اپنے فیصلے جمہوری اصولوں کے تحت کریں اور اپنے مشترکہ مقاصد کے حصول کے لئے باہمی تعاون کی بنیاد پر کوششیں کریں۔

اطلاقی معاشرتی نفسیات اپنے امور میں انسانی فلاح و بہبود کو مقدم رکھتی ہے۔ اطلاقی معاشرتی نفسیات دان انسانی فلاح و بہبود کے بارے میں یہ نظریہ اپناتے ہیں کہ تمام اقسام کے معاشرتی ماحولوں میں سائنسی طریقہ کار اور پیشہ ورانہ مہارتوں کو استعمال میں لاتے ہوئے انسانی فلاح و بہبود میں اضافہ کرنے کے اقدامات کئے جا سکتے ہیں۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے وہ معاشرتی حقیقت کے بارے میں اپنے علم میں اضافہ ہر ممکن طریقے سے کرنا چاہتے ہیں۔ وہ حقیقی معاشرتی ماحول میں تحقیقات کرتے ہیں اور نظریات کی اختراع کرتے ہیں۔ پہلے سے موجود نظریات

کو حقیقی ماحول کے حوالے سے پرکھتے ہیں اور ان میں مناسب ترمیمیں کرتے ہیں' نیز اس بات کو ترجیح دیتے ہیں کہ اپنے ہر نئے مفروضے کی آزمائشیں تجربہ گاہ کے مصنوعی ماحول کے بجائے براہ راست حقیقی معاشرتی ماحول کے حوالے سے کی جائیں۔

انسانی معاشرتی کردار کا تجزیہ

(Analysis of Human Social Behavior)

اطلاقی معاشرتی نفسیات میں انسانی معاشرتی کردار کا تجزیہ خاص طور پر پیش کیا جاتا ہے تاکہ انسانی معاشرتی کردار کی تشریح حقیقی معاشرتی ماحول کے حوالے سے کی جاسکے۔ اطلاقی معاشرتی نفسیات دان معاشرتی دنیا کو مختلف نظاموں اور سطحوں (Levels) کے تحت بیان کرتے ہیں۔

اطلاقی معاشرتی نفسیات دانوں کے نقطہ نگاہ کے مطابق ہماری معاشرتی دنیا دو نظاموں پر مشتمل ہے یعنی فرد اور معاشرتی ماحول۔ فرد تو بہرحال یکتا ہے لیکن ہمارا معاشرتی ماحول کئی مختلف ثانوی نظاموں پر مشتمل ہے' مثلاً افراد' گروہ' تنظیمیں' جمعیتیں (Communities) اور قوم یا معاشرہ وغیرہ۔ ہر نظام اپنی مخصوص خصوصیات کی بنیاد پر انسانی کردار کو متاثر کرتا ہے' معاشرتی دنیا کو ہم ایک ایسی گاڑی سے تشبیہہ دے سکتے ہیں جس کے پہیوں کے نیچے پہیوں کے مزید کئی سلسلے ہیں اور یہ تمام پہیوں کے سلسلے ایک ہی وقت میں اپنی اپنی مخصوص خصوصیات کی بنیاد پر اپنی اپنی جگہ متحرک ہوتے ہیں اور لوگوں کے کردار کو متاثر کرتے ہیں۔ اطلاقی معاشرتی نفسیات دان ہر ثانوی نظام پر اس کی انفرادی خصوصیات کی بنیاد پر مخصوص توجہ دیتے ہیں۔ ہر نظام کی مناسبت سے مختلف تحقیق کے طریقے کار اختیار کئے جاتے ہیں اور نظریات کی اختراع کی جاتی ہے' مخصوص پیشہ ورانہ مہارتیں حاصل کی جاتی ہیں اور فرد اور ہر نظام کے تعامل کو سمجھا جاتا ہے۔ یہ ماہرین ہر نظام کو انسانی معاشرتی کردار کے وقوع پذیر ہونے کی مختلف سطحیں (Levels) قرار دیتے ہیں۔

انسانی معاشرتی کردار کا تجزیہ سب سے پہلے فرد کی سطح پر کیا جاتا ہے۔ فرد کی سطح پر تجزیہ کرتے ہوئے فرد کے انفرادی خصائص اور مختلف معاشرتی کردار (Social Roles) جو وہ معاشرے میں ادا کرتا ہے ان کا تجزیہ کیا جاتا ہے یعنی فرد کے شخصیتی خصائص' محرکات اور رویے جو کہ اس کے معاشرتی کردار کو متعین کرتے ہیں اور فرد کے وہ مختلف کردار جو وہ معاشرے میں ادا کرتا ہے مثلاً طالب علم کا کردار' کارکن کا کردار' مینجر کا کردار اور کئی دوسرے کردار۔ فرد کے

معاشرے میں مختلف کردار ادا کرنے کی اہمیت نہ صرف فرد کی سطح پر ہے بلکہ تمام سطحوں کے حوالے سے یکساں اہمیت کی حامل ہے۔

دوسری سطح بین الاشخاصی سطح ہے جس میں دو افراد کے تعامل کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ بین الاشخاصی سطح کو پہلی اور بنیادی معاشرتی صورت حال بھی قرار دیا جاتا ہے اور اسے سب سے کم پیچیدہ اور آسان صورت حال سمجھا جاتا ہے۔ اس سطح پر یہ تجزیہ کیا جاتا ہے کہ افراد آپس میں ایک دوسرے کا کس طرح ادراک کرتے ہیں' ایک دوسرے کی جانب کس طرح کشش محسوس کرتے ہیں' ایک دوسرے کے ساتھ کس طرح ابلاغ (Communication) کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے کس طرح اور کس حد تک متاثر ہوتے ہیں۔

تیسری سطح انسانی گروہی کردار کے بارے میں ہے۔ گروہ کی سطح پر ان خاص عوامل کا مطالعہ کیا جاتا ہے جو کہ بین الاشخاصی سطح پر پیدا نہیں ہوتے۔ مثال کے طور پر گروہی ماحول' گروہی معیار اور گروہی ابلاغ' جن کی بدولت فرد کا گروہ میں کردار متاثر ہوتا ہے۔ جس طرح افراد بین الاشخاصی تعامل کرتے ہیں اسی طرح گروہ بھی بین الگروہی تعامل کرتے ہیں۔ اس سطح پر بین الگروہی تعلقات کی نوعیت کا مطالعہ کیا جاتا ہے اور خاص طور پر تعصبات اور تفریقات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

تنظیمی سطح پر انسانی معاشرتی کردار کا تجزیہ منظم تنظیموں اور غیر منظم تنظیموں کے حوالے سے کیا جاتا ہے۔ منظم تنظیمیں مضبوط اور ٹھوس بنیادوں پر استوار ہوتی ہیں' مثلاً کاروباری تنظیمیں اور اسکولز وغیرہ۔ غیر منظم تنظیمیں رسمی بنیادوں پر استوار ہوتی ہیں' مثلاً امداد باہمی کی تنظیمیں اور معاشرتی تحریکیں وغیرہ۔ اس سلسلے میں مختلف مطالعات تنظیموں کے اندر پائے جانے والے گروہوں اور ان گروہوں کے باہمی تعلقات پر کئے جاتے ہیں' مثال کے طور پر منتظمین اور کارکنوں کے گروہ اور ان کے باہمی تعلقات وغیرہ۔

کچھ اطلاقی معاشرتی نفسیات دان انسانی معاشرتی کردار کا تجزیہ جمعیت کی سطح پر بھی کرتے ہیں۔ جمعیتوں کو جغرافیائی اور ثقافتی سیاق و سباق کے علاوہ کئی اور عوامل کی بنیاد پر بھی سمجھا جاتا ہے۔ جمعیتی نفسیات کے ماہرین' ماہرین عمرانیات اور جمعیت کی ترقی کے لئے کام کرنے والے دیگر ماہرین کے ساتھ مل کر جمعیت کے امور کے لئے کام کرتے ہیں اور جمعیت کی سطح پر انسانی معاشرتی کردار کا تجزیہ اس طرح پیش کیا جاتا ہے جو کہ سب ماہرین کے لئے قابل قبول ہو۔
معاشرے کی سطح پر بھی انسانی معاشرتی کردار کا تجزیہ پیش کیا جاتا ہے۔ معاشرے کی سطح پر

انسانی معاشرتی کردار کا تجزیہ پیش کرتے ہوئے معاشرے کو ایک قوم سمجھا جاتا ہے اور اس کا ایک اکائی کی صورت میں جائزہ لیا جاتا ہے۔ قوم سے مراد وہ لوگ لئے جاتے ہیں جو کہ ایک خاص جغرافیائی حصے پر آباد ہوتے ہیں اور ان کی ثقافت اور قومی شناخت یکساں ہوتی ہے۔ اطلاقی معاشرتی نفسیات دان قوم کی پالیسیوں' قوانین' ثقافتی معیاروں اور معاشرتی تغیرات کا جائزہ لیتے ہیں جو کہ اس قوم کے معاشرتی کردار کے عکاس ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ قوم کی سطح پر نسل پرستی' جنسی امتیازات اور غربت کا خاص طور پر مطالعہ کیا جاتا ہے۔

اقوام کے باہمی تعامل کرنے سے انسانی معاشرتی کردار کی بین الاقوامی سطح نمودار ہوتی ہے۔ اطلاقی معاشرتی نفسیات دان بین الاقوامی تعلقات کو بین الگروہی تعلقات کے متوازی خیال کرتے ہیں۔ لیکن بین الاقوامی سطح کی اپنی مخصوص خصوصیات بھی ہوتی ہیں۔ ماہرین سیاسیات بین الاقوامی سطح کے انسانی معاشرتی کردار کو سمجھنے کے لئے اہم رہنمائی فراہم کرتے ہیں اور اطلاقی معاشرتی نفسیات دان اس سلسلے میں بصیرت افروز مطالعے کرتے ہیں اور مفید اقدامات تجویز کرتے ہیں۔

اطلاقی معاشرتی نفسیات دانوں کے مطابق انسانی معاشرتی کردار کے عمل پذیر ہونے کی وسعت بہت وسیع اور بہت پیچیدہ ہے۔ لیکن ہم انسانی معاشرتی کردار کو مندرجہ بالا سطحوں کے حوالے سے بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں اور تجزیہ کر سکتے ہیں' اور ہمارا یہ تجزیہ حقیقی معاشرتی ماحول کے بین بین ہوتا ہے۔

اطلاقی معاشرتی نفسیات دانوں کے مختلف پیشہ ورانہ کردار

(Professional Roles of Applied Social Psychologists)

ایک تربیت یافتہ اطلاقی معاشرتی نفسیات دان انسانیت کی بھلائی کو مدنظر رکھتے ہوئے تین قسم کے پیشہ ورانہ کردار ادا کرتا ہے:

1- خالصتاً" سائنس دان کا کردار (Role as a Pure Scientist)

2- اطلاقی سائنس دان کا کردار (Role as an Applied Scientist)

3- پیشہ ور مشق کار کے مختلف کردار (Roles as a Professional Practitioner)

درج [illegible] میں ہم ان کرداروں کا تفصیلی جائزہ لیتے ہیں:

1۔ خالصتاً" سائنس دان کا کردار

خالصتاً" سائنس دان کے کردار کو غیر اطلاقی سائنس دان کا کردار بھی کہا جاتا ہے۔ اس کردار کے تحت معاشرتی نفسیات دان سائنس دان کی حیثیت سے معاشرتی نفسیات کے مختلف موضوعات پر مختلف سائنسی طریقوں کی مدد سے تحقیقات اور نظریات کی اختراع کرتے ہیں اور پہلے سے موجود نظریات کی آزمائشیں اور ان میں مناسب ترمیمیں کرتے ہیں۔

معاشرتی نفسیات دان سائنس دان کی حیثیت سے یہ کوشش کرتے ہیں کہ وہ ایسے نظریات کی اختراع کریں جو کہ مختصر قوانین پر مشتمل ہوں لیکن وہ انسانی معاشرتی کردار کی تشریح وسیع پیمانے پر پیش کر سکیں' مثال کے طور پر وقوفی ناہمواری کا نظریہ جو کہ مختصر قوانین پر مشتمل ہے لیکن اس نظریہ کی اطلاقی وسعت بہت زیادہ ہے۔ معاشرتی نفسیات دان کے خالصتاً" سائنس دان کے کردار کا مقصد انسانی معاشرتی کردار کے بارے میں ایسے قوانین وضع کرنا ہے جو کہ مکمل طور پر سائنسی طریقوں کی مدد سے حاصل کئے گئے ہوں اور ان قوانین کا اطلاق روزمرہ کے انسانی معاشرتی مسائل پر کیا جاسکے۔

2۔ اطلاقی سائنس دان کا کردار

اطلاقی معاشرتی نفسیات دان اطلاقی سائنس دان کی حیثیت سے حقیقی معاشرتی ماحول میں تحقیقات کرتے ہیں اور نظریات کی اختراع کرتے ہیں۔ ان کی یہ تحقیقات اور نظریات مخصوص معاشرتی صورت حال کے مسائل سے نبرد آزما ہونے کے لئے ہوتے ہیں' اور اس سلسلے میں ان کے اقدامات کسی معاشرتی مسئلے کے فوری اور براہ راست حل کے لئے ہوتے ہیں۔ یہ اقدامات اس معاشرتی مسئلے کا قلیل المعیاد عرصے کے لئے حل پیش کرتے ہیں۔

اطلاقی تحقیق کی ایک قسم جو کہ کرٹ لیون نے اپنی مختلف تحقیقات میں استعمال کی' عملی تحقیق (Action Research) کہلاتی ہے۔ تحقیق کی اس قسم کے تحت اطلاقی سائنس دان کسی ایسے گروہ یا تنظیم کو جو کہ مسائل سے دوچار ہوتے ہیں ان کو ان کے مسائل سے نبرد آزما ہونے کے لئے مدد فراہم کرتے ہیں۔ وہ عملی تحقیق کے طریقوں کے تحت متعلقہ مسئلے سے متعلق مواد اکٹھا کرتے ہیں اور اس مواد کی تعبیر اور تشریح متعلقہ مسئلے کے ممکنہ حل کو پیش نظر رکھتے ہوئے کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک اطلاقی سائنس دان ان لوگوں کے لئے جو نسلی تعصب کی وجہ سے

مسائل کا شکار ہیں ان سے انٹرویوز کے ذریعے اور دوسرے ذرائع سے مواد اکٹھا کرتا ہے اور مواد کی تعبیر اور تشریح نسلی تعصب کے خاتمہ کے عملی طریقوں کو مد نظر رکھتے ہوئے کرتا ہے اور حکومتی اداروں کو ایسی اصلاحات تجویز کرتا ہے جن کی مدد سے نسلی تعصب کے مسئلے کا خاتمہ کیا جا سکے۔

اطلاقی تحقیق کی ایک دوسری قسم جو اطلاقی سائنس دان استعمال کرتے ہیں اسے تخمینہ کی تحقیق (Evaluation Research) کہا جاتا ہے۔ تحقیق کی اس قسم کو عمل میں لاتے ہوئے مختلف تحقیقی طریقوں کی مدد سے کسی معاشرتی پالیسی یا پروگرام کا تخمینہ لگایا جاتا ہے کہ وہ معاشرے کے لئے کس حد تک موثر اور سودمند ہے' مثال کے طور پر کسی تعلیمی پروگرام کا جائزہ اس طرح لیا جاتا ہے کہ وہ لوگوں کی معاشرتی عادات کو کس حد تک صحت مند بنائے گا۔ اطلاقی معاشرتی نفسیات دان اطلاقی سائنس دان کی حیثیت سے اپنی خدمات مختلف حکومتی اداروں' ایجنسیوں اور پرائیویٹ کارپوریشنوں کو فراہم کرتے ہیں۔

3- پیشہ ور مشق کار کے مختلف کردار

پیشہ ور مشق کار کی حیثیت سے اطلاقی معاشرتی نفسیات دان مختلف اقسام کے کردار ادا کرتے ہیں۔ مثلاً تربیت کار' مشیر' جمعیت کی ترقی کے لئے کام کرنے والے' مختلف پروگراموں کی ترقی کے لئے کام کرنے والے اور معاشرتی وکیل کے کردار۔ ان تمام اقسام کے کرداروں میں معاشرتی نفسیات دان اپنے پیشہ ورانہ علم اور مہارتوں کا اطلاق کرتے ہوئے مختلف معاشرتی صورت حالوں کی ترقی کے لئے کام کرتے ہیں۔

ایک تربیت کار (Trainer) کی حیثیت سے اطلاقی معاشرتی نفسیات دان خاص طور پر انسانی معاشرتی تعلقات کی تربیت لوگوں کو فراہم کرتے ہیں۔ وہ ایسی ورکشاپس کا اہتمام کرتے ہیں جہاں لوگ اپنی ذات سے متعلق اور اپنے معاشرتی ماحول سے متعلق اپنے مسائل سے نبرد آزما ہونا سیکھ لیں۔ ان ورکشاپس کے ذریعے لوگ بین الاشخاصی ابلاغ کی مہارتیں' گروہ کی قیادت کی مہارتیں اور کئی دوسری مہارتیں سیکھتے ہیں۔

ایک مشیر (Consultant) کے کردار میں اطلاقی معاشرتی نفسیات دان معاشرتی اعمال اور معاشرتی نظریات کے ماہر کی حیثیت سے ان گروہوں' تنظیموں اور جمعیتوں کی مشاورت کرتے ہیں جو کہ مختلف مسائل سے دوچار ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر کسی تنظیم کے مشیر کی حیثیت سے وہ اس تنظیم کے منتظمین کو ان کے کرداروں اور ذمے داریوں سے روشناس کرواتے ہیں۔ مشیر کی حیثیت

سے وہ جمعیت کی ترقی کے لئے کام کرنے والے (Community Developer) کی حیثیت سے بھی اپنی خدمات فراہم کرتے ہیں اور مختلف جمعیتوں کو ان کی ترقی کے لئے رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ اطلاقی معاشرتی نفسیات دانوں نے ایک نیا پیشہ ورانہ کردار مختلف پروگراموں کی ترقی کے لئے کام کرنے والوں (Programme Developer) کی حیثیت سے متعارف کروایا ہے۔ اس کردار کے تحت وہ بہترین اور موثر طریقوں کو استعمال میں لاتے ہوئے کسی معاشرتی پروگرام کی ترقی اور بہتری کے لئے خدمات سرانجام دیتے ہیں۔

ایک اور اہم پیشہ ورانہ کردار جو اطلاقی معاشرتی نفسیات دان ادا کرتے ہیں وہ معاشرتی وکیل (Social Advocate) کا کردار ہے۔ اس کردار کے تحت اطلاقی معاشرتی نفسیات دان سیاست کے میدان میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ وہ کسی خاص گروہ' ادارے یا سیاسی پارٹی کے ساتھ مل کر جو کہ معاشرتی تغیر کے لئے کام کر رہی ہوتی ہے' معاشرتی تغیر کے لئے اپنے ماہرانہ اصولوں کا اطلاق کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر کسی سیاسی پارٹی کی معاونت کے لئے اپنے پیشہ ورانہ علم اور مہارتوں کو بروئے کار لاتے ہیں اور معاشرتی وکیل کی حیثیت سے کام کرتے ہیں یا کسی حکومتی ادارے میں اپنی خدمات سرانجام دیتے ہوئے اس ادارے کے اقدامات کی وکالت کرتے ہیں۔ اطلاقی معاشرتی نفسیات دانوں کی تربیت میں یہ بات خاص طور پر شامل ہوتی ہے کہ وہ معاشرتی وکیل کی حیثیت سے اپنی خدمات مثبت انداز میں اور انسانی بھلائی کے امور کے لئے فراہم کریں۔

معاشرتی نفسیات کا مختلف شعبہ جات میں اطلاق

اس وقت معاشرتی نفسیات کے اصولوں کا اطلاق مختلف شعبہ جات میں کیا جا رہا ہے اور دن بدن معاشرتی نفسیات اطلاقی سائنس کی حیثیت سے زیادہ سے زیادہ اہمیت اختیار کر رہی ہے۔

اطلاقی معاشرتی نفسیات کی تاریخ پچھلے کچھ عشروں پر محیط ہے۔ لیکن بہت کم عرصے میں اطلاقی معاشرتی نفسیات دانوں نے اپنے وجود کو اطلاقی سائنس دان کی حیثیت سے منوایا ہے' اور اب مختلف شعبہ جات معاشرتی نفسیات کی تحقیقی معلومات سے استفادہ کر رہے ہیں۔ درج ذیل میں ہم ان شعبہ جات کو اختصار کے ساتھ پیش کرتے ہیں:

معاشرتی نفسیات کا تعلیم کے شعبہ میں اطلاق

معاشرتی نفسیات دان تعلیم کے عمل کو معاشرتی آموزش کا عمل قرار دیتے ہیں جس میں

ایک تربیت یافتہ شخص یعنی استاد اپنے علم کو مختلف مہارتوں کے ذریعے اپنے طالب علموں میں منتقل کرتا ہے۔ تعلیمی عمل میں ایک طرف تو اساتذہ اپنے آپ کو ایک نمونے کے طور پر پیش کرتے ہوئے طالب علموں کو مشاہداتی اور تقلیدی آموزش فراہم کرتے ہیں اور دوسری طرف وہ طالب علموں کی آموزش کو جزا اور سزا کے اصولوں کے ذریعے متعین کرتے ہیں۔ معاشرتی نفسیات میں اساتذہ کی تربیت اور ان کے تدریس کے طریقوں کے بارے میں بہت سی تحقیقات کی گئی ہیں' اور جدید تعلیم کے شعبہ میں ان تحقیقات سے خاص طور پر استفادہ کیا جاتا ہے۔

تعلیمی اداروں میں اساتذہ طالب علموں کو تعلیم دیتے ہوئے زبانی اور آلاتی ابلاغ کے ذریعے طالب علموں کے رویوں' خیالات اور اقدار کی تشکیل کرتے ہیں' اور اس سلسلے میں معاشرتی نفسیات کی ابلاغ' رویوں کی تبدیلی اور تشکیل' اور پروپیگنڈہ کی تحقیقات کا اطلاق کیا جاتا ہے۔

کلاس روم میں اساتذہ اور طالب علموں کا تعلق ایک مخصوص عرصے تک برقرار رہتا ہے' اور اس صورت حال کی بدولت کلاس روم ایک منظم گروہ کی خصوصیات اختیار کر لیتا ہے۔ معاشرتی نفسیات دان کلاس روم کے گروہ پر گروہی حرکیات کے اصولوں اور تحقیقات کا اطلاق کرتے ہیں۔ کلاس روم کے گروہ کے اندر استاد کا کردار ایک قائد کی حیثیت سے ہوتا ہے جو کہ کلاس روم کے گروہی ماحول کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اساتذہ طالب علموں میں نظم و ضبط پیدا کرتے ہیں اور کلاس روم کو مخصوص نظم و ضبط کے معیاروں کے مطابق چلاتے ہیں۔ تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ اسکولز کے زیادہ تر اساتذہ کا کردار تحکمانہ قیادت (Authoritarian Leadership) کی خصوصیات کا حامل ہوتا ہے۔

معاشرتی نفسیات میں بہت سی تحقیقات معلم مرکز ماحول (Teacher-Centered Atmospheres) اور متعلم مرکز ماحول (Student-Centered-Atmospheres) پر کی گئی ہیں۔ ان تحقیقات کے نتائج کے مطابق معلم مرکز ماحول کے برعکس متعلم مرکز ماحول یا جمہوری ماحول میں کلاس روم گروہ بہتر پیداواریت کا مظاہرہ کرتا ہے' طالب علم مطمئن ہوتے ہیں اور ان کے درمیان بہتر مورال (Moral) پایا جاتا ہے۔ کچھ دوسری تحقیقات کے مطابق کچھ مخصوص طالب علم تحکمانہ ماحول کو پسند کرتے ہیں اور وہ تحکمانہ خصوصیات کے حامل اساتذہ سے پڑھنا چاہتے ہیں' دوسری طرف کچھ مخصوص اساتذہ جمہوری ماحول کو اپنا نصب العین سمجھتے ہیں۔

معاشرتی نفسیات کا نفسی طریقہ علاج اور ذہنی صحت کے شعبہ جات میں اطلاق

معاشرتی نفسیات کے اصولوں کا اطلاق سب سے زیادہ نفسی طریقہ علاج (Psychotherapy) اور ذہنی صحت (Mental Health) کے شعبہ جات میں کیا جاتا ہے۔ کلینکی نفسیات، جو کہ نفسیات کی ایک اہم شاخ ہے نفسیاتی امراض اور ان کے علاج کو زیر بحث لاتی ہے اور ایسے اقدامات کرتی ہے جن کی بدولت افراد نفسیاتی امراض سے بچتے رہیں اور اپنے معاشرے میں صحت مندی اور تحفظ سے اپنے کردار ادا کرتے رہیں۔ جب کلینکی نفسیات معاشرے کے سیاق و سباق میں لوگوں کی صحت مندی کے لئے اقدامات کرتی ہے تو وہ معاشرتی نفسیات کی ترجیحات سے استفادہ کرتی ہے۔

انسانی شخصیت کی تشکیل کا مسئلہ نفسیات میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔ شخصیت کی صحت مندانہ تشکیل انسانی ذہنی صحت کی ضمانت مہیا کرتی ہے اور شخصیت کی غیر صحت مندانہ تشکیل انسان کو مختلف ذہنی امراض میں مبتلا کر سکتی ہے۔ اس حقیقت کو تمام ماہرین نفسیات تسلیم کرتے ہیں کہ انسانی شخصیت کی تشکیل میں معاشرتی سیاق و سباق بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ فرائیڈ نے بہت پہلے یہ خیال پیش کیا تھا کہ لوگ اپنی محرکاتی انگیختوں (Motivational Impulses) کو اپنے متعلقہ گروہ اور معاشرتی نظام کے طریقوں کے مطابق پروان چڑھاتے ہیں۔ فرائیڈ کے پیش رووں نے اس بات پر زور دیا کہ بین الاشخاصی تعلقات اور معاشرتی اثرات صحت مند اور غیر صحت مند شخصیت کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ معاشرتی نفسیات میں انسانی شخصیت کی تشکیل ایک اہم موضوع ہے اور تحقیقات کی مدد سے انسانی شخصیت کی صحت مندی اور غیر صحت مندی کی معاشرتی وجوہات کا سراغ لگایا گیا ہے اور ایسے اصول بنائے گئے ہیں جن کی مدد سے صحت مند انسانی شخصیت کی تشکیل معاشرے کے سیاق و سباق میں کی جا سکتی ہے۔

روایتی نفسی طریقہ علاج معالج اور مریض کے باہمی تعامل پر مشتمل ہوتے ہیں اور مریض کے علاج کی کامیابی اور ناکامی کا دارومدار باہمی تعامل کی نوعیت پر ہوتا ہے۔ اگر یہ تعامل مثبت انداز میں جاری رہتا ہے تو مریض اپنے مرض سے چھٹکارا حاصل کر لیتا ہے، دوسری صورت میں معالج کو مریض کا علاج کرنے میں ناکامی ہوتی ہے۔ معالج اس تعامل میں معاشرتی نفسیات کے معاشرتی آموزش کے اصولوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ایک طرف تو اپنے کردار کو مریض کے لئے نمونے کی صورت میں پیش کرتا ہے اور دوسری طرف جزا اور سزا کے اصول کے تحت مریض کے کردار کو

کنٹرول کرتا ہے۔ معاشرتی نفسیات کی تحقیقات کے مطابق معالج مریض کی اقدار اور رویوں کو بڑی شدت سے متاثر کرتا ہے۔

نفسی طریقہ علاج کے میدان میں بہت سی کوششیں کی گئی ہیں کہ نفسی گروہی طریقہ علاج (Group Psychotherapy) میں گروہی حرکیات کے اصولوں کو استعمال کیا جائے اور اس حقیقت کو تسلیم کیا جاتا ہے کہ گروہی نفسی طریقہ علاج میں گروہی حرکیات کے اصولوں کا استعمال نہایت سودمند ہے۔ گروہی نفسی طریقہ علاج میں مریضوں کے گروہوں کو گروہی حرکیات کے اصولوں کو استعمال کرتے ہوئے ایک چھوٹے معاشرے کی مانند چلایا جاتا ہے اور ایسے اقدامات کئے جاتے ہیں کہ مریض اپنے معالج کی مدد سے اپنے گروہی تعامل کے ذریعے غیر صحت مند کرداروں کی جگہ نئے صحت مند کردار سیکھیں۔ یہ گروہ اپنے معیار تشکیل دیتے ہیں اور ہر رکن کے لئے گروہی معیاروں کے مطابق کردار پیش کرنا ضروری ہوتا ہے اور اس کے لئے جزا اور سزا کے اصولوں کو بروئے کار لایا جاتا ہے۔ تحقیقات سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ ان گروہوں میں مریضوں کو احساس تحفظ میسر ہوتا ہے اور وہ بہتر طور پر اور کم عرصے میں اپنے امراض پر قابو پا لیتے ہیں۔ در حقیقت نفسی طریقہ علاج میں گروہی نفسی طریقہ علاج کی اہمیت اس لئے زیادہ نہیں ہے کہ یہ ایک سستا طریقہ علاج ہے بلکہ یہ طریقہ علاج نہایت موثر اور مفید بھی ثابت ہوا ہے۔

گروہی نفسی طریقہ علاج میں معاشرتی نفسیات کی مختلف تکنیکیں استعمال کی جاتی ہیں۔ کرٹ لیون کی گروہی مباحثوں (Group Discussions) کی تکنیک کو ذہنی مریضوں میں صحت مند رویے پروان چڑھانے میں نہایت مفید پایا گیا ہے۔ تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ گروہی نفسی علاج تب ہی سودمند ہوتا ہے جب گروہ کو گروہی حرکیات کے اصولوں کے مطابق چلایا جائے۔ اس صورت حال میں معالج کا بحیثیت معالج کردار پس پشت چلا جاتا ہے اور گروہ ایک منظم معاشرتی نظام کی مانند متحرک ہوتا ہے' اراکین آزادی سے معاشرتی تعامل کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے تجربات سے مستفید ہوتے ہیں۔ گروہ کے اندر مریضوں کو مختلف فنون میں دلچسپی لینے کی آزادی ہوتی ہے' مثلاً فنون لطیفہ' موسیقی سیکھنے' مختلف کھیلوں میں حصہ لینے' کھیتی باڑی کرنے میں اور مختلف اشیاء کو بنانے میں آزادی ہوتی ہے۔

گروہی نفسی علاج میں مختلف کردار ادا کرنے کی تکنیک (Role Playing Technique) بھی استعمال کی جاتی ہے۔ یہ تکنیک معاشرتی نفسیات کے کردار ادا کرنے کے نظریہ (Role

(Theory) کی مصنوعی ماحول میں مشق ہے۔ اس تکنیک میں معالج مریضوں کے لئے مختلف کردار ادا کرنا تجویز کرتا ہے جو وہ ڈرامے کی صورت میں سٹیج پر دوسرے لوگوں کی موجودگی میں ادا کرتے ہیں۔ اس تکنیک کو نفسی ڈرامہ (Psychodrama) کہا جاتا ہے۔ اس تکنیک میں معالج ڈرامے کے ڈائریکٹر' رائٹر اور پروڈیوسر کا کردار ادا کرتا ہے' اور مریض کے ماضی کے تجربات اور مستقبل کے کردار کو مد نظر رکھتے ہوئے اسے مختلف کردار ادا کرنے کو دیتا ہے۔ بعض صورتوں میں مریض کے ساتھ دوسرے کردار ادا کرنے والے افراد اس کے خاندان کے لوگ ہوتے ہیں۔ تحقیقات میں بچوں اور نوجوانوں کے علاج کے لئے خاندانی گروہی علاج (Family Group Therapy) نہایت مفید پایا گیا ہے۔

اس بات میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ گروہی نفسی علاج کے موثر ہونے کا دارومدار اراکین کے باہمی تعامل کے بہتر ہونے پر ہوتا ہے۔ معاشرتی نفسیات میں کچھ تحقیقات گروہ کے سائز اور گروہ میں اشیاء کی ترتیب پر کی گئی ہیں۔ چھ سے دس افراد پر مشتمل گروہ بہتر نتائج ظاہر کرتا ہے' بعض صورتوں میں ایک بڑے گروہ کے اندر چھوٹے چھوٹے گروہ تشکیل دے دیے جاتے ہیں اور یہ چھوٹے گروہ اتنے ہی اراکین پر مشتمل ہوتے ہیں۔ افراد کے بین الاشخاصی ابلاغ کو بہتر بنانے کے لئے دائرے کی شکل کے ٹیبل کے گرد بیٹھنا اراکین کے لئے زیادہ سود مند ثابت ہوا ہے۔ گروہی یک رنگی یعنی گروہ میں جنس' عمر اور ذہانت میں یکسانیت گروہی علاج کو آسان اور مفید بناتی ہے۔

گروہی نفسی علاج کے طریقوں کا استعمال شفا خانوں میں بھی کیا جاتا ہے۔ برطانیہ کے ٹیوی سٹاک کلینک (Tivistock Clinic) میں پچھلے چالیس سالوں سے معاشرتی طب دماغی (Social Psychiatry) کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ یہاں معاشرتی نفسیات کو نہ صرف اطلاقی طبی پریکٹس کے ساتھ مدغم کر دیا گیا ہے بلکہ اس میں شفا خانہ کے روایتی تصور کو بھی بدل دیا گیا ہے' کیونکہ اسے مسدود جمعیت (Close Community) کے طور پر سمجھا جاتا ہے۔ جہاں مریض' ڈاکٹرز' نفسی معالج' سماجی کارکن' دفتری عملہ اور معاون عملہ ایک چھوٹا معاشرہ تصور کیا جاتا ہے جن کی اپنی ثقافت ہوتی ہے' اپنے رسم و رواج اور عقائد ہوتے ہیں۔ جب کوئی مریض اس معاشرے سے تسویہ (Adjustment) پیدا کر لیتا ہے تو اس سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ وسیع معاشرے میں بھی تسویہ پیدا کر لے گا۔

پچھلے کچھ عشروں سے معاشرتی نفسیات دانوں نے ایسے پروگراموں میں خاص طور پر دلچسپی لی

ہے جن کا مقصد معاشرے کی ذہنی صحت ہے۔ یعنی معاشرے کی ذہنی صحت کے لئے ایسے اقدامات کئے جائیں اور ایسی احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں جن کی بدولت معاشرے کے افراد کے ذہنی امراض میں مبتلا ہونے کے کم سے کم مواقع ہوں۔ کچھ ممالک میں ذہنی صحت کے ایسے ادارے کام کر رہے ہیں جو کہ معاشرے کی ذہنی صحت کے لئے کام کرتے ہیں۔ یہ ادارے معاشرے کے مختلف طبقوں کی نمائندہ آبادی کو گروہی مباحثوں کے ذریعے ایسی احتیاطی تدابیر کے بارے میں شعور دیتے ہیں جو کہ ایک طرف ان کی ذہنی صحت کے لئے سودمند ہوتی ہیں اور دوسری طرف بہت سے معاشرتی مسائل کو حل کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہیں' اور وہ ان تدابیر کو استعمال میں لاتے ہوئے معاشرے کی ذہنی صحت کے لئے کام کرتے ہیں۔ ان طریقوں کی مدد سے خاص طور پر نسلی اور لسانی تعصبات اور فرقہ وارانہ تناؤ کو کم کیا گیا ہے۔

تاریخی پس منظر میں معاشرتی نفسیات کا ایک اہم اطلاقی پروگرام قومی تربیت گاہوں کے اداروں کا قیام ہے۔ 1947ء میں اس پروگرام کی بنیاد ڈالی گئی۔ ان اداروں میں ورکشاپس کے انعقاد کے ذریعے مختلف معاشرتی طبقوں کے قائدین کی تربیت کا اس طرح انتظام کیا گیا کہ وہ معاشرتی نظام کو تفصیل سے سمجھ سکیں' گروہوں کی نوعیت اور افعال کے بارے میں آگاہی حاصل کر سکیں اور بین الاشخاصی تعلقات کی اہمیت کو جان سکیں۔ اس کے علاوہ روزمرہ کے معاشرتی معاملات میں معاشرتی نفسیات کے اصولوں کو بروئے کار لاتے ہوئے معاشرے کی ترقی اور فلاح و بہبود کے لئے کام کر سکیں۔ ان ورکشاپس کو ان کے طریقے کاروں کی نوعیت اور ان کے افعال کی بنیاد پر تربیتی گروہ یا ٹی گروہ (Training Group or T. Group) کہا گیا اور ان تربیتی گروہوں میں معاشرتی قائدین کے علاوہ صنعتی تنظیموں اور دوسری تنظیموں کے منتظمین کی تربیت کا بھی اہتمام کیا گیا۔

معاشرتی نفسیات کا تجارت اور صنعت و حرفت کے شعبہ جات میں اطلاق

تجارت (Business) کے شعبہ میں معاشرتی نفسیات کا اطلاق خاص اہمیت کا حامل ہے۔ فروش کاری (Marketing) اور تشہیر کاری (Advertising) تجارت کے شعبہ کے دو اہم عوامل ہیں' اور ان عوامل میں معاشرتی نفسیات کی تحقیقاتی معلومات سے خاص طور پر استفادہ کیا جاتا ہے۔ موجودہ زمانے کی تجارت میں تاجروں کو اپنی اشیاء کی فروش کاری میں بہت زیادہ مقابلے کا سامنا ہے۔ وہ لوگوں کو کسی شے کی خرید کے بارے میں تشہیر کاری کے ذریعے مطلع کرتے ہیں اور ان کے رویوں کو اپنی شے خریدنے کی جانب تبدیل کرتے ہیں۔ معاشرتی نفسیات کے نقطہ نگاہ سے

تشہیر کاری کے عمل میں پہلے سے موجود رویوں کی جانچ پڑتال اور ان کی تبدیلی اور تشکیل کا عمل کارفرما ہوتا ہے۔ کارخانے دار ایک بڑی رقم خرچ کرکے صارفین کے موجودہ رویوں کی جانچ پڑتال کے بارے میں سروے کرواتے ہیں۔ بعض بڑی کمپنیوں میں اشیاء کی تشہیر اور فروش کاری کے لئے علیحدہ ریسرچ ڈویژن کام کرتے ہیں۔ پہلے سے موجود رویوں کی جانچ پڑتال کے سروے رویوں کی پیائش کے اصولوں کو استعمال کرتے ہوئے کئے جاتے ہیں۔ مارکیٹ سروے کے بعد اشیاء کے پرکشش نام تجویز کئے جاتے ہیں اور اس کے بعد ان کی پیکنگ کے بارے میں فیصلہ کیا جاتا ہے۔ پھر اشیاء کی مناسب تشہیر کے لئے ماس میڈیا یعنی ریڈیو' اخبارات و جرائد یا ٹیلی ویژن کا انتخاب کیا جاتا ہے۔

تشہیر کاری بنیادی طور پر ترغیب کے ذریعے لوگوں کے رویے تبدیل کرنے کا عمل ہے۔ صارفین کی توجہ حاصل کرنے کے لئے ایک طرف تو اشیاء کو رنگین اور پرکشش بنا کر اخبارات و جرائد اور ٹیلی ویژن کے ذریعے پیش کیا جاتا ہے اور دوسری طرف دلچسپ اور پرلطف آوازوں کو ریڈیو کے ذریعے نشر کرکے اشیاء کو خریدنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ اور بعض اوقات معاشرے کے ہردلعزیز لوگوں یعنی اداکاروں' خوبصورت ماڈلوں اور مشہور کھلاڑیوں کی خدمات اشیاء کی فروش کاری کے لئے حاصل کی جاتی ہیں۔ ترغیب کے ذریعے لوگوں کے رویوں میں تبدیلی کی معاشرتی نفسیات کی تحقیقاتی معلومات تشہیر کاری اور فروش کاری کے عمل میں کارفرما نظر آتی ہیں۔

معاشرتی نفسیات کے اصولوں کا اطلاق صنعت و حرفت (Industry) کے شعبہ میں بھی کیا جاتا ہے۔ صنعتی تنظیموں کو معاشرتی نفسیات کے نقطہ نظر سے چھوٹے گروہوں کا مجموعہ سمجھا جاتا ہے اور گروہی ساخت اور گروہی اعمال کے تناظر میں معاشرتی نفسیات کے اصولوں کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ اکثر صنعتی تنظیمیں کارکنوں کے گروہوں اور منتظمین کے گروہ یعنی منتظم بورڈ یا منتظمین کی کمیٹی پر مشتمل ہوتی ہیں جو باہمی تعامل کے ذریعے اشیاء کو پیدا کرتے ہیں۔ صنعتی تنظیموں میں کسی حد تک ایک ایسے چھوٹے معاشرے کا عکس نظر آتا ہے جو کہ مختلف ذیلی گروہوں پر مشتمل ہوتا ہے اور اس صنعتی معاشرے کے اپنے معیار' رواجات اور روایات ہوتی ہیں' جنہیں ان صنعتوں کی صنعتی ثقافت کہا جاتا ہے اور صنعت میں داخل ہونے والے ہرنئے فرد کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اس صنعت کی معاشریت (Socialization) کو حاصل کرے۔

صنعت و حرفت کے شعبہ میں معاشرتی نفسیات کے تعلقات اور اصولوں کا بڑی وسعت سے

اطلاق کیا گیا ہے اور صنعتی معاشرتی نفسیات کے علیحدہ موضوع کے تحت بہت سی تحقیقات کی گئی ہیں۔ کچھ تحقیقات کے مطابق جو کہ صنعتی کارکنوں کی پیداوار کے معیاروں (Norms) پر کی گئی ہیں، صنعت کے اندر کارکن اپنی انفرادی پیداوار کو ایک معیار کے تحت برقرار رکھتے ہیں اور جو کارکن اس معیار سے زیادہ یا کم پیداوار ظاہر کرتے ہیں دوسرے کارکنوں کی نظر میں ان کو ناپسندیدگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

بہت سی تحقیقاتی معلومات میں کارکنوں کی پیداوار کی شرح کا تعلق ان کے معاوضے کے علاوہ ان کے اندر پائے جانے والے مورال سے بھی پایا گیا ہے۔ مورال سے مراد معاشرتی نفسیات دان وہ گروہی ماحول لیتے ہیں جس کی بدولت گروہ کے اراکین گروہی مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کرتے ہیں۔ اگر صنعت کے ماحول کو بہتر بنانے میں کارکنوں سے بھی مشورہ لیا جائے یعنی صنعت کے ماحول میں ان کی پسندیدہ اصلاحات کی جائیں، ان کی پسند کی مشینری نصب کی جائے تو اس سے ان کا مورال بلند ہوتا ہے۔ کچھ دوسری تحقیقاتی معلومات کے مطابق اگر کارکنوں کے سپروائزران کے کام میں دلچسپی ظاہر کریں، ان سے دوستانہ اور مددگارانہ رویہ اپنائیں، اور ان پر اعتماد ظاہر کریں تو اس سے بھی ان کے مورال پر مثبت اثر پڑتا ہے۔

معاشرتی نفسیات کا عسکری تنظیموں میں اطلاق

معاشرتی نفسیات کی تحقیقاتی معلومات کا اطلاق عسکری تنظیموں (Military Organizations) پر بھی کیا جاتا ہے۔ عسکری تنظیمیں بھی صنعتی تنظیموں کی طرح ایک چھوٹے معاشرے کا عکس پیش کرتی ہیں جن کے اپنے معیار، مسلم اصول، رواجات اور روایات ہوتی ہیں یا دوسرے الفاظ میں ہر فوجی تنظیم کی اپنی ثقافت ہوتی ہے اور ہر رکن کے لئے اپنی ثقافت سے مطابقت پیدا کرنا لازمی ہوتا ہے اور اس کے لئے معاشرتی نفسیات کے اصولوں کا اطلاق کیا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ عسکری تنظیموں میں قیادت کو موثر بنانے، گروہی اتحاد کی یکجہتی اور ابلاغ کے طریقوں کو بہتر بنانے کے لئے معاشرتی نفسیات کے اصولوں کو استعمال کیا جاتا ہے۔

معاشرتی نفسیات کا قومی اور بین الاقوامی معاملات میں اطلاق

معاشرتی نفسیات کی تحقیقاتی معلومات کا اطلاق قومی (National) اور بین الاقوامی (International) معاملات میں بھی کیا جاتا ہے۔ قومی معاملات میں معاشرتی نفسیات دان مختلف

حکومتی اداروں میں اپنی ماہرانہ خدمات فراہم کرتے ہیں۔ وہ عملی تحقیق اور تخمینہ کی تحقیق کے طریقوں کو استعمال کرتے ہوئے مختلف حکومتی اداروں کے معاشرتی فلاح و بہبود کے پروگراموں کا جائزہ لیتے ہیں اور ان کی افادیت کو زیادہ سے زیادہ کرنے اور ان کی ترقی کے لئے عملی اقدامات کرتے ہیں۔ وہ اپنی خدمات حکومتی اداروں کے علاوہ پرائیویٹ اداروں کو بھی فراہم کرتے ہیں اور مختلف پیشہ ورانہ کردار ادا کرتے ہوئے قومی سطح پر کسی قوم کی ترقی کا موجب بنتے ہیں۔

1950ء کے عشرے میں کئی معاشرتی نفسیات دانوں نے بین الاقوامی معاملات پر تحقیقات کر کے عوام اور حکومتی عہدے داروں کی توجہ حاصل کی۔ اقوام کے درمیان تناؤ اور جنگ کے عوامل کو مدنظر رکھتے ہوئے مظفر شریف نے اس بات کا سراغ لگانے کی کوشش کی کہ گروہوں کے درمیان ہم آہنگی اور ناموافقی کی کیا وجوہات ہوتی ہیں۔ اس نے تجربہ گاہ میں مختلف گروہوں کے درمیان ہم آہنگی اور ناموافقی کا مطالعہ کیا اور ان تحقیقاتی معلومات کا بین الاقوامی تنازعات پر اطلاق کیا۔ بعد میں معاشرتی نفسیات دانوں نے بین الاقوامی تنازعات اور کشمکشوں کو خاص موضوع بنایا اور اس سلسلے میں جو تحقیقات کی گئیں ان کے مطابق بین الاقوامی سطح پر اقوام کے درمیان تنازعات اور کشمکشیں اقوام کے ایک دوسری کے بارے میں چھ قسم کے غلط ادراکات (Misperceptions) کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں:

1: ایک قوم کا دوسری قوم کے بارے میں خبیثانہ اور شیطانی قوم کے طور پر ادراک
2: ایک قوم کا اپنے بارے میں قوی اور زور آور قوم کے طور پر ادراک
3: ایک قوم کا اپنے بارے میں اخلاقیاتی بنیادوں پر استوار قوم کے طور پر ادراک
4: ایک قوم کا دوسری قوم کے بارے میں بے رخی سے پیش آنے والی قوم کے طور پر ادراک
5: ایک قوم کا دوسری قوم کے بارے میں ہمدردی ظاہر نہ کرنے والی اور تعاون نہ کرنے والی قوم کے طور پر ادراک
6: ایک قوم کا اپنے بارے میں عسکری طور پر برتر قوم ہونے کا ادراک

معاشرتی نفسیات دانوں نے باہمی تناؤ کی حالت میں اقوام کے قائدین کے بین الاقوامی کردار پر بھی بہت سی تحقیقات کی ہیں کہ وہ تناؤ کی صورت حال میں فیصلے کس طرح کرتے ہیں۔ باہمی تناؤ کی حالت میں یہ قائدین اپنے فیصلے دوسری قوم سے خوف اور بے اعتمادی کے عناصر کی بنیاد پر کرتے ہیں۔ مافیہی تجزیہ کے طریقہ کی مدد سے ان قائدین کی گفتگو اور بیانات کا تجزیہ کرنے سے ان کے

وقوفی اعمال میں مشکلات اور عدم استحکامیت عیاں ہوئی ہے اور ان کا یہ بین الاقوامی کردار بین الاقوامی تنازعات اور کشمکشوں میں مزید الجھاؤ پیدا کرتا ہے۔

مذاکرات بین الاقوامی تنازعات کو حل کرنے کا سب سے بہترین ذریعہ ہیں جن کی مدد سے جنگ سے بچا جا سکتا ہے۔ بین الاقوامی مذاکرات کو جدید دور میں عوام کے روبرو منعقد کیا جاتا ہے۔ ذرائع ابلاغ کی وساطت سے عوام مذاکرات کی کارروائی سے پوری طرح باخبر ہوتے ہیں۔ اسی بنیاد پر ڈین رسک (Dean Rusk) نے جدید دور کے بین الاقوامی مذاکرات کے عمل کو فٹبال سٹیڈیم ڈپلومیسی قرار دیا ہے۔ جس کے مطابق بین الاقوامی سطح پر مذاکراتی ٹیمیں اپنے تنازعات اور کشمکشوں کو کم کرنے کی سنجیدہ کوششیں کرنے کی بجائے عوام کے سامنے اپنے سکورز کو بڑھانے کی طرف زیادہ توجہ دیتی ہیں۔ معاشرتی نفسیات دانوں نے تحقیقات کی مدد سے مذاکرات کے عمل کو ایک ماڈل کی صورت میں پیش کیا ہے۔ یہ ماڈل مذاکرات کے عمل کو سمجھنے اور ان کی افادیت کو پرکھنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ اس ماڈل کے مطابق مذاکرات کے کچھ طے شدہ مقاصد ہوتے ہیں، ان مقاصد کے تحت مذاکرات منعقد ہوتے ہیں اور ان سے نتائج اخذ ہوتے ہیں، مذاکرات سے پہلے اور بعد کے حالات کا موازنہ کر کے ان کی افادیت کو پرکھا جا سکتا ہے۔

معاشرتی نفسیات دانوں نے بین الاقوامی تنازعات اور کشمکشوں کے حل کے بارے میں سب سے پہلے ورکشاپس منعقد کرانے کا اعزاز حاصل کیا ہے۔ ایسی اقوام جن کے مابین تنازعات اور کشمکشیں پائی جاتی ہیں ان کے نمائندوں یا شہریوں کو ان ورکشاپس میں بلایا جاتا ہے اور ان کی اپنے تنازعات اور کشمکشوں کے متبادل حل ڈھونڈنے کے بارے میں حوصلہ افزائی کی جاتی ہے جن کی مدد سے ان کے باہمی تنازعات اور کشمکشیں جنگ کی بجائے مذاکرات کی ٹیبل پر حل ہو سکیں۔ فشر (Fisher ،1980) نے ایسی ہی ایک ورکشاپ کا انعقاد انڈیا اور پاکستان کے مابین پائے جانے والے تنازعات اور کشمکشوں کے بارے میں کیا۔ کینیڈا میں مقیم انڈیا اور پاکستان کے شہریوں کے ایک چھوٹے گروہ کو ورکشاپ میں بلایا گیا۔ ان کو ان کے ممالک کے مابین پائے جانے والے تنازعات اور کشمکشوں کو زیر بحث لا کر ان کے متبادل حل ڈھونڈنے کی دعوت دی گئی۔ ورکشاپ کے انعقاد کے بعد ان کے رویوں کا جائزہ ان سے انٹرویوز کر کے لیا گیا اور یہ دیکھا گیا کہ ان کے رویوں میں واضح تبدیلی آئی تھی۔ ان کے خیال میں انڈیا اور پاکستان کے مابین بہت گہرا ثقافتی رشتہ موجود ہے اور ان ممالک کے درمیان تنازعات اور کشمکشوں کی کوئی سنجیدہ وجوہات نہیں ہیں، لیکن کشمیر کا تنازعہ دونوں ممالک کے شہریوں کے لئے بہت اہمیت کا حامل تھا، اور انہوں نے زور دیا کہ

اس تنازعہ کو مذاکرات کے ذریعے حل کیا جانا چاہیے۔

معاشرتی نفسیات دان انسانیت کو جنگ کی ہولناکیوں سے دور رکھنے کے علاوہ انسانیت کو درپیش دوسرے مسائل کے حل کے لئے دیگر معاشرتی علوم کے سائنس دانوں سے مل کر کام کر رہے ہیں۔ آبادی میں بے تحاشہ اضافہ' بھوک' اقوام کے درمیان دولت کی غیر منصفانہ تقسیم اور کئی ممالک میں بنیادی انسانی حقوق کی دلیرانہ پامالیوں جیسے مسائل تمام معاشرتی سائنس دانوں کے لئے لمحہ فکریہ ہیں۔ معاشرتی سائنس دان ایک ایسے ورلڈ آرڈر کے لئے کام کر رہے ہیں جو امن' ماحولیاتی استحکام' معاشی فلاح و بہبود اور معاشرتی انصاف کی اقدار پر مشتمل ہو۔

معاشرتی نفسیات کا اطلاق مندرجہ بالا شعبہ جات کے علاوہ کئی اور شعبوں میں بھی کیا جا رہا ہے۔ صحت کی نفسیات (Health Psychology) جدید دور کا ایک ایسا شعبہ ہے جو جسمانی صحت کے میدان میں معاشرتی نفسیات کے اصولوں کو استعمال کرتے ہوئے وجود میں آیا ہے۔ صحت کی نفسیات میں ان معاشرتی نفسیاتی عوامل کا مطالعہ کیا جاتا ہے جو کہ جسمانی بیماری سے بچاؤ اور جسمانی بیماری کے علاج میں موثر ثابت ہو سکتے ہیں۔ تحقیقات سے یہ ثابت ہوا ہے کہ افراد اپنی زندگی کے واقعات پر کنٹرول برقرار رکھ کر اور معاشرتی امداد کی بدولت زندگی کے منفی واقعات کے اثرات سے محفوظ رہ سکتے ہیں اور جسمانی بیماریوں سے بچنے کے زیادہ سے زیادہ مواقع پیدا کر سکتے ہیں۔ معاشرتی نفسیات دانوں نے حفظان صحت کے کردار پر بھی بہت سی تحقیقات کی ہیں جن میں موزوں خوراک' باقاعدہ ورزش اور تمباکو نوشی سے بچاؤ جیسے موضوعات شامل ہیں۔ حفظان صحت کے محرکاتی ماڈل کے مطابق اگر لوگ ان چار باتوں سے باخبر رہیں تو وہ بہت سی جسمانی بیماریوں سے بچ سکتے ہیں:

1: جسمانی بیماری ایک خوفناک چیز ہے
2: ہر انسان جسمانی بیماری سے غیر محفوظ ہے
3: خاص قسم کے حفظان صحت کے کردار اپنا کر جسمانی بیماری سے بچا جا سکتا ہے اور
4: ہر انسان حفظان صحت کے کرداروں کو اپنا سکتا ہے

صحت کی نفسیات کی تحقیقات کے مطابق لوگ جسمانی بیماری کی ابتدائی علامات زیادہ سنجیدگی سے نہیں لیتے اور خفیف علامات کی موجودگی میں ڈاکٹر کے پاس جانے میں ہچکچاہٹ محسوس کرتے ہیں اور ان کا علاج روزمرہ کے طریقے کاروں کی مدد سے کرتے ہیں۔ صحت کی نفسیات کے ماہرین بیماریوں کے صحیح علاج کے لئے ڈاکٹر اور مریض کے درمیان غیر لفظی ابلاغ پر زور دیتے ہیں' یعنی

بیماری کی تشخیص اور علاج میں ڈاکٹر کی آراء کو فوقیت حاصل ہو۔

جدید دور میں معاشرتی نفسیاتی اصولوں کو استعمال کرتے ہوئے ایک اور شعبہ وجود میں آیا۔ جس کو قانونی نظام کی معاشرتی نفسیات (Social Psychology of the Legal System) کہا جاتا ہے۔ ہمارے قانونی نظام کا بنیادی مقصد رائج قوانین کے تحت لوگوں کو انصاف فراہم کرنا ہے۔ معاشرتی نفسیات کی تحقیقات کے مطابق انسان خطا کا پتلا ہے وہ ہمیشہ ہی صحیح انصاف فراہم کرنے سے قاصر ہے۔ جب لوگ تعامل کرتے ہیں تو ان کے کردار اور قوت فیصلہ کئی طرح کے انسانی رویوں' وقوفات اور ہیجانات سے متاثر ہوتے ہیں۔ معاشرتی نفسیات دانوں نے عدالتوں کے انصاف فراہم کرنے کے طریقوں پر بہت سی تحقیقات کی ہیں۔ ان تحقیقاتی معلومات کے مطابق چشم دید گواہوں کے بیانات میں بہت سی خامیاں پائی جاتی ہیں اور معاشرتی نفسیات دانوں نے ایسے طریقوں کی اختراع کی ہے جن کی مدد سے ان خامیوں کو دور کیا جا سکے اور چشم دید گواہوں سے صحیح معلومات حاصل کی جا سکیں۔ کئی تحقیقات سے یہ ثابت ہوا ہے کہ پولیس' وکلاء اور جج صاحبان کچھ مخصوص گواہوں کے بیانات دینے کے خاص طریقوں سے بھی متاثر ہوتے ہیں جو کہ عام گواہ اپنے بیانات میں استعمال نہیں کرتے۔ مدعا علیہ کی کئی خصوصیات یعنی ان کا طرز عمل' جسمانی دلکشی' اس کا کسی خاص گروہ سے تعلق اور اس کی پسندیدگی اور ناپسندیدگی بھی عدالت کے فیصلے پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ جج صاحبان کی شخصیت کے خصائص' ان کے عقائد اور کسی خاص جرم کے بارے میں ان کے رویے بھی فیصلے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

چوتھا باب

معاشرتی نفسیات کے تحقیق کے طریقے

1- تعارف
2- معاشرتی نفسیات میں تجرباتی طریقہ
3- سروے کا طریقہ
4- انٹرویو کرنا
5- مافیہی تجزیہ
6- منظم مشاہدہ کرنے کے طریقے
7- بین الثقافتی تحقیق
8- معاشرہ پیمائی

تعارف

جدید معاشرتی نفسیات کی سب سے بنیادی خصوصیت اس کا سائنسی طریقہ ہے جو وہ فرد کے معاشرتی کردار کا مطالعہ کرتے ہوئے اختیار کرتی ہے۔ "سائنسی طریقہ" کی اصطلاح سے مراد سائنس دانوں کے وہ مرحلہ وار امور لئے جاتے ہیں جو وہ اپنے اردگرد پھیلی ہوئی دنیا کو جاننے کے بارے میں سرانجام دیتے ہیں۔ معاشرتی نفسیات دان بھی بحیثیت سائنس دان اپنے اردگرد پھیلی ہوئی دنیا کے معاشرتی ماحول کی فرد کے حوالے سے وضاحت کرتے ہیں اور اس کے لئے وہ سائنسی طریقہ کے مرحلہ وار امور سرانجام دیتے ہیں۔

معاشرتی نفسیات میں سائنسی طریقہ کے مرحلہ وار امور کی وضاحت اس طرح کی جاتی ہے کہ پہلے مرحلے میں معاشرتی نفسیات دان اپنی ذاتی دلچسپیوں' اقدار' ذہانت اور تخلیقی قابلیت کو استعمال میں لاتے ہوئے کوئی سوال ترتیب دیتے ہیں۔ یعنی کوئی ایسا سوال جس کا جواب تلاش کیا جا سکے۔ سوال کو مفروضے کی شکل میں بیان کیا جاتا ہے۔ مفروضے سے مراد ایسا بیان ہے جو کہ دو یا دو سے زیادہ متغیرات کے درمیان پائے جانے والے تعلق کو بیان کرتا ہے۔ ٹرپلیٹ نے معاشرتی نفسیات کے سب سے پہلے تجربے میں یہ مفروضہ قائم کیا کہ "فرد دوسروں کے ساتھ مقابلے میں زیادہ تیز دوڑتا ہے بہ نسبت اس کے کہ جب وہ اکیلا دوڑے"۔

دوسرے مرحلے میں معاشرتی نفسیات دان ایسے تحقیقی طریقے کی منصوبہ بندی کرتے ہیں جس کی مدد سے وہ اپنے مفروضے سے متعلقہ معلومات کو اکٹھا کر سکیں۔ اس مرحلے میں معاشرتی نفسیات دانوں کی مہارت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ وہ اپنی مہارت کو استعمال میں لاتے ہوئے ایسے تحقیقی طریقہ کا چناؤ کرتے ہیں جس کی مدد سے وہ اپنے سوال کا جواب حاصل کر سکیں۔ مثال کے طور پر اس مرحلے میں ٹرپلیٹ نے میدانی تجرباتی طریقہ استعمال کرتے ہوئے اپنے مفروضے کے تحت ایسے تجربات کا اہتمام کیا کہ جہاں اس نے مختلف افراد کے دوڑنے کے عمل کی آزمائش کی' یعنی اکیلے میں دوڑتے ہوئے' دوسروں کے ساتھ لیکن بغیر مقابلے کے دوڑتے ہوئے' اور دوسروں کے ساتھ مقابلے میں دوڑتے ہوئے۔

تیسرے مرحلے میں معلومات کو سائنسی قواعد و قوانین کے مطابق مرتب کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر اس مرحلے میں ٹرپلیٹ نے ایک جیسے وقت میں اور ایک جیسی شرائط میں ہر فرد کے

دوڑنے کی رفتار کی پیمائش کی۔ ایک جیسے وقت سے مراد یہ ہے کہ ہر فرد دس منٹوں میں کتنا فاصلہ طے کر سکا' اور ایک جیسی شرائط سے مراد یہ ہے کہ ہر فرد ایک جیسے درجہ حرارت' روشنی' ہوا کے رخ اور آرام کے دورانیے کے تحت دوڑا۔ بعد میں ان کو انہی شرائط کے تحت مقابلے میں دوڑایا گیا اور یہ سلسلہ کئی بار دہرایا گیا تاکہ معتبر نتائج حاصل کئے جا سکیں۔ معاشرتی نفسیات دان معلومات کو سائنسی قواعد و قوانین کے مطابق مرتب کرتے ہوئے یہ خیال رکھتے ہیں کہ اگر دوسرے محققین بھی ان جیسے طریقوں اور ان جیسی شرائط کے تحت نتائج کی آزمائش کرنا چاہیں تو نتائج وہی ہوں جو کہ ان کے ہیں۔

سائنسی طریقہ کے آخری مرحلے میں معلومات کا تجزیہ کرتے ہوئے ان سے نتائج اخذ کئے جاتے ہیں اور اپنے سوال کا جواب حاصل کیا جاتا ہے۔ ٹرپلیٹ کے تجربے کے نتائج کے مطابق 88 فیصد آزمائشوں میں افراد مقابلے کے دوران تیز بھاگے۔ اس سے اس نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ مقابلے میں افراد تیز بھاگتے ہیں۔

معاشرتی نفسیات کے سائنسی طریقہ کے مرحلہ وار امور معاشرتی نفسیات کی تمام اقسام کی تحقیقات میں کارفرما ہوتے ہیں۔ معاشرتی نفسیات میں تحقیقات کی تین اقسام پائی جاتی ہیں:

(1) بیانیہ تحقیق (Descriptive Research)

(2) تضایفی تحقیق (Correlational Research)

(3) تجرباتی تحقیق (Experimental Research)

1- بیانیہ تحقیق

بیانیہ تحقیق کی قسم معاشرتی تحقیق کی بنیادی قسم ہے جو کہ معاشرتی حقیقت کو "کیا ہے" کی صورت میں بیان کرتی ہے۔ اس تحقیق میں یا تو معاشرتی دنیا کے واقعات کی خصوصیات کو بیان کیا جاتا ہے یا ان واقعات کے وقوع پذیر ہونے کے تعدد کو شمار کر کے بیان کیا جاتا ہے۔ اس تحقیق کے تحت اس طرح کے مطالعے کئے جاتے ہیں' مثلاً حفظان صحت کی سروسز کی افادیت کیا ہے یا معاشرے میں طلاقوں کی شرح کتنی ہے۔ اس تحقیق میں معاشرتی نفسیات دان کسی خاص معاشرتی صورت حال کا مشاہدہ کرتے ہوئے اپنے ردِ اعمال کا اندراج کرتے ہیں۔ بعض صورتوں میں وہ اس خاص معاشرتی صورت حال کے بارے میں دوسرے لوگوں کے مشاہدات اور ردِ اعمال کا اندراج بھی کرتے ہیں۔ بیانیہ تحقیق کے مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے مشاہدہ کرنے کے طریقے' انٹرویوز

اور سروے کے طریقے استعمال کئے جاتے ہیں۔

2- تضایفی تحقیق

تضایفی تحقیق، بیانیہ تحقیق سے ایک قدم آگے اٹھاتی ہے۔ وہ "کیا ہے" کو "کس طرح ہے" کی صورت میں بیان کرتی ہے۔ تحقیق کی اس قسم میں مختلف متغیرات کے درمیان پائے جانے والے تعلق کو بیان کیا جاتا ہے۔ اگر ایک متغیرہ کی مقدار بڑھنے سے دوسرے متغیرہ کی مقدار بھی بڑھ جائے تو اسے مثبت تضایف کہا جاتا ہے اور اگر ایک متغیرہ کی مقدار بڑھنے سے دوسرے متغیرہ کی مقدار نہ بڑھے یا کم ہو جائے تو اسے منفی تضایف کہا جاتا ہے۔ تضایفی تحقیق میں اس قسم کے مطالعے کئے جاتے ہیں، مثلاً تحکمانہ قیادت کا معاشرے کی معاشی اور سیاسی پسماندگی سے تعلق یا تمباکو نوشی کا کینسر پیدا کرنے سے تعلق۔ رویوں کی پیائش کے پیانوں، معاشرہ پیائی کی تکنیکوں اور کئی دوسرے تحقیقی طریقوں کو تضایفی تحقیق میں استعمال کیا جاتا ہے۔

3- تجرباتی تحقیق

تجرباتی تحقیق اس سوال کا جواب دیتی ہے کہ "کیا ہو گا اگر..........؟" تحقیق کی اس قسم میں معاشرتی نفسیات دان قدرتی ماحول میں یا تجربہ گاہ میں ایک یا ایک سے زیادہ متغیرات کو متعارف کروا کر دوسرے متغیرہ کے اندر ہونے والی تبدیلیوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ دوسرے متغیرہ کو تابع متغیرہ کہا جاتا ہے اور جس متغیرہ کو متعارف کروایا جاتا ہے اسے آزاد متغیرہ کہا جاتا ہے۔ تجربہ کار آزاد متغیرہ کو متعارف کرواتے ہوئے ماحولی شرائط کو جوں کا توں برقرار رکھتا ہے۔ تحقیق کی اس قسم کو ہم تجرباتی طریقہ کے موضوع کے تحت تفصیل سے زیر بحث لائیں گے۔

معاشرتی نفسیات کی تحقیق کی مندرجہ بالا اقسام ہمیں معاشرتی نفسیات کی تحقیق کے نظریاتی پہلوؤں سے روشناس کرواتی ہیں۔ لیکن جب معاشرتی نفسیات دان عملی طور پر تحقیقات کرتے ہیں تو اس کے لئے وہ معاشرتی نفسیات کی تحقیق کے مختلف طریقوں کو استعمال میں لاتے ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

1: تجرباتی طریقہ

2: سروے کا طریقہ

3: انٹرویو کرنا

4: مافیہی تجزیہ کرنا

5: منظم مشاہدہ کرنے کے طریقے

6: بین الثقافتی تحقیق کا طریقہ

7: معاشرہ پیائی کا طریقہ

معاشرتی نفسیات میں تجرباتی طریقہ

معاشرتی نفسیات میں تجرباتی طریقہ کی مختلف اقسام بیان کی جاتی ہیں۔ پہلی قسم کو تجربہ گاہ کا تجرباتی طریقہ کہا جاتا ہے' اس قسم میں تجربہ کار تجربہ گاہ کے مصنوعی ماحول میں آزاد متغیرہ کو متعارف کروا کر تابع متغیرہ پر ہونے والے اثرات کا مطالعہ کرتا ہے۔ دوسری قسم کو میدانی تجرباتی طریقہ کہا جاتا ہے' اس قسم میں تجربہ کار تجربہ گاہ کی بجائے حقیقی معاشرتی ماحول میں آزاد متغیرہ کو متعارف کروا کر تابع متغیرہ پر ہونے والے اثرات کا مطالعہ کرتا ہے۔ تیسری قسم قدرتی تجرباتی طریقہ ہے' اس قسم میں تجربہ کار کسی قدرتی معاشرتی ماحول یا صورت حال میں قدرتی طور پر متعارف ہونے والے آزاد متغیرہ کا مطالعہ کرتا ہے۔ اس کے علاوہ معاشرتی نفسیات میں تجرباتی طریقہ کے مختلف ظاہری ڈیزائنوں کو مختلف معاشرتی صورت حالوں کی تشریح کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ درج ذیل میں ہم ان اقسام کو تفصیل سے زیر بحث لاتے ہیں۔

تجربہ گاہ کا تجرباتی طریقہ (Laboratory Experimentation)

تجربہ دو عناصر یا دو واقعات کے باہمی تعلق کی تصدیق یا تردید کے لئے منضبط مشاہدہ ہوتا ہے۔ بالفاظ دیگر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ تجربہ منضبط حالات اور معلوم شرائط میں آزاد متغیرہ اور تابع متغیرہ کے درمیان پائے جانے والے علت و معلول کے رشتے کی تصدیق یا تردید کی کوشش ہوتی ہے۔ منضبط حالات اور معلوم شرائط میں یہ رشتہ دریافت کرنے کا یہ فائدہ ہوتا ہے کہ جب بھی وہی منضبط حالات اور معلوم شرائط دوبارہ قائم کی جائیں گے تو آزاد متغیرہ اور تابع متغیرہ میں دریافت شدہ تعلق کی تصدیق ہوگی۔

منضبط حالات سے مراد تجربہ گاہ کے وہ حالات لئے جاتے ہیں جو کہ تجربہ کار تجربے کے دوران تجربہ گاہ میں قائم کرتا ہے اور یہ منضبط حالات تجربہ کار کے کنٹرول میں ہوتے ہیں۔ معلوم شرائط کو خارجی متغیرات کہا جاتا ہے' خارجی متغیرات سے ایسے ماحولی عناصر مراد لئے جاتے ہیں جن کا مطالعہ نہیں کیا جارہا ہوتا لیکن اگر ان ماحولی عناصر میں تبدیلی واقع ہو تو وہ تجربے کے نتائج کو متاثر کرسکتے ہیں۔ اس لئے خارجی متغیرات کو تجربے کے دوران مستقل رکھا جاتا ہے اور تجربہ کار ان پر کنٹرول

حاصل کرتا ہے۔ آزاد متغیرہ سے مراد کسی تجربے میں وہ عنصر ہے جس کے اثر کا مطالعہ کیا جاتا ہے اور اسے ایک طے شدہ طریقہ کار کے مطابق تبدیل کر کے اس کے اثرات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ تابع متغیرہ سے مراد وہ عنصر ہے جس کے متعلق تجربہ کار اپنے مفروضے میں پیشین گوئی کرتا ہے کہ آزاد متغیرہ میں تبدیلی کے ساتھ تابع متغیرہ میں بھی تبدیلی ہوگی۔ بہرحال تجربہ گاہ کے تجرباتی طریقہ میں تجربہ کار تجربہ گاہ کے منضبط حالات اور معلوم شرائط میں آزاد متغیرہ کو متعارف کرواتا ہے اور تابع متغیرہ پر اس کے ہونے والے اثرات کا مطالعہ کرتا ہے۔ تجربہ گاہ کے تجرباتی طریقہ میں مختلف تجرباتی ڈیزائن استعمال کئے جاتے ہیں۔

معاشرتی نفسیات کے تجربہ گاہ کے زیادہ تر تجربات میں پہلے اور بعد (Before and After) کے ڈیزائن کو استعمال کیا جاتا ہے' جسے آزمائش ما قبل اور آزمائش مابعد (Pretest and Posttest) کا ڈیزائن بھی کہا جاتا ہے۔ اس ڈیزائن کے مطابق معمولوں کے گروہ کی کارکردگی کی پیائش آزاد متغیرہ متعارف کروانے سے پہلے اور آزاد متغیرہ متعارف کروانے کے بعد کی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر ایک معاشرتی نفسیات دان تجربہ گاہ میں طالب علموں کے کالج کے پرنسپل کے بارے میں رویوں پر ذاتی تعلقات قائم کرنے کے اثرات کا مطالعہ کرنا چاہتا ہے۔ اس ڈیزائن کے مطابق تجربہ کار سب سے پہلے طالب علموں کے کالج کے پرنسپل کے بارے میں رویوں کی پیائش کرے گا پھر طالب علموں کو تجربہ گاہ کے اندر کالج کے پرنسپل کے ساتھ ذاتی تعلقات قائم کرنے کا موقع فراہم کیا جائے گا اور بعد میں ان کے رویوں کی دوبارہ پیائش کی جائے گی۔ اگر طالب علموں کے پہلے کے رویوں کی نسبت بعد کے رویے تبدیل ہو چکے ہیں تو تجربہ کار یہ نتیجہ اخذ کرے گا کہ کالج کے پرنسپل کے ساتھ ذاتی تعلقات قائم کرنے کے وجہ سے طالب علموں کے رویوں میں تبدیلی آئی ہے۔ پہلے اور بعد کے تجرباتی ڈیزائن کی کامیابی کے لئے خارجی متغیرات پر قابو پانا نہایت ضروری ہے۔ مثال کے طور پر مندرجہ بالا مثال کے تحت یہ ممکن ہے کہ طالب علموں کے رویوں میں تبدیلی ذاتی تعلقات قائم کرنے کی بجائے اس مخصوص گفتگو کی وجہ سے ہوئی ہو جو کہ انہوں نے کالج کے پرنسپل کے ساتھ ذاتی تعلقات قائم کرتے ہوئے کالج کی زندگی کے بارے میں کی۔ اس قسم کے خارجی اثرات کو مدنظر رکھتے ہوئے تجربہ کار کچھ عرصہ کے بعد طالب علموں کے رویوں کی پیائش پھر کرے گا اور اپنے حتمی نتائج مرتب کرے گا۔

تجربہ گاہ کے تجربات کو مزید بہتر بنانے کے لئے کنٹرول گروہ کے طریقہ (Control Group Method) کو بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اس طریقہ کے مطابق معمولوں کو دو گروہوں

میں تقسیم کیا جاتا ہے اور ایک گروہ کو کنٹرول گروہ اور دوسرے کو تجرباتی گروہ کہا جاتا ہے۔ کنٹرول گروہ کو آزاد متغیرہ سے متعارف نہیں کروایا جاتا جبکہ تجرباتی گروہ کو آزاد متغیرہ سے متعارف کروایا جاتا ہے۔ اس کے بعد دونوں گروہوں کی کارکردگی کی پیمائش کرتے ہوئے ان کی کارکردگی کا آپس میں موازنہ کیا جاتا ہے۔ اگر کنٹرول اور تجرباتی گروہوں کی کارکردگیوں میں نمایاں شماریاتی فرق پایا جاتا ہو تو اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے کہ یہ فرق آزاد متغیرہ کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ مثال کے طور پر ہماری مندرجہ بالا مثال کے مطابق معمولوں کو دو گروہوں یعنی کنٹرول گروہ اور تجرباتی گروہ میں تقسیم کیا جائے گا۔ پہلے اور بعد کے ڈیزائن کے مطابق پہلے طالب علموں کے کالج کے پرنسپل کے بارے میں رویوں کی پیمائش کی جائے گی۔ اس کے بعد کنٹرول گروہ کو کالج کی زندگی کے بارے میں گفتگو میں آپس میں مشغول رکھا جائے گا اور تجرباتی گروہ کو کالج کے پرنسپل کے ساتھ ذاتی تعلقات قائم کرنے کا موقع فراہم کیا جائے گا۔ اس کے بعد دونوں گروہوں کے رویوں کی تبدیلیوں کی پیمائش کی جائے گی۔ اگر تجرباتی گروہ کے رویوں میں تبدیلی ہوئی ہے لیکن کنٹرول گروہ کے رویوں میں تبدیلی واقع نہیں ہوئی تو تجربہ کار کہے گا کہ کالج کے پرنسپل کے ساتھ ذاتی تعلقات قائم کرنے کی وجہ سے تجرباتی گروہ کے طالب علموں کے رویوں میں تبدیلی ہوئی ہے۔ کنٹرول گروہ کے طریقہ کی کامیابی کا انحصار اس بات پر ہے کہ دونوں گروہوں کے معمولوں کا انتخاب ایک جیسی شرائط کے تحت کیا جائے اور ماسوائے آزاد متغیرہ کے اطلاق کے تجربے کے دوران انہیں یکساں حالات میں رکھا جائے۔

اس کے باوجود کہ تجربہ گاہ کے تجربات میں کون سا ڈیزائن استعمال کیا جاتا ہے تجربہ گاہ کے تجربات کرنے والے تجربہ کار اپنے تجربات کی داخلی صحت (Internal Validity) اور خارجی صحت (External Validity) پر خاص طور پر توجہ دیتے ہیں۔ داخلی صحت سے مراد یہ ہے کہ کیا تجربہ میں جس علت و معلول کے رشتے کی آزمائش کرنا مقصود تھی وہ صحیح طور پر ہو سکی ہے کہ نہیں۔ داخلی صحت کے لئے تجربہ کار کو کئی عناصر کو مدنظر رکھنا پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر پہلے اور بعد کے ڈیزائن کے مطابق معمول بعد کی آزمائشوں میں اس لئے بھی زیادہ سکورز حاصل کرسکتے ہیں کیونکہ وہ پہلے کی آزمائشوں کے دوران آزمائشوں کی شقوں سے واقفیت حاصل کر چکے ہیں۔ اس عنصر پر قابو پانے کے لئے تجربہ کار کو موزوں ترین ڈیزائن کا انتخاب کرنا چاہئے۔ داخلی صحت کے بارے میں ایک دوسرا سوال پختگی کے حوالے سے اٹھایا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر چھ سال کی عمر کے بچوں کو لکھنے کی مہارت کی تربیت فراہم کی جائے اور ایک سال کے بعد ان کو فراہم کی گئی تربیت کے

اثرات کا جائزہ لینے کے لئے ان کی آزمائش کی جائے تو ان کے لکھنے کی مہارت پہلے سے بہتر ہوگی۔ ممکن ہے کہ ان کے لکھنے کی مہارت کے بہتر ہونے میں ان کی ایک سال کی جسمانی پختگی کا بھی دخل ہو' اس قسم کی خامیوں پر کنٹرول گروہ کے طریقہ کی مدد سے قابو پایا جا سکتا ہے۔

تجربہ گاہ کے تجربات پر اس حوالے سے سخت تنقید کی جاتی ہے کہ تجربہ گاہ کا ماحول حقیقی معاشرتی ماحول سے مطابقت نہیں رکھتا اور جو اصول تجربہ گاہ میں اخذ کئے جاتے ہیں ان کا حقیقی معاشرتی ماحول سے کم ہی واسطہ ہوتا ہے نیز ان کا اطلاق حقیقی معاشرتی ماحول پر نہیں کیا جا سکتا۔ یہ مسئلہ تجربہ گاہ کے تجربات کی خارجی صحت سے متعلق ہے۔ خارجی صحت سے مراد یہ ہے کہ ایک تجربہ سے حاصل شدہ نتائج کی تعمیم (Generalization) ہم کسی حد تک حقیقی دنیا میں کر سکتے ہیں۔ اگر کسی تجربے میں داخلی صحت بہت بہتر پائی جاتی ہے تو یہ اس بات کی ضمانت نہیں کہ اس کی خارجی صحت بھی بہت بہتر ہے۔

تجربہ گاہ کے تجربات کی خارجی صحت کم ہونے کی وضاحت اس طرح کی جاتی ہے کہ ہم تجربہ گاہ میں ایک ہی وقت میں محدود تعداد میں آزاد متغیرات کو متعارف کروا سکتے ہیں۔ لیکن حقیقی معاشرتی دنیا میں انسانی کردار ایک ہی وقت میں بہت سے متغیرات کی وجہ سے متعین ہوتا ہے' تجربہ گاہ میں جو علت و معلول کا رشتہ ثابت ہوتا ہے وہ حقیقی معاشرتی ماحول میں تبدیل بھی ہو سکتا ہے۔

تجربہ گاہ کے تجربات کے دوران تجربہ کار کو کئی اور امور پر خاص توجہ دینی چاہئے جو کہ تجربہ کی داخلی اور خارجی صحت سے متعلق ہیں' مثلاً معمولوں کا تعصب' تجربہ کار کا تعصب اور رضا کارانہ طور پر خود کو پیش کرنے والے معمولوں کی تجربے میں شمولیت' یہ عناصر تجربے کے نتائج کو بڑی شدت سے متاثر کرتے ہیں۔

معمول اپنے تعصب کے ذریعے تجربے کے نتائج کو اس طرح متاثر کر سکتے ہیں کہ وہ اپنا کردار تجربہ کار کی توقعات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے پیش کریں۔ معمول تجربہ گاہ کے اندر بہت سے خفیہ اور ظاہری اشاروں کے ذریعے یہ ادراک کر لیتے ہیں کہ ان سے کس طرح کے کردار پیش کرنے کی توقع کی جا رہی ہے اور وہ اپنا کردار تجربہ کار کی توقعات کے مطابق پیش کرتے ہیں۔ مثلاً جب تجربہ کار خاص انداز میں اور مخصوص مقاصد کے تحت تجربہ گاہ میں اپنے امور سرانجام دیتا ہے تو معمول خفیہ اشاروں کے ذریعے اپنے متوقع کردار کا ادراک کر لیتے ہیں۔ جب تجربہ کار معمولوں کو تجربے کے بارے میں ہدایات دیتا ہے تو وہ ان ہدایات کی مدد سے بھی اپنے متوقع کردار کا ادراک کر لیتے ہیں۔

آرن (Orne) کے مطابق زیادہ تر معمول اچھے معمول ثابت ہونا چاہتے ہیں اور وہ اپنا کردار تجربہ کار کی توقعات کے مطابق پیش کرنا چاہتے ہیں اور بدقسمتی سے اس رجحان کے تحت وہ تجربہ کار کے مفروضے کو سچ ثابت کرنا چاہتے ہیں اگرچہ یہ مفروضہ صحیح نہ بھی ہو۔

تجربہ کار کے تعصب کا مسئلہ معمولوں کے تعصب کے مسئلے سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ کئی ماہرین نے اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ کس طرح تجربہ کار کی خصوصیات اور توقعات غیر ارادی طور پر تجربات کے نتائج کو متاثر کرتی ہیں۔ تجربہ کار کی جنس' گروہ' رتبہ' گرمجوشی کا رویہ' تشویش کا درجہ اور کئی دوسرے عناصر معمولوں کے ردِ عمال کو متاثر کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک بہتر رتبے کا حامل تجربہ کار یعنی ایک پروفیسر معمولوں میں ایک چھوٹے رتبے کے حامل تجربہ کار یعنی اسسٹنٹ کی نسبت زیادہ تصدیقی ردِ عمال پیش کرنے کا رجحان پیدا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ تجربہ کار کی توقعات کو معمول اس کے چہرے کے تاثرات' آواز کے اتار چڑھاؤ اور کئی دوسرے ذریعوں سے جان جاتے ہیں۔

تجربہ گاہ کے تجربات میں تجربہ کار کے تعصب کو ختم کرنے کے لئے ماہرین چشم بند کی تکنیک (Blind Technique) کے استعمال پر زور دیتے ہیں۔ اس تکنیک کے تحت تجربہ کار تجربہ میں زیرِ مطالعہ مفروضے اور تجربے کی شرائط سے واقف نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر ایک ایسے تجربے میں جس میں یہ مطالعہ کیا جا رہا ہے کہ کیسے صحت یاب ذہنی مریض دوبارہ تشویش کا شکار ہوتے ہیں۔ چشم بند کی تکنیک کے تحت تجربہ کار کو اس بات کا علم نہیں ہو گا کہ کون سے معمول صحت یاب ذہنی مریض ہیں اور کون سے کنٹرول گروہ کے اراکین ہیں اور کس چیز کا مطالعہ کیا جا رہا ہے۔ ماہرین تجربہ گاہ کے تجربات میں تجربہ کاروں کے تعصب کو ختم کرنے کے لئے تجربہ کاروں کی ایسی تربیت پر زور دیتے ہیں جس کی بدولت تجربہ کار اپنا کردار مکمل طور پر غیر جانبداری سے ادا کر سکیں۔

تجربے کے لئے معمولوں کا انتخاب تجربہ گاہ میں تجربات کے سلسلے میں ایک اہم مسئلہ ہے۔ روسنو (Rosnow 1975) کے مطابق کالجوں اور یونیورسٹیوں میں رضاکارانہ طور پر خود کو پیش کرنے والے معمول صحیح طور پر عوامی نمائندگی نہیں کرتے۔ یہ معمول حقیقی عوام سے تین طرح سے مختلف ہوتے ہیں۔ وہ زیادہ ملنسار ہوتے ہیں' زیادہ ذہین ہوتے ہیں اور ان میں پسندیدہ کردار پیش کرنے کا زیادہ رجحان پایا جاتا ہے اور ان کی یہ خصوصیات تجرباتی نتائج کی خارجی صحت کو کم کرتی ہیں۔

معاشرتی نفسیات دان ان عناصر کا مطالعہ جو کہ تجربے کی داخلی اور خارجی صحت کو محدود کرتے ہیں "نفسیاتی تجربات کی معاشرتی نفسیات" کے موضوع کے تحت کرتے ہیں۔ اس قسم کی تحقیقات میں ان تمام عوامل اور شرائط کا مطالعہ کیا جاتا ہے جو کہ معمولوں' تجربہ کار اور تجربہ گاہ کے پیچیدہ تعامل میں کارفرما ہوتی ہیں۔ ایڈایئر (Adair ء1973) کی تحقیقاتی معلومات کے مطابق کئی طرح کی تجرباتی تحقیق کاری دراصل تجربہ گاہ کے مخصوص ماحول میں معاشرتی تعامل کے اصولوں پر مشتمل ہوتی ہے جن کو ہم انسانی کردار کے عمومی اصول سمجھتے ہیں۔ اس قسم کے اثرات کو سمجھنا اور کنٹرول کرنا تجربہ گاہ کے تجرباتی طریقہ کار کے پیروکاروں کے لئے ایک چیلنج ہے۔

بناوٹوں اور کھیلوں کا استعمال

(The use of Simulation and Games)

تجربہ گاہ کے ماحول کو حقیقی معاشرتی ماحول سے قریب تر بنانے کے لئے معاشرتی سائنس دان بناوٹوں اور کھیلوں کے طریقوں کو بھی استعمال کرتے ہیں۔ بناوٹ سے مراد حقیقی معاشرتی صورت حال کے بنیادی اعمال کی ارادتاً" نقل ہے اور بناوٹوں کو بہترین فنی ساخت اور ترکیب کے تحت تشکیل دیا جاتا ہے۔ بعض اوقات بناوٹ کو معاشرتی نظام کے عمل پذیر ماڈل سے بھی تشبیہ دی جاتی ہے۔

جب متغیرات کے درمیان پائے جانے والے تعلقات کا مطالعہ تجربہ گاہ کے ماحول سے بہتر ماحول میں کرنا مقصود ہو تو بناوٹوں کو استعمال کیا جاتا ہے۔ بناوٹیں حقیقی معاشرتی دنیا کی عکاس ہوتی ہیں اور ان میں ایک ہی وقت میں بہت زیادہ متغیرات کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے اور معمول بناوٹوں میں اپنا کردار حقیقی معاشرتی دنیا کے کردار کی مانند پیش کر سکتے ہیں۔ بناوٹوں کو کئی اقسام کی معاشرتی صورت حالوں کی نقلوں کی صورت میں استعمال کیا جاتا ہے' مثلاً ہسپتال کا سائیکاٹری وارڈ' قیدیوں کی جیل یا بین الاقوامی معاملات کے مذاکرات کی صورت حال۔

تجربہ گاہ کے کھیلوں میں کئی اقسام کے کھیل شامل ہیں مثلاً جنگ کے کھیل' تجارت کے کھیل' یا بنکنگ کے کھیل۔ بعض اوقات بناوٹوں اور کھیلوں میں زیادہ فرق نہیں کیا جاتا کیونکہ عملی طور پر یہ دونوں طریقے ایک دوسرے سے مشابہت رکھتے ہیں اور کھیلوں کو بناوٹوں کی زیادہ بہتر صورت قرار دیا جاتا ہے۔ کھیل کے طریقہ کو تجربہ کار اپنے مطالعہ کی نوعیت کے اعتبار سے خود ڈیزائن کرتا ہے

اور اسے اس صورت حال پر مکمل طور پر کنٹرول حاصل ہوتا ہے۔ اس طریقہ میں معمول کو کسی کھیل کی صورت میں کردار ادا کرنے کو کہا جاتا ہے اور معمول اپنے کردار کا ادراک حاصل کرتے ہوئے موزوں ترین کردار پیش کرتا ہے' مثال کے طور پر بنکنگ کے کھیل میں معاشی پالیسیوں کے نفسیاتی اثرات کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اسی طرح کئی سادہ اقسام کے کھیلوں میں افراد کی ذاتی کشمکشوں' تعاون اور مقابلے کی صلاحیتوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔

معاشرتی نفسیات کی تحقیقات میں بناوٹوں اور کھیلوں کے استعمال کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ ایک سستا اور آسان طریقہ ہے' اور ان طریقوں کی مدد سے ہم کئی ایسی معاشرتی صورت حالوں کا تجزیہ کر سکتے ہیں جن کا حقیقی معاشرتی ماحول میں تجزیہ کرنا ممکن نہیں۔ لیکن کچھ ماہرین ان طریقوں کی محدود افادیت کی نشاندہی کرتے ہیں۔

میدانی تجرباتی طریقہ (Field Experimentation)

بہت سی معاشرتی صورت حالوں کو تجربہ گاہ میں تخلیق کرنا مشکل بلکہ ناممکن ہوتا ہے۔ معاشرتی نفسیات دان ان معاشرتی صورت حالوں کے مطالعے کے لئے میدانی تجرباتی طریقہ استعمال کرتے ہیں۔ میدانی تجربہ میں تجربہ کار حقیقی معاشرتی صورت حال میں آزاد متغیرہ کو متعارف کروا کر تابع متغیرہ پر ہونے والے اثرات کا مطالعہ کرتا ہے۔ معاشرتی نفسیات دان میدانی تجرباتی طریقہ استعمال کرتے ہوئے اپنے تجربات کی خارجی صحت بڑی حد تک حاصل کر لیتے ہیں جو کہ تجربہ گاہ کے تجربات میں کافی مشکل امر ہے۔ میدانی تجربات میں عموماً" پہلے اور بعد کے ڈیزائن کو استعمال کیا جاتا ہے اور جہاں ممکن ہو کنٹرول گروہ کا اطلاق بھی کیا جاتا ہے۔

میدانی تجرباتی طریقہ میں سب سے بڑا مسئلہ خارجی متغیرات کو کنٹرول کرنا ہے جو کہ تجربات کے نتائج کو بڑی شدت سے متاثر کر سکتے ہیں۔ لیکن دوسری طرف میدانی تجربات میں داخلی صحت کے زیادہ ہونے کے مواقع زیادہ ہوتے ہیں کیونکہ یہ طریقہ غیر ردِ عمالی ہے یعنی معمولوں کو یہ علم نہیں ہوتا کہ ان کا مطالعہ کیا جا رہا ہے اس لئے ان کے ردِ اعمال اس طرح واقع نہیں ہوتے کہ وہ تجربے کے نتائج کو متاثر کر سکیں۔ اس کے علاوہ معاشرتی کردار کی بہت سی اقسام کا مطالعہ تجربہ گاہ کے تجرباتی طریقہ کی بجائے میدانی تجرباتی طریقہ کے تحت بہتر طور پر کیا جا سکتا ہے مثلاً بین الاشخاصی کشش کے مظہر کا مطالعہ بہتر طور سے میدانی تجرباتی طریقہ کے ذریعے ہی کیا جا سکتا ہے۔

میدانی تجرباتی طریقہ استعمال میں لاتے ہوئے کئی طرح کے اخلاقیاتی اور قانونی متنازعہ

مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً کسی کی خلوت میں دخل اندازی یا کسی کو دغا اور فریب دینا اور بغیر اجازت کے کوئی کام کرنا جیسے امور کے بارے میں بہت سے اخلاقیاتی اور قانونی سوالات اٹھائے جاسکتے ہیں۔ 1970ء کے عشرے میں تجربہ گاہ کے تجرباتی طریقہ پر بہت زیادہ تنقید کی گئی جس کی وجہ سے معاشرتی نفسیات دانوں نے میدانی تجرباتی طریقہ پر خاص توجہ دی لیکن اس طریقہ کے استعمال کے بارے میں بہت سے اخلاقیاتی اور قانونی مسائل سامنے آئے۔ درج ذیل صورت حالوں کا جائزہ لیجیے:

○ تجربہ کار کسی کے دروازے پر دستک دیتا ہے اور باہر آنے والے شخص کو بتاتا ہے کہ وہ اپنے ایک دوست کے گھر کا پتہ کھو بیٹھا ہے اور اس شخص سے اس کا ٹیلی فون استعمال کرنے کی اجازت طلب کرتا ہے۔ اگر وہ شخص اس کو اندر آنے کی اجازت دے دیتا ہے تو وہ ٹیلی فون کرنے کا بہانہ کرتا ہے۔

○ ایک تجربہ کار سڑک پر بے ہوشی کی حالت میں پڑا ہونے کا بہانہ کرتا ہے۔ اس کے سر سے نقلی خون بہہ رہا ہے اور منہ سے جھاگ نکل رہی ہے۔ اگر کوئی گزرنے والا اس کی مدد کرنا چاہتا ہے تو وہ اس کو اپنی کار میں ڈال کر ہسپتال لے جاتا ہے۔

بہت سے ماہرین اس قسم کی صورت حالوں پر سخت تنقید کرتے ہیں اور تجربہ کار کے عمل کو بے جا مداخلت' دغا اور فریب اور زچ کرنے کے مترادف قرار دیتے ہیں۔ سلورمین (Silverman 1975ء) نے اس قسم کی صورت حالوں کے قانونی یا غیر قانونی ہونے کے بارے میں دو وکلاء سے رائے لی۔ ایک وکیل نے ان کو معمولی قانونی خلاف ورزی قرار دیا جبکہ دوسرے نے ان کو مجرمانہ اقدامات قرار دیا اور کئی طرح کی قانونی دفعات لاگو کیں۔ اس طرح کی صورت حالوں کے بارے میں جب عام لوگوں کی رائے لی گئی تو اکثریت نے ان طریقوں کے بارے میں قانونی اور اخلاقیاتی بنیادوں پر تنقید نہ کی۔ لیکن ایک اچھی خاصی اقلیت نے جو کہ قانونی اور اخلاقیاتی متنازعہ مسائل کے بارے میں ایک اکثریت سے بڑھ کر ثابت ہو سکتی ہے' ان طریقوں کے بارے میں قانونی اور اخلاقیاتی بنیادوں پر سخت تنقید کی۔ انہوں نے رائے پیش کی کہ معاشرتی نفسیات دانوں کو اپنے تجرباتی طریقوں کا استعمال کرتے ہوئے بہت زیادہ حساس ہونا چاہیے۔

ان متنازعہ مسائل کے بارے میں محتاط ہوتے ہوئے معاشرتی نفسیات دان میدانی تجرباتی طریقہ کو استعمال کرتے ہوئے بہت سی تحقیقات کرتے ہیں اور انہوں نے اس طریقہ کے ذریعے

بہت گرانقدر اور قابل اہمیت تحقیقات کی ہیں۔

قدرتی تجرباتی طریقہ (Natural Experimentation)

قدرتی تجربہ بنیادی طور پر ایک میدانی مطالعہ ہوتا ہے جس میں تجربہ کار قدرتی طور پر واقع ہونے والے آزاد متغیرہ کا انتخاب کر کے اسے تجرباتی متغیرہ کی صورت میں سمجھتا ہے اور اس کے تابع متغیرہ پر ہونے والے اثرات کا مطالعہ کرتا ہے۔ قدرتی تجربہ میں تجربہ کار کی بہت کم منصوبہ بندی شامل ہوتی ہے اور اس کا حالات پر کنٹرول بھی نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔ وہ صرف قدرتی طور پر واقع ہونے والے اس تجربہ کا مشاہدہ کرتا ہے اور نتائج اخذ کرتا ہے۔ ماہرین قدرتی تجرباتی طریقہ پر کئی حوالوں سے تنقید کرتے ہیں۔ ان تجربات میں معمولوں کو کسی خاص اصول کے تحت چنا نہیں جاتا بلکہ جو بھی معمول اس خاص صورت حال میں مہیا ہوں ان کو معمول قرار دے دیا جاتا ہے۔ اس لئے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ قدرتی تجربات سے حاصل کردہ نتائج کی تعمیم محدود حد تک کی جا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ قدرتی طور پر واقع ہونے والے حادثات کے بارے میں پہلے سے علم نہیں ہوتا مثلاً سمندری طوفان یا زلزلے۔ بہت سے انسانی کرداروں کے واقع ہونے کے بارے میں بھی پہلے سے اندازہ کرنا خاصا مشکل ہے مثلاً کارکنوں کی ہڑتالیں یا جنگ کا شروع ہو جانا۔ تاہم اس کے باوجود وہ تحقیق کار جو اس قسم کی صورت حالوں کے بارے میں پہلے سے متوقع ہوتے ہیں اور اگر وہ قدرتی تجربات کا ان صورت حالوں پر اطلاق کر سکیں تو ان صورت حالوں کے بارے میں مفید تجرباتی نتائج حاصل کر سکتے ہیں جو کہ دوسرے طریقوں کے ذریعے حاصل کرنا مشکل ہوتے ہیں۔

لیبرمین (Lieberman 1956) نے ایک صنعتی تنظیم میں ایک لمبے عرصے تک قدرتی تجربہ کا انعقاد کیا جس کو مثال کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔ اس کے مطالعہ کا موضوع یہ تھا کہ کارکنوں کے عہدے ان کے رویوں کو بڑی شدت سے متاثر کرتے ہیں۔ اس نے مطالعہ کے پہلے حصے میں صنعتی تنظیم کے عام کارکنوں کے ان رویوں کا جو کہ ان کے اپنے منتظمین کے بارے میں اور اپنی یونین کے بارے میں تھے، مشاہدہ کیا۔ اس دوران صنعتی منتظمین کی طرف سے کچھ کارکنوں کو سپروائزر کے عہدے پر ترقی دے دی گئی اور دوسری طرف کچھ کارکن، کارکنوں کی یونین کے ممبران منتخب ہو گئے۔ تجربہ کار نے سپروائزر کے عہدے پر ترقی پانے والے کارکنوں اور یونین کے ممبران منتخب ہونے والے کارکنوں کے رویوں کا دوبارہ جائزہ لیا۔ اس نے دیکھا کہ نئے عہدوں پر ترقی پانے والے کارکنوں کے رویوں میں ان کے پہلے کے رویوں کی نسبت بہت زیادہ تبدیلی آ چکی تھی۔ پہلے جن کارکنوں کے رویے اپنے منتظمین کے بارے میں منفی تھے سپروائزر کے عہدوں پر ترقی حاصل

کر کے ان کے رویے اپنے منتظمین کے بارے میں مثبت ہو گئے' اسی طرح ان کارکنوں کے رویے بھی اپنی یونین کے بارے میں مثبت ہو گئے جو کہ یونین کے ممبران منتخب ہو گئے جبکہ ان کے پہلے کے رویے اس کے برخلاف تھے۔

اس عرصے کے دوران صنعتی تنظیم معاشی پست حالی کی وجہ سے مسائل کا شکار ہو گئی۔ وہ کارکن جن کی سپروائزر کے عہدوں پر ترقی ہو چکی تھی ان کو دوبارہ ان کے پرانے عہدوں یعنی کارکنوں کے عہدوں پر تعینات کر دیا گیا' اور دوسری طرف وہ کارکن جو یونین کے ممبران منتخب ہوئے تھے ان میں سے کئی ایک دوبارہ منتخب نہ ہو سکے۔ لیبرمین نے اپنے پرانے عہدوں پر دوبارہ تعینات ہونے والے کارکنوں کے رویوں کا جائزہ لیا تو اس نے دیکھا کہ ان کے رویے دوبارہ پہلے والی سطح پر آ چکے تھے یعنی منفی ہو چکے تھے۔ اس قدرتی تجربے کے نتائج تجربہ کار کے مفروضے کی تصدیق کرتے تھے۔

ظاہری تجرباتی ڈیزائن (Quasi-Experimental Designs)

ظاہری تجرباتی ڈیزائن معاشرتی نفسیات کے تجرباتی طریقہ کا اہم اثاثہ ہیں۔ ان ڈیزائنوں کے ذریعے معاشرتی نفسیات دان گرانقدر اور لاثانی تحقیقات کرتے ہیں۔

ظاہری تجرباتی ڈیزائنوں کے ذریعے تحقیقی مطالعے کرتے ہوئے تجربہ کار کو متغیرات اور صورت حال پر مکمل کنٹرول حاصل نہیں ہوتا۔ بالفاظ دیگر تجربہ کار کو آزاد متغیرہ پر معمولی کنٹرول حاصل ہوتا ہے یا بالکل نہیں ہوتا اور خارجی متغیرات بھی تجربہ کار کے کنٹرول سے مکمل طور پر باہر ہوتے ہیں۔ تاہم تجربہ کار تابع متغیرہ کی پیمائش کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ تمام ماہرین ظاہری تجرباتی ڈیزائنوں کی افادیت کو تسلیم کرتے ہیں لیکن ان کی داخلی اور خارجی صحت کے بارے میں بہت سے سوال اٹھائے جاتے ہیں۔ درج ذیل دو اقسام کے ظاہری تجرباتی ڈیزائنوں کو زیادہ تر استعمال کیا جاتا ہے:

ایک اہم ظاہری تجرباتی ڈیزائن وقت کے سلسلہ کے تحت مخل ہونے کا ڈیزائن (Interrupted-time-Series Design) ہے۔ اس ڈیزائن کو معاشرتی پالیسیوں اور پروگراموں کے اثرات کی پیمائش کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ ڈیزائن ان معاشرتی پالیسیوں اور پروگراموں کا جن کا اطلاق کیا جا چکا ہو وقت کے سلسلہ کے تحت مواد حاصل کر کے ان کے موثر ہونے یا نہ ہونے کی وضاحت کرتا ہے۔

اس ڈیزائن کے استعمال کی مثال کیمبل (Cambell 1968ء) نے فراہم کی ہے۔ امریکہ کی ریاست کنکٹیکٹ (Connecticut) میں 1955ء میں سڑک کے حادثات میں 384 اموات ہوئیں جو کہ پچھلے سالوں کی نسبت بہت زیادہ تھیں۔ حکومتی ادارے اس صورت حال سے بہت زیادہ پریشان ہوئے اور انھوں نے حادثات کو کم کرنے کے لئے ایک پروگرام مرتب کیا جس کے تحت ان ڈرائیوروں کے خلاف سخت اقدامات کئے گئے جو کہ مقررہ رفتار سے تیز گاڑی چلاتے تھے۔ بہت سے ڈرائیوروں کے لائسنس منسوخ کئے گئے اور بہت سوں کو قانونی خلاف ورزیوں پر جیل بھیجا گیا۔ 1956ء میں 284 اموات ہوئیں جو کہ پچھلے سال کی نسبت کم تھیں۔ حکومتی اداروں نے اموات کی کمی کو اپنے پروگرام کی کامیابی سے منسوب کیا۔

کیمبل اور اس کے ساتھیوں نے 1968ء میں حکومتی اداروں کے اس پروگرام کا وقت کے سلسلہ کے تحت مخل ہونے کے ڈیزائن کے تحت تجزیہ کیا۔ 1951ء سے لے کر 1959ء تک کے سالوں میں سڑک کے حادثات میں ہونے والی شرح اموات کے بارے میں مواد اکٹھا کیا گیا۔ اس مواد کے مطابق 1951ء سے لے کر 1954ء تک کے سالوں میں کم سے کم اموات 226 ہوئیں اور زیادہ سے زیادہ 275 ہوئیں اور 1955ء میں 384 اموات ہوئیں جبکہ 1956ء سے لے کر 1959ء تک کے سالوں میں 232 سے لے کر 284 تک اموات ہوئیں۔ ان نتائج سے ظاہر ہوا کہ 1955ء میں اس عشرے میں سب سے زیادہ اموات ہوئیں لیکن اس سے پہلے اور بعد کے سالوں میں اموات کی شرح کم تھی۔ وقت کے سلسلہ کے تحت مخل ہونے کے ڈیزائن کے تحت کیمبل اور اس کے ساتھیوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ 1956ء میں شرح اموات میں کمی حکومتی پروگرام کی کامیابی کی وجہ سے نہیں ہوئی بلکہ اتفاقاً" 1955ء میں اموات زیادہ تعداد میں ہوئیں اور اس عشرے کے باقی سالوں میں اموات کی شرح تقریباً" یکساں تھی اس لئے حکومتی اداروں کا یہ دعویٰ درست نہیں کہ ان کے پروگرام کی بدولت شرح اموات میں کمی ہوئی۔

دوسرے ظاہری تجرباتی ڈیزائن کو کنٹرول کے سلسلہ کا ڈیزائن (Control Series Design) کہا جاتا ہے۔ اس ڈیزائن کا اطلاق بھی معاشرتی پالیسیوں اور پروگراموں کے اثرات کی پیمائش اور کئی دوسری صورت حالوں پر کیا جا سکتا ہے۔ اس ڈیزائن کے مطابق مندرجہ بالا مثال میں کنکٹیکٹ ریاست کو ہم تجرباتی ریاست کے طور پر لے سکتے ہیں اور دوسری کئی ریاستوں کو کنٹرول کے سلسلہ کی ریاستیں لے سکتے ہیں اور ان کے مواد کا موازنہ تجرباتی ریاست سے کرکے نتائج اخذ کر سکتے ہیں۔

ظاہری تجرباتی ڈیزائنوں میں کئی خامیوں کی نشاندہی بھی کی جاتی ہے لیکن ہم مندرجہ بالا مثال کے ذریعے یہ جان سکتے ہیں کہ افادیت کے نقطہ نظر سے یہ ڈیزائن کتنے اہم ہیں اور ان ڈیزائنوں کی مدد سے ہم بہت سے معاشرتی پروگراموں اور پالیسیوں کے اثرات کی پیمائش کر سکتے ہیں۔ نیز ظاہری تجرباتی ڈیزائنوں کو استعمال میں لاتے ہوئے معاشرتی سائنس دان میدانی صورت حالوں کے بارے میں لاثانی تحقیقات کر سکتے ہیں۔

سروے کا طریقہ

سروے کے طریقہ کو معاشرتی نفسیات میں اہم مقام حاصل ہے۔ یہ کہنا غلط نہیں ہو گا کہ سروے کا طریقہ معاشرتی نفسیات میں سب سے زیادہ استعمال ہونے والے طریقوں میں سے ایک ہے۔ سروے تحقیق کا وہ سائنسی طریقہ ہے جس کے ذریعے کسی اہم معاملے کے بارے میں بہت سے لوگوں کی رائے معلوم کی جاتی ہے۔ اس طریقہ کا استعمال معاشرتی نفسیات کے علاوہ تقریباً تمام سوشل سائنسز میں کیا جاتا ہے۔

معاشرتی نفسیات میں ایک معیاری سروے میں زیر مطالعہ موضوع کے حوالے سے آبادی میں سے ایک یا ایک سے زیادہ نمونے چن کر سوالناموں یا انٹرویوز کی مدد سے اس نمونے میں شامل ارکان کی آراء اکٹھی کی جاتی ہیں اور جوابات کا تجزیہ کر کے نتائج اخذ کئے جاتے ہیں۔

اگرچہ سروے کے لئے زیادہ تر براہ راست سوالنامے یا براہ راست انٹرویوز کے طریقے استعمال کئے جاتے ہیں تاہم بعض اوقات سروے بذریعہ ڈاک یا بذریعہ ٹیلی فون بھی کئے جاتے ہیں۔ لیکن بذریعہ ڈاک یا بذریعہ ٹیلی فون سروے کرنے کے طریقہ کو اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جب براہ راست سوالناموں یا انٹرویوز کے ذریعے سروے کرنا ممکن نہ ہو۔

سروے کا طریقہ پانچ مراحل پر مشتمل ہوتا ہے اور تحقیق کار سروے کرتے ہوئے ان مراحل کو اپنی مہارت کے ذریعے ڈیزائن کرتا ہے۔ اگر کسی مرحلے پر غلطی ہو جائے تو درست نتائج اخذ کرنا مشکل ہوتا ہے' مراحل درج ذیل ہیں:

1۔ موضوع کا تعین

اس مرحلے میں موضوع کا تعین نہایت واضح طور پر کر لیا جاتا ہے اور موضوع اور موضوع سے متعلقہ تعیّنات کی واضح طور پر تعریف بیان کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ طے کیا جاتا ہے کہ

موضوع کے بارے میں کس قسم کی معلومات حاصل کی جائیں گی۔ تحقیق کار کے لئے ضروری ہے کہ اسے اپنے سروے کے موضوع کے بارے میں مکمل معلومات حاصل ہوں، یعنی موضوع کی نوعیت اور اہمیت، موضوع پر کی گئیں تحقیقات، موضوع کے تنقیدی، اخلاقی اور قانونی پہلو، اور اس کے علاوہ تحقیق کار اس بات کا بھی تعین کرتا ہے کہ وہ موضوع کے بارے میں صرف ردعمالی معلومات ہی حاصل کرے گا یا ان ردعمالوں کی وجوہات کو بھی دریافت کرے گا کہ وہ مخصوص جوابات کیوں دیے گئے۔

2- معلومات اکٹھا کرنے کے طریقہ کا تعین

موضوع کی وضاحت کے بعد سروے کرنے کے لئے معلومات اکٹھا کرنے کے طریقہ کا تعین کیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں زیادہ تر سوالناموں اور انٹرویوز کے طریقے استعمال کئے جاتے ہیں۔ انٹرویو کرنے کے طریقہ کو ہم سروے کے طریقہ کے بعد تفصیل سے زیر بحث لائیں گے۔ سوالنامہ تحقیق کا وہ طریقہ ہے جس میں تحقیق کار معمول سے پہلے مرتب کئے گئے سوالات کے جوابات حاصل کرتا ہے۔ یہ سوالات ایک کاغذ پر لکھے ہوتے ہیں اور ہدایات بھی درج ہوتی ہیں۔ معمول ہدایات کے مطابق ان سوالات کے جوابات کا اندراج کرتا ہے۔ بعض صورتوں میں سوالات بول کر پوچھے جاتے ہیں اور تحقیق کار جوابات لکھتا جاتا ہے۔

عام طور پر سوالنامے دو اقسام کے سوالات پر مشتمل ہوتے ہیں: مسدود سوالات (Fixed-End Questions) کے سوالنامے جن کے جوابات-- ہاں-- نہیں-- یا معلوم نہیں-- کی صورتوں میں دیے جاتے ہیں، اور کشادہ سوالات (Open-End Questions) کے سوالنامے جن کے جوابات متعین زمروں میں نہیں دیے جاتے بلکہ سوالنامہ پر کرنے والے کو آزادی ہوتی ہے کہ وہ جس قسم کا، جتنا مختصر یا طویل جواب دینا چاہے، دے سکتا ہے۔ سوالنامے کے سوالات کا انتخاب کرتے ہوئے بہت سی باتوں پر توجہ دینا چاہیے۔ سوال جانبدار نہیں ہونے چاہئیں یعنی ان کا جھکاؤ کسی ایک خاص جواب کی طرف نہ ہو۔ مثلاً ایسے سوالات نہیں ہونے چاہئیں کہ "فیشن کرنا جدید دور کا تقاضا ہے، کیا آپ اس کے حق میں ہیں؟" سوالات اس طرح کے ہونے چاہئیں کہ ہر سوال موضوع کے بارے میں معمول کی رائے کو سامنے لائے۔ طویل، مبہم اور ذو معنی سوالات سے بچنا چاہیے۔ سوالات سادہ، واضح اور مختصر ہونے چاہئیں۔ سوالات کی زبان عام فہم اور سادہ ہونی چاہیے۔ مشکل محاوروں اور فقرات کا استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ اگر سوالات کی زبان مشکل اور ٹیکنیکل ہو تو لوگ سوالات کو سمجھنے میں غلطی کا شکار ہو سکتے ہیں۔ سوالات ایسے بنانے

چاہئیں کہ جن کے جوابات کا آسانی سے اندراج کیا جا سکے۔ سوالنامہ زیادہ طویل نہیں ہونا چاہئے ورنہ معمول بوریت یا تھکن کا شکار ہو سکتے ہیں۔ سوالنامے میں سوالات کی ترتیب ایسی ہونی ضروری ہے کہ اس میں معمول کی دلچسپی آخر تک برقرار رہے۔

3۔ نمائندہ نمونے کا چناؤ

کسی موضوع کے بارے میں آبادی میں شامل تمام لوگوں سے رائے اکٹھی کرنا ممکن نہیں ہوتا لہٰذا آبادی میں سے ایک نمائندہ نمونہ چن لیا جاتا ہے اور اس کے مطالعہ سے حاصل ہونے والے نتائج کا اطلاق تمام آبادی پر کیا جاتا ہے۔ نمائندہ نمونے کا چناؤ بھی انتہائی توجہ طلب مرحلہ ہے۔ اگر نمائندہ نمونے کا چناؤ صحیح طور پر کیا گیا ہو تو تب ہی اس سے حاصل ہونے والے نتائج کا اطلاق تمام آبادی پر کیا جا سکتا ہے۔ نمائندہ نمونہ چننے کے بہت سے طریقے ہیں لیکن معاشرتی نفسیات دان درج ذیل تین طریقوں کو زیادہ استعمال کرتے ہیں۔

بے تکی نمونہ بندی (Random Sampling) نمونے کے چناؤ کا وہ طریقہ ہے جس میں آبادی میں شامل ہر فرد کے نمونہ کے لئے چنے جانے کا امکان یکساں ہوتا ہے۔ بے تکی نمونہ بندی کی ایک صورت یہ ہے کہ آبادی میں شامل تمام افراد کے ناموں کے حوالے سے قرعہ اندازی کر لی جائے اور نمونے کا انتخاب کیا جائے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ آبادی میں شامل افراد کی فہرست میں سے شماریاتی وقفوں کے ذریعے نمونے کا چناؤ کر لیا جائے مثلاً اگر ہماری آبادی کے افراد کی فہرست 300 افراد پر مشتمل ہے تو اس فہرست میں سے ہر پانچویں یا ساتویں فرد کا انتخاب کر لیا جائے اور نمونے کا چناؤ کیا جائے۔

نمونے کے چناؤ کے دوسرے طریقے کو طبقہ دار بے تکی نمونہ بندی (Stratified Random Sampling) کہا جاتا ہے۔ اس طریقے میں زیر مطالعہ آبادی کو مختلف خصوصیات مثلاً عمر، جنس، تعلیم، آمدنی اور پیشے وغیرہ کے اعتبار سے مختلف ذیلی گروہوں میں تقسیم کر لیا جاتا ہے۔ اس کے بعد ہر گروہ میں سے نمونے کا چناؤ بے تکی نمونہ بندی کے ذریعے کیا جاتا ہے۔ اس طرح ہر گروہ کو مناسب نمائندگی حاصل ہو جاتی ہے۔

علاقائی نمونہ بندی (Area Sampling) کے طریقے میں مختلف علاقوں کو ان کی آبادی کے تناسب سے نمونے میں نمائندگی دی جاتی ہے۔ ہر علاقے کی آبادی میں سے نمونے کا چناؤ بے تکی نمونہ بندی کے ذریعے کیا جاتا ہے اور پھر تمام علاقوں کی نمائندگی پر مشتمل ایک نمونہ تیار

کیا جاتا ہے۔ اس طرح ہر علاقے کو مناسب نمائندگی حاصل ہو جاتی ہے۔

4۔ معلومات اکٹھا کرنا

اس مرحلے میں نمونے میں شامل معمولوں سے معلومات اکٹھی کی جاتی ہیں۔ انٹرویوز کے ذریعے معلومات اکٹھی کرتے ہوئے تحقیق کار کو انٹرویوز کی اقسام اور تکنیکوں کا علم ہونا چاہئے۔ سوالنامے کے ذریعے معلومات اکٹھی کرتے ہوئے تحقیق کار معمولوں سے پہلے سے مرتب کئے گئے سوالات کے جوابات حاصل کرتا ہے۔ سوالنامے کے ذریعے معلومات اکٹھی کرتے ہوئے تحقیق کار کا عمل معیاری ہونا چاہئے یعنی تمام معمولوں سے ایک ہی قسم کے سوالات پوچھے جائیں' انہیں ایک ہی قسم کی ہدایات دی جائیں اور جوابات کا ایک معیاری طریقے سے اندراج کیا جائے۔

بعض اوقات سوالنامے کے جوابات ڈاک کے ذریعے یا ٹیلی فون کے ذریعے بھی حاصل کئے جاتے ہیں۔ تحقیقات کی مدد سے یہ دیکھا گیا ہے کہ ڈاک کے ذریعے موصول ہونے والے جوابات کی شرح بہت کم ہوتی ہے اور ٹیلی فون کے ذریعے جوابات حاصل کرتے ہوئے بہت سے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے زیادہ تر ماہرین براہ راست جوابات حاصل کرنے کو زیادہ معتبر خیال کرتے ہیں اور معلومات کو اکٹھا کرنے کے لئے تحقیق کار کا تربیت یافتہ ہونا ضروری سمجھتے ہیں تاکہ وہ اپنا کام غیر جانبداری سے سرانجام دے سکے اور سروے سے حاصل ہونے والی معلومات اصل صورت حال کے زیادہ سے زیادہ قریب ہوں۔

5۔ نتائج اخذ کرنا

سروے مکمل ہونے پر حاصل ہونے والی معلومات کی شماریاتی طریقوں کی مدد سے تعبیر اور تشریح کی جاتی ہے اور جوابات کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔ معطیات کو اس طرح مرتب کیا جاتا ہے کہ تحقیق کے نتائج سامنے آ جائیں۔ شماریاتی طریقوں کی مدد سے یہ بھی معلوم کیا جا سکتا ہے کہ حاصل ہونے والے نتائج کس حد تک قابل اعتبار ہیں اور ان کا زیر مطالعہ آبادی پر کس حد تک اطلاق ہوتا ہے۔

سروے کا طریقہ معاشرتی نفسیات کی تحقیقات میں وسیع پیمانے پر استعمال ہونے والا طریقہ ہے۔ کئی ماہرین اس کی بہت سی خامیوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ سروے کے طریقہ کی مدد سے ہم صرف معمولوں کے رد اعمال کو ہی جان سکتے ہیں' ان کے بارے میں زیادہ گہرائی سے معلومات حاصل نہیں کر سکتے۔ اس کے علاوہ سروے کے مواد کو اکٹھا کرنے کے طریقے مثلاً ذاتی انٹرویوز' ٹیلی

فونک انٹرویوز اور سوالناموں کو استعمال میں لاتے ہوئے تحقیق کار اور معمول کی اقسام کے تعصبات کو بھی شامل کر دیتے ہیں۔

تاہم سروے کا طریقہ استعمال کرتے ہوئے کم وقت' کم محنت اور کم روپیہ خرچ کر کے ایک بہت بڑی آبادی کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے اور اگر نام پتہ وغیرہ لکھنے کی پابندی نہ لگائی جائے تو اس طریقے کی مدد سے بعض انتہائی ذاتی معاملات کے بارے میں بھی تحقیقات کی جا سکتی ہیں۔ کسی بھی سروے کے ذریعے صحیح نتائج حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے تمام مراحل درست طور پر اور مہارت سے سرانجام دیے جائیں' تحقیق کار اپنا کام نہایت غیر جانبداری سے کرے اور معمول سنجیدگی اور ایمان داری سے سوالات کے جواب دیں۔

انٹرویو کرنا

انٹرویو سے مراد دو افراد کے درمیان بامقصد بات چیت لی جاتی ہے۔ یہ دونوں افراد ایک دوسرے کے روبرو ہوتے ہیں۔ ایک فرد عموماً" کسی ماہر کی حیثیت رکھتا ہے جبکہ دوسرا شخص معمول یا مریض وغیرہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ماہر انٹرویو شروع کرتا ہے اور مخصوص مقاصد کے تحت معمول یا مریض سے سوالات پوچھتا ہے۔

لیکن درحقیقت معاشرتی نفسیات میں انٹرویو صرف سوالات پوچھنے والے اور معلومات فراہم کرنے والے افراد کے درمیان رابطے یا گفتگو ہی کا نام نہیں بلکہ اس میں کارفرما اور بہت سے عوامل بھی اہمیت رکھتے ہیں جن کا انٹرویو لینے والے کے لئے جاننا ضروری ہے۔ مثال کے طور پر انٹرویو دینے والے کی انٹرویو کے دوران مخصوص جسمانی حرکات' اس کی نگاہوں کے مختلف زاویے' چہرے کے تاثرات' گفتگو میں توقف' اس کی آواز کا اتار چڑھاؤ' کسی جواب کو دینے میں ہچکچاہٹ' یہ تمام باتیں انٹرویو لینے والے کے لئے بہت اہمیت رکھتی ہیں اور انٹرویو دینے والے کی ذہنی کیفیات کی ترجمانی کرتی ہیں۔ ایک ماہر انٹرویو لینے والا ان تمام باتوں کو بامعنی انداز میں سمجھ سکتا ہے اور ان کی تعبیر کر سکتا ہے۔ سلیوان کے مطابق ہم انٹرویو کرتے ہوئے انٹرویو دینے والے سے سوالات کے ذریعے اس کے حساس اور نازک رویوں سے بھی واقف ہو سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر ہمارے کسی بیان پر اس کے چہرے کی سرخی یا پیلاہٹ یا اس کی پھیکی ہنسی یا کسی سوال کے جواب پر ضرورت سے زیادہ زور دینے سے ہم اس کے رویوں سے واقف ہو سکتے ہیں اور کسی بھی انٹرویو سے نتائج اخذ کرتے ہوئے ان تمام باتوں کو اہمیت دینا نہایت ضروری ہے۔

یہ دیکھا گیا ہے کہ انٹرویو کے دوران وقوع پذیر ہونے والا تعامل بہت پیچیدہ ہوتا ہے۔ کچھ انٹرویوز میں انٹرویو دینے والا انٹرویو لینے والے کے سوالات کو بغور سنتا ہے' ان کا ادراک کرتا ہے اور الفاظ کی صورت میں اپنے جوابات دیتا ہے۔ بالفاظ دیگر وہ اپنے دنیا کو دیکھنے کے طریقے کی وضاحت کرتا ہے اور ہم اس کے اس طریقے سے واقفیت حاصل کرتے ہیں۔ لیکن کئی دوسرے انٹرویوز میں ہمیں اس سے مختلف صورت حالوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ہمیں انٹرویو دینے والے سے جوابات حاصل کرنے کے علاوہ اس کے ظاہری کردار کو بھی مدنظر رکھنا پڑتا ہے تاکہ ہم اس کی فراہم کردہ معلومات کی وضاحت اس کے تاثرات کی مناسبت سے کرسکیں۔ ہر انٹرویو میں توازن مختلف انداز میں عیاں ہوتا ہے اور معلومات مخصوص انداز میں عیاں ہوتی ہیں۔ بنی (Benny) کے مطابق بہت کم انٹرویوز کی تشریح سادہ طریقوں سے کی جاسکتی ہے۔

انٹرویو کو کئی طرح کی تجرباتی تحقیقات میں تحقیق کے ایک بنیادی آلے کی حیثیت سے استعمال کیا جاتا ہے جن میں سروے کا طریقہ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ اس کے علاوہ انٹرویوز کو تحقیق کے طریقہ کی حیثیت سے بھی وسیع پیمانے پر استعمال کیا گیا ہے۔ تھامس اور اس کے ساتھیوں نے دیہاتی علاقوں سے ہجرت کرکے شہری علاقوں میں بسنے والے افراد کے انٹرویوز ان کے ذاتی تسویہ (Adjustment) کا جائزہ لینے کے لئے کئے۔ لائنڈز (Lynds) نے معاشرتی طبقوں کے مختلف نمائندوں کے انٹرویوز ان کے معاشرتی نظام کے بارے میں خیالات جاننے کے لئے کئے۔ کنسے (Kinsey) نے لوگوں کی جنسی عادات جاننے کے لئے انٹرویوز کئے جن میں بچے بھی شامل تھے۔ تجارتی مارکیٹوں کی تحقیقات میں اور رائے عامہ کی پیمائش میں بھی انٹرویو کے طریقہ کو بہت زیادہ استعمال کیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ موجودہ صدی کے شروع میں ماہر عمرانیات اور ماہر انسانیات نے بھی انٹرویو کے طریقہ کو تحقیق کے بنیادی آلے کی حیثیت سے تسلیم کیا۔

انٹرویوز کی چند اقسام

انٹرویوز کو کئی طرح سے مختلف اقسام میں بیان کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً انٹرویوز کے افعال کو مدنظر رکھتے ہوئے یعنی نفسی تشخیص کا انٹرویو' نفسی علاج کا انٹرویو' تحقیقی انٹرویو اور نمونہ انٹرویو۔ یا پھر ان لوگوں کی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے جو اس میں حصہ لے رہے ہوں یعنی گروہی انٹرویو اور انفرادی انٹرویو۔ یا پھر انٹرویو کی طوالت کو مدنظر رکھتے ہوئے یعنی مختصر انٹرویو اور طویل انٹرویو۔ یا پھر انٹرویوز کے طریقوں کو مقدم سمجھتے ہوئے یعنی رہنما اور غیر رہنما انٹرویوز' ساختی اور غیر ساختی انٹرویوز۔

مندرجہ ذیل میں انٹرویوز کی کچھ اقسام انٹرویو لینے والوں اور انٹرویو دینے والوں کے امور کو مدنظر رکھتے ہوئے پیش کی جا رہی ہیں:

غیر رہنما انٹرویو (The Nondirective Interview)

غیر رہنما انٹرویو کو غیر ساختی انٹرویو بھی کہا جاتا ہے۔ انٹرویو کی اس قسم میں انٹرویو لینے والا پہلے سے مرتب شدہ سوالات کی فہرست استعمال نہیں کرتا بلکہ انٹرویو کے دوران انٹرویو دینے والے کو اس بات کا بھرپور موقع دیا جاتا ہے اور اس کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ وہ انٹرویو لینے والے کی کسی ہدایت سے رہنمائی حاصل کئے بغیر اپنے مختلف اقسام کے تجربات بیان کرے اور ان تمام حالات و واقعات کی نشاندہی کرے جو اس کے نزدیک بہت زیادہ اہمیت کے حامل ہیں نیز مختلف معاشرتی صورت حالوں کے بارے میں اپنا نقطہ نظر بیان کرے۔ اپنی توجہ' دلچسپیوں اور رجحانات کی نشاندہی کرے اور ان رویوں' روایات اور اقدار کی نشاندہی کرے جو کہ اس کو مختلف معاشرتی صورت حالوں میں مناسب نظر آتی ہیں۔ مختلف معاشرتی عوامل کے بارے میں آزادانہ رائے کا اظہار کرے۔ غیر رہنما انٹرویو میں انٹرویو لینے والے کا کردار غیر جانبدار اور غیر رہنما ہوتا ہے۔ وہ انٹرویو کے دوران انٹرویو دینے والے کی فراہم کردہ معلومات کا ساتھ ساتھ تجزیہ بھی کرتا جاتا ہے اور ضرورت محسوس کرنے پر اس سے مختلف سوالات بھی پوچھ لیتا ہے اور اس کی شخصیت کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرتا ہے۔

رہنما انٹرویو (The Directive Interview)

رہنما انٹرویو کو ساختی انٹرویو بھی کہا جاتا ہے۔ انٹرویو کی اس قسم میں انٹرویو لینے والا انٹرویو کی پہلے مکمل منصوبہ بندی کرتا ہے اور انٹرویو دینے والے سے پوچھنے کے لئے سوالات کی فہرست مرتب کرتا ہے۔ انٹرویو کے دوران انٹرویو دینے والا انٹرویو لینے والے کی ہدایات کے مطابق سوالات کے جوابات دیتا ہے۔ رہنما انٹرویو اکثر اوقات ایک سوالنامے کی شکل اختیار کر لیتا ہے جس میں انٹرویو لینے والا سوالنامے کے سوالات کو بول کر انٹرویو دینے والے سے پوچھتا ہے اور وہ ان کے جوابات دیتا ہے۔ انٹرویو کی اس قسم کو زیادہ تر انتظامی امور کے سرویز اور مارکیٹ سرویز میں استعمال کیا جاتا ہے۔

ماسکیائی انٹرویو (The Focussed Interview)

ماسکیائی انٹرویو دوسری اقسام کے انٹرویوز سے درج ذیل خصوصیات کی بنیاد پر مختلف ہے:

(i) یہ انٹرویو ان افراد سے لیا جاتا ہے جو کسی خاص صورت حال میں شامل رہے ہوں، مثلاً انہوں نے کوئی مخصوص فلم دیکھی ہو یا کوئی خاص قسم کی نشریات سنی ہوں یا کسی ایسی صورت حال کے رکن رہے ہوں جس کا مشاہدہ کیا گیا ہو۔

(ii) انٹرویو لینے والا اس خاص صورت حال کا پہلے ہی تجزیہ کر چکا ہوتا ہے۔

(iii) انٹرویو لینے والے کا یہ انٹرویو لینے میں کوئی خاص مقصد پوشیدہ ہوتا ہے اور وہ اس خاص مقصد کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے انٹرویو کی باقاعدہ منصوبہ بندی کر چکا ہوتا ہے، مثلاً وہ اس خاص صورت حال کے بارے میں انٹرویو اس لئے لینا چاہتا ہے تاکہ وہ انٹرویو دینے والے کی اس خاص صورت حال کے بارے میں فراہم کردہ معلومات کی مدد سے اپنے کسی مفروضہ کی آزمائش کر سکے یا اپنے مفروضہ سے متعلق مواد حاصل کر سکے۔

ماسکیائی انٹرویو کی بنیاد اس مفروضے پر قائم ہے کہ اس انٹرویو کے ذریعے افراد کے اس خاص صورت حال کے بارے میں ذاتی احساسات، ہیجانی رد اعمال اور ان کی مختلف قسم کے مہیجات کے ساتھ پائی جانے والی ذہنی تلازمیتوں کو جانا جا سکتا ہے اور ان کی تعمیم کی جا سکتی ہے۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ماسکیائی انٹرویو سے فراہم ہونے والی معلومات غیر ساختی انٹرویو کی نسبت زیادہ منظم اور زیادہ پائیدار ہوتی ہیں کیونکہ یہ معلومات افراد کے براہ راست تجربات کے تناظر میں حاصل کی جاتی ہیں اور انٹرویو لینے والا متعلقہ خاص صورت حال کے تجزیے کو پہلے ہی سے جانتے ہوئے ان معلومات کی بہتر طور پر تشریح و تعبیر کر سکتا ہے۔

ماسکیائی انٹرویو کا استعمال زیادہ عام نہیں اور اس کی خوبیوں کے مقابلے میں اس کا استعمال زیادہ وسیع پیمانے پر نہیں کیا گیا۔ شاید اس لئے کہ اس انٹرویو کو مرتب کرتے ہوئے بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے اور بہت زیادہ مہارت سے ہی اس کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔

اعادائی انٹرویو (The Repeated Interview)

اعادائی انٹرویو کا استعمال معاشرتی اور نفسیاتی اعمال کی نشوونما کو جاننے کے لئے کیا جاتا ہے۔ یہ معاشرتی اور نفسیاتی اعمال کسی معاشرتی صورت حال کے عناصر یا افراد کے رویے ہو سکتے ہیں اور وہ ترقی پذیر یا نشوونما کے مراحل میں ہوتے ہیں۔ اس انٹرویو کا وقتاً ''فوقتاً'' اعادہ کر کے یعنی دہرا کر ان کی ترقی یا نشوونما کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ اس قسم کے انٹرویو کو انٹرویو لینے والا باقاعدہ منصوبہ بندی

کے تحت استعمال کرتا ہے۔ لازرسفیلڈ (Lazarsfeld) نے اعادائی انٹرویو کا وسیع استعمال صدارتی الیکشنوں کی مہم کے دوران ووٹروں کے ووٹ دینے کے لئے خود کو ذہنی طور پر تیار کرنے کے نشوونمائی عمل کو جاننے کے بارے میں کیا۔

اعادائی انٹرویو کی قسم وقت' قوت اور اخراجات کے لحاظ سے کافی مہنگی ثابت ہوتی ہے لیکن اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس کی مدد سے ان نشوونمائی ردِ اعمال اور نشوونمائی واقعات کو جانا جا سکتا ہے جو کہ حقیقتاً لوگوں کے رویوں کی تشکیل میں کارفرما ہوتے ہیں۔

اعماقی انٹرویو (The Depth Interview)

مشہور نفسی معالج اور معاشرتی نفسیات دان بی کارپف (B.Karpf) اعماقی انٹرویو کی تعریف اس طرح کرتا ہے کہ اعماقی انٹرویو کا مقصد شخصیت کے محرکات اور حرکیات سے متعلق لاشعوری مواد کو ظاہر کرنا ہوتا ہے۔ یہ انٹرویو ایک طویل طریقہ کار ہے جو کئی نشستوں پر مشتمل ہو سکتا ہے۔ اس انٹرویو کے دوران معمول کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ وہ اپنی مختلف اقسام کی معلومات کا اظہار آزادانہ کرے اور اس میں بعض اوقات آزاد تلازم اور تنظیلی تکنیکوں کو بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ انٹرویو کرنے کے لئے انٹرویو لینے والے کا تربیت یافتہ ہونا ضروری ہے اور اس انٹرویو کی مدد سے ہمیں جو معلومات حاصل ہوتی ہیں وہ کسی دوسری قسم کے انٹرویو کی مدد سے حاصل نہیں ہو سکتیں۔

اعماقی انٹرویو کے ذریعے فرد کی شخصیت کے ایسے پہلوؤں کو جو کہ پوشیدہ ہوتے ہیں' سامنے لایا جاتا ہے لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ انٹرویو لینے والے اور انٹرویو دینے والے کے درمیان مکمل ہم آہنگی قائم ہو اور مناسب جذباتی تعلق استوار ہو۔ بہت سی ایسی باتیں جو کہ معاشرتی طور پر ناقابل قبول ہوتی ہیں اور ان کے ساتھ احساس ندامت وابستہ ہوتا ہے' انٹرویو دینے والا انہیں پوشیدہ رکھنا چاہتا ہے۔ انٹرویو لینے والے کا یہ کام ہے کہ وہ ان کا پہلے ہی اندازہ کر لے اور انٹرویو دینے والے کے ساتھ بہتر جذباتی تعلق استوار کرے تاکہ وہ اس قسم کی معلومات کو بھی ظاہر کر سکے۔ اعماقی انٹرویو کافی حد تک مختلف طریقہ ہے اور اس کو ایک تربیت یافتہ ماہر ہی استعمال کر سکتا ہے۔

انٹرویو کرنے کی چند تکنیکیں (Some Techniques of Interview)

انٹرویو کرنے کی تکنیکیں کیسی اور کس طرح کی ہونی چاہئیں یہ بحث بہت طویل ہے۔ انٹرویو

کے عمل کے پیچیدہ ہونے کی وجہ سے بہت سے ماہرین نے انٹرویوز کرنے کی بے شمار تکنیکوں کا تذکرہ کیا ہے۔ بہرحال انٹرویو کرنے کی تکنیکیں سادہ نوعیت کی ہونی چاہئیں جن کی مدد سے زیادہ سے زیادہ اقسام کے انٹرویوز کو کیا جا سکے اور انٹرویوز کرتے ہوئے انٹرویوز کی کوالٹی کو بہتر بنایا جا سکے۔ درج ذیل میں چند ایسی تکنیکوں کو پیش کیا جا رہا ہے جن کی افادیت کو بہت سے تجربہ کار انٹرویو کرنے والوں نے تسلیم کیا ہے:

تمہیدی سوچ و بچار (Preparatory Thinking)

کسی بھی انٹرویو کے لئے تمہیدی سوچ و بچار کرنا پڑتی ہے۔ اگر انٹرویو لینے والے کی انٹرویو کرنے کے لئے تمہیدی سوچ و بچار مکمل ہو تو اس کے لئے انٹرویو لینے میں بہت سی آسانیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ امریکی صدر لنکن کے مطابق جب انہیں کسی کو انٹرویو دینا ہوتا تھا تو وہ اپنا ایک تہائی وقت اس سوچ و بچار میں گزارتے تھے کہ ان کو انٹرویو میں کیا کہنا ہے اور تقریباً" دو تہائی وقت اس سوچ و بچار میں گزارتے تھے کہ انٹرویو لینے والا ان سے کیا کہے گا۔ لیکن اس قسم کی سوچ و بچار تب ہی ممکن ہے جب انٹرویو دینے والا انٹرویو لینے والے کو جانتا ہو اور متوقع انٹرویو کے بارے میں معلومات رکھتا ہو تو وہ انٹرویو کے لئے پیشگی منصوبہ بندی کر سکتا ہے اور اپنے آپ کو انٹرویو کے لئے ذہنی طور پر تیار کر سکتا ہے۔ تاہم انٹرویو لینے والا اس پوزیشن میں ہوتا ہے کہ وہ انٹرویو کے بارے میں پیشگی منصوبہ بندی اور سوچ و بچار کر سکے۔

سب سے پہلے توجہ طلب مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ انٹرویو لینے والا انٹرویو دینے والے سے اپنے آپ کو کس طرح متعارف کروائے۔ ماہرین خط و کتابت یا ٹیلی فون کے ذریعے انٹرویو دینے والے سے متعارف ہونے کو بہتر خیال نہیں کرتے۔ انٹرویو لینے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ انٹرویو دینے والے سے ذاتی طور پر ملے اور اس کو اس سے انٹرویو لینے کے بارے میں بتائے اور اس کے آمادگی ظاہر کرنے پر اس کی مرضی سے وقت اور جگہ کا انتخاب کرے اور بہترین جگہ اور وقت وہی ہو سکتا ہے جو انٹرویو دینے والے کی مرضی کے مطابق ہو۔

جب انٹرویو دینے والے کے ساتھ انٹرویو کے وقت اور جگہ کا تعین ہو جائے تو انٹرویو لینے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ انٹرویو دینے والے کے روزمرہ کے معمولات اور اس کے پیشے کے بارے میں معلومات حاصل کرے تاکہ ایک طرف تو انٹرویو ملتوی ہونے کے مواقع کم سے کم ہوں اور دوسری طرف انٹرویو کے دوران رخنہ اندازی پیدا ہونے کے امکانات کم سے کم ہوں۔ اکثر

انٹرویو لینے والے یہ خیال کرتے ہیں کہ صنعتی کارکنوں اور گھریلو خواتین سے انٹرویو لیتے ہوئے ان کے معمولات کی وجہ سے بہت سی مشکلات درپیش ہوتی ہیں حالانکہ یہ بات درست نہیں ہے۔ انٹرویو لینے والے ان لوگوں کے معمولات کے بارے میں مکمل معلومات حاصل نہیں کرتے جس کی وجہ سے انہیں بعد میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

جب کسی جمعیت یا ثقافتی گروہ کا مطالعہ انٹرویو کے طریقہ کی مدد سے کرنا مقصود ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے جمعیت یا گروہ کے قائدین کا انٹرویو کیا جائے اور ان کا تعاون حاصل کیا جائے۔ نیز ان کی ہمراہی میں جمعیت یا گروہ کے اراکین سے انٹرویو کئے جائیں۔ بہت سی تحقیقات کی مدد سے یہ دیکھا گیا ہے کہ جمعیتوں یا گروہوں کے اراکین کے انٹرویو زان کے قائدین کی اجازت سے اور ان کی ہمراہی میں ہی بہتر طور پر کئے جا سکتے ہیں۔

انٹرویو عمل میں لاتے ہوئے (The Approach to the Interview)

انٹرویو کے شروع میں انٹرویو دینے والے کے ثقافتی طریقے کاروں کے مطابق سلام و دعا کرنے کے بعد انٹرویو لینے کے مقصد کی وضاحت کی جاتی ہے۔ انٹرویو لینے کے مقصد کو سادہ اور روزمرہ کے الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے تاکہ انٹرویو دینے والا انٹرویو لینے کے مقصد کو مکمل طور پر سمجھ سکے اور یہ جان جائے کہ اس سے انٹرویو کیوں لیا جا رہا ہے۔ ماہرین کے مطابق انٹرویو لینے کے مقصد کو ایسے الفاظ میں ترتیب دینا چاہئے کہ انٹرویو دینے والا یہ خیال کرے کہ وہ اپنا قیمتی وقت اور اپنی توانائی ایک اچھے کام کے لئے صرف کر رہا ہے۔ انٹرویو دینے والے کا تعاون انٹرویو لینے سے متعلق مطالعہ کے موضوع کی اہمیت اور افادیت بتا کر حاصل کیا جا سکتا ہے۔ جب لوگ کسی کو انٹرویو دینے کے بارے میں یہ خیال کریں کہ یہ محض ان کے قیمتی وقت اور ان کی توانائی کا ضیاع ہے تو وہ انٹرویو دینے کے لئے سنجیدہ نہیں ہوتے۔ لیکن یہ دیکھا گیا ہے کہ جب انٹرویو لینے والا اپنے انٹرویو کے مقصد کو بہتر طور پر بیان کرے' اس کے مطالعہ کا موضوع اہمیت کا حامل ہو' وہ انٹرویو دینے والے کی مرضی سے وقت اور جگہ کا انتخاب کر چکا ہو اور اپنے انٹرویو لینے کے مقصد کو انٹرویو دینے والے پر اس طرح عیاں کر چکا ہو کہ یہ انٹرویو کچھ سائنسی مقاصد کے لئے لیا جا رہا ہے تو لوگ انٹرویو دینے کے لئے تیار ہوتے ہیں اور سچی معلومات فراہم کرتے ہیں۔

اس طرح کے بیانات کا اظہار انٹرویو دینے والوں سے حقیقی اور سچی معلومات حاصل کرنے میں مدد و معاون ثابت ہوتا ہے۔ مثلاً "مجھے یقین ہے کہ آپ مجھے مفید معلومات فراہم کریں گے" یا

"جو کچھ آپ مجھے بتائیں گے وہ نہایت اہمیت کا حامل ہے" یا "آپ کی فراہم کردہ معلومات نئے سائنسی حقائق دریافت کرنے میں معاون ثابت ہوں گی"

ایک ماہر انٹرویو لینے والا جب اپنے انٹرویو کے مقصد کو بہتر طور پر بیان کرتے ہوئے اور دوستانہ اور غیر رسمی طریقے کار کو اپناتے ہوئے انٹرویو لیتا ہے تو انٹرویو لینے والے اور انٹرویو دینے والے کے درمیان ہم آہنگی اور باہمی سمجھ بوجھ کا تعلق (Rapport) خود بخود قائم ہو جاتا ہے۔ کنسے کے مطابق جب دوستانہ اور غیر رسمی طریقے کار کو انٹرویو میں اپنایا جاتا ہے اور لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے انٹرویو لینے کا سائنسی مقصد ہے تو وہ اپنے جنسی رویوں اور عادات کے بارے میں بھی معلومات فراہم کر دیتے ہیں۔ کنسے نے اپنی انٹرویو لینے کی مہارت کو استعمال کرتے ہوئے گھریلو خواتین اور بچوں سے بھی ان کے جنسی رویوں اور عادات کے بارے میں انٹرویو لئے۔ تحقیقات کی مدد سے یہ دیکھا گیا ہے کہ جب لوگ یہ جانتے ہیں کہ ان کے انٹرویو لینے کا سائنسی مقصد ہے تو وہ حقیقی اور سچی معلومات فراہم کرتے ہیں اور بہت کم لوگ تعاون نہ کرنے پر تیار ہوتے ہیں۔

اگر انٹرویو کے شروع میں انٹرویو لینے والا انٹرویو دینے والے پر انٹرویو کا مقصد بہتر طور پر عیاں نہ کر سکے تو انٹرویو دینے والا انٹرویو میں اپنی دلچسپی برقرار نہیں رکھ پاتا۔ شروع کا بیان بہرحال اس طرح کا ہونا چاہئے کہ وہ انٹرویو دینے والے کی سمجھ میں آ سکے اور وہ اس کی سمجھ حاصل کر لینے پر اطمینان کا اظہار کرے۔

ایک ہمدرد اور باعزت سننے والے کی تلاش

(In Search of a Sympathetic and Respectful Listener)

انٹرویو کی کئی اقسام میں انٹرویو لینے والے کی حیثیت ایک باعزت سننے والے کی ہوتی ہے۔ کئی تجربہ کار انٹرویو لینے والے اس بات سے متفق ہیں کہ سننا ایک محنت طلب کام ہے اور اس کے لئے بہت سے دوسرے شخصیتی خصائص کے ساتھ ساتھ صبر اور عاجزی کا ہونا بھی ضروری ہے۔ انٹرویو کے دوران سننے والے کا کردار نہ تو نفسی معالج کا ہوتا ہے اور نہ ہی ایک اخلاقی منصف کا ہوتا ہے بلکہ سمجھ بوجھ، عزت اور تجسس کے ساتھ انٹرویو دینے والے کو سننا ہی انٹرویو کے کامیاب ابلاغ کی علامت ہے۔ جب انٹرویو دینے والے کو اس بات کا یقین ہو جائے کہ کسی مرحلے پر اس کی گفتگو میں مخل نہیں ہوا جائے گا اور اس کی گفتگو کے بارے میں تنقیدی رویہ نہیں اپنایا جائے گا تو وہ بہت کم معلومات کو چھپاتا ہے اور ہم آہنگی اور باہمی سمجھ بوجھ کا تعلق قائم ہونے میں کوئی مشکل پیش نہیں

آتی۔

تاہم انٹرویو کے دوران صرف سننے کا عمل ہی کافی نہیں ہوتا بلکہ انٹرویو لینے والا سننے کے ساتھ ساتھ تین باتوں پر خاص توجہ دیتا ہے:

(i) انٹرویو دینے والا جو حقائق فراہم کر رہا ہے ان کے مابین کس حد تک استقامت پائی جاتی ہے۔

(ii) انٹرویو دینے والے کی آواز کے اتار چڑھاؤ پر خاص توجہ دی جاتی ہے اور آواز میں جذباتی پن نمایاں ہونے کی کیفیات کو نوٹ کر لیا جاتا ہے اور بعد میں معمول سے ان کیفیات کو بہتر طور پر سمجھنے کے لئے سوالات کئے جاتے ہیں۔

(iii) انٹرویو دینے والے کے چہرے کے تاثرات جو کہ وہ مختلف بیان دیتے ہوئے ظاہر کرتا ہے' ان پر توجہ دی جاتی ہے اور غیر معمولی تاثرات کو نوٹ کر لیا جاتا ہے اور ان تاثرات کے معنوں کو بہتر طور پر سمجھنے کے لئے بعد میں سوالات کئے جاتے ہیں لیکن اس کی گفتگو میں مخل نہیں ہوا جاتا۔

ہمدردانہ بصیرت سے مراد دوسروں کی زندگی میں جھانکنے کی قابلیت ہے اور ایک ماہر انٹرویو لینے والا اپنی ذہانت اور استدلالی سوچ کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے آپ کو انٹرویو دینے والے کا ہمدرد ثابت کرتا ہے اور انٹرویو دینے والے کے ساتھ ہم آہنگی اور باہمی سمجھ بوجھ کے تعلق کو پروان چڑھاتے ہوئے اس کی ذاتی زندگی کے بارے میں معلومات حاصل کرتا ہے۔

پال (Paul) کے مطابق انٹرویو کے شروع کے حصہ میں انٹرویو لینے والے کو انٹرویو دینے والے سے صرف اس حد تک سوالات کرنے چاہئیں جو کہ انٹرویو دینے والے کی نفسیاتی ضروریات کو بہتر طور پر سمجھنے کے لئے ضروری ہوں۔ لیکن انٹرویو کے بعد کے حصے میں جب انٹرویو دینے والے سے ہم آہنگی اور باہمی سمجھ بوجھ کا تعلق استوار ہو چکا ہوتا ہے تو اس سے ہر قسم کی معلومات حاصل کرنے کے لئے سوالات کئے جا سکتے ہیں۔

ایسے افراد کو تلاش کرنا مشکل نہیں جو اپنے بارے میں معلومات فراہم کرنے کے بارے میں رضامند ہوتے ہیں۔ کئی لوگ ذہنی تناؤ کا شکار ہوتے ہیں اور وہ ایسے لوگوں کی تلاش میں ہوتے ہیں جن کو وہ اپنی معلومات فراہم کر کے اپنی ذہنی تناؤ کو کم کر سکیں۔ کچھ لوگ اپنے ذاتی تجربات کے

تجزیے کے لئے دوسروں کی مدد کے طلب گار ہوتے ہیں۔ بعض لوگ دوسروں کی ہمدردی حاصل کرنے کے لئے اپنے بارے میں معلومات فراہم کرنا چاہتے ہیں' کئی لوگ خوشامد کے عنصر کے تحت جب ان سے مطالعہ میں مدد کی درخواست کی جاتی ہے تو وہ معلومات دینے کے لئے تیار ہوتے ہیں اور کئی لوگ باتیں کرنے کے لئے دوسروں کے متلاشی ہوتے ہیں۔ لیکن بہت کم لوگ اپنے آپ کو موزوں انٹرویو دینے والے ثابت کرتے ہیں۔ انٹرویو لینے والے کا واسطہ ان تمام اقسام کے انٹرویو دینے والوں سے پڑتا ہے اور وہ اپنے طریقے کار میں ان انٹرویوز دینے والے مختلف لوگوں میں امتیاز نہیں کرتا۔ وہ ان لوگوں کے بارے میں گرمجوشی کے احساسات عیاں کرتے ہوئے اور انٹرویو دینے والوں سے دوستانہ اور غیر رسمی طریقہ اختیار کرتے ہوئے اور انہیں باعزت مقام دیتے ہوئے ان کے ساتھ اپنے ہم آہنگی اور باہمی سمجھ بوجھ کے تعلق کو مستحکم کرتا ہے۔

لوگ اس وقت زیادہ تفصیل سے معلومات فراہم کرتے ہیں جب ان کی طرف سمجھ بوجھ اور ہمدردی عیاں کرتے ہوئے دیکھا جاتا ہے۔ دیکھنے سے یہاں مراد یہ ہے کہ براہ راست انٹرویو دینے والے کی آنکھوں میں دیکھنا۔ بہت سے تجربہ کار انٹرویو لینے والوں نے انٹرویو لیتے ہوئے براہ راست آنکھوں میں ہمدردی اور سمجھ بوجھ عیاں کرتے ہوئے دیکھتے ہوئے انٹرویو لینے کی تکنیک کو بہت اہمیت دی ہے۔

طویل انٹرویوز میں انٹرویو کے دوران انٹرویو دینے والے سے کچھ سوالات پوچھنا اور بعض اوقات گفتگو میں مخل ہونا ضروری ہوتا ہے۔ انٹرویو دینے والا بعض اوقات انٹرویو کے موضوع سے ہٹ جاتا ہے تو اس کو انٹرویو کے موضوع پر لانے کے لئے یاددہانی کرانا پڑتی ہے۔ انٹرویو دینے والے کے کچھ بیانات اس کے رویوں اور اس کے معاشرتی سیاق و سباق کے برعکس ہوتے ہیں' مثلاً حرکت پذیری سے مراد زمان و مکاں کے اندر ہونے والی حرکات ہیں۔ اس کے بارے میں اس سے یہ وضاحت طلب کی جائے گی کہ حرکت پذیری ذاتی تعلقات اور معاشرتی رتبے کو کس طرح متاثر کرتی ہے۔ اگر انٹرویو دینے والا اپنے باطنی احساسات کا اپنے خارجی تجربات کے بغیر اظہار کرنے پر زیادہ زور دیتا ہے تو اسے اس طرف مائل کیا جائے گا کہ وہ اپنے باطنی احساسات کی وضاحت اپنے خارجی تجربات کی بنیاد پر کرے۔ گفتگو میں مخل ہونے کا اور اس قسم کے سوالات کرنے کا مقصد یہ ہر گز نہیں کہ انٹرویو دینے والے سے اپنی مرضی کی معلومات حاصل کی جائیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ انٹرویو کے عمل میں توازن برقرار رہے۔

انٹرویو میں پوچھے جانے والے سوالات کی تشکیل کرتے ہوئے بہت زیادہ مہارت اور ذہانت

کی ضرورت ہوتی ہے۔ سوالات ایسے ہونے چاہئیں جو کہ انٹرویو کے موضوع کا احاطہ کرتے ہوں اور بالواسطہ طریقے سے پوچھے جائیں۔ بہت سے ماہرین نے براہ راست سوالات پوچھنے کے طریقہ کی بجائے بالواسطہ سوالات پوچھنے کے طریقہ کی تائید کی ہے۔ مثال کے طور پر لیکرٹ (Likert) نے خاندانوں کے معاشی حالات کے بارے میں اپنے سروے میں اس قسم کے سوالات پوچھنے سے گریز کیا کہ "آپ کی اس وقت کتنی آمدنی ہے؟" یا "آپ کے اکاؤنٹ میں کتنی رقم ہے؟" بلکہ اس نے اس قسم کے سوالات پوچھنے کو ترجیح دی کہ "آپ کی معاشی حالت پچھلے سال کی نسبت اچھی ہے یا پسماندہ؟" اس سوال کا جواب حاصل کرنے کے بعد اس نے پوچھا کہ "آپ یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں؟"

یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ انٹرویو کا عرصہ مکمل طور پر انٹرویو دینے والے کی ملکیت ہوتا ہے اور یہ عرصہ بہت طویل بھی ہو سکتا ہے۔ انٹرویو لینے والے کو اس میں بہت زیادہ بات چیت بھی کرنا پڑ سکتی ہے اور بہت زیادہ سننا بھی پڑ سکتا ہے۔ بہت سے انٹرویو دینے والے انٹرویو کے شروع میں یہ پوچھتے ہیں کہ ان کو گفتگو کا آغاز کہاں سے کرنا چاہئے۔ اس کے جواب میں انٹرویو لینے والے کو ان سے جوابی سوال کرنا چاہئے کہ وہ کہاں سے شروع کرنا پسند کریں گے؟ کچھ انٹرویو دینے والے اپنے ماضی سے شروع کرنا چاہتے ہیں کیونکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ماضی سے شروع کرتے ہوئے وہ اپنے آپ کو زیادہ آسانی میں محسوس کریں گے۔ دوسرے ماضی یا حال یا کہیں سے بھی شروع کرنا مناسب خیال کرتے ہیں کیونکہ ان کے پیش نظر اپنے ذہن کا بوجھ ہلکا کرنا ہوتا ہے۔

جب انٹرویو ماضی یا حال سے شروع ہو جاتا ہے تو کئی انٹرویوز کئی مختلف نشستوں تک جاری رہ سکتے ہیں۔ اس دوران انٹرویو لینے والا مسلسل انٹرویو دینے والے کے ماضی اور حال کے بارے میں بیانات میں پائی جانے والی استقامت اور صحت کا جائزہ لیتا رہتا ہے اور اس کے ماضی اور حال کے بارے میں درج ذیل تین صورتوں میں تجزیہ کرتا ہے:

(1) انٹرویو دینے والے کا اپنے ماضی اور حال کے حالات کے بارے میں نقطہ نظر اور ردعمل یعنی اس کے ذاتی رویے' دلچسپیاں' معاشرے میں اس کے مختلف معاشرتی کردار اور اپنے معاشرتی ماحول کی تشریحات۔

(2) اس کی اپنی ثقافتی دنیا کی وہ تصویر جو وہ پیش کرتا ہے اور جس کے مطابق وہ اپنے معاشرتی ماحول کی تشریحات کرتا ہے' اپنے آپ کو اخلاقی قوانین کا پابند سمجھتا ہے اور مختلف نصب

العین اپناتا ہے۔

(3) ماضی کی خواہشات اور امیدیں اور ماضی کے واقعات کی ترتیب' جن کی بدولت اس کی شخصیت کی تشکیل ہوئی ہے۔

انٹرویو لینے والے اور انٹرویو دینے والے کے درمیان ہم آہنگی اور باہمی سمجھ بوجھ کے تعلق کے قائم ہو جانے کے بعد انٹرویو میں گفتگو قدرتی حالت میں جاری و ساری ہو جاتی ہے۔ ان حالات میں ایسا ممکن ہوتا ہے کہ انٹرویو اپنے اصل موضوع سے ہٹ جائے۔ انٹرویو لینے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ حالات کو کنٹرول میں رکھے۔ بعض اوقات انٹرویو دینے والا ایسی معلومات کے بارے میں سطحی گفتگو کرکے آگے بڑھ جاتا ہے جو کہ انٹرویو لینے والے کے لئے بہت اہمیت کی حامل ہوتی ہیں۔ اس صورت حال میں انٹرویو لینے والا اس طرح کے بیانات کا اظہار کرکے ان معلومات کے بارے میں تفصیل حاصل کرتا ہے کہ "میرے لئے وہ معلومات بہت اہمیت کی حامل ہیں جن کا ذکر آپ نے پہلے کیا ہے' کیا آپ مجھے ان کے بارے میں تفصیل سے بتائیں گے؟" لیکن بعض اوقات انٹرویو دینے والا ان کو بیان کرنے میں مشکلات محسوس کرتا ہے' ممکن ہے وہ ان کو اس لئے بیان نہ کر سکتا ہو کہ وہ ان کے بارے میں صرف عامیانہ اصطلاحات ہی جانتا ہو۔ ان حالات میں انٹرویو لینے والا انٹرویو دینے والے کی مدد کرے گا اور عامیانہ اصطلاحات کو معاشرتی طور پر قابل قبول اصطلاحات میں بیان کرنے میں اس کی رہنمائی کرے گا اور اس سے تفصیلی معلومات حاصل کرے گا۔

انٹرویو کے دوران کچھ نازک مراحل

(Some Critical Points in Interview)

انٹرویو کے دوران کئی طرح کے نازک مراحل درپیش ہو سکتے ہیں جن کی طرف خاص توجہ دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب انٹرویو دینے والے سے اس کی ذاتی زندگی کے تلخ آمیز واقعات اور تجربات کے بارے میں گفتگو کی جاتی ہے' خاص طور پر جب اس کی زندگی میں برپا ہونے والے بحرانوں کو زیر بحث لایا جاتا ہے تو بعض اوقات وہ اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ پاتا' اس کا چہرہ اتر جاتا ہے اور آواز بھرا جاتی ہے۔ اس صورت حال میں مناسب یہی ہوتا ہے کہ وقتی طور پر موضوع کو تبدیل کر دیا جائے اور اس موضوع کو بعد میں بہتر حالات میں زیر بحث لائے جائے۔

انٹرویو دینے والا جب کسی پیچیدہ صورت حال یا اپنے کسی پیچیدہ رویے کی وضاحت نہیں کر

پاتا کیونکہ وہ ان کی پیچیدگی کی وجہ سے ان کو الفاظ میں بیان کرنے سے قاصر ہوتا ہے تو اس صورت حال میں وہ جذباتی رکاوٹ (Emotional Blockage) کا شکار ہو جاتا ہے اور موضوع بدلنے کی کوشش کرتا ہے اور جاری موضوع کو ادھورا چھوڑ کر کسی دوسرے موضوع پر گفتگو شروع کر دیتا ہے۔ میرٹن (Merton) کے مطابق اس صورت حال میں اسے زیادہ ہمدردی اور مناسب رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے جس کی بدولت وہ اپنی جذباتی رکاوٹ پر قابو پالیتا ہے۔

انٹرویو کے مواد میں تضادات کا پایا جانا یقینی ہوتا ہے جن کی وضاحت درکار ہوتی ہے۔ ان تضادات کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں' مثلاً انٹرویو دینے والا بھولنے کی وجہ سے نامکمل معلومات فراہم کرتا ہے یا بعض اوقات اس کے غیر حقیقت پسندانہ رویہ اپنانے کی وجہ سے تضادات عیاں ہوتے ہیں اور بعض اوقات اس کے لاشعوری تعقیب (Repression) کے دفاعی ردعمل کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ انٹرویو دینے والا بعض اوقات لاشعوری تصویب (Rationalization) کے دفاعی ردعمل کے تحت مزید کسی قسم کی معلومات فراہم کرنے سے انکار کر دے اور اس بات پر اصرار کرے کہ وہ حقائق کو منظر عام پر لا چکا ہے اور اس کے پاس مزید بتانے کو کچھ نہیں چنانچہ وہ انٹرویو کو مزید جاری نہیں رکھنا چاہتا۔ اس صورت حال میں یہی مناسب ہوتا ہے کہ انٹرویو کو یہ کہتے ہوئے ختم کر دیا جائے کہ ہم مزید گفتگو بعد کی نشست میں کر لیں گے۔

انٹرویو کے دوران بعض اوقات ایسی صورت حال بھی پیدا ہو جاتی ہے کہ انٹرویو دینے والا انٹرویو لینے والے پر اعتراضات کرنا شروع کر دیتا ہے اور اس کے کسی کردار کو ناپسندیدہ قرار دیتا ہے۔ ایسی صورت حال میں انٹرویو لینے والے کے لئے یہی مناسب ہوتا ہے کہ وہ دفاعی رویہ اختیار نہ کرے بلکہ غلط فہمیوں سے بچتے ہوئے اپنی پوزیشن کی وضاحت کرے اور دلیل بازی سے پرہیز کرے۔ ایسی صورت حال میں خاموشی یا موضوع کی تبدیلی موثر ثابت ہوتی ہے۔

انٹرویو کا اختتام کرنا (Closing the Interview)

ہر انٹرویو کا ایک قدرتی اختتام وہ ہوتا ہے جب انٹرویو لینے والا انٹرویو دینے والے سے ضروری معلومات حاصل کر لیتا ہے اور انٹرویو کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ لیکن کسی انٹرویو سے بہتر نتائج اخذ ہونے کی توقع اس وقت کی جا سکتی ہے جب انٹرویو کے اختتام کے وقت انٹرویو لینے والا تر و تازہ ہو اور کئی باتیں بتانا چاہتا ہو اور یہ تجویز پیش کرے کہ انہیں گفتگو کے لئے ایک مزید نشست کا انعقاد کرنا چاہئے۔ جب انٹرویو لینے والا یہ سمجھتا ہو کہ اس نے انٹرویو دینے والے سے اپنے موضوع کے

بارے میں ضروری معلومات حاصل کر لی ہیں تو پھر بھی اسے انٹرویو دینے والے سے یہ سوالات پوچھنے چاہئیں کہ "کیا ہم نے موضوع کا مکمل احاطہ کر لیا ہے؟" یا "کیا آپ مجھے مزید کچھ بتانا چاہتے ہیں؟"

اگر انٹرویو دینے والا یہ چاہے کہ اس کی فراہم کی ہوئی معلومات صیغہ راز میں رہیں تو اس کی اس خواہش کا احترام کرنا انٹرویو لینے والے پر فرض ہے۔ وہ ہر صورت میں اس کی فراہم کردہ معلومات کو راز میں رکھے گا بلکہ انٹرویو لینے والے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ انٹرویو دینے والے کو بتائے کہ اس کی فراہم کی ہوئی معلومات کا استعمال کیا ہو گا۔

انٹرویو کی تکنیکوں کے بارے میں مندرجہ بالا بحث اس نقطہ نگاہ سے کی گئی ہے کہ یہ بحث انٹرویو کی تمام اقسام کا احاطہ کر سکے اور انٹرویو لینے اور انٹرویو دینے والوں کے امور کی تفصیل سے اور واضح طور پر نشاندہی کی جا سکے۔ نیز انٹرویو لینے والوں کو اس طرح تیار کیا جائے کہ وہ انٹرویو کو تحقیقی آلے کی حیثیت سے استعمال کرتے ہوئے اپنے انٹرویوز کی کوالٹی کو زیادہ سے زیادہ بہتر بنا سکیں۔ ماہرین انٹرویو کے طریقہ کار کی بحیثیت تحقیقی آلے کے بہت سے خوبیوں اور خامیوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔

انٹرویو میدانی تحقیقات میں استعمال ہونے والا ایک اہم آلہ ہے اور تجربہ کار انٹرویو لینے والے اسے ایک اعلیٰ درجے کا پُرقدار تحقیقی آلہ قرار دیتے ہیں کیونکہ انٹرویو کا طریقہ دوسرے تحقیقی طریقوں کی نسبت بہتر غیر مانع ماحول فراہم کرتا ہے' یعنی انٹرویو کرتے ہوئے سوالات میں حالات اور وقت کے مطابق تبدیلیاں لائی جا سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ انٹرویو لینے والا انٹرویو کے مواد کا جائزہ لے کر اس کی استقامت اور صحت کی جانچ کر سکتا ہے اور حقائق اور افسانوں میں امتیاز کر سکتا ہے۔ تحقیقات کی مدد سے یہ دیکھا گیا ہے کہ ایک ماہر انٹرویو لینے والے کی موجودگی میں انٹرویو دینے والا بلا جھجک اپنے خوفوں اور پیچیدگیوں کا برملا اظہار کرتا ہے جو کہ سوالنامہ کے طریقہ میں ممکن نہیں ہوتا۔

انٹرویو کے طریقے کی بہت سی خوبیوں کے ساتھ ساتھ اس کی خامیوں کی بھی نشاندہی کی جاتی ہے۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ کئی انٹرویو لینے والے انٹرویو دینے والے کے مختلف تاثرات یعنی اس کی جسمانی حرکات' چہرے کے تاثرات اور آواز کے اتار چڑھاؤ وغیرہ کی جو تشریحات کرتے ہیں وہ عمومی نوعیت کی ہوتی ہیں' حالانکہ ہر فرد کے تاثرات اس کی منفرد شخصیت کے عکاس ہوتے ہیں۔ دوسری

طرف انٹرویو دینے والے اتنے معصوم نہیں ہوتے کہ وہ حقائق کو توڑ جوڑ کر کے بیان نہ کریں یا جھوٹ نہ بولیں۔ برڈئی (Berdie) کے مطابق انٹرویو دینے والے انٹرویو کے دوران زیادہ تر زمانہ حال کے واقعات اور روزمرہ کے تجربات کو بیان کرتے ہیں' تکلیف دہ اور احساس ندامت سے متعلق تجربات کو شعوری یا لاشعوری طور پر بیان نہیں کیا جاتا۔ ممکن ہے کہ اس قسم کے تجربات کو اعماقی انٹرویو کے ذریعے جانا جا سکے لیکن اعماقی انٹرویو کرنے والے تربیت یافتہ لوگوں کی تعداد کچھ زیادہ نہیں۔ اس لئے انٹرویو کے مواد میں غلط بیانیاں اور تضادات پائے جا سکتے ہیں۔

مافیہی تجزیہ

(Content Analysis)

انسانی معاشرتی کردار کی ایک بہت بڑی مقدار ابلاغات (Communications) کی مختلف مجسم صورتوں میں موجود ہوتی ہے مثلاً تاریخی دستاویزات' کتابیں' اخبارات و جرائد' ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے پروگرامز' پروپیگنڈہ کے پیغامات' شماریاتی ریکارڈز اور کئی دوسری ابلاغات کی اقسام میں موجود ہوتی ہے۔ معاشرتی نفسیات دان ان قدرتی طور پر وقوع پذیر ہونے والے ابلاغات کے مافیہ کا تجزیہ کرتے ہیں۔ وہ ابلاغات کو جو کہ الفاظ کی صورت میں موجود ہوتے ہیں' ان کے مافیہ کی پیچیدگی کو کم کرتے ہوئے انہیں قابل استعمال اور کمیتی صورتوں میں لاتے ہیں تاکہ ان کے مافیہ کی نوعیت کو اختصار کے ساتھ بیان کیا جا سکے یا کسی مفروضے کی آزمائش کی جا سکے۔

مافیہی تجزیہ کے طریقہ کی سب سے پہلی تعریف برلسن (Berlson ،1958) نے پیش کی۔ اس کے مطابق مافیہی تجزیہ کے طریقہ سے مراد ایسی تحقیقی تکنیک ہے جس کی مدد سے ابلاغ کے ظاہری مافیہ کا تجزیہ کر کے اسے منظم' معروضی اور کمیتی صورتوں میں بیان کیا جاتا ہے۔ کرلنگر (Kerlinger ،1952) نے مافیہی تجزیہ کے طریقہ کو اس طرح بیان کیا ہے کہ مافیہی تجزیہ کا طریقہ بہت حد تک مشاہدہ کرنے کے طریقے سے مشابہت رکھتا ہے۔ مشاہدہ کرنے کے طریقے میں ہم لوگوں کا براہ راست مشاہدہ کرتے ہیں یا مختلف پیمانوں کو استعمال کرتے ہوئے ان کے رواعمال مشاہدے میں لاتے ہیں اور ان کو بیان کرتے ہیں' لیکن مافیہی تجزیہ کے طریقہ میں تحقیق کار کے مشاہدے کے لئے موضوع لوگوں کے پیدا کئے ہوئے ابلاغات ہوتے ہیں۔ وہ ان کا تفصیلی مشاہدہ کرتا ہے اور ان کو اکائیوں کی صورت میں لیتے ہوئے ان کی رمزبندی (Coding) اور زمرہ بندی (Categorizing) کرتا ہے اور ان کو منظم' معروضی اور کمیتی صورتوں میں بیان کرتا ہے۔ مافیہی

تجزیہ کی ایک اور تعریف کے مطابق یہ ''ایسی تکنیکوں کا مجموعہ ہے جن کی مدد سے لکھی گئی اور بولی گئی معلومات کا بہترین چناؤ کرتے ہوئے' ان کو منظم کرتے ہوئے' اور ان کی معتبری کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان کی رمزبندی اور زمرہ بندی کی جاتی ہے اور ان کو اختصار کے ساتھ کمیتی صورتوں میں بیان کیا جاتا ہے''۔

مافیہی تجزیہ کے طریقہ کی مدد سے بے شمار مختلف اقسام کے مطالعے کئے گئے ہیں۔ مثلاً مختلف ثقافتوں کے درمیان پائے جانے والے اختلافات کو ان ثقافتوں کے قومی نغموں کے مافیہ کا تجزیہ کرکے بیان کیا گیا ہے۔ شیزوفرینیا کے مریضوں کی زبان کے مافیہ کا تجزیہ کرکے اس کا موازنہ عام لوگوں کی زبان سے کیا گیا ہے اور اختلافات بیان کئے گئے ہیں۔ امریکی نشریات کے بارے میں روسی نشریات کے رداعمال جاننے کے لئے اس کے مافیہ کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ کئی تہذیبوں کی تحصیل کی ضرورت (Achievement Need) کے اظہاروں کا ان کی ترقی کے مدارج کے ساتھ تعلق کو جاننے کے لئے مافیہی تجزیہ کے طریقہ کو استعمال کیا گیا ہے۔

مافیہی تجزیہ کے طریقہ کی مدد سے ابلاغ کی خصوصیات کو بیان کیا جاتا ہے۔ یعنی ابلاغ میں کیا کہا گیا ہے' کس نے کیا کہا ہے' اور کیوں کہا ہے' اور اس کے مرتب ہونے والے اثرات کا تجزیہ پیش کیا جاتا ہے۔ مافیہی تجزیہ کے طریقہ کو استعمال کرتے ہوئے ابلاغ کو مختلف اکائیوں (Units) میں لے کر اس کی رمزبندیاں کئی مختلف صورتوں میں یعنی ایک لفظ' ایک فقرے' ایک پیرے' ایک مضمون یا کئی دوسری صورتوں میں کی جاتی ہیں۔

مافیہی تجزیہ کے طریقہ کے تحت ایک مطالعہ سنگر (Singer) نے 1980ء میں کیا جس کو مثال کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ سنگر امریکی نشریاتی اداروں اور کینیڈین نشریاتی اداروں میں پیش کی جانے والی خبروں کے مافیہ کا تجزیہ تشدد آمیز خبروں کو شمار کرنے کے لئے کرنا چاہتا تھا۔ وہ دونوں ممالک کی نشریات میں تشدد آمیز خبروں کی اوسط معلوم کرنا چاہتا تھا تاکہ ان کا موازنہ پیش کر سکے۔ اس سلسلے میں اس نے 1980ء کے موسم بہار میں تین ہفتوں کے دوران پیش کی گئی خبروں کو نمونے (Sample) کے طور پر منتخب کیا اور ان کو ریکارڈ کیا۔ اس کے بعد اس نے ان خبروں کی رمزبندی مختلف زمروں کے تحت کی مثلاً تجارتی خبریں' جنگ کی خبریں' خلائی معلومات کی خبریں' حکومتی امور کی خبریں' تشدد آمیز واقعات کی خبریں اور احتجاج کی خبریں۔ اس نے احتجاج کی خبروں اور جنگ کی خبروں کو تشدد آمیز خبروں کے زمرے میں شمار کیا اور اس طرح تمام دنوں کی خبروں میں تشدد آمیز

خبروں کا ریکارڈ مرتب کیا۔

نتائج کے مطابق امریکی نشریاتی اداروں کی خبروں میں تشدد آمیز خبروں کی اوسط 49.30 **فیصد** تھی جبکہ کینیڈین نشریاتی اداروں میں تشدد آمیز خبروں کی اوسط 25.90 **فیصد** تھی۔ ان نتائج کے مطابق امریکی نشریات میں تشدد آمیز خبروں کی اوسط کینیڈین نشریات کی نسبت بہت زیادہ تھی۔ لیکن اس وقت امریکہ ویت نام میں جنگ میں مشغول تھا اور جنگ کی خبریں امریکی نشریات میں نمایاں تھیں۔ سنگر نے اپنے نتائج کو معتبر بنانے کے لئے دونوں ممالک کے نتائج میں سے ویت نام کی جنگ کی خبروں کو خارج کر دیا۔ بعد کے نتائج کے مطابق امریکی تشدد آمیز خبروں کی اوسط 40 **فیصد** تھی اور کینیڈین کی 19 فیصد تھی۔

مافیہی تجزیہ کا طریقہ ہمیں یہ بتانے سے قاصر ہے کہ ان دونوں ممالک کی تشدد آمیز خبروں میں اتنا زیادہ اختلاف کیوں ہے۔ ممکن ہے کہ امریکی ثقافت میں جارحیتی تشدد آمیز واقعات زیادہ پائے جاتے ہیں یا امریکی لوگ تشدد آمیز خبروں میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں یا کئی اور وجوہات ہو سکتی ہیں۔ لیکن مافیہی تجزیہ کا طریقہ ہمیں معاشرتی حقیقت کے بارے میں مفید معلومات فراہم کرتا ہے۔

مافیہی تجزیہ کے طریقہ کی مدد سے بہت سی مفید تحقیقات کی گئی ہیں جو کہ ابلاغ کی مختلف خصوصیات سے متعلق ہیں یعنی کون کیا کہتا ہے' کس کو کہتا ہے' کیسے کہتا ہے' کیوں کہتا ہے اور اس کے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

(Who says what to whom' how, why and with what effects?)

مندرجہ ذیل تحقیقات کا جائزہ لینے سے ہمیں ایک طرف تو مافیہی تجزیہ کے طریقہ کی اطلاقی وسعت کا اندازہ ہو گا اور دوسری طرف اس طریقہ کی افادیت عیاں ہو گی۔ یہ تحقیقات ابلاغ کی انہی خصوصیات کے مطابق مرتب کی گئی ہیں یعنی کون' کیا' کس کو یا جس کو' کیسے' کیوں اور کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

کون؟ (Who?)

مافیہی تجزیہ کے طریقہ کا استعمال مختلف کتابوں اور دستاویزوں کے حقیقی مصنفین کی شناخت کے لئے کیا گیا ہے یعنی ان کتابوں اور دستاویزوں کے حقیقی مصنفین "کون ہیں؟" بعض اوقات کسی کتاب یا دستاویز کے دعویدار کئی مصنفین ہوتے ہیں۔ اس صورت حال میں مافیہی تجزیہ کے طریقہ

کی مدد سے اس کتاب یا دستاویز کے حقیقی مصنف کی شناخت کی جاتی ہے۔

ایسی تحقیقات میں دعویدار مصنفین کی دوسری تحریروں کے مافیہ کا تجزیہ اس طرح کیا جاتا ہے کہ ان مختلف مصنفین کی تحریروں میں فقرے کی لمبائی عموماً" کتنی ہوتی ہے' وہ اپنی تحریروں میں الفاظ "لیکن" "ہے" "وہ" "یہ" کس حد تک استعمال کرتے ہیں' وہ کون سے مخصوص الفاظ اپنی تحریروں میں زیادہ استعمال کرتے ہیں' ان کی تحریروں میں مشکل اور آسان الفاظ استعمال کرنے کی شرح کیا ہوتی ہے' وہ کون سے مخصوص اقسام کے مضامین زیادہ تشریح کے ساتھ اپنی تحریروں میں لکھتے ہیں' اور پیرائے میں کسی بات کو بیان کرنے کے لئے وہ عموماً" کون سا طریقہ اپناتے ہیں۔ ان تکنیکوں کے تحت دعویدار مصنفین کی تحریروں کے مافیہ کا تجزیہ کرکے حقیقی مصنف کی شناخت کی جاتی ہے۔ "کون؟" کی ابلاغ کی خصوصیت کے تحت بے شمار کتابوں اور دستاویزوں کے حقیقی مصنفین کی شناخت کی گئی ہے۔ حتیٰ کہ اس طریقہ کی مدد سے بائبل کے کچھ مضامین کے حقیقی مصنفین کی بھی شناخت کی گئی ہے۔

کیا؟ (What?)

مافیہ تجزیہ کے طریقہ کی زیادہ تر تحقیقات ابلاغ کی اس خصوصیت کو بیان کرنے کے لئے کی گئی ہیں کہ "کیا کہا گیا ہے؟" اس سلسلے میں جو تحقیقات کی گئی ہیں ان کو تین اقسام میں بیان کیا جا سکتا ہے:

(i) ابلاغ میں رجحانات

(ii) ابلاغ کے مافیہ میں بین الاقوامی اختلافات

(iii) ابلاغ کی معیاروں کے مطابق جانچ پڑتال

ابلاغ میں رجحانات کے مطالعات میں ابلاغ کے مافیہ کا تجزیہ زمانے کے اعتبار سے کیا گیا ہے۔ یعنی وقت کے ساتھ ساتھ ابلاغ کے مافیہ میں "کیا" تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ کیا تحصیل کے محرک کا اظہار پچھلے پچاس سالوں میں تبدیل ہوا ہے؟ کیا سیاسی موضوعات پر بنائی جانے والی فلموں کی شرح معاشی ترقی کی وجہ سے کم ہوئی ہے؟ کیا آج کے دور کے سب سے زیادہ فروخت ہونے والے ناول میں جو قدریں اور مقاصد پائے جاتے ہیں وہ بیس سال پہلے سب سے زیادہ فروخت ہونے والے ناول میں بھی ویسے ہی تھے؟ ان سوالات سے متعلقہ تحقیقات میں یہ نظریہ کارفرما ہے کہ ذرائع

عامہ (Mass Media) کسی بھی معاشرے کے مختلف پہلوؤں کے انعکاس کی پیمائش کرنے والے آلے کی حیثیت سے کام کرتا ہے اور ماہرین نے ذرائع عامہ کے مختلف پہلوؤں کو اپنی تحقیقات کا موضوع بنا کر ایک طرف تو ابلاغ میں تبدیل ہونے والے رجحانات کا جائزہ پیش کیا ہے اور دوسری طرف انہوں نے موجودہ معاشرے کے ابلاغ کی نوعیت کی وضاحت کی ہے۔ اس سلسلے میں ایک اہم تحقیق لاسویل (Laswell) نے 1949ء میں کی۔ اس نے روس میں یوم مئی کے موقع پر لگائے جانے والے نعروں کے مافیہ کا تجزیہ کیا' یہ مواد 1918ء سے 1943ء تک کے نعروں پر مشتمل تھا۔ ماہرین سیاسیات کا خیال تھا کہ اس عرصہ کے دوران روس میں انقلاب کا جوش و جذبہ کسی حد تک سرد پڑ چکا تھا۔ نعروں کے مافیہ کے تجزیہ سے یہ ظاہر ہوا کہ نعروں میں پوری دنیا میں سرخ انقلاب برپا کرنے کے رجحانات دم توڑ چکے تھے اور ان کی جگہ قومی سطح پر انقلاب کو مضبوط بنانے کے رجحانات نے لے لی تھی۔ ایک دوسری تحقیق جو کہ ابلاغ میں سائنسی رجحانات کے تبدیل ہونے کا جائزہ لینے کے لئے کی گئی اس میں دو مشہور جرائد میں پائے جانے والے بچوں کی نشوونما کے مضامین کا 1904ء سے لے کر 1910ء تک اور 1940ء تک کے مافیہ کا تجزیہ کیا گیا۔ اس تجزیہ کے مطابق 1910ء تک کے جرائد میں بچوں کی نشوونما کے بارے میں پچاس فیصد سائنسی مضامین تھے اور پچاس فیصد مضامین ذاتی مشاہدے اور ذاتی آراء کی بنیاد پر لکھے گئے تھے۔ 1940ء تک کے رجحانات میں بہت زیادہ تبدیلی واقع ہو چکی تھی اور ان جرائد میں اٹھانوے فیصد سائنسی مضامین تھے۔

مافیہ تجزیہ کے طریقہ کے تحت بہت سی تحقیقات ابلاغ کے مافیہ میں بین الاقوامی اختلافات کو جاننے کے لئے کی گئی ہیں۔ یعنی مختلف ثقافتوں کے ابلاغ میں "کیا" اختلافات پائے جاتے ہیں۔ ان تحقیقات کی مدد سے مختلف ممالک کی ثقافتوں کے بارے میں مفید معلومات حاصل ہوئی ہیں۔ اس نوعیت کی ایک تحقیق میں جو کہ 1947ء میں کی گئی' جرمنی میں نوجوانوں کی تربیت کے لٹریچر کا موازنہ امریکی نوجوانوں کی تربیت کے لٹریچر سے کیا گیا۔ دونوں ممالک کے لٹریچرز کا مافیہ جسمانی مناسبت' نظم و ضبط اور کامیابی و کامرانی جیسے اعمال پر زور دیتا تھا۔ لیکن جرمنی کے نوجوانوں کی تربیت کے لٹریچر کے مافیہ میں قومی وفاداری اور نسلی عظمت کی خصوصیات نمایاں تھیں جبکہ امریکی نوجوانوں کی تربیت کے لٹریچر کے مافیہ میں تخلیقی قوت اور انسانیت پسندی کی خصوصیات نمایاں تھیں۔ دوسری جنگ عظیم کے تناظر میں یہ نتائج تحقیق کار کے مفروضہ کو ثابت کرتے تھے کہ بچوں کی متعصبانہ تربیت کے طریقوں نے جرمنی کو ایک تحکمانہ قوم بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔

ابلاغ کی "کیا کہا گیا ہے؟" کی خصوصیت کے تحت ابلاغ کی مختلف صورتوں یعنی اخبارات و

جرائد اور دوسرے ذرائع کے ابلاغات کے مافیہ کا تجزیہ یہ جاننے کے لئے گیا ہے کہ "کیا" یہ اخبارات و جرائد' ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے نشریاتی ادارے اپنے قائم کردہ معیاروں (Standards) کی توثیق کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں بہت سی تحقیقات میں مختلف اخبارات و جرائد کے مافیہ اور کئی ممالک کی ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی نشریات کے مافیہ کی جانچ پڑتال ان کے معیاروں کے حوالے سے کی گئی ہے اور یہ دیکھا گیا ہے کہ اکثر اوقات یہ ادارے اپنے معیاروں کو پس پشت ڈال کر تعصب کا مظاہرہ کرتے ہیں چنانچہ ان کے معیاروں اور ان کے ابلاغات میں واضح تضادات پائے جاتے ہیں۔

کس کو یا جس کو (To Whom)

جب صدر مملکت کاروباری لوگوں کے اجلاس میں تقریر کرتے ہیں تو وہ اپنی حکومت کی تجارتی پالیسیوں کی نمائندگی کرتے ہیں کیونکہ وہ "جن لوگوں (To Whom)" میں تقریر کر رہے ہیں وہ کاروباری لوگ ہوتے ہیں' دوسری طرف ایک ہسپتال کے افتتاح کے موقع پر وہ عوام کو صحت کی سہولتیں بہم پہنچانے کے لئے اپنی حکومت کے اقدامات کا ذکر کرتے ہیں۔ اسی طرح مختلف مصنفین مختلف قسموں کے قارئین کے لئے مختلف اقسام کی کتابیں لکھتے ہیں۔ تمام اقسام کے نشریاتی ادارے' اپنی نشریات مختلف قسموں کے لوگوں کے لئے پیش کرتے ہیں۔ مثلاً یہ ادارے اپنی نشریات کو بچوں کے لئے' عورتوں کے لئے' طلباء کے لئے' فوجیوں کے لئے اور کاشتکاروں کے لئے مخصوص کرتے ہیں۔ مافیہی تجزیہ کی تحقیقات کے مطابق ذرائع عامہ کے ادارے اپنے ابلاغات کو اپنے ہدفی (Target) سامعین اور ناظرین کی قدروں اور رویوں کے مطابق تشکیل دیتے ہیں۔

کیسے؟ (How?)

"کیسے" کے سوال کے تحت زیادہ تر تحقیقات ابلاغ کی صورت اور اسلوب (Form and Style) کے تجزیہ پر کی گئی ہیں۔ ابلاغات کے بارے میں یہ ایک عمومی مشاہدہ ہے کہ دو ایک جیسے پیغامات میں ایک زیادہ متاثر کن اس لئے ہو سکتا ہے کہ اس میں حقائق کو زیادہ مربوط صورت میں اور بہتر اسلوب کے ساتھ بیان کیا گیا ہوتا ہے۔ تحقیق کاروں نے ابلاغ کی "کیسے" کی خصوصیت کو بیان کرتے ہوئے بھی بہت سی تحقیقات کی ہیں جو کہ ابلاغ کی صورت اور اسلوب کا تجزیہ کرتی ہیں۔

"صورت" کے حوالے سے زیادہ تر تحقیقات پروپیگنڈہ کے مافیہ کے تجزیہ پر کی گئی ہیں۔ لاسویل نے جنگ عظیم اول کے دوران کئے گئے برطانوی پروپیگنڈہ اور جرمن پروپیگنڈہ کے مواد کا

تجزیہ اسی حوالے سے کیا ہے کہ کیسے برطانوی اپنے پروپیگنڈہ میں کامیاب ہوئے اور کیسے جرمن اپنے پروپیگنڈہ میں ناکام رہے۔ مافیہ کے تجزیہ سے معلوم ہوا کہ دونوں اطراف کے پروپیگنڈہ میں چار مقاصد ایک جیسے تھے: (i) دشمن کے خلاف نفرت کے جذبات پیدا کرنا' (ii) اتحادیوں کے ساتھ دوستی قائم رکھنا اور مضبوط بنانا' (iii) غیروابستہ اقوام کا تعاون حاصل کرنا' اور (iv) دشمن کی افواج اور شہریوں میں بد دلی پیدا کرنا۔ لاسویل نے ابلاغ کا تجزیہ "کیا کہا گیا ہے؟" کے بجائے "کیسے کہا گیا ہے؟" کی بنیاد پر کیا۔ اس کے مطابق برطانوی پروپیگنڈہ کی کامیابی کی کئی وجوہات تھیں' برطانوی سر زمین کے بارے میں ابلاغ میں یہ تصور پایا جاتا تھا کہ یہ امن پسند لوگوں کی سرزمین ہے۔ جب انگلینڈ کا محاصرہ کیا گیا تو اکثر مغربی اقوام نے اپنی تہذیبوں کو خطرے میں محسوس کیا اور انہوں نے برطانیہ کا ساتھ دیا۔ اس کے علاوہ برطانوی پروپیگنڈہ میں جنگ کا مقصد یہ بیان کیا جاتا تھا کہ وہ اس دنیا سے جنگ کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں اور وہ انسانیت پسندی کے نظریات کا پرچار کرتے تھے۔ اس کے برعکس جرمن پروپیگنڈہ میں جنگ کا مقصد "عظیم جرمنی" کی تشکیل تھا اور وہ اپنے جنگ مسلط کرنے کے اقدامات کو حق بجانب ثابت کرتے تھے اور جرمن قوم کی نسلی عظمت کے نظریات کا پرچار کرتے تھے۔ ان وجوہات کی بنیاد پر جرمن اپنے پروپیگنڈہ میں بری طرح ناکام ہوئے اور انہیں دوسری جنگ عظیم میں بھی ایسی ہی صورت حال سے دوچار ہونا پڑا۔ لی (Lee ء1939) نے پروپیگنڈہ کے مافیہ کا تجزیہ یہ جاننے کے لئے کیا کہ کیسے پروپیگنڈہ کرنے والے اپنے پروپیگنڈہ کو موثر بناتے ہیں۔ اس کے مطابق پروپیگنڈہ میں اس طرح کی تکنیکیں استعمال کی جاتی ہیں کہ بہت پیچیدہ معاملات کو بہت سادہ بنا کر پیش کیا جاتا ہے' جذباتی الفاظ اور اپیلوں کو استعمال کیا جاتا ہے' اور غلط نتائج کو صحیح بنا کر مثبت سیاق و سباق میں پیش کیا جاتا ہے۔

کیسے کے سوال کے تحت بہت سی تحقیقات ابلاغات کے اسلوب کے تجزیہ پر بھی کی گئی ہیں۔ یعنی ادب اور زبان میں کیسے اسلوب پائے جاتے ہیں؟ مائلز (Miles ء1951) نے مختلف زمانوں کی شاعری کے کمیتی اسلوب بیان کئے ہیں۔ ہاروے (Harvey ء1953) نے سب سے زیادہ فروخت ہونے والے ناولوں کے اسلوب کا تجزیہ کیا اور بعد میں اس نے مختلف ناولوں کی قوت فروخت کے بارے میں بہت سی پیشین گوئیاں کیں جو کہ اسّی فیصد صحیح ثابت ہوئیں۔ فرائیز (Friez ء1940) نے امریکی انگریزی زبان کے اسلوب کا ساختی تجزیہ پیش کیا ہے۔

کیوں؟ (Why?)

مافیہ تجزیہ کے طریقہ کے تحت اس طرح کی تحقیقات بھی کی گئی ہیں کہ کوئی ابلاغ "کیوں"

وجود میں آیا ہے' یعنی پروپیگنڈہ کیوں کیا گیا؟ مخصوص اقسام کی کتابیں کیوں لکھی گئیں؟ مخصوص پیغامات کیوں دیے گئے؟ ابلاغات کے مافیہ کا تجزیہ کرکے "کیوں" کے سوال کا جواب دیا جاتا ہے۔

جنگ عظیم اول اور دوم میں کئے گئے پروپیگنڈہ کے مافیہ کا تجزیہ "کیوں" کے سوال کے حوالے سے بھی کیا گیا ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران امریکہ میں کئی ماہرین کو حکومت کی طرف سے معمور کیا گیا کہ وہ برطانوی اور جرمن پروپیگنڈہ کئے جانے کے مقاصد بیان کریں۔ ان ماہرین نے ان ممالک کے پروپیگنڈہ کے مافیہ کا تجزیہ "کیوں" کے سوال کے حوالے سے کیا اور بیان کیا کہ اس پروپیگنڈہ کے کئے جانے کے مقاصد سیاسی اور فوجی نوعیت کے تھے۔

بہت سے مصنفین کی کتابوں کے مافیہ کا تجزیہ اس حوالے سے کیا گیا ہے کہ انہوں نے صرف مخصوص اقسام کی کتابیں ہی کیوں لکھیں؟ ان کتابوں کے مافیہ کے تجزیے کی مدد سے ان مصنفین کی شخصیتوں کے ان مخصوص خصائص کی نشاندہی کی گئی ہے جن شخصیتی خصائص کی بدولت وہ مخصوص اقسام کا ابلاغ یعنی کتابیں وجود میں لائے۔ نکسن' کینڈی' خروشیف کی عوامی تقریروں کے مافیہ کا تجزیہ کرکے ان کی شخصیتوں کے خصائص بیان کئے گئے ہیں۔ شیکسپیئر کی تحریروں کے مافیہ کا تجزیہ کرکے اس کی شخصیت کے بارے میں علم حاصل کیا گیا ہے۔ نفسیاتی علاج کے دوران مریضوں سے لئے گئے انٹرویوز کے مافیہ کا تجزیہ کرکے مریضوں کے نفسیاتی امراض کی تشخیص کی گئی ہے اور ان کے امراض میں واقع ہونے والی بتدریج کمی کے بارے میں علم حاصل کیا گیا ہے۔

کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟ (With What Effects?)

مافیہی تجزیہ کے طریقہ کے تحت کی گئیں آخری قسم کی تحقیقات وہ ہیں جو یہ بیان کرتی ہیں کہ ابلاغ کے اثرات ابلاغ وصول کرنے والوں پر کیا مرتب ہوئے ہیں؟ بریور (Brewer) کے مطابق اس قسم کی اکثر تحقیقات میں بہت زیادہ خامیاں پائی جاتی ہیں اور ان کا دائرہ کار بھی محدود ہے لیکن کئی تحقیقات بہت زیادہ متاثر کن ہیں۔

کچھ تحقیقات کے مطابق جو کہ مطبوعات کی مطالعہ پذیری (Readability) پر کی گئی ہیں' فقرات کی طوالت اور مشکل الفاظ کا استعمال پڑھنے والوں پر منفی اثرات مرتب کرتے ہیں۔ کچھ دوسری تحقیقات کے مطابق سامعین اور ناظرین پر وہ ابلاغ مثبت اثرات مرتب کرتا ہے جو ان کی قدروں اور رویوں سے ہم آہنگ ہو۔

اسی تناظر میں کچھ تحقیقات ابلاغ میں پائے جانے والے ردِعمال کا تجزیہ پیش کرکے بھی کی

گئی ہیں، یعنی ابلاغ وصول کرنے والوں نے ابلاغ کے اثرات حاصل کر کے کیا رد اعمال پیش کئے؟
کرس اور شار (Kris and Shar ء1943) نے ایک تحقیق میں فرائیڈ کے نظریہ خواب کے
اثرات کا مطالعہ عمومی نفسیات، غیر طبعی نفسیات اور سائیکاٹری کی کتب کے مافیہ کا تجزیہ کر کے کیا۔
ان کے مطابق فرائیڈ کے نظریہ خواب کو سب سے زیادہ اہمیت غیر طبعی نفسیات کی کتب میں دی گئی
ہے۔ عمومی نفسیات کی کتب میں بھی اس نظریہ پر بحث و مباحثہ موجود ہے، جبکہ سائیکاٹری کی کتب
میں اس نظریہ کو کئی بنیادوں پر مسترد کیا گیا ہے۔

منظّم مشاہدہ کرنے کے طریقے

(Systematic Observational Methods)

سائنسی علوم کا انحصار دو امور پر ہے، ایک تو قابل تصدیق مواد کو اکٹھا کرنا اور دوسرا اس مواد
کے بل بوتے پر نظری یا فکری نظام قائم کرنا۔ ترقی یافتہ علوم میں یہ دونوں فریضے متوازن طور پر ادا
ہوتے ہیں۔ معاشرتی نفسیات میں مواد اکٹھا کرنے کا ایک اہم طریقہ مشاہدہ کرنے کا طریقہ ہے۔
مشاہدہ کرنے کے طریقے کو اس کی خصوصیات اور اقسام کی بنیاد پر کئی ثانوی طریقوں کے تحت بیان
کیا جاتا ہے جنہیں منظّم مشاہدہ کرنے کے طریقے کہا جاتا ہے۔

ان صورت حالوں میں جہاں مواد کو انٹرویوز اور تجربات کی مدد سے حاصل نہیں کیا جا سکتا
وہاں منظّم مشاہدہ کرنے کے طریقوں کے ذریعے معلومات حاصل کرنا موزوں خیال کیا جاتا ہے۔
منظّم مشاہدہ کرنے کے طریقوں کے ذریعے معلومات حاصل کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ کسی
صورت حال کا مشاہدہ کر کے اسے بیان کیا جائے یا کسی نظریہ کی اختراع کی جائے۔

معاشرتی نفسیات میں منظّم مشاہدہ کرنے کے کئی طریقے استعمال کئے جاتے ہیں جن کو درج
ذیل اقسام کے تحت بیان کیا جا سکتا ہے:

- شریک مشاہدہ کرنے کے طریقے (Participant Observational Methods)
- غیر شریک مشاہدہ کرنے کے طریقے
(Non-participant Observational Methods)
- براہ راست یا ساختی مشاہدہ کرنے کے طریقے
(Direct or Structural Observational Methods)

لی پٹ (Lippitt) کے مطابق مشاہدہ کرنے کی مہارت سے تمام بنی نوع انسان مزین ہوتے ہیں۔ منظم مشاہدہ کرنے کے طریقوں کی تربیت فراہم کر کے انسانوں کی اس مہارت کو بہتر بنایا جاتا اور سائنسی بنیادوں پر استوار کیا جاتا ہے۔ جب مشاہدہ کار منظم مشاہدہ کرنے کے طریقوں کو استعمال کرتے ہیں تو سائنسی مشاہدات حاصل ہونے کی ضمانت فراہم ہوتی ہے۔

معاشرتی نفسیات میں منظم مشاہدہ کرنے سے مراد کسی منتخب کردار اور ان ماحولی خصوصیات کا جہاں منتخب کردار واقع ہوتا ہے' باقاعدہ یا منظم مشاہدہ کرنا ہے۔ منظم مشاہدہ کرتے ہوئے منتخب کردار اور ماحولی خصوصیات کا منظم ریکارڈ مرتب کیا جاتا ہے اور رمز بندی کی جاتی ہے۔ نیز منظم مشاہدہ کرنے کا تجرباتی مقصد بھی ہوتا ہے کہ منظم مشاہدہ کی مدد سے کسی صورت حال کو بیان کیا جائے یا کسی نظریہ کی اختراع کی جائے۔ معاشرتی نفسیات میں منظم مشاہدے عموماً" قدرتی ماحول میں کئے جاتے ہیں' لیکن بعض اوقات ضرورت کے مطابق تجربہ گاہ یا بناوٹوں میں بھی منظم مشاہدہ کرنے کے طریقوں کو استعمال کیا جاتا ہے۔

بیک مین (Bickman ء1976) کے مطابق منظم مشاہدہ کرنے کے طریقوں کو تین اہم ابعاد (Dimensions) کے تحت بیان کیا جا سکتا ہے:

1: اخفاء کا درجہ (Degree of Concealment)

منظم مشاہدہ کرنے کے کچھ طریقوں میں مشاہدہ کار اپنی شناخت کو معمولوں پر ظاہر کرتا ہے اور معمول یہ جان رہے ہوتے ہیں کہ ان کا مشاہدہ کیا جا رہا ہے۔ منظم مشاہدہ کرنے کے بعض طریقوں میں مشاہدہ کار معمولوں کے تعامل کے عمل میں شریک ہوتے ہوئے ان کا مشاہدہ کرتا ہے۔ جبکہ دوسرے منظم مشاہدہ کرنے کے طریقوں میں مشاہدہ کار معمولوں کے تعامل کے عمل سے الگ ہو کر یا اپنے آپ کو معمولوں سے پوشیدہ رکھ کر ان کا مشاہدہ کرتا ہے۔

2: مشاہدہ کار کی مداخلت کا درجہ

(Degree of Observer Intervention)

منظم مشاہدہ کرنے کے کئی طریقوں میں مشاہدہ کار معاشرتی صورت حال کا جوں کا توں مشاہدہ کرتا ہے اور اس میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کرتا۔ لیکن کئی دوسرے منظم مشاہدہ کرنے کے طریقوں میں مشاہدہ کار معاشرتی صورت حال میں اپنے کردار کی مدد سے مداخلت کرتا ہے۔

3: مشاہداتی عمل میں ساخت کا درجہ

(Degree of Structure in the Observational Process)

منظم مشاہدہ کرنے کے کچھ طریقے غیر ساختی نوعیت کے ہیں اور ان طریقوں کے مطابق مشاہدہ کار کسی معاشرتی صورت حال کے بارے میں اپنے اہم تاثرات بیان کرتا ہے جبکہ دوسرے طریقے ساختی نوعیت کے ہیں اور ان طریقوں کے مطابق مشاہدہ کار پہلے سے منتخب شدہ کردار کا مشاہدہ کرتے ہوئے اس کا منظم ریکارڈ مرتب کرتا ہے اور رمزبندی کرتا ہے۔

شریک مشاہدہ کرنے کے طریقے

شریک مشاہدہ کرنے کے طریقوں میں مشاہدہ کار کسی معاشرتی صورت حال میں عملی طور پر شریک ہو کر اس کا مشاہدہ کرتا ہے اور اپنے مشاہدات کو بیان کرتا ہے۔ شریک مشاہدہ کرنے کے طریقے غیر ساختی نوعیت کے ہوتے ہیں۔ مشاہدہ کار کے پاس یہ لچک موجود ہوتی ہے کہ اسے کیا مشاہدہ کرنا چاہئے اور کس طرح ریکارڈ مرتب کرنا چاہئے۔ مشاہدہ کار عموماً" اہم نوعیت کے مشاہدات قلم بند کرتا ہے، مثلاً معمولوں کی تعداد، معاشرتی ماحول کی خصوصیات، تعامل کا مقصد اور مخصوص معاشرتی کردار اور مختلف تعاملوں کی تعداد اور دورانیہ وغیرہ۔ شریک مشاہدہ کرنے کے طریقوں کو اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جب متعلقہ مواد کا اور کسی صورت میں ملنا ممکن نہ ہو۔ مثال کے طور پر روسنحان (Rosenhan ،1973ء) ایک خود ساختہ ذہنی مریض بن کر ایک سائیکاٹری کے ہسپتال میں داخل ہوا اور کئی دن تک وہاں ذہنی مریض کی حیثیت سے رہا اور اپنے مشاہدات قلم بند کئے اور بعد میں اپنے مشاہدات کو تفصیل سے بیان کیا۔ مارگریٹ میڈ نے مختلف قدیم قبائل کے ساتھ رہ کر ان کے طرز زندگی کا مشاہدہ کیا اور اپنے مشاہدات کو بیان کیا۔

غیر شریک مشاہدہ کرنے طریقے

غیر شریک مشاہدہ کرنے کے طریقوں میں مشاہدہ کار معاشرتی صورت حال سے الگ ہو کر اس کا مشاہدہ کرتا ہے اور اپنے مشاہدات کو بیان کرتا ہے۔ بارکر (Barker ،1973ء) اور اس کے ساتھیوں نے اس قسم کے دلچسپ مشاہدے ماحولیاتی نفسیات (Ecological Psychology) کے حوالے سے کئے ہیں۔ ماحولیاتی نفسیات کے مطابق انسانی معاشرتی کردار مخصوص ماحولیاتی عناصر کی بنیاد پر وقوع پذیر ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر کرکٹ کے میدان میں انسانی معاشرتی کردار

اس میدان کے مخصوص ماحولیاتی عناصر کی بنیاد پر وقوع پذیر ہوتا ہے' کھلاڑی یہ جانتے ہوتے ہیں کہ انہیں کس طرح کے کردار پیش کرنا چاہئیں' تماشائی اپنی جگہ اس بات سے باخبر ہوتے ہیں کہ انہیں کس طرح کے کردار ادا کرنے چاہئیں' اور منتظمین کو اپنی جگہ یہ علم ہوتا ہے کہ انہیں کس طرح کے کردار پیش کرنے چاہئیں۔ ماحولیاتی نفسیات کے مطابق انسانی معاشرتی کردار دیہاتوں' قصبوں' شہروں اور ملکوں کے مخصوص ماحولیاتی عناصر کی بنیاد پر وقوع پذیر ہوتا ہے اور ماحولیاتی نفسیات کے ماہرین انسانی معاشرتی کردار کا مطالعہ ماحولیاتی عناصر کی بنیاد پر کرتے ہیں۔ بارکر اور اس کے ساتھیوں نے ماحولیاتی نفسیات کے حوالے سے برطانوی اور امریکی شہریوں کی عمومی سرگرمیوں کے بارے میں مشاہدہ کیا۔ ان کے مطابق اکثریتی امریکی شہری اپنا زیادہ وقت مذہبی سرگرمیوں میں گزارتے ہیں جبکہ اکثریتی برطانوی شہری اپنا زیادہ وقت فنکارانہ سرگرمیوں میں گزارتے ہیں۔

براہ راست یا ساختی مشاہدہ کرنے کے طریقے

براہ راست یا ساختی مشاہدہ کرنے کے طریقوں میں معاشرتی کردار کو مشاہدہ کرتے ہوئے بیان کرنے کے لئے زمرہ بندی کے نظاموں کو استعمال کیا جاتا ہے۔ ان طریقوں کو استعمال کرتے ہوئے مشاہدہ کار معاشرتی تعامل کے دوران وقوع پذیر ہونے والے مختلف کرداروں کے تعدد کو شمار کرتے ہوئے ان کا اندراج کسی منظم زمروں کے نظام کے تحت کرتا ہے اور بعد میں اس ریکارڈ کی مدد سے تفصیلی تشریح و تعبیر پیش کرتا ہے۔

زمرہ بندی کرنے کا ایک مشہور اور بہت زیادہ استعمال ہونے والا نظام بیلز کا تعامل کے عمل کا تجزیہ (Beles Interaction Process Analysis،1950) کا نظام ہے۔

بیلز کا تعامل کے عمل کا تجزیاتی نظام تمام اقسام کے بین الاشخاصی کرداروں کے مشاہدے کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ یہ نظام بارہ زمروں کی ایک فہرست پر مشتمل ہے۔ اس نظام کو استعمال کرنے کے بارے میں بیلز نے ایک تفصیلی کتابچہ بھی شائع کیا ہے جس میں مشاہدہ کار کی تربیت اور اس نظام کو استعمال کرنے کے لئے تفصیلی ہدایات موجود ہیں۔ بیلز کے مطابق اس نظام کو استعمال کرنے کے لئے مشاہدہ کار کا تربیت یافتہ ہونا ضروری ہے اور اس نے اپنے نظام کے مطابق مشاہدات کا زمروں میں اندراج کرنے کے لئے ایک مشین بھی بنائی ہے۔

بیلز کا نظام چھوٹے گروہوں کے کردار کے منظم مشاہدہ کے لئے اور رمز بندی کے لئے

استعمال کیا جاتا ہے۔ مشاہدہ کار گروہ سے الگ ہو کر گروہ کے اراکین کے تعامل کا مشاہدہ کرتا ہے اور رمزبندی کرتا ہے۔ گروہ عموماً سات سے دس افراد تک مشتمل ہوتا ہے اور گروہ کسی مسئلے کو حل کرتے ہوئے تعامل کرتا ہے۔ مشاہدہ کار گروہ کے مسئلہ کو پس پشت ڈالتے ہوئے صرف گروہ کے اراکین کے گروہی تعاملی کرداروں کا مشاہدہ کرتا ہے اور ان کا اندراج مختلف زمروں کے تحت کرتا ہے۔

اس نظام کے تحت مشاہدہ کیئے جانے کی بنیادی اکائی کوئی بھی لفظی یا غیر لفظی بامعنی حرکت ہو سکتی ہے جو کہ قابل پیمائش ہوتی ہے۔ مثلاً لفظی حرکت کا اظہار الفاظ کی صورت میں ہوتا ہے جبکہ غیر لفظی حرکات میں ہنسنا' بڑبڑانا' تیوری چڑھانا' کندھے اچکانا' جمائی لینا اور بے چینی ظاہر کرنا شامل ہیں۔ گروہ کے تعامل کا مشاہدہ کرتے ہوئے یہ تمام حرکات بامعنی ہوتی ہیں۔

بیلز کا نظام درج ذیل بارہ زمروں پر مشتمل ہے:

(1) اتحاد کا مظاہرہ کرتے ہیں' رتبوں کو بڑھاتے ہیں' مدد کرتے ہیں' جزا دیتے ہیں۔

(2) ذہنی تناؤ سے چھٹکارا حاصل کرنا ظاہر کرتے ہیں' دل لگی کرتے ہیں' قہقہے لگاتے ہیں' اطمینان ظاہر کرتے ہیں۔

(3) متفق ہوتے ہیں' قبولیت ظاہر کرتے ہیں' سمجھتے بوجھتے ہیں' متفق الرائے ہوتے ہیں' اطاعت کرتے ہیں۔

(4) تجاویز دیتے ہیں' رہنمائی کرتے ہیں' خود مختاری تسلیم کرتے ہیں۔

(5) رائے دیتے ہیں' تخمینہ لگاتے ہیں' تجزیہ کرتے ہیں' احساسات کا اظہار کرتے ہیں' خواہش کرتے ہیں۔

(6) صحیح اور واضح سمت کی نشاندہی کرتے ہیں' معلومات فراہم کرتے ہیں' دہراتے ہیں' تصدیق کرتے ہیں۔

(7) صحیح اور واضح سمت پوچھتے ہیں' معلومات پوچھتے ہیں' دہراتے ہیں' تصدیق کرتے ہیں۔

(8) رائے کے لئے پوچھتے ہیں' تخمینہ پوچھتے ہیں' احساسات کا اظہار۔

(9) تجاویز کے لئے پوچھتے ہیں' رہنمائی کے لئے پوچھتے ہیں' قابل عمل مختلف طریقے پوچھتے ہیں۔

(10) متفق نہیں ہوتے' ناقبولیت ظاہر کرتے ہیں' رسمی کارروائی سمجھتے ہیں' مدد کرنے کو تیار نہیں ہوتے۔

(11) ذہنی تناؤ کا مظاہرہ کرتے ہیں' مدد کے لئے پوچھتے ہیں' باہر چلے جاتے ہیں۔

(12) مخالفت کا اظہار کرتے ہیں' رتبے گھٹاتے ہیں' اپنا دفاع کرتے ہیں یا حق جتاتے ہیں۔

زمرہ نمبر 1'2'3 کو گروہ کے تعامل کے مثبت ردِ اعمال شمار کیا جاتا ہے اور زمرہ نمبر 10'11'12 کو گروہ کے تعامل کے منفی ردِ اعمال شمار کیا جاتا ہے۔ یہ زمرے ایک طرف تو گروہ کی تنظیم سے متعلق معاشرتی ہیجانی کرداروں کی وضاحت کرتے ہیں اور دوسری طرف گروہ کے اراکین کی ان کوششوں کو بیان کرتے ہیں جو وہ اپنے ذہنی تناؤ پر قابو پانے' گروہ میں توازن برقرار رکھنے اور گروہی اتحاد مضبوط کرنے کے لئے کرتے ہیں۔

درمیانی زمروں کو غیر ہیجانی زمرے شمار کیا جاتا ہے۔ یہ زمرے گروہ کی ان سرگرمیوں کی وضاحت کرتے ہیں جو وہ اپنے تفویض شدہ کام کی تعریف کے بارے میں سرگرمیاں' تفویض شدہ کام کی انجام دہی کے لئے گروہی اقدار کی تشکیل' اراکین کی ایک دوسرے پر اثر انداز ہونے کی کوششوں' اور تفویض شدہ کام کی انجام دہی کے لئے حتمی فیصلوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔

گروہ کے تعامل کا اندراج مندرجہ بالا زمروں کے تحت کرکے ہر زمرے کے تعددوں کو شمار کرکے ان کے خاکے (Profiles) بنا لئے جاتے ہیں اور ان زمروں کے خاکوں کو باہمی طور پر مربوط کرکے گروہ کے حوالے سے یا اراکین کے حوالے سے تشریح کی جاتی ہے۔ گروہ کے حوالے سے اس طرح تشریح کی جاتی ہے کہ گروہ میں توازن کس حد تک پایا جاتا تھا؟ گروہ نے اپنے تفویض شدہ کام کی انجام دہی کے لئے کس حد تک کام کیا؟ اور بین الاشخاصی تناؤ کی مقدار گروہ میں کس قدر تھی؟ اراکین کے حوالے سے اس طرح تشریح کی جاتی ہے کہ ہر رکن نے گروہ کے تفویض شدہ کام کی انجام دہی کے لئے کس حد تک کام کیا؟ ہر رکن نے گروہ میں توازن برقرار رکھنے کے لئے کس حد تک کوششیں کیں؟ ہر رکن اپنے ذہنی تناؤ سے کس طرح نبرد آزما ہوا؟

ہمیں مشاہدہ کرنے کے لئے کون سا طریقہ استعمال کرنا چاہئے' فشر (Fisher) کے مطابق اس کا انحصار دو عناصر پر ہوتا ہے:

(1) ہم جس معاشرتی کردار یا معاشرتی صورت حال کا مشاہدہ کرنا چاہتے ہیں' مشاہدے کے کون سے طریقے کی مدد سے ہم معلومات کو بہتر طور پر قابل عمل صورت میں لا سکتے ہیں۔

(2) ہم مشاہدہ کے طریقہ استعمال کرتے ہیں اس کی معتبری (Reliability) کس حد

تک ہے؟

بین الثقافتی تحقیق

(Cross-Cultural Research)

معاشرتی نفسیات دان مختلف معاشروں اور ان معاشروں کے ممبران کے معاشرتی کرداروں کے موازنہ کے لئے بین الثقافتی تحقیقات کرتے ہیں۔ بین الثقافتی تحقیقات میں کسی مفروضے کی آزمائش مختلف معاشروں یا ثقافتوں سے نمونے کا انتخاب کرکے کی جاتی ہے۔ ان تحقیقات کے دو اہم فوائد ہیں۔ ایک طرف تو بین الثقافتی تحقیقات انسانی معاشرتی کردار کو معاشرتی اور ثقافتی پس منظر سے ہٹ کر سمجھنے میں ہماری مدد کرتی ہیں اور دوسری طرف ان کی مدد سے متغیرات کی تبدیلی کی وسعت میں اضافہ ہوتا ہے۔

بین الثقافتی تحقیقات میں بھی دوسری اقسام کی تحقیقات کی طرح کئی مسائل مثلاً نمونے کے انتخاب کے مسائل' مشاہدات کی معتبری کے مسائل اور نتائج کی صحت کے مسائل درپیش ہو سکتے ہیں اور یہ مسائل اس وقت زیادہ شدت اختیار کر جاتے ہیں جب تحقیق کاروں کی واقفیت اپنے معاشرے کے علاوہ دوسرے معاشروں سے نہیں ہوتی۔ جب تحقیق کار اپنی ثقافت کے عقائد' اقدار اور نظریات میں مقید ہو کر بین الثقافتی تحقیقات کرتے ہیں تو وہ مشاہدات کو اکٹھا کرنے اور ان کی تشریح کرنے میں بہت سی غلطیاں کر جاتے ہیں۔

تمام اقسام کی تحقیقات میں نمونے کے انتخاب میں یہ خطرہ لاحق ہوتا ہے کہ تحقیق کار اپنے ذاتی تعصب کی وجہ سے غیر جانبدار نمونے کے انتخاب کو متاثر کر سکتا ہے۔ لیکن بین الثقافتی تحقیقات میں یہ مسئلہ اس صورت میں زیادہ شدید ہو جاتا ہے جب تحقیق کار اپنے ثقافتی پس منظر اور اقدار میں مقید ہو کر مختلف معاشروں سے نمونے کا انتخاب کرتا ہے۔ اس صورت میں وہ نمونے کے انتخاب میں اپنے ثقافتی تعصب کو بھی شامل کرتا ہے۔ مثال کے طور پر ہمارے معاشرے میں بچوں کی معاشریت کے عمل میں ان کا باپ بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ مالنواسکی (1927ء Malinwaski) کے مطابق کچھ معاشروں میں بچوں کی معاشریت کے عمل میں باپ کا کردار بچوں کے ماموں ادا کرتے ہیں۔ تحقیق کار کا اس قسم کے بین الثقافتی اختلافات سے باخبر نہ ہونا اس کی تحقیق کے مشاہدات اور تشریحات کی درستی کو خطرے میں ڈال سکتا ہے۔

بین الثقافتی تحقیقات میں مواد کو اکٹھا کرتے ہوئے تحقیق کاروں کے نظریاتی تعصبات بھی

بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ اپنے نظریاتی تعصبات کے تحت تحقیق کار اپنے ثقافتی پس منظر اور اقدار کے حوالے سے مخصوص اقسام کے متغیرات کو تحقیق کے لئے منتخب کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہلگرڈ (Hilgard ء1962) کے تجزیہ کے مطابق یورپ اور امریکہ میں بچوں کی پرورش سے متعلق جن متغیرات پر بہت زیادہ بین الثقافتی تحقیقات کی گئی ہیں' وہ بچوں کی بول و براز کی تربیت (Toilet Training) اور ان کے دودھ چھڑانے کے عمل پر مطالعات ہیں۔ یہ دراصل اس وجہ سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی ثقافتوں میں بچوں کی معاشریت کے عمل میں ان متغیرات کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ حالانکہ کچھ دوسری ثقافتوں میں کئی دوسرے متغیرات کو ان متغیرات پر اولیت حاصل ہے۔

مختلف معاشروں کی زبانوں میں اختلافات کی وجہ سے الفاظ کے معنوں کے بارے میں پیدا ہونے والی غلط فہمیاں بھی بین الثقافتی تحقیقات کے لئے کئی مسائل پیدا کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر کونٹریل (Contril ء1960) کی تحقیقاتی معلومات کے مطابق بے شمار الفاظ کے معنی مختلف ثقافتوں میں مختلف سمجھے جاتے ہیں' مثلاً لفظ "Individualism" جس کو ہمارے ہاں اور امریکن زبان میں "انفرادیت اور خودی" کے معنوں میں لیا جاتا ہے' روس میں اس لفظ سے مراد فرد کا گردہی کردار لیا جاتا ہے۔ ابلاغ میں زبانوں اور ترجموں کے ذریعے پیدا ہونے والی غلط فہمیاں بین الثقافتی تحقیقات کے لئے ایک نازک مسئلہ ہے۔

اس کے علاوہ نفسیاتی پیمائش کے طریقے یعنی ذہانت اور حافظہ کی آزمائشیں اور کسی حد تک تطلیلی آزمائشیں بھی ثقافتی عناصر سے مبّرا نہیں۔ ان میں بھی کئی طرح کے ظاہری اور پوشیدہ ثقافتی عناصر کارفرما ہوتے ہیں۔ جب تحقیق کار بین الثقافتی تحقیقات میں ان نفسیاتی پیمائشوں کو استعمال کرتے ہیں تو ان کی تحقیقات کے نتائج میں کئی طرح کے ابہام پائے جاتے ہیں۔

معاشرہ پیمائی

(Sociometry)

معاشرتی نفسیات اور عمرانیات میں سائنسی تحقیق کا ایک منفرد طریقہ معاشرہ پیمائی ہے۔ معاشرہ پیمائی کا لفظی مطلب معاشرے کی پیمائش کرنا ہے اور اس طریقے سے مراد وہ تمام تکنیکیں لی جاتی ہیں جن کی مدد سے بین الاشخاصی تعلقات کی پیمائش کی جاتی ہے۔ لیکن عملی طور پر معاشرہ پیمائی سے مراد وہ تکنیکیں لی جاتی ہیں جن کو جے ایل مورینو (J.L.Moreno) نے 1930ء کے عشرے میں متعارف کرایا۔ معاشرہ پیمائی کی تعریف اس طرح کی جاتی ہے کہ "معاشرہ پیمائی کے طریقے کے

ذریعے کسی گروہ کے افراد کے درمیان پائی جانے والی ایک دوسرے کو قبول کرنے یا مسترد کرنے کی مقدار کی پیائش کی جاتی ہے اور یہ پیائش کر کے ایک طرف تو ان افراد کی گروہ میں حیثیتوں اور معاشرتی رتبوں کو بیان کیا جاتا ہے اور دوسری طرف گروہی اتحاد اور گروہی ساخت کا جائزہ لیا جاتا ہے۔"

معاشرہ پیائی کے طریقہ تحقیق کا استعمال بڑی وسعت سے کیا گیا ہے۔ بہت سے مطالعات بین الاشخاصی تعلقات کی نوعیت کو جاننے اور گروہی ساخت کا جائزہ لینے کے لئے کئے گئے ہیں۔ بین الاشخاصی تعلقات کی نوعیت کو معاشرہ پیائی کے طریقے کے ذریعے جاننا معاشرہ پیائی کا روایتی موضوع ہے۔ اس کے علاوہ گروہی اتحاد اور گروہی ساخت کو پیش نظر رکھتے ہوئے بین الاشخاصی تعلقات کے مطالعات معاشرہ پیائی کے ذریعے صنعتی تنظیموں' مسلح افواج کی تنظیموں' مذہبی تنظیموں' سکولوں پر اور کئی مطالعات مکمل جمعیتوں پر بھی کئے گئے ہیں۔ معاشرہ پیائی کے ذریعے دوسرے مطالعے معاشرتی مسائل اور اعمال کو پیش نظر رکھتے ہوئے بھی کئے گئے ہیں جن میں قیادت' معاشرتی تسویہ اور رائے عامہ جیسے موضوعات شامل ہیں۔ مزید یہ کہ سائیکاٹری میں نفسی علاج کے گروہوں کی بتدریج بہتری کو جاننے کے لئے بھی معاشرہ پیائی کو استعمال کیا گیا ہے۔

معاشرہ پیائی کے طریقے کی بنیادی تکنیک معاشرہ پیا آزمائش (Sociometric test) ہے۔ معاشرہ پیا آزمائش ایک سوالنامہ کی مانند ہوتی ہے جس کی مدد سے گروہ کے افراد سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ وہ گروہ کے ان افراد کی نشاندہی کریں جن کے ساتھ وہ گروہی امور سرانجام دیتے ہوئے وابستہ ہونا چاہتے ہیں۔ یہ افراد اپنی بین الاشخاصی کشش یا پسندیدگی کی بنیاد پر مختلف افراد کا انتخاب کرتے ہیں۔ تاہم بعض اوقات بین الاشخاصی کشش یا پسندیدگی کے علاوہ رتبے' قابلیت اور عزت داری کی بنیاد پر بھی افراد کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر نفسیات کی کلاس میں طالب علموں سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ وہ اپنے اس ہم جماعت کی نشاندہی کریں جس کے ساتھ مل کر وہ اپنا تحقیقی کام کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ معاشرہ پیا آزمائش مبہم اور عمومی نوعیت کی نہیں ہونی چاہئے بلکہ واضح اور مختصر ہونی چاہئے۔ یعنی ایک ایسا فرد جس کے ساتھ مل کر آپ تاش کھیلنا چاہتے ہیں نہ کہ ایک ایسا فرد جس کو آپ بہت زیادہ پسند کرتے ہیں۔ معاشرہ پیا آزمائش عموماً مثبت نوعیت کے سوالات پر مشتمل ہوتی ہے لیکن بعض اوقات معاشرہ پیا آزمائش کے ذریعے افراد کی منفی کششوں کا مطالعہ بھی کیا جاتا ہے۔ مورینو کے مطابق اس صورت حال میں افراد سے یہ پوچھنا مناسب نہیں کہ آپ اس فرد کی نشاندہی کریں جس کو آپ سب سے زیادہ ناپسند کرتے ہیں۔

بلکہ اس صورت میں ہم یہ پوچھیں گے کہ آپ اس شخص کی نشاندہی کریں جس کو آپ گروہ میں سب سے کم پسند کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ جب تحقیق کار یہ چاہے کہ وہ گروہ کی تفصیلی معاشرہ پیائی کرے تو اس کے لئے وہ معمولوں کو یہ کہتا ہے کہ بجائے اس کے کہ گروہ میں کسی ایک فرد کے بارے میں کشش ظاہر کریں بلکہ گروہ کے تمام افراد کے بارے میں اپنی کششوں کے حوالے سے ترتیب وار فہرست مہیا کریں اور ان سے یہ فہرستیں حاصل کرکے وہ گروہ کی تفصیلی معاشرہ پیائی کرتا ہے۔ جب معاشرہ پیا مواد کو سوالنامے کی مدد سے حاصل نہ کیا جا سکتا ہو تو اس صورت میں معمولوں سے زبانی انٹرویوز کے ذریعے ان کی ترجیحات یا نامزدگیاں پوچھ لی جاتی ہیں۔ چھوٹی عمر کے بچوں پر معاشرہ پیائی کے طریقے کا اطلاق کرتے ہوئے ان کی ترجیحات دوسرے بچوں کی تصویریں دکھا کر حاصل کی جاتی ہیں۔ معاشرہ پیا مواد حاصل کرکے اس کی وضاحت معاشرہ پیا گراف کی صورت میں کی جاتی ہے۔

معاشرہ پیا گراف یا معاشرتی ترسیم (Sociogram) سے مراد معاشرہ پیا مواد کی وضاحت گراف کے ذریعے کرنا ہے۔ اگر ہم معاشرہ پیا مواد کی وضاحت بیانیہ انداز میں شماریاتی اصولوں کے ذریعے کریں تو اس کے لئے ہمیں ایک لمبی چوڑی تفصیل بیان کرنا پڑتی ہے۔ لیکن معاشرتی ترسیم کے ذریعے ہم ایک تصویر دکھا کر سارے معاشرہ پیا مواد کی وضاحت بیان کر سکتے ہیں۔ معاشرتی ترسیم کے ذریعے گروہ کے اندر پائے جانے والے بین الاشخاصی تعلقات کی وضاحت' افراد کی گروہ میں حیثیتیں اور معاشرتی رتبے اور گروہی اتحاد اور گروہی ساخت کو بہتر طور پر اور مختصر انداز میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ معاشرتی ترسیم میں گروہ میں پائے جانے والے افراد کو دائروں کے ذریعے ظاہر کیا جاتا ہے۔ یعنی عموماً" ایک معاشرتی ترسیم میں دائروں کی جتنی تعداد ہوتی ہے وہ گروہ میں افراد کی تعداد کو ظاہر کرتی ہے۔ تیر کے نشان کے ذریعے افراد کی ان کششوں کو ظاہر کیا جاتا ہے جو وہ ایک دوسرے کے بارے میں پیش کرتے ہیں۔ دائروں کے درمیان پائی جانے والی لکیروں کے فاصلے سے گروہ کے افراد کی پسندیدگی کے حوالے سے گروہ میں حیثیتوں اور معاشرتی رتبوں کی وضاحت ہوتی ہے۔ وہ افراد جو سب سے زیادہ کششیں حاصل کرتے ہیں وہ معاشرتی ترسیم میں بالترتیب سب سے اونچائی پر جگہ پاتے ہیں۔ معاشرتی ترسیم بناتے ہوئے ایسی لکیریں ظاہر نہیں کرنی چاہئیں جو کہ ایک دوسرے کو کاٹتی ہوں اور لکیروں کو ممکن حد تک مختصر رکھنا چاہیے۔ معاشرتی ترسیم کی درج ذیل شکل گیارہ افراد کے ایک گروہ میں بین الاشخاصی تعلقات کی نوعیت اور گروہ کے افراد کی حیثیتوں اور معاشرتی رتبوں کی وضاحت کرتی ہے۔

معاشرتی ترسیم
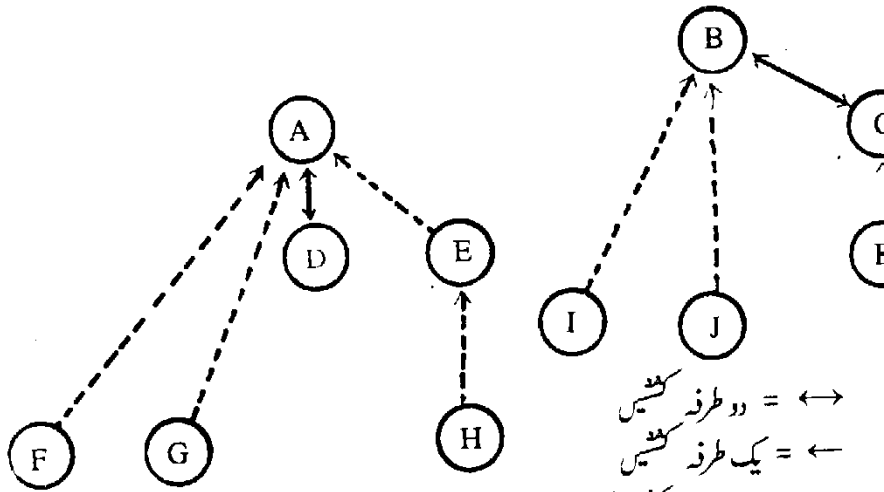
وہ شخص جو سب سے زیادہ کشش حاصل کرتا ہے اسے سٹار یا ممتاز شخص کہا جاتا ہے جو کہ اس شکل میں شخص A ہے۔ وہ شخص یا اشخاص جو کوئی بھی کشش حاصل نہیں کرتے انہیں تنہا اشخاص کہا جاتا ہے اور وہ اس شکل میں اشخاص F'G'H'I'J اور K ہیں۔ تنہا اشخاص کو نظرانداز کئے گئے یا مسترد کئے گئے اشخاص بھی کہا جاتا ہے۔ شکل میں مسلسل اور غیر مسلسل یعنی نقاط والی لکیروں کے ذریعے افراد کے بین الاشخاصی تعلقات کی وضاحت ہو رہی ہے۔ گروہ کے افراد کی حیثیتوں اور معاشرتی رتبوں کے حوالے سے شخص A گروہ میں سب سے زیادہ ہردلعزیز ہے۔ اس کے بعد شخص B کا نمبر آتا ہے۔ معاشرتی ترسیم کی تہ میں پائے جانے والے چھ اشخاص کو تنہا اشخاص کہا جائے گا۔ اشخاص D اور C کا شکل میں مقام تنہا اشخاص کی نسبت اس لئے اونچا ہے کیونکہ گروہ کے دو ہردلعزیز اشخاص (A اور B) نے ان کے بارے میں اپنی کششوں کا اظہار کیا ہے اور انہوں نے بھی ان کے بارے میں اپنی کششوں کا اظہار کیا ہے۔ شخص E کا مقام بھی اس لئے اونچا ہے کہ اس کو شخص H نے ترجیح دی ہے اور اس نے ممتاز شخص یعنی A کو منتخب کیا ہے۔

اس معاشرتی ترسیم کے ذریعے نہ صرف گروہ کے افراد کے بین الاشخاصی تعلقات اور ان کی حیثیتوں اور معاشرتی رتبوں کی وضاحت ہو رہی ہے بلکہ اس کے ذریعے گروہی اتحاد اور گروہی

ساخت کا بھی پتہ چل رہا ہے۔ گروہ کے اندر دو واضح جتھے بندیاں موجود ہیں۔ یعنی گروہ دو ذیلی گروہوں میں تقسیم ہے جس سے یہ پتہ چل رہا ہے کہ اس گروہ کے اندر گروہی اتحاد اور گروہی ساخت کی نوعیت کمزور ہے۔ کسی گروہ کی معاشرتی ترسیم میں باہمی یعنی دو طرفہ کششوں کا زیادہ سے زیادہ پایا جانا اور جتھے بندیوں کا موجود نہ ہونا اس بات کا اشارہ دیتا ہے کہ گروہ کے اندر گروہی اتحاد اور گروہی ساخت کی حالت بہت بہتر ہے۔

معاشرتی ترسیم میں پائی جانے والے جتھے بندیاں یا شگاف گروہ کے افراد کی مخصوص ذاتی خصوصیات کی بنیاد پر بھی ہو سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر کسی گروہ میں جنسی اختلافات اور عمروں کے اختلافات پائے جاتے ہیں یعنی گروہ کچھ مردوں اور کچھ عورتوں پر مشتمل ہے اور کچھ لوگ نوجوان اور کچھ عمر رسیدہ ہیں تو ان کی معاشرتی ترسیم میں جتھے بندیوں اور شگافوں کا پایا جانا غیر معمولی بات نہیں۔ اس صورت حال کی وضاحت کے لئے ایک دوسرے طریقہ سے معاشرتی ترسیم بنائی جاتی ہے جو کہ دائروں کے سلسلہ وار جال پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس معاشرتی ترسیم کو ہدفی معاشرتی ترسیم (Target Sociogram) کہا جاتا ہے۔ سلسلہ وار دائروں کے جال کے ذریعے افراد کی گروہ میں حیثیتوں اور معاشرتی رتبوں کی وضاحت کی جاتی ہے اور دائروں کے مرکز میں اس شخص کو نمائندگی دی جاتی ہے جو کہ سب سے زیادہ کششیں حاصل کرتا ہے اور وہ ہدفی شخص قرار پاتا ہے۔ سلسلہ وار دائروں کے جال کو گروہ کے ممبران کی مخصوص ذاتی خصوصیات کی بنیاد پر مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ درج ذیل شکل ہدفی معاشرتی ترسیم کی وضاحت کرتی ہے۔ اس شکل میں پہلے والی شکل کا مواد ہی استعمال کیا گیا ہے۔

اس معاشرتی ترسیم سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ گروہ کے اندر کن بنیادوں پر جتھے بندیاں موجود ہیں۔ جنس اور عمروں کے حوالے سے گروہی جتھے بندیاں یا شگافوں کی وضاحت یہ معاشرتی ترسیم پیش کر رہی ہے۔

معاشرہ پیمائی کا تحقیقی طریقہ سرانجام دیتے ہوئے معاشرہ پیما مواد کی معتبری اور صحت کی طرف خاص توجہ دی جاتی ہے۔ معاشرہ پیما مواد کی معتبری کی جانچ کے لئے زیادہ تر آزمائش در آزمائش (test-Retest) کا طریقہ استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ دیکھا گیا ہے کہ اگر پہلی آزمائش اور دوسری آزمائش کے درمیان وقفہ بہت کم ہو تو نتائج بہت زیادہ مثبت حاصل ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے برعکس جب پہلی آزمائش اور دوسری آزمائش کے درمیان وقفہ بہت طویل ہو تو نتائج کے مثبت ہونے کے مواقع کم ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کم وقفے کی بنیاد پر معاشرہ پیما مواد کی
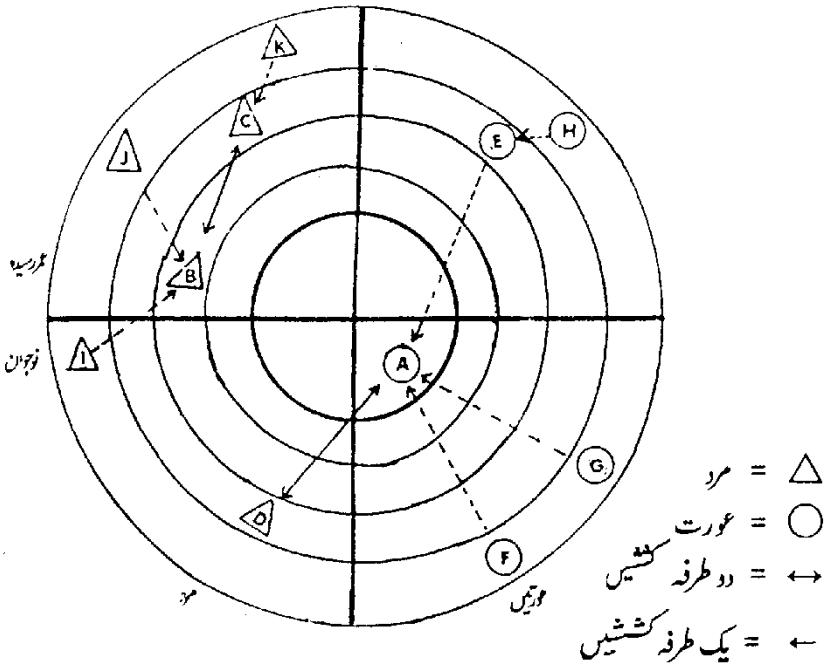
تیر کا نشان کشش کی سمت کو ظاہر کرتا ہے

معتبری کا جائزہ لیا جاتا ہے تو گروہ کے اراکین کی بین الاشخاصی کششوں کے تبدیل ہونے کے مواقع کم ہوتے ہیں۔ لیکن جب وقفہ طویل ہو تو یہ ممکن ہوتا ہے کہ گروہ کے اراکین کی بین الاشخاصی کششیں تبدیل ہو جائیں۔

معاشرہ پیما مواد کی صحت سے مراد یہ ہے کہ تحقیق کار جو کچھ پیمائش کرنا چاہتا ہے وہ کس حد تک کر پاتا ہے۔ معاشرہ پیما مواد کی صحت کی جانچ کو پیش نظر رکھتے ہوئے تحقیق کار معاشرہ پیما مواد کو حاصل کرتے ہوئے براہ راست مشاہدہ کے ذریعے گروہ کے اراکین کی کششوں کا جائزہ بھی لیتا ہے۔ اگر براہ راست مشاہدہ کے مواد اور معاشرہ پیما مواد کے درمیان تضادات پائے جائیں تو تحقیق کار معاشرہ پیما مواد کو اولیت دیتا ہے۔ معاشرہ پیما مواد کی صحت کی جانچ بعض اوقات بین الاشخاصی تعلقات کی پیمائش کے دوسرے طریقوں کو استعمال کر کے بھی کی جاتی ہے۔

حصہ دوم

(فرد اور معاشرہ)

باب 5 تا 8

پانچواں باب

معاشریت

1- معاشریت کی تعریف
2- تحلیل نفسی کا نظریہ اور معاشریت
3- ثقافتی انسانیات اور معاشریت
4- عمرانیات اور معاشریت
5- آموزشی نظریات اور معاشریت
6- وقوفی نظریہ اور معاشریت
7- ثقافت اور معاشریت
8- معیاری پختگی کا نظریہ اور معاشریت
9- تکوینی اور از روئے ساخت کے نظریات اور معاشریت

معاشریت کی تعریف

معاشرتی نفسیات کا ایک اہم اور بنیادی موضوع "معاشریت" (Socialization) ہے۔ فرد جس معاشرے میں پیدا ہوتا ہے اس معاشرے کی قدریں' معاشرتی مہارتیں' معاشرتی حساسیت اور زبان سیکھتا ہے' جن کی بدولت وہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے معاشرے کے ساتھ ہم آہنگی اور بہتر طور پر مطابقت اختیار کر سکے' اس عمل کو فرد کے معاشریت کے سیکھنے کا عمل کہا جاتا ہے۔ تاہم معاشریت کی اصطلاح عام طور پر ایسے اعمال کے لئے استعمال کی جاتی ہے جن کے ذریعے ایک بچہ اپنے معاشرے کی معاشرتی قدروں اور معاشرتی معیاروں (Social Values and SocialNorms) کو سیکھتا ہے اور اپنے معاشرے میں معاشرتی کردار ادا کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

مختلف ماہرین نے معاشریت کی مختلف تعریفیں بیان کی ہیں جن کا درج ذیل میں جائزہ پیش کیا جا رہا ہے:

جسٹن پیکونس (Justin Pikunas) کی تعریف

جسٹن پیکونس نے معاشریت کی تعریف اس طرح بیان کی ہے کہ "معاشریت ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے کسی خاص ثقافت کے لوگ ایسے رویے' قدریں اور سرگرمیاں سیکھتے ہیں جو کہ ان کی اپنی ثقافت کے لئے موزوں ہوتی ہیں۔"

ای ایل ہارٹلے (E.L.Hartley) کی تعریف

ہارٹلے کے مطابق "معاشریت ایک مسلسل جاری رہنے والا عمل ہے جس کے ذریعے لوگ اپنی ثقافت کو سیکھتے ہیں اور تسلیم کرتے ہیں' یہ عمل پیدائش سے شروع ہوتا ہے اور موت تک جاری رہتا ہے اور زندگی کے مختلف مراحل میں اس کی نوعیت اور رفتار مختلف ہوتی ہے۔"

کئی ماہرین نے معاشریت کی تعریف معاشرے کے حوالے سے اور فرد کے حوالے سے بیان کی ہے۔

معاشریت معاشرے کے حوالے سے

معاشریت کو معاشرے کے حوالے سے وہ عمل قرار دیا جاتا ہے جس کے ذریعے کسی معاشرے میں نئے افراد کو معاشرے کے منظم طرز زندگی کے مطابق ڈھالا جاتا ہے اور معاشرے کی ثقافتی روایات سکھائی جاتی ہیں۔

معاشریت فرد کے حوالے سے

معاشریت کو فرد کے حوالے سے اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ معاشریت کے عمل سے مراد فرد کی ایسی ذات کی نشوونما ہے جس کی شناخت وہ اپنے معاشرے میں رہ کر اور اپنے معاشرے کی قدروں اور معیاروں کو سیکھ کر کرتا ہے اور وہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ موافق ماحول میں اپنی خداداد صلاحیتوں اور فطری قابلیتوں سے بھرپور استفادہ کر سکے۔ ماہرین کے نزدیک خود آگہی اور ذات کی شناخت کے لئے معاشریت کا عمل ضروری ہے اور اس کے دو بنیادی مقاصد ہوتے ہیں:

(i) معاشریت کو اگلی نسل میں منتقل کرنا اور

(ii) شخصیت کی صحتمندانہ نشوونما کرنا

معاشریت کی ان تعریفوں کا جائزہ لے کر معاشریت کی حتمی تعریف اس طرح بیان کی جا سکتی ہے کہ "معاشریت سے مراد وہ عمل ہے جس کے تحت فرد کو معاشرتی، ثقافتی، اخلاقی، مذہبی، سیاسی اور معاشی قدروں اور معیاروں کی تربیت دے کر اسے ایک بہتر انسان، مفید شہری اور مطمئن فرد بنایا جاتا ہے یا وہ از خود ایسا کرتا ہے"۔

تاہم معاشریت کے مفہوم کو بہتر طور پر سمجھنے کے لئے معاشریت کے عمل کی درج ذیل خصوصیات کو ذہن نشین رکھنا ضروری ہے:

- معاشریت کا عمل پیدائش سے شروع ہو کر فرد کی تمام زندگی پر محیط ہوتا ہے اور موت تک جاری رہتا ہے اور زندگی کے مختلف مراحل میں اس کی نوعیت اور رفتار مختلف ہوتی ہے۔
- معاشریت کا عمل ایک انسانی حیوان کو انسان بناتا ہے تاکہ وہ منظم معاشرے کے ایک رکن کی حیثیت سے اپنا کردار زیادہ موثر طریقہ سے ادا کر سکے۔
- معاشریت کے عمل کی بدولت فرد کی شخصیت کی صحتمندانہ نشوونما ہوتی ہے۔
- ایک ہی معاشرے سے تعلق رکھنے والے افراد مختلف قسموں کے معاشرتی اور نفسیاتی مسائل سے دوچار ہو سکتے ہیں اور ان کی معاشریت میں معمولی نوعیت کے اختلافات کا پایا جانا یقینی ہوتا ہے۔
- مختلف معاشروں میں معاشریت کا عمل مختلف ہوتا ہے اور اسی بنیاد پر مختلف معاشروں سے

تعلق رکھنے والے افراد کا طرز زندگی بھی مختلف ہوتا ہے۔

○ معاشریت کے عمل کی مدد سے ثقافت کو اگلی نسل میں منتقل کیا جاتا ہے۔

○ جوں جوں فرد زندگی کے مراحل طے کرتا ہے اس کی ذمے داریاں اور دلچسپیاں تبدیل ہوتی رہتی ہیں' چنانچہ اس کو پہلے سے سیکھے ہوئے کرداروں کو چھوڑ کر یا بھلا کر نئے کردار سیکھنے پڑتے ہیں' اس عمل کو دوبارہ معاشریت کا عمل (Resocialization Process) کہا جاتا ہے۔

○ معاشریت کی ایک قسم کو شریک معاشریت (Participatory Socialization) کہا جاتا ہے۔ معاشریت کی اس قسم میں بچے کو معاشریت کے عمل میں شریک کیا جاتا ہے' بچے کو آزادی دی جاتی ہے اور اس کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ وہ اپنی خداداد صلاحیتوں کو استعمال میں لاتے ہوئے معاشریت کو سیکھے' تاہم بچے کی عمومی قسم کی نگرانی بھی کی جاتی ہے۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جمہوری معاشروں میں بچے کی معاشریت اسی نوعیت کی ہوتی ہے۔

○ معاشریت کی دوسری قسم کو جبری معاشریت (Repressive Socialization) کہا جاتا ہے۔ معاشریت کی اس قسم میں بچے کو اس کے معاشرے کی قدریں اور معیار جبری طور پر سکھائے جاتے ہیں اور اس کے لئے ان کی تابع فرمانی لازمی ہوتی ہے اور بچے کو محدود آزادیاں دی جاتی ہیں۔ جبری معاشریت کی قسم اشتراکی معاشروں میں پائی جاتی ہے۔

○ معاشریت سیکھنا انسان کے لئے کیوں ضروری ہے؟ اس لئے کہ

:- ہر بچے میں سیکھنے کی امکانی صلاحیتیں موجود ہوتی ہیں۔ معاشریت کے عمل کے ذریعے یہ صلاحیتیں مثبت انداز میں پروان چڑھتی ہیں۔

:- انسان زبان کا استعمال سب سے زیادہ منظم طریقہ سے کرتا ہے۔ بقول کیلاگ صرف انسانوں میں تقریر کرنے والے حیاتیاتی اعضاء موجود ہوتے ہیں' زبان معاشریت کے عمل کا لازمی جز ہے اور معاشرے کی زندگی کی علامت ہے۔

:- بنی نوع انسان میں معاشرتی زندگی گزارنے کی پیدائشی صلاحیتیں اور اہلیتیں موجود ہوتی ہیں اور وہ کامیاب معاشرتی زندگی گزار سکتے ہیں۔

:- انسانی بچہ پیدائش کے وقت اتنا نازک اور کمزور ہوتا ہے کہ اسے دوسروں پر انحصار کرنا پڑتا

ہے اس وجہ سے معاشریت سیکھنا اس کی زندگی کا مقصد قرار پاتا ہے۔

معاشریت کے مکاتیب فکر

تاریخی اعتبار سے معاشریت کا موضوع رقم شدہ تاریخ کے شروع ہی سے ملتا ہے۔ بائبل میں بچوں کی معاشرتی تربیت کے لئے ہدایات ملتی ہیں۔ اس کے علاوہ یونانی مفکرین اور بعد کے دور کے کئی مفکرین نے بچوں کی پرورش کے بارے میں اپنے نظریات کا اظہار کیا ہے۔ موجودہ صدی کے شروع سے ہی کئی سوشل سائنسز میں معاشریت کے موضوع پر بہت سی تحقیقات کی گئی ہیں جن میں عمرانیات' ثقافتی انسانیات' سیاسیات اور خاص طور پر معاشرتی نفسیات شامل ہیں۔

دور حاضر تک معاشریت کے موضوع پر تحلیل نفسی' عمرانیات' ثقافتی انسانیات' آموزشی اور وقوفی نظریات نے گہرے اثرات مرتب کئے ہیں اور معاشریت کے عمل کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس کے علاوہ معاشریت کے عمل کو سمجھنے کی کوششیں ثقافت کے نظریہ کے حوالے سے' معیاری پختگی کے نظریہ کے حوالے سے' اور تکوینی اور از روئے ساخت کے نظریات کے حوالے سے کی گئی ہیں۔ ان نظریات کے حوالے سے معاشریت کے عمل کی اتنی زیادہ تشریحات کی گئی ہیں کہ کئی ماہرین ان نظریات کو معاشریت کے مکاتیب فکر قرار دیتے ہیں۔ درج ذیل میں ہم معاشریت کے ان مکاتیب فکر کا تفصیل سے جائزہ لیں گے:

تحلیل نفسی کا نظریہ اور معاشریت

معاشریت کے عمل کے نفسیاتی پہلوؤں کو سمجھنے کے لئے تحلیل نفسی کا نظریہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔ سگمنڈ فرائیڈ کو تحلیل نفسی کا بانی کہا جاتا ہے۔ اس نے بچے کی شخصیت کی نشوونما کو معاشریت کے تناظر کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ اس کے خیال میں بچے کی شخصیت کے جبلی اور حرکی پہلو اس کے معاشریت کے عمل کو بڑی حد تک متاثر کرتے ہیں۔

تحلیل نفسی کے ماہرین کے خیال میں بچے کو سب سے پہلے نفسیاتی صدمے سے اس وقت دوچار ہونا پڑتا ہے جب وہ اس دنیا میں آتا ہے۔ بچہ ماں کے پیٹ میں ایک منفرد اور لاثانی حالت میں ہوتا ہے جہاں اس کی تمام ضروریات قدرتی طور پر پوری ہو رہی ہوتی ہیں اور وہ اس کے لئے ایک محفوظ ترین جگہ ہوتی ہے۔ لیکن اس دنیا میں آنے کے بعد اسے ایک بالکل نئی صورت حال کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو کہ ماں کے پیٹ کی صورت حال کے بالکل برعکس ہوتی ہے۔ یوں اسے

پیدائشی صدمے (Birth trauma) سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ بچے کے اس پیدائشی صدمے کی تلافی معاشریت کے عمل کے ذریعے ہوتی ہے اور جوں جوں بچے کی عمر بڑھتی ہے تو اس میں یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ وہ اپنی معاشریت کو سیکھ کر اپنی تمام قدرتی ضروریات پوری کر سکتا ہے اور اسے تحفظ بھی میسر آ سکتا ہے۔ چنانچہ وہ اپنی معاشریت کو بھرپور طریقہ سے سیکھتا ہے اور اپنے آپ کو اپنے معاشرے کی قدروں اور معیاروں کے مطابق ڈھالتا ہے۔

فرائیڈ کے مطابق انسانی شخصیت تین نظاموں پر مشتمل ہوتی ہے جنہیں وہ لاذات (Id)' انا (Ego)' اور فوق الانا (Super Ego) بیان کرتا ہے۔ لاذات شخصیت کا پہلا نظام ہے جو کہ پیدائش کے وقت سے موجود ہوتا ہے۔ لاذات زبردست قوت کا سرچشمہ ہے۔ یہ قوت قطعی اندھی ہوتی ہے اور ہر قیمت پر اپنی تسکین چاہتی ہے اور اس میں جبلتیں' اضطراری حرکات اور جنسی آرزوئیں پرورش پاتی ہیں۔ جب بچے میں معاشریت کے عمل کا شعور پیدا ہوتا ہے تو اس کی شخصیت کا ایک دوسرا نظام وجود میں آتا ہے جسے انا کہا جاتا ہے۔ انا کے نظام کے تحت وہ اپنی ذات کی انفرادیت سے آگاہ ہوتا ہے اور اپنی لاذات کی بے لگام قوتوں کو معاشریت کا عمل سیکھتے ہوئے قابو میں لاتا ہے اور یہ جان جاتا ہے کہ اسے اپنی خواہشات اور آرزوؤں کو اپنی معاشریت کی قدروں اور معیاروں کے مطابق ڈھالنا ہے چنانچہ وہ ابتدائی معاشرتی کرداروں کی مہارتوں کو سیکھتا ہے۔ اس کے بعد اس کی شخصیت کا تیسرا اور آخری نظام فوق الانا نشوونما پاتا ہے۔ اس نظام کے تحت وہ معاشریت سیکھتے ہوئے اپنی شخصیت میں ایسی قدریں تشکیل دیتا ہے جو کہ اسے نیک و بد کی تمیز سکھاتی ہیں اور وہ معاشرے کی ان روایتی قدروں اور اعلیٰ مقاصد کا نمائندہ بنتا ہے جو کہ معاشریت کے عمل کے عاملین (Agents) یعنی والدین' اساتذہ اور ہمجولی اس کے سامنے پیش کرتے ہیں یا اسے سکھاتے ہیں۔ اسی نظام کے تحت اس میں ضمیر پیدا ہوتا ہے جو کہ اس کے معاشرے کی قدروں اور معیاروں کا نمائندہ ہوتا ہے اور بچے کو ایک باعزت اور مفید شہری ثابت کرتا ہے۔

فرائیڈ کے مطابق ہماری شخصیت کے یہ تینوں نظام آپس میں دست و گریباں رہتے ہیں۔ لاذات جو کہ صرف لذت کی متلاشی ہوتی ہے' جب کبھی ہماری انا کو اپنے قابو میں کر لیتی ہے تو ہم سے برے افعال سرزد ہوتے ہیں۔ لیکن اکثر اوقات ہماری انا' لاذات کو قابو میں رکھتی ہے جس کی وجہ سے ہم اپنے بہت سے جذبات کی فوری تسکین کو روکتے ہیں اور ان پر قابو پاتے ہیں۔ بعض اوقات ہماری انا اور فوق الانا کے درمیان جنگ ہوتی ہے۔ انا کے فوق الانا پر غالب آ جانے کے

سبب ہم اپنی ذات اور اپنی فلاح کے لئے دوسروں کو نقصان پہنچاتے ہیں اور فوق الانا کی قوت کو دبا دیتے ہیں۔ لیکن اکثر اوقات فوق الانا 'انا کو اپنے قابو میں رکھتی ہے اور ہم اپنی معاشرے کی قدروں اور معیاروں پر پورا اترتے ہیں اور اپنی معاشریت کی توثیق کرتے ہوئے معاشرے کے مفید شہری ثابت ہوتے ہیں۔

فرائیڈ کے مطابق معاشریت کے عمل کے دوران بچے کی نشوونما میں وہ واقعات اور تصادم اہم کردار ادا کرتے ہیں جو اس کی نفسی جنسی نشوونما کے مختلف عہدوں میں واقع ہوتے ہیں۔ فرائیڈ نے انسانی شخصیت کے پانچ نفسی جنسی نشوونمائی عہدوں (Psychosexual Developmental Stages) کا ذکر کیا ہے۔

پہلے عہد کو دہن مرتکز عہد (Oral Stage) کہا جاتا ہے۔ یہ عہد پیدائش سے لے کر ڈیڑھ سال تک کی عمر تک کا ہوتا ہے۔ اس عہد میں تمام حرکات کا مرکز منہ یا دہن ہوتا ہے اور بیرونی دنیا کے ساتھ بچے کا تعلق منہ کے ذریعے قائم ہوتا ہے۔ بچہ دودھ پیتا ہے تو لذت محسوس کرتا ہے۔ کاٹتا ہے تو جارحیت کا ارتکاب کرکے لذت محسوس کرتا ہے۔ وہ روتا ہے اور ناراضگی کا اظہار کرتا ہے۔

اس عہد کے بارے میں کچھ تحقیقات بچے کو دودھ پلانے کے عمل کے بارے میں کی گئی ہیں۔ ان تحقیقاتی معلومات کے مطابق وہ بچے جو اپنی ماں کا دودھ پیتے ہیں ان کی شخصیتوں میں معاشریت کے عمل کے بارے میں مثبت جذبات پروان چڑھتے ہیں جبکہ وہ بچے جن کو بوتل کے ذریعے دودھ پلایا جاتا ہے ان کے جذبات اس کے برعکس ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ بچے جن کو دودھ نظام الاوقات مقرر کرکے یعنی ہر تین یا چار گھنٹے بعد دیا جاتا ہے ان میں معاشریت کی قدروں اور معیاروں کی پیروی کرنے کی زیادہ صلاحیت پائی جاتی ہے۔ اس کے برعکس وہ بچے جن کو دودھ ان کے بھوک کے اظہار کرنے پر فراہم کیا جاتا ہے یعنی بغیر نظام الاوقات کے' وہ معاشریت کی قدروں اور معیاروں کی پیروی میں سست رو پائے گئے ہیں۔ بچوں کو ماں کا دودھ چھڑانے کے عمل پر کی گئی تحقیقات کے مطابق وہ بچے جن کو ڈیڑھ سال کی عمر سے پہلے ماں کا دودھ چھڑا دیا جائے ان میں لوگوں کو پسند کرنے کے رجحانات کم پائے جاتے ہیں۔ بین الثقافتی تحقیقاتی معلومات کے مطابق بچوں میں انگوٹھا چوسنے کی ابتدائی عادت دودھ ملنے کے عمل میں رکاوٹ ظاہر کرتی ہے اور بعد میں یہ عادت تشویش کے عمل کے ساتھ منسلک ہو جاتی ہے۔

دوسرے عہد کو مبرزی عہد (Anal Stage) کہا جاتا ہے۔ یہ عہد ڈیڑھ سے تین سال کی

عمر تک پھیلا ہوتا ہے۔ اس عہد میں بچے کو بول و براز کی تربیت (Toilet Training) دی جاتی ہے اور یہ تربیت بچے کی شخصیت پر اور اس کے معاشریت کے عمل پر گہرے اثرات مرتب کرتی ہے۔ فرائیڈ کے مطابق اس عہد میں بچہ بول و براز والے حصے سے لذت محسوس کرتا ہے۔

بول و براز کی تربیت پر کی گئی تحقیقاتی معلومات کے مطابق اگر بچے کی یہ تربیت بہت سخت گیر ہو اور اسے معمولی خطاؤں پر بہت زیادہ سزا کا سامنا کرنا پڑے تو اس کی شخصیت میں بگاڑ پیدا ہو سکتا ہے اور اس کی معاشریت میں منفی رجحانات تقویت پکڑ سکتے ہیں۔ اگر یہ تربیت نظم و ضبط سکھانے کے انداز میں نرمی سے دی جائے تو اس کی معاشریت کے عمل پر مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

تیسرے عہد کو جنسی عہد (Phallic Stage) کہا جاتا ہے۔ یہ عہد تین سال سے چھ سال کی عمر تک پھیلا ہوتا ہے۔ اس عہد میں بچہ اپنے جنسی اعضاء سے لذت حاصل کرنے سے واقفیت حاصل کرتا ہے اور اپنے جنسی رجحانات کو دبا کر معاشریت کی قدروں اور معیاروں کی پیروی کرنا سیکھتا ہے۔ فرائیڈ کے مطابق اس عہد میں جب بچوں کے جنسی جذبات کے برخلاف ان کے والدین انہیں معاشریت کی قدروں اور معیاروں کا درس دیتے ہیں تو وہ مادری خلط کی نفسیاتی الجھن (Oedipus Complex) اور پدری خلط کی نفسیاتی الجھن (Electra Complex) کا شکار ہو جاتے ہیں۔ مادری خلط کی نفسیاتی الجھن کے تحت لڑکا ماں سے محبت اور باپ سے نفرت کرنے لگتا ہے اور باپ سے ظاہری محبت جتاتا ہے لیکن وہ باپ کی بیوی سے محبت کرتا ہے اور اپنی اس محبت کے دفاع کے لئے وہ باپ کے کردار سے مشابہت پیدا کر کے باپ جیسا کردار ظاہر کرنے لگتا ہے۔ اسی طرح پدری خلط کی نفسیاتی الجھن کے تحت لڑکی باپ سے محبت اور باپ کی بیوی یعنی اپنی ماں سے نفرت کرنے لگتی ہے۔ تاہم ماں کے ڈر اور خوف سے وہ اپنی ماں کے کردار سے مشابہت پیدا کر کے ماں جیسا کردار ظاہر کرنے لگتی ہے۔

مادری خلط کی نفسیاتی الجھن اور پدری خلط کی نفسیاتی الجھن پر کی گئیں بین الثقافتی تحقیقات کے مطابق یہ الجھنیں زیادہ تر یورپین معاشروں میں پائی جاتی ہیں اور دوسرے معاشروں میں ان کا وجود نہیں پایا جاتا۔

چوتھے عہد کو اخفاء کا عہد (Latency Stage) کہا جاتا ہے۔ یہ عہد چھ سے بارہ سال کی عمر تک پھیلا ہوا ہے۔ اس عہد میں بچہ اپنی شخصیت کے باہر کے ماحول میں زیادہ دلچسپی لیتا ہے اور معاشریت کے عمل میں بہت زیادہ فعال ہو جاتا ہے اور اسے بھرپور طریقہ سے سیکھتا ہے۔ وہ اپنی

برتری ثابت کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنے کے لئے تگ و دو کرتا ہے۔ اس طرح اس کی انا زیادہ حقیقت پسندانہ ہو جاتی ہے اور فوق الانا زیادہ ترقی کرتی ہے اور وہ زیادہ اخلاقی اور مثالی معیار قائم کرنے لگتی ہے۔ اس عہد میں بچے کی معاشریت کے لئے زیادہ توجہ اور صحیح رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ بہتر طور پر اپنے آپ کو معاشرے کی قدروں اور معیاروں کے مطابق ڈھالتا ہے۔

پانچویں اور آخری عہد کو تناسلی عہد (Genital Stage) کہا جاتا ہے۔ یہ عہد بارہ سال کی عمر سے لے کر بڑھاپے تک پھیلا ہوتا ہے۔ اس عہد تک بچہ بہت سی معاشریت سیکھ چکا ہوتا ہے اور اس کی پرانی معاشریت کئی زاویوں سے نئی معاشریت میں تبدیل ہو رہی ہوتی ہے اور وہ اپنی معاشریت کی قدروں اور معیاروں کے بارے میں خود فیصلے کرنے لگتا ہے۔ وہ جنس مخالف میں زیادہ دلچسپی لینے لگتا ہے اور اپنے ہم جنسوں میں بلند مقام حاصل کرنے کا بھی خواہشمند ہوتا ہے۔ وہ شادی کرتا ہے اور نئی معاشریت میں داخل ہو جاتا ہے اور بڑھاپے تک اس کی معاشریت میں ایک تسلسل برقرار ہو جاتا ہے۔

تحلیل نفسی کے نظریہ نے معاشریت کے عمل کو سمجھنے پر گہرے اثرات مرتب کئے ہیں۔ تحلیل نفسی کے نظریہ کی انفرادیت یہ ہے کہ یہ نظریہ ہمیں معاشریت کے عمل کے ان پہلوؤں کے بارے میں معلومات فراہم کرتا ہے جو کہ نفسیاتی نقطہ نگاہ سے بہت اہمیت کے حامل ہیں کیونکہ دوسرے نظریات میں ہمیں ان عوامل کے بارے میں معلومات نہیں ملتیں جو کہ یہ نظریہ فراہم کرتا ہے۔ اس نظریہ کے تحت بچے کے ابتدائی سالوں کو خاص طور پر اہمیت دی جاتی ہے اور جدید ماہرین اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ بچے کی معاشریت کے عمل میں ابتدائی سال بہت زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ تحلیل نفسی کے نظریہ سے اختلاف رکھنے والے ماہرین بھی اس نظریہ کو مکمل طور پر مسترد نہیں کرتے بلکہ اس نظریہ کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہیں۔

ثقافتی انسانیات اور معاشریت

انسانیات (Anthropology) بنی نوع انسان کے مطالعہ کی سائنس ہے۔ ثقافتی انسانیات، علم انسانیات کا ایک اہم حصہ ہے جو کہ بنی نوع انسان کے ثقافتی اور معاشرتی نظام کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔

ثقافتی انسانیات میں معاشریت کی اصطلاح سب سے پہلے ڈولارڈ (Dolard ء1935) نے

استعمال کی۔ ڈولارڈ ایک مشہور ماہر عمرانیات تھا جس نے بعد میں تحلیل نفسی پر اور ثقافتی انسانیات پر بھی کام کیا۔ اس کے مطابق معاشریت کے عمل کی بدولت ہی کسی معاشرے کی ثقافت اگلی نسل میں منتقل ہوتی ہے اور ثقافت اپنے وجود کو برقرار رکھتی ہے۔ یعنی معاشریت کے عمل کے ذریعے بچے میں اس کے اپنے معاشرے کی ثقافت کو منتقل کیا جاتا ہے۔ معاشریت کا عمل ایک طرف تو ثقافت کی بقاء کا کام سرانجام دیتا ہے اور دوسری طرف بچے کو اس کے اپنے معاشرے کا مفید رکن بناتا ہے۔

ثقافتی انسانیات میں معاشریت کی تعریف اس طرح بیان کی جاتی ہے کہ "بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو وہ اپنے معاشرے کا رکن بنتا ہے اور عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ اس کا اپنے معاشرے کے ساتھ رشتہ گہرا ہوتا جاتا ہے۔ وہ اپنے معاشرے کی ثقافت سیکھتا ہے اور معاشرے کی ثقافتی توقعات اور معیاروں پر پورا اترتا ہے اور بعد میں اپنی سیکھی ہوئی معاشریت کو اپنی اگلی نسل میں منتقل کرتا ہے"۔

اِرون (Irvin ء1954) کے مطابق ثقافت دو طرح کی ہوتی ہے: مادی ثقافت، جس میں مجسم اور ٹھوس اشیاء یعنی اوزار، ہتھیار، فنون لطیفہ وغیرہ شامل ہیں اور غیرمادی ثقافت، جس میں معاشرتی رواجات، رسومات، قوانین، روایات اور قدریں وغیرہ شامل ہیں۔ یہ دونوں طرح کی ثقافت ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل ہوتی رہتی ہے اور ایسا معاشریت کے عمل کے ذریعے ہوتا ہے۔

کلک کوہن (Kluckkohn) کے مطابق ہمیں ثقافتی انسانیات میں اصطلاح "Socialization" کی بجائے "Culturalization" استعمال کرنی چاہیئے کیونکہ ایک بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو وہ اپنی ثقافت کا رکن بنتا ہے اور اپنے معاشرے کی ثقافت کو سیکھتا ہے۔ وہ معاشرے کی ثقافتی توقعات اور معیاروں پر پورا اترتا ہے اور معاشریت سیکھنے کا عمل دراصل ثقافت سیکھنے کا عمل ہوتا ہے۔

ثقافتی انسانیات میں تحلیل نفسی کے نظریہ کے معاشریت سے متعلق کئی تعقلات پر تحقیقات کی گئی ہیں۔ ثقافتی انسانیات کے ماہرین نے مادری خلط کی نفسیاتی الجھن اور پدری خلط کی نفسیاتی الجھن کے تصورات کو اپنی تحقیقات کی بنیاد پر مسترد کر دیا ہے۔ ان ماہرین کے مطابق یہ نفسیاتی الجھنیں قدیم قبائل میں اور اکثر معاشروں میں نہیں ملتیں۔ جبکہ یورپی معاشروں میں یہ الجھنیں پائی جاتی ہیں اور ایسا اس لئے ہے کہ ان نفسیاتی الجھنوں کے مخصوص ثقافتی عناصر یورپی معاشروں میں

پائے جاتے ہیں۔

ثقافتی انسانیات میں معاشریت کے عمل کے بارے میں جو بین الثقافتی تحقیقات کی گئی ہیں ان کے نتائج کو اختصار کے ساتھ اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے:

(الف) ہر بچے میں اس کی اپنی تہذیب یا ثقافت کی قدریں اور معیار منتقل ہوتے ہیں۔

(ب) معاشریت کے عمل میں تہذیب و ثقافت کے عوامل سب سے زیادہ حاوی اور غالب ہیں۔

(ج) ثقافتی اور تہذیبی پہلو ہر فرد کی شخصیت کی بناوٹ کو بھی بڑی حد تک متعین کرتے ہیں اور ہر فرد کی شخصیت پر اس کی ثقافت کی گہری چھاپ موجود ہوتی ہے۔

(د) مختلف ثقافتوں میں معاشریت کے عمل کے اختلافات صرف اور صرف ثقافتی بنیادوں پر پائے جاتے ہیں۔

(ہ) تہذیبی اور ثقافتی پہلو ہر نسل میں کسی حد تک تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔

(و) مختلف ثقافتوں میں فرد کا کردار اس کے ثقافتی طریقوں کا آئینہ دار ہوتا ہے۔

عمرانیات اور معاشریت

عمرانیات کی تعریف ان الفاظ میں کی جاتی ہے کہ "عمرانیات معاشرے اور معاشرتی اداروں کی سائنس کا نام ہے جس میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ گروہی لحاظ سے افراد کس حد تک آپس میں مشابہ یا مختلف ہیں' نیز ایک ہی معاشرے سے وابستہ افراد کس طرح مشترکہ طور پر گروہی مقاصد کو آگے بڑھانے میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔"

عمرانیات میں معاشریت کی تعریف اس طرح کی جاتی ہے کہ "معاشریت کے عمل کے ذریعے افراد اپنے معاشرتی گروہ یعنی معاشرہ کا علم' مہارتیں' رویے' قدریں اور محرکات حاصل کرتے ہیں اور معاشریت کا عمل ایک طرف تو فرد کو اس کے معاشرے کا مفید رکن بناتا ہے اور دوسری طرف معاشرہ اور ثقافت کو اس عمل کی بدولت بقاء حاصل ہوتی ہے۔"

عمرانیات میں معاشریت کے عمل کی تشریحات بچوں کی معاشریت کے حوالے سے اور بالغوں کی معاشریت کے حوالے سے کی جاتی ہیں۔ بچوں کی معاشریت کے عمل میں تین اقسام کے

گروہ بنیادی کردار ادا کرتے ہیں جن میں خاندان' سکول اور ہمجولی گروہ (Peer Group) شامل ہیں۔ خاندان سے مراد ماں باپ' دادا دادی' بہن بھائی اور دوسرے عزیز و اقارب لئے جاتے ہیں۔ بچہ جب اس دنیا میں آتا ہے تو اس کا سب سے پہلا واسطہ انہی لوگوں سے پڑتا ہے۔ بچہ سب سے پہلے انہی لوگوں سے معاشرتی تعلقات قائم کرتا ہے اور ابتدائی معاشریت حاصل کرتا ہے۔ یہی ابتدائی معاشریت بچے کے طرز زندگی کا بڑی حد تک تعین کرتی ہے۔ بچے کی شخصیت پر والدین اور خاندان کے دوسرے افراد کا بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔ بچے کے لب و لہجے' چال ڈھال' دلچسپیاں' معاشرتی رویے' تعصبات' معاشرتی اور ثقافتی قدریں اور مذہب سے وابستگی جیسی سبھی باتیں والدین اور قریبی عزیز و اقارب سے سیکھی جاتی ہیں۔ سکول دور کی معاشریت میں بچہ نظم و ضبط' توقعات قائم کرنا اور مختلف کردار ادا کرنے سے واقفیت حاصل کرنا سیکھتا ہے۔ نظم و ضبط کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہ سیکھتا ہے کہ وقتی خوشی' لذت' انعام و اکرام اور معاشرتی پسندیدگی کو قربان کر کے وہ مستقبل میں زیادہ مثبت نتائج حاصل کر سکتا ہے جو کہ اسے معاشرے میں باعزت مقام دے سکتے ہیں۔ وہ اپنے مستقبل کے بارے میں توقعات اپناتا ہے اور امیدیں قائم کرتا ہے جن کی بدولت وہ اپنی معاشریت کو حاصل کرنے میں زیادہ فعال ہو جاتا ہے۔ وہ سکول دور میں ہی مختلف کردار ادا کرنے کی ابتدائی معاشریت حاصل کرتا ہے۔ یعنی سکول میں ایک طالب علم کا کردار کیسے ادا کرنا ہے' گھر میں ایک بیٹے یا بیٹی کا کردار کیسے ادا کرنا ہے' اور دوستوں میں ایک دوست کا کردار کیسے ادا کرنا ہے وغیرہ۔ بچوں کی معاشریت کا تیسرا بڑا ادارہ ہمجولی گروہ ہے۔ ہمجولی گروہ میں بچہ اپنے ہم عمروں سے معاشریت حاصل کرتا ہے۔ ہمجولی گروہوں میں بچوں کی دلچسپیاں اور ضروریات قریباً" یکساں ہوتی ہیں۔ وہ ایک دوسرے کی حقیقی ضروریات کو سمجھتے ہیں اور ایک دوسرے کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ ان سے عادتیں سیکھتے اور سکھاتے ہیں۔ بیشتر معاشرتی اعتبار سے قابل اعتراض باتیں ہم عمروں ہی سے سیکھی جاتی ہیں۔

عمرانیات میں بالغوں کے معاشریت کے عمل کے مطالعے دوبارہ معاشریت (Resocialization) کے حوالے سے اور پیشہ وارانہ معاشریت (Occupational Socialization) کے حوالے سے کیئے جاتے ہیں۔ جب فرد بالغ ہو جاتا ہے تو اس کی ذمے داریاں اور دلچسپیاں تبدیل ہو جاتی ہیں چنانچہ اسے پہلے سے سیکھے ہوئے کرداروں کو چھوڑ کر نئے کردار سیکھنے پڑتے ہیں اور اس کی دوبارہ معاشریت ہوتی ہے۔ جب فرد شادی کرتا ہے تو اسے ایک نئی معاشریت حاصل کرنا ہوتی ہے' وہ ایک ذمے دار فرد کی معاشریت حاصل کرتا ہے اور جب وہ باپ

بنتا ہے تو اس کی معاشرت میں مزید تبدیلیاں آتی ہیں۔ اس طرح یہ دوبارہ معاشرت کا سلسلہ جاری و ساری رہتا ہے۔

پیشہ ورانہ معاشرت کے عمل کو تین مرحلوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ پہلے مرحلے میں پیشے کا انتخاب کیا جاتا ہے اور اس کے بارے میں تعلیم و تربیت حاصل کی جاتی ہے۔ جیسے ڈاکٹر' انجینئر یا کاروبار کرنے کی تعلیم و تربیت حاصل کی جاتی ہے۔ دوسرے مرحلے میں متعلقہ پیشے کو اختیار کیا جاتا ہے اور فرد اس پیشے کے خوشگوار اور ناخوشگوار اثرات حاصل کرتا ہے۔ اگر فرد اس پیشے کے خوشگوار اثرات حاصل کرتا ہے تو وہ تیسرے مرحلے میں داخل ہو جاتا ہے اور اس پیشے کو تمام زندگی کے لئے اپناتا ہے' دوسری صورت میں وہ اپنے پیشے کو تبدیل کر لیتا ہے۔

عمرانیات میں جی ایچ میڈ (G.H.Mead 1931ء) کا نظریہ بچے کے معاشرت کے عمل میں اس کی ذات (Self) کے نشوونما پانے کے عمل کی وضاحت کرتا ہے۔ میڈ کے مطابق بچہ معاشرت کے عمل میں اپنی ذات کے تصور سے واقف "I" اور "Me" کے فرق کو جان کر ہوتا ہے۔ "Me" اس کی ذات کا وہ حصہ ہوتا ہے جو کہ وہ اپنے والدین اور عزیز و اقارب سے حاصل کرتا ہے۔ اس حصہ میں اندھی تقلید ہوتی ہے' اس کے افعال دوسروں کے اثرات کا نتیجہ ہوتے ہیں اور اس پر اس کو کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کی انفرادیت اور یکتائیت بھی نمودار ہوتی ہے۔ یہ پہلو اس کی ذات کا خاص اور اپنا ہوتا ہے اور اسے "I" کہا جاتا ہے۔ اس پہلو میں اس کی انا کو دخل ہوتا ہے۔ انا وہ حرکی عنصر ہے جو کہ اس کو دوسروں سے الگ کرتا ہے اور "I" کے عنصر کے تحت وہ "Me" کے اثرات کی چھان بین کرتا ہے اور اس میں سے اپنی مرضی کی چیزوں کا انتخاب کرتا ہے۔ اس میں اس کے شعور اور ارادے کا دخل ہوتا ہے۔ میڈ کے مطابق "I" کی انفرادیت کی وجہ سے ہی ایک خاندان میں انفرادی اختلافات پائے جاتے ہیں اور معاشرے میں تنوع موجود ہوتا ہے۔

مشہور امریکی ماہر عمرانیات کولے (Cooley 1929ء) کے نظریہ کے مطابق افراد کی معاشرت کا عمل ان کی ذات کے تین طرح کے تصورات کی بدولت متعین ہوتا ہے:

(i) ان کی شخصیت کا ظاہری تصور جیسا کہ دوسرے لوگ قائم کرتے ہیں۔

(ii) دوسرے لوگوں کے قائم کئے گئے تصور کے بارے میں ان کا اندازہ یا تصور۔

(iii) اس تصور سے فخر یا شرمندگی' یا مثبت یا منفی تصور کا احساس۔

کولے کے مطابق لوگ دوسروں کے خیالات اور تصورات کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالتے ہیں اور ان کے معاشریت کے عمل میں یہ بات بہت اہمیت رکھتی ہے۔ ان کا معاشریت کا عمل بڑی حد تک اس پہلو کی بدولت متعین ہوتا ہے۔

معاشریت کے مکتبہ فکر کی حیثیت سے عمرانیات نے معاشریت کے موضوع پر گہرے اثرات مرتب کئے ہیں اور عمرانیات میں پیش کی گئی معاشریت کی تعریف سے اکثر ماہرین متفق ہیں۔ اس کے علاوہ عمرانیات میں بچوں کی معاشریت کے حوالے سے اور بالغوں کی معاشریت کے حوالے سے کی گئیں تحقیقات معاشریت کے عمل کو سمجھنے کے لئے ایک گرانقدر اثاثہ ہیں اور ان سے افراد کے معاشریت کے عمل کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ تاہم عمرانی نظریات پر اس حوالے سے تنقید کی جاتی ہے کہ وہ معاشرے کے اثرات کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں اور فرد کی انفرادیت اور اس کے نفسی میلانات کو غیر اہم سمجھتے ہیں۔

آموزشی نظریات اور معاشریت

آموزشی نظریات کے حامی اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ معاشریت کا عمل ایک آموزشی عمل ہے۔ معاشریت کے عمل میں بچے کو مثبت اور منفی تقویت (Positive and Negative Reinforcement) بہم پہنچا کر معاشریت سکھائی جاتی ہے۔ بچہ وہ اعمال دہراتا ہے جن پر اسے مثبت تقویت فراہم کی جاتی ہے یعنی اس کے جن اعمال کے بارے میں پسندیدگی کا اظہار کیا جاتا ہے یا انعام و اکرام اور شاباش دی جاتی ہے یا اسے جھڑکا یا ٹوکا نہیں جاتا۔ بچہ وہ اعمال چھوڑ دیتا ہے جن پر اسے منفی تقویت فراہم کی جاتی ہے یعنی اس کے جن اعمال پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا جاتا ہے یا اسے سزا اور ڈانٹ ڈپٹ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ آموزشی نظریات کے مطابق بچے کے معاشریت کے عمل میں تقویت کا عنصر بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔

آموزشی نظریہ کی ابتداء پاولوف (Pavlov ء1927) نے کی۔ اس نے مشروط انعکاسی رد اعمال کی وضاحت مشروطیت کے عمل کے ذریعے کی۔ آموزشی نظریہ میں معاشریت کے عمل کے تناظر میں سب سے پہلی تحقیق جے بی واٹسن نے کی۔ اس نے بچوں کے بچپن کے عصبانی خوفوں (Neurotic Fears) پر تحقیقات کیں اور والدین کے لئے ایک لائحہ عمل تیار کیا کہ وہ بچوں کو کس طرح عصبانی خوفوں سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ وہاٹنگ (Whiting ء1941) نے سب سے

پہلے معاشریت کے عمل کے حوالے سے آموزشی نظریات کو باقاعدہ طور پر متعارف کروایا۔ سیرز (Sears ،1953) نے تحقیق کے ذریعے ثابت کیا کہ والدین کے آپس کے کشیدہ تعلقات کس طرح بچے کے معاشریت کے عمل پر برے اثرات مرتب کرتے ہیں اور بچہ اپنے والدین کی تقلید کرتے ہوئے اپنی معاشریت میں منفی اثرات حاصل کرتا ہے۔

آموزشی نظریات کے مطابق بچہ اپنے معاشریت کے عمل کے دوران اپنے معاشرے کی قدروں اور معیاروں کی پیروی کرنا سیکھتا ہے۔ تاہم انفرادی اختلافات پائے جانے کی بدولت اور معاشریت سکھانے والے آموزشی طریقوں کے اختلافات کی بدولت ہر بچے کی معاشریت دوسرے بچوں سے مختلف ہوتی ہے۔ معاشریت کے عمل میں بچوں کا کردار "مہیجات وصول کرنا اور رد اعمال پیش کرنا" کے بنیادی اصول کے تحت متحرک ہوتا ہے۔ مختلف اقسام کے مہیجات بچے میں مختلف اقسام کے رد اعمال پیدا کرتے ہیں۔ معاشرہ بچے کے جن کرداروں کو سراہتا ہے یعنی مثبت تقویت پہنچاتا ہے بچہ ان کرداروں کو دہراتا ہے اور جن کرداروں کو معاشرہ منفی تقویت پہنچاتا ہے بچہ ان کو چھوڑ دیتا ہے۔ کچھ آموزشی نظریات کے مطابق بچہ ایسے رد اعمال کو چھوڑ دیتا ہے جو کہ اس کے لئے تشویش کا باعث ہوتے ہیں اور ان رد اعمال کو اپناتا ہے جو کہ اس کے لئے مسرت کا باعث ہوتے ہیں۔

کئی آموزشی نظریات نے معاشریت کے عمل کی محرک اور ضرورت کی بنیاد پر وضاحت کی ہے۔ یعنی بچے کے معاشریت کے عمل میں اس کا کردار محرک اور ضرورت کے مطابق متحرک ہوتا ہے اور بچہ جو بھی معاشریت سیکھتا ہے وہ محرک اور ضرورت کی بنیاد پر سیکھتا ہے۔

بندورا (Bindura) کے نزدیک معاشریت کے عمل میں تقلیدی آموزش اہم کردار ادا کرتی ہے اور بچے معاشریت دوسروں کی تقلید کرتے ہوئے سیکھتے ہیں۔

بی ایف سکنر کے مطابق تقویت ہی وہ عنصر ہے جو کہ معاشریت کے سیکھنے کا سبب بنتا ہے۔ اس کے خیال کے مطابق ہم معاشریت کے عمل کو تقویت کی اہلیت اور قابلیت کی بنیاد پر بہتر سے بہتر بنا سکتے ہیں۔

آموزشی نظریات کے مطابق بچوں کے معاشریت سیکھنے کا عمل آموزش کے چار طریقوں کے مطابق جاری رہتا ہے۔ پہلا طریقہ مشروطیت کے عمل کے ذریعے سیکھنا ہے۔ مشروطیت کے عمل

میں کسی شے، تجربے یا واقعہ کا تعلق دوسری شے، تجربے یا واقعہ سے قائم کر لیا جاتا ہے۔ پھر اس شے، تجربے یا واقعہ کو اس تعلق کے حوالے سے جانا جاتا ہے۔ دوسرا طریقہ شناخت کے ذریعے (Identity Taking) سیکھنا ہے۔ جوں جوں بچے بڑے ہوتے ہیں وہ مختلف شناختیں سیکھتے ہیں۔ پانچ سال کی عمر تک بیشتر بچے اپنی اور دوسروں کی شناختیں اور بہت سے کرداروں کی شناختیں سیکھ لیتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں وہ معاشریت سیکھتے ہوئے اس قسم کا طرز عمل اختیار کرتے ہیں جس قسم کا طرز عمل اختیار کرنے کی ان سے توقع کی جاتی ہے۔ وہ والدین کی شناخت، خاندان کی شناخت، سکول کی شناخت، قوم کی شناخت، مختلف رشتوں کی شناخت اور ان سے متعلقہ کرداروں کی شناخت سیکھتے ہیں اور زبانی اور شعوری مہارتیں حاصل کر لینے کے بعد وہ ان شناختوں کو مختلف لیبلز کے تحت قبول کرتے ہیں۔ تیسرا طریقہ ماڈلنگ (Modeling) کے ذریعے سیکھنا ہے۔ معاشریت کے عمل میں بچے کسی قابل تعریف فرد یا محبوب، یا کسی خوفزدہ کرنے والے فرد کو ماڈل کے طور پر چن لیتے ہیں اور اس کی تقلید کرتے ہیں۔ یہ بھی ایک قسم کا شناخت کا عمل ہے۔ عموماً" ماڈلنگ کے عمل کو شخصی خود مختاری حاصل کرنے، معاشرتی طور پر ترقی کرنے یا معاشرتی ماحول کو ترقی دینے کے لئے اپنایا جاتا ہے۔ چوتھے اور آخری طریقہ کو مطابقت کے لئے آموزش حاصل کرنا (Learning to Cope) کہا جاتا ہے۔ معاشریت کے عمل میں نئے، انوکھے اور غیر متوقع حالات سے مطابقت حاصل کرنے کے لئے بھی آموزش حاصل کی جاتی ہے جو کہ معاشرے کے معیاروں اور قدروں کے مطابق ہوتی ہے اور اس آموزش کی بدولت ہی معاشریت کا عمل بہتر طور پر جاری و ساری رہتا ہے۔

معاشریت کے مکتبہ فکر کی حیثیت سے آموزشی نظریات نے معاشریت کے عمل کو سمجھنے کے لئے مفید معلومات بہم پہنچائی ہیں اور معاشرتی نفسیات دان آموزشی نظریات کا زیادہ تر استعمال اپنے معاشریت کے عمل کے مطالعوں میں ہی کرتے ہیں۔ تاہم وقوفی نظریہ کے حامی کئی حوالوں سے آموزشی نظریات پر تنقید کرتے ہیں۔

وقوفی نظریہ اور معاشریت

وقوفی نظریہ (Cognitive Theory) کے ماہرین نے آموزشی نظریات کے معاشرتی آموزش کے ماڈل پر سخت تنقید کی ہے۔ ان کے مطابق ہم ایک انسان کو ایک بلیک باکس کی صورت میں نہیں سمجھ سکتے جو کہ مہیجات وصول کرتا ہے اور رد اعمال پیش کرتا ہے۔ بلکہ بچے کے معاشریت کے عمل کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے ہمیں بچے کے اندر واقع ہونے والی تبدیلیوں کے

بارے میں جاننا ضروری ہے۔ یعنی بچے کی وقوفی ساخت (Cognitive Structure) پیدائش سے لے کر وقت کے ساتھ ساتھ تبدیل اور پختہ ہوتی رہتی ہے اور وقوفی ساخت کی اس نشوونما کی بدولت بچہ اپنے معاشریت کے مسائل کو حل کرتا ہے۔

وقوفی نظریہ کے مطابق بچے پیدائشی طور پر ان تصورات کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں کہ وہ کون ہیں؟ یا انہیں کیا ہونا چاہئے؟ ان تصورات کی مدد سے بچوں میں تجربات کے ذریعے سیکھنے کا عمل واقع ہوتا ہے۔ اس عمل کو ماہرین وقوفی عمل (Cognitive Process) قرار دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ وقت کے ساتھ ساتھ بچوں کے تجربات میں اضافہ اور تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں جنہیں ماہرین وقوفی نشوونما (Cognitive Development) کا عمل قرار دیتے ہیں۔ وقوفی نظریہ کے مطابق بچے کی معاشریت کا عمل اس کی وقوفی نشوونما کے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ جیسے جیسے بچے کی وقوفی نشوونما ہوتی جاتی ہے وہ معاشریت کے عمل میں ترقی یافتہ ہوتا جاتا ہے۔

پیاجے (Piaget) کے مطابق جوں جوں بچہ عمر میں بڑا ہوتا ہے اس کی وقوفی ساخت میں تعمیر در تعمیر کا عمل جاری و ساری رہتا ہے۔ بچہ اپنی وقوفی ساخت میں ذہنی خاکے تشکیل دیتا ہے اور وہ اپنا کردار ان ذہنی خاکوں کی مناسبت سے پیش کرتا ہے۔ اس کے یہ ذہنی خاکے اس کے تجربات کی بدولت وجود میں آتے ہیں اور وہ اپنی معاشرتی اور مادی دنیا کی تشریح و تعبیر ان ذہنی خاکوں کی مدد سے کرتا ہے اور اپنی نشوونما کے ساتھ ساتھ وہ اپنے ذہنی خاکوں میں نئے تجربات کا اضافہ کر کے اپنی معاشرتی اور مادی دنیا کے ساتھ توازن (Equilibration) برقرار رکھتا ہے اور اپنی وقوفی ساخت کو ہر وقت نئے تجربات سے ہم آہنگ کرنے کے لئے تیار رکھتا ہے۔

پیاجے سوئٹزرلینڈ کا باشندہ تھا۔ اس نے اپنے تین بچوں اور دیگر بچوں پر تجربات کے ذریعے اور ان کے مشاہدے کے ذریعے وقوفی نشوونما کے تین ادوار بیان کئے ہیں: پہلے دور کو وہ جو کہ پیدائش سے لے کر دو سال کے عرصے پر محیط ہوتا ہے، حسی حرکی مرحلہ (Sensory Motor Period) قرار دیتا ہے۔ پیاجے کے مطابق بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو وہ کردار کا انعکاسی نظام لے کر پیدا ہوتا ہے۔ دو سال کی عمر تک بچہ اپنے کردار کے انعکاسی نظام کے تجربات کے ذریعے اس بات سے کافی حد تک واقف ہو جاتا ہے کہ اس کے اردگرد ایک دنیا آباد ہے اور اسے اس دنیا کے بارے میں بہت کچھ جاننا ہے۔ دوسرے دور کو مقرون اعمال کا دور (Concrete Operations Perio[illegible]) قرار دیا جاتا ہے جو کہ دو سال سے تیرہ سال کے عرصے پر محیط ہوتا ہے۔ پیاجے کے

مطابق اس عرصہ کے دوران بچہ کافی زیادہ نشوونما حاصل کر لیتا ہے۔ وہ زبان کا استعمال سیکھ جاتا ہے۔ اپنی ذہانت کے بل بوتے پر وہ اپنے اردگرد کے ماحول سے واقف ہو جاتا ہے اور اس کی ادراکی نشوونما میں بھی کافی اضافہ ہو جاتا ہے یوں وہ کسی حد تک منطق کے استعمال کو بھی سیکھ لیتا ہے۔ آخری دور جو کہ جوانی کی طوالت کے ساتھ جاری رہتا ہے اسے صوری اعمال کا دور (Formal Operations Period) کہا جاتا ہے۔ اس دور میں بچہ ایک مکمل انسان کے طور پر نشوونما حاصل کرتا ہے۔ اس کی وقوفی نشوونما میں مکمل پختگی آ جاتی ہے اور وہ پیچیدہ قسم کی منطق اختیار کر سکتا ہے اور بہت پیچیدہ مسائل کو بھی حل کر سکتا ہے۔

وقوفی نظریہ کے مطابق ان تینوں ادوار میں معاشریت کا عمل جاری رہتا ہے اور بچے کی وقوفی نشوونما اس کے معاشریت کے عمل میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ وہ اپنی وقوفی نشوونما کی بدولت اپنے معاشریت کے مسائل سے نبرد آزما ہوتا ہے اور اپنی معاشرتی دنیا سے توازن برقرار رکھتا ہے۔ اس کی وقوفی ساخت ہر وقت اسے نئے تجربات سے ہم آہنگ کرنے کے لئے تیار ہوتی ہے اور اس طرح وہ اپنا معاشریت کا عمل اپنی وقوفی پختگی کی بنیاد پر حاصل کر لیتا ہے۔ وقوفی نظریہ کے ماہرین کے مطابق بچے کی اخلاقی قدروں کی معاشریت بھی ان تینوں ادوار میں مکمل ہو جاتی ہے۔

معاشریت کے مکتبہ فکر کی حیثیت سے وقوفی نظریہ نے بچے کے معاشریت کے عمل کے ذہانتی افعال کو اجاگر کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ یہ نظریہ نہ صرف بچے کے معاشریت کے عمل کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے بلکہ اس نظریہ سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ بچہ معاشریت کے ایک فعال عامل کی حیثیت سے اپنے معاشریت کے مسائل کس طرح حل کرتا ہے۔

ثقافت اور معاشریت

ہم جو کچھ کھاتے ہیں یا پیتے ہیں، جو عقائد رکھتے ہیں یا جس قسم کی موسیقی سنتے ہیں یا جس طرح کے موقعوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں، ان تمام باتوں کا ہماری ثقافت سے بہت گہرا تعلق ہوتا ہے۔ بنی نوع انسان میں ثقافتی اختلافات بہت زیادہ پائے جاتے ہیں اور یہ اختلافات ہر ثقافت کی مخصوص معاشریت سیکھنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ آئن روبرٹسن (Ian Robertson ء1977) کے مطابق امریکی کستورا مچھلی کھا لیتے ہیں لیکن گھونگھے نہیں کھاتے، فرانسیسی گھونگھے کھا لیتے ہیں لیکن درختوں کی پھلیاں نہیں کھاتے، جنوبی افریقہ کے کچھ قبائل درختوں کی پھلیاں کھا لیتے ہیں لیکن مچھلی نہیں کھاتے، یہودی مچھلی کھا لیتے ہیں لیکن سور کا گوشت نہیں کھاتے، ہندو سؤر کا گوشت کھا

لیتے ہیں لیکن گائے کا گوشت نہیں کھاتے' روسی گائے کا گوشت کھا لیتے ہیں لیکن سانپ نہیں کھاتے' چین کے لوگ سانپ کھا لیتے ہیں لیکن انسان نہیں کھاتے' لیکن گیانا کے ایک قبیلے کے لوگ انسانی گوشت بڑی رغبت سے کھاتے ہیں۔

لباس پہننے کے طور طریقوں میں اس سے بھی زیادہ اختلافات پائے جاتے ہیں۔ مسلم خواتین پردے کی سخت پابند ہوتی ہیں اور اگر وہ اپنا چہرہ بھی بے پردہ رکھیں تو انہیں منحرف سمجھا جاتا ہے۔ امریکی اور یورپی خواتین چہرہ' بازو اور ٹانگیں لازماً" بے پردہ رکھتی ہیں اور ان کے لئے صرف جسم کے مخصوص حصوں کو ڈھانپنا ضروری ہوتا ہے' اگر وہ ایسا نہ کریں تو انہیں منحرف سمجھا جاتا ہے۔ فلپائن کے ٹاساڈے قبیلے کی عورتوں کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ مکمل طور پر بے لباس ہو کر اپنے روزمرہ کے امور سرانجام دیں' اگر وہ ایسا نہیں کرتیں تو انہیں منحرف سمجھا جاتا ہے۔

ثقافت کا لوگوں کے معاشرتی کردار سے گہرا تعلق ہوتا ہے' جیسا کہ ان معلومات سے عیاں ہے۔ لوگوں کے ان معاشرتی کرداروں میں اختلافات صرف اور صرف ان ثقافتوں کی مخصوص معاشریت سیکھنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ کئی ماہرین کے خیال میں معاشریت کا عمل دراصل ثقافتی عمل ہے اور یہ عمل ثقافت کی بقاء کے لئے کام کرتا ہے اور اس سے ثقافت کو پائیداری حاصل ہوتی ہے۔ کچھ دوسرے ماہرین کے مطابق افراد کے معاشریت کے عمل میں ثقافتی اثرات' حیاتیاتی اور دوسرے عناصر سے زیادہ گہرے مرتب ہوتے ہیں۔

ثقافت سے مراد ایسے ثقافتی طریقے ہیں جو کہ لوگوں کا ایک منظم گروہ' معاشرہ یا قوم اپنے معاشرتی تعامل میں مخصوص مادی ماحول کے اندر اختیار کرتے ہیں۔ یہ ثقافتی طریقے اس ثقافت کے مخصوص قوانین' معیاروں' قدروں اور روایات پر مشتمل ہوتے ہیں۔ بعض اوقات ثقافت کو لوگوں کی معاشرتی دراثت سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ یعنی ثقافت عادات واطوار اور اقدار کا ایک منظم اور مستقل نمونہ ہوتی ہے جو نسل در نسل منتقل ہوتی رہتی ہے۔

معاشریت کے عمل میں ہر انسانی بچہ نہ صرف اپنی ثقافت سے آشنا ہوتا ہے بلکہ وہ اپنے معاشریت کے عمل کے ذریعے اپنی ثقافت کو اپنی ذات کا حصہ بناتا ہے اور اس کے جواب میں وہ اسے اگلی نسل تک پہنچانے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ ثقافت ایک آموزشی کردار ہے اور اسے ایک ایسا فریم ورک قرار دیا جاتا ہے جس میں نشوونما پاتے ہوئے ہر بچہ نہ صرف اس کے اثرات حاصل کرتا ہے بلکہ وہ خود کو اس فریم ورک میں ڈھالتا ہے۔ باوجود اس کے کہ ہر فرد منفرد ہوتا ہے لیکن ثقافت

کے ہر فرد پر گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

مختلف ثقافتوں کے حوالے سے معاشریت کی میکانیت کو بیان کرتے ہوئے ثقافتوں کو ان کی قدروں کے اعتبار سے دو قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ پہلی قسم کو متجانس ثقافت (Homogeneous Culture) کہا جاتا ہے۔ اس قسم سے مراد ایسی ثقافت لی جاتی ہے جہاں معاشریت سکھانے والے ادارے ایک جیسی قدریں سکھاتے ہیں اور معاشریت کا عمل کسی رکاوٹ یا تضاد کے بغیر ایک ہی سمت میں تسلسل کے ساتھ جاری رہتا ہے۔ اس کے ذریعے فرد کو متعلقہ ثقافت کے طریقوں کے مطابق بھرپور زندگی گزارنے کا اہل بنایا جاتا ہے اور فرد کا ہر فعل اور ہر تجربہ اس کے مستقبل کے کردار کو ثقافتی طریقوں کے مطابق ڈھالنے کے لئے واقع ہوتا ہے۔ اس قسم کی ثقافتیں کمیونسٹ معاشروں اور مذہبی بنیادوں پر استوار معاشروں میں پائی جاتی ہیں۔ ثقافت کی دوسری قسم کو غیر متجانس ثقافت (Hetrogeneous Culture) کہا جاتا ہے۔ اس سے مراد ایسی ثقافت لی جاتی ہے جس میں ثقافت کے ہر گروہ کی قدریں اور طریقے دوسرے گروہوں سے مختلف یا متضاد ہوتے ہیں۔ جیسے ہمارے ہاں خاندان اور تعلیمی اداروں میں ہم آہنگی اور یکجہتی پر زور دیا جاتا ہے لیکن ہمجولی گروہوں کی سرگرمیاں اس کے برعکس ہوتی ہیں۔ اس قسم کی ثقافت کی معاشریت میں کبھی ایک گروہ کا اثر زیادہ ہو جاتا ہے اور کبھی دوسرے کا اور دوبارہ معاشریت (Resocialization) کا عمل بھی جاری رہتا ہے۔ ماضی کے گروہوں کے ساتھ قائم کئے گئے تعلقات ختم کر کے نئے لوگوں کے ساتھ تعلقات استوار کئے جاتے ہیں اور زندگی میں مشکلات اور تکالیف پیدا کرنے والے تجربات کو ختم کر کے نئے تجربات سیکھے جاتے ہیں۔ اکثر جمہوری معاشرے اس قسم کی ثقافتوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔

ہر ثقافت میں معاشریت کا عمل اس ثقافت کے مخصوص معیاروں اور قدروں کے مطابق ہوتا ہے جو کہ اس ثقافت کے معاشریت کے مافیہ اور طریقوں کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ ہر ثقافت کا اپنا مخصوص معاشریت کا مافیہ اور طریقے ہوتے ہیں۔ اگر مختلف ثقافتوں کے معاشریت کے مافیہ اور طریقوں کا تقابلی جائزہ لیا جائے تو ترقی یافتہ ممالک یعنی امریکہ اور یورپی ممالک میں بچوں کے معاشریت کے عمل میں جو مافیہ اور طریقے پائے جاتے ہیں ان کی بدولت بچوں میں شخصی آزادی اور تحفظ کے احساسات پیدا ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس کمیونسٹ ممالک کی ثقافتوں میں بچوں کی شخصی آزادیوں پر بہت سی پابندیاں عائد کی جاتی ہیں۔ کچھ ثقافتوں میں بچوں کو معاشریت سیکولر بنیادوں پر فراہم کی جاتی ہے اور کچھ دوسری ثقافتوں میں بچوں کی معاشریت مذہبی بنیادوں پر سکھائی جاتی ہے

کیونکہ ان ثقافتوں کے معاشریت کے مافیہ اور طریقے اسی نوعیت کے ہیں۔

ثقافتی نقطہ نگاہ سے اگر ہم معاشریت کے عمل کا عالمی سطح پر جائزہ لیں تو تمام ثقافتوں میں بچے کے معاشریت کے عمل کے لئے بنیادی لوازمات پورے کئے جاتے ہیں۔ ہر ثقافت میں بچے کی پیدائش کے بعد اس کی خوراک اور حفاظت کا بندوبست کیا جاتا ہے' اس کی مناسب دیکھ بھال کی جاتی ہے اور اس کی بنیادی ضروریات پوری کی جاتی ہیں۔ اس کی معاشریت کے لئے اسے بنیادی مواقع فراہم کئے جاتے ہیں۔ اس کی کم مائیگی اور دوسروں پر انحصاریت کو سمجھتے ہوئے اسے بول و براز کی تربیت فراہم کی جاتی ہے۔ بیمار ہونے پر اس کی صحت یابی کی مناسب کوشش کی جاتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں ہر ثقافت بچے کے معاشریت کے عمل میں اپنے کردار کی ذمے داری لیتی ہے۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ تمام ثقافتیں بچوں کے معاشریت کے عمل کو چار طرح سے متعین کرتی ہیں:

1: ہر ثقافت کے اپنے معیار' قدریں اور کردار ہوتے ہیں اور بچہ اپنے معاشریت کے عمل کے ذریعے اپنی ثقافت کے معیاروں' قدروں اور کرداروں کو سیکھتا ہے اور اپنے آپ کو ان کے مطابق ڈھالتا ہے۔

2: مختلف ثقافتوں میں بچوں کی پرورش کرنے کے طریقوں میں اختلافات پائے جاتے ہیں اور ہر ثقافت بچوں کی پرورش اپنے اپنے طریقوں کے مطابق کرتی ہے۔ کئی ثقافتوں میں بچوں کی پرورش میں ان کی ماں بہت زیادہ کردار ادا کرتی ہے۔ کئی دوسری ثقافتوں میں بچوں کی پرورش میں ان کی ماں اور باپ دونوں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ کچھ ثقافتوں میں بچوں کی پرورش میں ماں باپ کا کردار ثانوی حیثیت اختیار کر جاتا ہے اور بچوں کو بچوں کی پرورش کرنے والے اداروں کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ کچھ ثقافتوں میں بچوں کی بول و براز کی تربیت بہت سخت گیر ہوتی ہے۔ اس کے برعکس دوسری ثقافتوں میں یہ تربیت نرمی سے یعنی نظم و ضبط سکھانے کے انداز میں دی جاتی ہے۔ اس طرح مختلف ثقافتوں میں بچوں کی پرورش کرنے کے طریقوں میں اور بھی بہت سے اختلافات پائے جاتے ہیں۔

3: تمام ثقافتوں میں بچوں کی معاشریت کے عمل میں ان کی شخصیت کے خصائص' محرکات' رویے اور قدریں ان کی ثقافت کی آئینہ دار ہوتی ہیں۔ افراد کی شخصیت کی تشکیل میں اور ان کے محرکات' رویوں اور قدروں کے تعین میں ان کی ثقافت اہم کردار ادا کرتی ہے۔

4: تمام ثقافتوں میں بچوں کی پیدائشی انگیختیں (Impulses) یعنی جارحیت، جنس اور دوسروں پر انحصار کرنے کی انگیختیں ان ثقافتوں کے معاشرت کے طریقوں کے مطابق تشکیل دی جاتی ہیں۔ ہر ثقافت بچوں کی جارحیت کو اپنے اپنے طریقوں کے مطابق کنٹرول کرتی ہے اور ان کے جنسی محرک میں اپنے اپنے طریقوں کے مطابق ترمیم کرتی ہے، نیز بچوں کو جو خود انحصاری کی تربیت فراہم کی جاتی ہے وہ مختلف ثقافتوں میں مختلف ہوتی ہے۔

معیاری پختگی کا نظریہ اور معاشرت

معیاری پختگی کا نظریہ (Normative Maturational Theory) بچے کے معاشرت کے عمل کی وضاحت اس کی جسمانی پختگی کے حوالے سے کرتا ہے۔ اس نظریہ کے مطابق بچہ جوں جوں جسمانی پختگی حاصل کرتا جاتا ہے توں توں وہ اپنی معاشرت کے عمل میں ترقی یافتہ ہوتا جاتا ہے اور بچے کے معاشرت سیکھنے کے عمل کا اس کی جسمانی پختگی کے ساتھ گہرا تعلق ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں آرنلڈ گیسل (Arnold Gessel) کا نظریہ اہم ہے۔ گیسل کے مطابق بچے کی معاشرت سیکھنے میں اس کی جسمانی پختگی جسے وہ تیاری کی حالت (State of Readiness) کہتا ہے بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ اس کے خیال میں جب تک بچہ پختگی کے ایک مخصوص عہد تک نہیں پہنچتا اس وقت تک وہ اس عہد سے متعلق معاشرت نہیں حاصل کر سکتا لیکن جب بچہ پختگی کے متعلقہ عہد تک پہنچ جاتا ہے تو اس عہد سے متعلق معاشرت وہ آسانی سے حاصل کر لیتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک بچہ پانچ ماہ کی عمر سے پہلے حقیقی معاشرتی مسکراہٹ کا اظہار نہیں کر سکتا یعنی دوسروں کی آوازوں یا حرکات پر مسکرا کر ردعمل پیش نہیں کر سکتا کیونکہ پانچ ماہ کی عمر میں بچے کے اس ردعمل کے اظہار کا تعلق اس کے عضلات اور پٹھوں اور ہونٹوں کو حرکت دینے کی پختگی سے ہوتا ہے۔

بچے میں سب سے پہلے پختگی کا عمل اس کی انعکاسی حرکات (Reflexes) اور آخذات (Receptors) میں ہوتا ہے۔ پیدائش کے وقت بچے کی حرکات میں پختگی نہیں ہوتی۔ اس کا سر، ہاتھ اور پاؤں کے عضلات اس قابل نہیں ہوتے کہ اطمینان بخش طریقے پر اپنے وظائف ادا کر سکیں۔ پیدائش کے چند روز بعد بچے کی انعکاسی حرکات مثلاً دودھ پینا، لبوں کو جنبش دینا، چوسنا اور نگلنا پختہ ہو جاتی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ بچے کے آخذات کی پختگی شروع ہو جاتی ہے۔ دباؤ کی حس، حرارت کی حس اور درد کی حس میں سب سے پہلے پختگی واقع ہوتی ہے۔ ناک، زبان، کان اور

آنکھ مہیجات کے جوابی فعل پیش کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ پلک جھپکنا' چہرہ سکیڑنا' آنکھوں کو کھولنا اور بند کرنا جیسی حرکات میں پختگی آ جاتی ہے۔ ابتداء میں ان حرکات کا تعلق معاشرتی دنیا سے نہیں ہوتا لیکن بعد میں یہ تمام حرکات بچے کی معاشرتی دنیا سے وابستہ ہو جاتی ہیں۔

بچے کے توافقی کردار (Adaptive Behavior) کی پختگی کا تعلق اس کے معاشریت حاصل کرنے سے بہت گہرا ہے۔ بچہ توافقی کردار کی پختگی کے تحت پہلے سال میں اپنے عضلات پر قابو پاتا ہے اور چیزوں کو پکڑنے اور کھڑا ہونے کی مشق کرتا ہے۔ چھ ماہ کی عمر میں بچہ بیٹھنا شروع کر دیتا ہے۔ بارہ اور چودہ ماہ کے درمیان وہ آہستہ آہستہ چلنا شروع کر دیتا ہے۔ ایلزبتھ بی ہرلاک (Elizabeth B.Herlock) نے بچے کی شیر خوارگی اور اوائل بچپن کے عہد تک کی پختگی اور معاشریت کے عمل کو اس طرح بیان کیا ہے کہ یہ عہد پیدائش سے لے کر پانچ سال کے عرصہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ ہرلاک کے مطابق بچہ پانچ ماہ کی عمر میں حقیقی معاشرتی مسکراہٹ کا اظہار کرنے لگتا ہے اور دوسروں کی حرکات یا آوازوں پر رد عمل کا اظہار کرنے لگتا ہے اور اس طرح اس کے معاشریت کے عمل کا باقاعدہ آغاز ہوتا ہے۔ پہلے سال کے ختم ہونے تک بچے کا رویہ دوستانہ ہوتا ہے اور اسے سنبھالنا آسان ہوتا ہے۔ بچہ ہر بات یا حرکت کا مثبت رد عمل ظاہر کرتا ہے اور اس طرح پہلے سال میں بچے کی حالت متوازن ہوتی ہے۔ دوسرے سال میں وہ اپنی جسمانی پختگی کے بہتر ہونے کے سبب چلتا ہے اور دوڑتا ہے اور چند الفاظ بھی ادا کرنے لگتا ہے۔ معاشریت کے عمل میں دوسرے سال کے وسط تک بچے کے رویہ میں تبدیلی آنے لگتی ہے اور اس کی توازنی حالت غیر توازنی حالت میں تبدیل ہونے لگتی ہے اور بچہ ہنگامہ پسند اور شور پسند ہو جاتا ہے۔ تاہم دوسرا سال ختم ہونے سے پہلے بچہ دوبارہ توازنی حالت حاصل کر لیتا ہے۔ دوسرے سال ہی میں وہ اپنے ہم عمروں سے معاشرتی تعلقات استوار کرنا سیکھتا ہے اور دوسرے سال کے آخر تک اس قدر جسمانی پختگی حاصل کر لیتا ہے کہ وہ بول و براز کی تربیت مکمل کر لیتا ہے۔ تین سال کی عمر تک اس کی جسمانی پختگی مزید بہتر ہو جاتی ہے اور وہ گھر کے چھوٹے موٹے کام کرنے لگتا ہے اور تعاونی رویہ ظاہر کرتا ہے۔ اس عرصہ تک بچہ اپنی معاشریت کا عمل اپنے والدین' عزیز و اقارب اور ہم جولیوں سے کسی حد تک سیکھ چکا ہوتا ہے۔ چوتھے سال میں وہ اپنی جسمانی پختگی کے ساتھ ساتھ ذہنی پختگی کی بدولت بڑوں سے سوال پوچھنے شروع کر دیتا ہے اور کسی حد تک اپنے معاملات میں آزاد ہو جاتا ہے۔ بچے کے معاشریت کے عمل میں اس کی شخصیت نکھرنا شروع ہو جاتی ہے اور اس عرصے میں وہ گھر کی معاشریت کے ساتھ ساتھ سکول کی معاشریت بھی حاصل کرنے لگتا ہے۔ پانچویں سال میں وہ اچھائی

کودنے اور کہانی سنانے کے قابل ہو جاتا ہے اور اپنی چھوٹی سی دنیا کا پر اعتماد شہری بن جاتا ہے اور اس کے معاشریت کے عمل میں ہم جولی گروہوں کا اثر' سکول کا اثر اور دوسرے ذرائع یعنی ٹی وی کے پروگراموں کا اثر بڑھنے لگتا ہے۔

پانچ سال سے لے کر بارہ سال کی عمر تک کے عہد کو بچپن کا عہد کہا جاتا ہے۔ اس عہد میں بچہ جسمانی پختگی کے کئی مزید مراحل طے کر لیتا ہے۔ اس کا جسم پہلے سے مزید پختہ ہو جاتا ہے' عضلات مضبوط ہو جاتے ہیں اور اس کی جسمانی نشوونما کی رفتار بڑھنے لگتی ہے۔ آر جے ہیوی گہرسٹ (R.J.Havighurst ء1972) بچپن کے عہد کے معاشریت کے عمل کو اس طرح بیان کرتا ہے: (i) بچہ کھیل کود اور جسمانی کاموں کی مہارت حاصل کرتا ہے۔ (ii) وہ اپنے تجربات کے بارے میں ذاتی شعور حاصل کرتا ہے۔ (iii) وہ اپنے ہم عصروں کے ساتھ میل جول رکھنا سیکھتا ہے۔ (iv) وہ اپنی جنس سے متعلقہ کردار سیکھتا ہے۔ (v) وہ اپنی روزمرہ کی زندگی کے لئے ضروری تصورات سیکھتا ہے۔ (vi) وہ ضمیر' اخلاق اور دوسری قدروں کی نشوونما حاصل کرتا ہے۔ (vii) وہ معاشرتی گروہوں اور اداروں کی طرف موزوں رویوں کی نشوونما حاصل کرتا ہے۔

بارہ سال سے لے کر پچیس سال کی عمر تک کے عرصے کو عنفوان شباب یا نوجوانی (Adolescence) کا عہد کہا جاتا ہے۔ بورنگ (Boring) کے مطابق عنفوان شباب کا عہد لڑکیوں میں بارہ سال سے اکیس سال اور لڑکوں میں چودہ سال سے پچیس سال تک کا ہوتا ہے۔ یہ عہد غیر معمولی جسمانی' ذہنی اور غدودی تغیرات کا زمانہ ہے اور یہ عہد جنسی اعتبار سے بھی بہت اہم ہے۔ لڑکوں اور لڑکیوں میں جنسی علامتیں ظاہر ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ لڑکوں کو مونچھ داڑھی نکل آتی ہے اور آواز بھاری ہو جاتی ہے۔ لڑکیوں میں شرم و حیا ظاہر ہونے لگتی ہے اور ان کی چھاتیاں بڑھ جاتی ہیں اور ان کی آواز تبدیل ہو جاتی ہے۔ اس عہد کے معاشریت کے عمل کی تفصیل اس طرح ہے: (i) اس عہد میں خودنمائی اور اپنی اہمیت جتانے پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ (ii) ماضی کی نسبت اس عہد میں زیادہ آزادی حاصل کرنے کی جستجو کی جاتی ہے اور اپنے اوپر غیر ضروری پابندیوں کو قبول نہیں کیا جاتا۔ (iii) اس عہد میں اپنی معاشی ضروریات کا بھی احساس ہوتا ہے اور ان کی اہمیت عیاں ہوتی ہے۔ (iv) شخصیت کی تعمیر و ترقی اور صحت مندانہ نشوونما کے لئے کھیل' تفریح اور دیگر معاشرتی مشاغل میں دلچسپی بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ (v) عنفوان شباب میں مہم جوئی اور نئی نئی سرگرمیوں میں دلچسپی بہت بڑھ جاتی ہے اور کچھ نہ کچھ سنسنی خیز کرنے کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ (vi) پیشے کے انتخاب کی طرف توجہ دی جاتی ہے اور مستقبل کے پیشے کو مدنظر رکھتے

ہوئے تعلیم و تربیت حاصل کی جاتی ہے۔(vii) عنفوان شباب میں صنفی بالیدگی اور صنفی خصوصیات پیدا ہو جانے کی وجہ سے جنس مخالف کی طرف زبردست رغبت پیدا ہوتی ہے اور بہت سی ایسی سرگرمیوں کی معاشریت حاصل کی جاتی ہے جن کی بدولت جنس مخالف کو اپنی طرف متوجہ کیا جا سکے۔(viii) اس عہد میں یہ دلی خواہش ہوتی ہے کہ اپنے ہم عمروں میں مقبولیت حاصل ہو اور اس کے لئے جسمانی اور معاشرتی موزونیت کی طرف خاص طور پر توجہ دی جاتی ہے۔(xi) اس عہد میں نوجوان اپنے معاشرتی ماحول کو اچھی طرح سمجھنے کے قابل ہو جاتے ہیں' وہ معاشرتی اور ثقافتی اداروں میں بہت زیادہ دلچسپی لینے لگتے ہیں اور معاشرے اور ثقافت کو ترقی دینے اور روایات کو آگے بڑھانے میں اپنا بھرپور کردار ادا کرتے ہیں۔(x) اس عہد سے پہلے دوست بنانے کا معیار صرف یہ ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کو دوست بنایا جائے جو اکثر ملتے رہتے ہیں۔ لیکن اس عہد میں اپنی پسند اور دلچسپیوں کی مناسبت سے دوست بنائے جاتے ہیں۔

پچیس سال سے لے کر پینتالیس سال کے عرصے کو بلوغت (Adulthood) کا عہد قرار دیا جاتا ہے اور اسے پختگی کا عہد بھی کہا جاتا ہے۔ اس عہد میں فرد کا جسم اور ذہن پوری پختگی حاصل کر لیتے ہیں اور معاشریت کے عمل میں بچہ ایک فرد کی حیثیت حاصل کر جاتا ہے۔ اس عمر میں وہ کسی پیشے سے منسلک ہو کر اپنے روزگار کا بندوبست کرتا ہے اور شادی کرتا ہے۔ اس کی معاشریت کا عمل زیادہ تر خاندانی تناظر میں منتقل ہو جاتا ہے' وہ مختلف معاشرتی سرگرمیوں میں حصہ لیتا ہے اور اس عہد میں ہی وہ معاشریت کے عامل کا کردار ادا کرنے لگتا ہے۔

معاشریت کے مکتبہ فکر کی حیثیت سے معیاری پختگی کے نظریہ کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ یہ نظریہ ہمیں بچے کی جسمانی پختگی کے حوالے سے اس کے معاشریت کے عمل کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے اور اس بات میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ بچے کے مختلف عہدوں کے معاشریت کے عمل کا انحصار اس کے ان عہدوں کی معیاری پختگی پر ہوتا ہے۔ جب تک بچہ متعلقہ عہد کی معیاری پختگی حاصل نہیں کر لیتا اس وقت تک اس کے لئے اس عہد کی معاشریت حاصل کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ اس لحاظ سے معیاری پختگی کا نظریہ ہمیں حقیقی اور مفید معلومات فراہم کرتا ہے۔

تکوینی اور ازروئے ساخت کے نظریات اور معاشریت

زیادہ تر نظریات معاشریت کے عمل کی تشریح اس ماحول کے حوالے سے کرتے ہیں جس میں معاشریت کا عمل وقوع پذیر ہوتا ہے۔ لیکن تکوینی اور ازروئے ساخت (Genetic and

(Constitutional) کا مکتبہ فکر معاشریت کے عمل کو سمجھنے کے لئے تکوینی اور ازروئے ساخت کے عناصر کی نشاندہی کرتا ہے۔ تکوینی اور ازروئے ساخت کے مکتبہ فکر کے مطابق فرد کے پیدائشی حیاتیاتی خصائص اس کی نفسیاتی نشوونما کو متعین کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ کئی ماہرین نے اپنی تحقیقات کے ذریعے یہ ثابت کیا ہے کہ افراد کے پیدائشی حیاتیاتی خصائص ان کے ماحولی عناصر کے ساکن رہنے کے باوجود ان میں انفرادی اختلافات پیدا کرنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ یہ ماہرین ماحولی عناصر کی اہمیت کو پس پشت ڈالتے ہوئے تکوینی اور ازروئے ساخت کے عناصر کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔

کیٹل، بلیویٹ اور بیلوف (Cattel, Blewett + Beloff ء1955) کی تحقیقات کے مطابق افراد کی تکوینی بناوٹ انہیں اس جانب مائل کرتی ہے کہ وہ اپنے لئے خاص قسم کا ماحول تخلیق کریں۔ ان ماہرین کے مطابق افراد کے بہت سے شخصیتی خصائص افراد کو اس جانب مائل کرتے ہیں کہ وہ اپنے لئے اپنے شخصیتی خصائص کی مناسبت سے اپنا ماحول تخلیق کریں۔ مثلاً حساس ہونا ایک پیدائشی خصوصیت ہے اور یہ خصوصیت لوگوں کو اس جانب مائل کرتی ہے کہ وہ اپنے لئے محفوظ، قناعت پسندانہ اور تسلی بخش ماحول تخلیق کریں، اور وہ ایسا کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ اپنے پیدائشی شخصیتی خصائص کی بدولت لوگ ایسے لوگوں سے وابستہ ہونا چاہتے ہیں جو کہ ان جیسے پیدائشی شخصیتی خصائص رکھتے ہوں۔ مثلاً ایک جارحیت پسند فرد دوسرے جارحیت پسند فرد سے ہی وابستہ ہونا پسند کرتا ہے۔

کچھ دوسری تحقیقات کے مطابق تکوینی اور ازروئے ساخت کے عناصر نئے پیدا ہونے والے بچوں میں کئی طرح کے انفرادی اختلافات ظاہر کرتے ہیں جن میں حسی دہلیز کے اختلافات، حرکت پذیری کے اختلافات، ادراکی رد عمال کے اختلافات، سونے اور خوراک لینے کے طریقوں کے اختلافات، تحریکی اوصاف کے اختلافات، ہیجانی آواز کی کیفیت اور شدت کے اختلافات اور حیاتی کیمیائی اختلافات شامل ہیں۔ یہ پیدائشی اختلافات بچوں کے بعد کے معاشرتی کردار کے اختلافات کے ذمے دار ہوتے ہیں۔

بہت سی تحقیقات میں بچوں کی شخصیت کی تشکیل کا جائزہ تکوینی عناصر کے حوالے سے لیا گیا ہے۔ ایک تحقیق میں جڑواں بچوں کے پیدا ہونے سے ایک سال بعد تک ان کی ملنساری (Sociability) کا جائزہ لیا گیا اور یہ دیکھا گیا کہ متماثل جڑواں بچوں (Identical Twins) میں

ان کی شخصیت کے اس وصف میں مکمل طور پر مشابہت پائی جاتی تھی' جبکہ اخوی جڑواں بچوں (Fraternal Twins) میں ایسا نہیں تھا۔ ایک دوسری تحقیق میں بچوں کی شخصیت کا وصف مہیج کو کم کرنے والے (Stimulus Reducers) اور مہیج کو بڑھانے والے (Stimulus augmentors) قرار دیا گیا۔ الیکٹرک شاک دینے پر جو بچے کم درد کا مظاہرہ کرتے تھے انہیں مہیج کو کم کرنے والے بچے اور جو زیادہ مظاہرہ کرتے تھے انہیں مہیج کو بڑھانے والے بچے سمجھا گیا۔ ان بچوں کا کافی عرصے تک مشاہدہ کیا جاتا رہا اور یہ دیکھا گیا کہ مہیج کو کم کرنے والے بچے زیادہ بیرون بین اور ملنسار تھے اور وہ مہم جوئی اور نئی نئی سرگرمیوں میں دلچسپی لینا پسند کرتے تھے۔ جبکہ مہیج کو بڑھانے والے بچوں کا کردار اس کے برعکس تھا۔ ایک اور تحقیق میں کچھ بچوں کو مشکل بچے (Difficult Children) ان کے ان شخصیتی اوصاف کی بنیاد پر قرار دیا گیا۔ یعنی سونے اور خوراک کے عمل میں بے قاعدگی کا پایا جانا' نئے تجربات حاصل کرتے ہوئے کترانا' غیر لچکدار رویہ ظاہر کرنا' نئی صورت حالوں سے مطابقت ست روی سے حاصل کرنا' اور چیخنے چلانے اور رونے پر زیادہ وقت صرف کرنا۔ ان بچوں کی ابتدائی عمر سے لے کر چودہ سال کی عمر تک ان کا مشاہدہ کیا جاتا رہا اور یہ دیکھا گیا کہ شیر خوارگی میں ثابت ہونے والے مشکل بچوں میں سے ستر فیصد چودہ سال کی عمر میں بھی مشکل بچے تھے۔

تکوینی نظریہ کے تحت بہت سے مطالعے بچوں کے تکوینی کردار (Behavior Genetic) پر کئے گئے ہیں۔ تکوینی کردار سے مراد وہ کرداری اوصاف لئے جاتے ہیں جو کہ ایک بچے میں وراثت کے ذریعے متعین ہوتے ہیں۔ تحقیقات سے یہ ثابت ہوا ہے کہ بچے کو جسم اور جسم کے مختلف اعضاء کے وظائف وراثت میں ملتے ہیں۔ جواہر تخلیق (Genes) جسم کے اعضاء کے خلیوں کی نشوونما کا باعث ہوتے ہیں اور پھر اس نشوونما کے وسیلے سے جسم کے وظائف کو کنٹرول کرتے ہیں۔ یہ وظائف دماغ' حواس' اعصاب اور غدودوں کے افعال پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اسی طرح بچے کی جسمانی ساخت یعنی اس کا قد کاٹھ' جلد' بالوں اور آنکھوں کی رنگت' چہرے کے نقوش' جسمانی قوت اور ہاتھ پاؤں کی مستعدی بھی ورثے میں ملتی ہے۔

ذہانت اور وراثت میں بھی کسی حد تک تعلق پایا جاتا ہے۔ اگر والدین دونوں ہی ذہین ہوں تو اڑتالیس فیصد امکانات ہوتے ہیں کہ پیدا ہونے والا بچہ ذہین ہو گا۔ اگر ماں باپ میں سے ایک ذہین ہو تو بچیس فیصد امکانات ہوتے ہیں کہ بچہ ذہین ہو گا۔ اگر دادا دادی یا نانا نانی میں سے کوئی ایک بہت زیادہ ذہین ہو تو گیارہ فیصد امکانات ہوتے ہیں کہ بچہ ذہین ہو گا۔ لے پالک بچوں کی ذہانت ان

کے اصل والدین سے زیادہ مشابہت رکھتی ہے۔ بچے میں جسمانی بیماریاں مثلاً اندھا پن، بہرہ پن، رنگدھا پن، گونگا پن اور ذہنی بیماریوں میں خاص طور پر اختلال الذہن وراثت کے ذریعے منتقل ہوتی ہے۔ اگر بچے کی تشکیل میں XY کرموسوم کی بجائے XXY کا ملاپ ہو جائے تو اس سے مردوں کی چھاتیوں کا بڑا ہو جانا یا خصیوں کا چھوٹا رہ جانا کی علامات پیدا ہو سکتی ہیں۔ اگر بچے کی تشکیل XYY کے ملاپ سے ہو تو بچہ کم و بیش غیر طبعی ہوتا ہے اور اس کی ذہانت کا درجہ کافی کم ہوتا ہے، اس میں جرائم کا میلان پایا جاتا ہے اور اس کا کردار جارحانہ ہوتا ہے۔

لوگوں کے انفرادی اختلافات کو از روئے ساخت کے حوالے سے بیان کرنے کی تاریخ بہت قدیم ہے۔ از روئے ساخت کے نظریہ کے مطابق بچے پیدائشی طور پر جو جسمانی ساخت کی فعلیات اور صوریات (Physiology and Morphology) حاصل کرتے ہیں وہ ان کے دقوفی اعمال اور معاشرتی کردار کو بہت زیادہ متاثر کرتی ہیں۔ از روئے ساخت کے نظریہ کو کئی ماہرین نے اپنے اپنے انداز میں بیان کیا ہے۔

بقراط (Hippocrates 377 B.C.) نے مزاج کی بنیاد پر تمام اشخاص کو چار گروہوں میں تقسیم کیا۔ اس کے نزدیک ہر مزاج کا شخص مختلف مخصوص صفات کا حامل ہوتا ہے۔ اس نے اشخاص کو بلغمی، دموی، صفراوی اور سوداوی چار گروہوں میں تقسیم کیا۔ اس کے مطابق بلغمی افراد سست اور کمزور ہوتے ہیں۔ دموی افراد چست، خوش طبع مگر کمزور ہوتے ہیں۔ صفراوی افراد چست، غصیلے اور طاقتور ہوتے ہیں، جبکہ سوداوی افراد سست، قنوطی مگر طاقتور ہوتے ہیں۔ بقراط کے نظریہ کی تائید گیلن (Gallen 167 A.D.) نے بھی کی ہے۔

شیلڈن (W.H.Sheldon) نے بہت سے انسانی جسموں کے مشاہدے اور پیمائش کی بنیاد پر 1942ء میں تمام اشخاص کو جسمانی اعتبار سے اور مزاج کے اعتبار سے تین قسموں میں بیان کیا: پہلی قسم کو اس نے موٹا دروںنیت (Endomorphy) کہا۔ اس نے ان افراد کا جسم گول، نرم گداز اور چربی سے بھرا ہوا بتایا۔ اس کے مطابق یہ افراد ملنسار، دھیما مزاج رکھنے والے اور آرام پسند ہوتے ہیں۔ دوسری قسم کو اس نے وسطیت (Mesomorphy) کہا۔ یہ افراد مضبوط اور طاقتور ہوتے ہیں اور ان میں جارحیت پسندی، شوروغوغا کرنا، اونچا بولنا اور جسمانی مہمات اور خطرات کو قبول کرنا جیسے اوصاف پائے جاتے ہیں۔ تیسری قسم کو اس نے برونیت (Ectomorphy) کہا۔ اس کے مطابق ان افراد کا جسم مناسب نوعیت کا ہوتا ہے اور یہ دبلے پتلے ہوتے ہیں۔ اس کے خیال میں ان

افراد میں ضبط کی قوت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ یہ خواہشات کے اظہار کی بجائے انہیں دبائے رکھتے ہیں' رازداری کو بڑی اہمیت دیتے ہیں اور تنہائی پسند ہوتے ہیں۔

کریشمر (Kreshmer ء1925) نے اپنے نظریے کی بنیاد افراد کی شکل و شباہت' سر کے ابھار اور سائز کے اعتبار سے رکھی۔ اس نے بھی افراد کی تین قسمیں بیان کیں: پہلی قسم کو اس نے طویل القامت (Asthemic) کہا۔ اس قسم کے لوگ پتلے اور لمبوترے ہوتے ہیں اور مزاج کے اعتبار سے خاموش طبع' سنجیدہ اور تنہائی پسند ہوتے ہیں۔ دوسری قسم کو اس نے ورزشی جسم (Athletic) کہا۔ اس کے مطابق اس قسم کے لوگوں کا قد لمبا اور جسم اور پٹھے مضبوط ہوتے ہیں اور یہ لوگ سخت مزاج اور غیر سنجیدہ ہوتے ہیں۔ تیسری قسم کو اس نے کوتاہ قد (Pyknic) کہا۔ اس کے مطابق اس قسم کے لوگوں کا قد چھوٹا اور جسم موٹا ہوتا ہے اور ایسے لوگ مزاج کے اعتبار سے جوشیلے اور جذباتی ہوتے ہیں۔

ازروئے ساخت کے نظریات پر بہت سی تحقیقات کی گئی ہیں۔ پچاس اور ساٹھ کے عشروں میں کئی تحقیقات کی مدد سے ان نظریات کو خاص طور پر شیلڈن کے نظریہ کو ثابت کرنے کی کوششیں کی گئی ہیں۔ لیکن بعد میں اکثر ماہرین نے ان تحقیقات کو مسترد کر دیا ہے۔ ان کے مطابق انسانی پیچیدہ کردار کو ہم ازروئے ساخت کی اصناف کی بنیاد پر بیان نہیں کر سکتے۔

تکوینی نظریہ کو جدید ماہرین آج بھی بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ معاشریت کے عمل کو سمجھنے کے لئے یہ نظریہ مفید رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اکثر ماہرین کے خیال میں جس طرح وقوفی نظریہ بچے کی ذہانت کے حوالے سے اس کے معاشریت کے عمل کو سمجھنے میں ہماری مدد کرتا ہے' اسی طرح تکوینی نظریہ بچے کے معاشریت کے عمل پر تکوینی اثرات کی وضاحت کرتا ہے۔

چھٹا باب

بچپن کی معاشریت کی اہمیت

1۔ بچپن کی معاشریت کی اہمیت
2۔ والدین کا معاشریت کے عامل کی حیثیت سے کردار
3۔ استاد کا معاشریت کے عامل کی حیثیت سے کردار
4۔ ہمجولی گروہوں کا معاشریت کے عامل کی حیثیت سے کردار
5۔ جارحیت کی معاشریت
6۔ تحصیل کے محرک کی معاشریت
7۔ اخلاقی قدروں کی معاشریت

بچپن کی معاشریت کی اہمیت

اگر ہم معاشریت کے موضوع پر رقم شدہ مواد کا جائزہ لیں تو اس بات میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ ماہرین نے بچپن کے معاشریت کے عمل کو سب سے زیادہ اہمیت دی ہے۔ معاشریت کے مختلف مکاتب فکر بھی جن کا جائزہ ہم پچھلے باب میں لے چکے ہیں' زیادہ تر بچپن کے معاشریت کے عمل کو زیر بحث لاتے ہیں۔ اس کے علاوہ اگر ہم معاشریت پر کی گئیں تحقیقات کا جائزہ لیں تو اکثریتی تحقیقات کا موضوع بچپن کی معاشریت کا عمل ہے۔ معاشریت کے عمل کے حوالے سے بچپن کا عرصہ عموماً" بچے کی پیدائش سے لے کر دس یا بارہ سال کی عمر تک مراد لیا جاتا ہے۔ لیکن کئی ماہرین کے خیال میں بچپن کے عرصہ کے معاشریت کے عمل سے مراد وہ عرصہ ہے جس میں ایک نیا پیدا ہونے والا بچہ اپنے معاشریت کے عمل کی بنیادی مہارتیں سیکھتا ہے اور اس کی معاشریت ایک خاص سمت میں متعین ہو جاتی ہے۔

بچپن کی معاشریت کی اہمیت کے بارے میں مختلف نظریات ملتے ہیں جو کہ بچپن کی معاشریت کے عمل کے حوالے سے مختلف اقسام کے دلائل دیتے ہیں۔ پہلے نظریہ کے مطابق جو کہ بچپن کی معاشریت کی اہمیت کی وضاحت فلسفیانہ انداز میں کرتا ہے' انسانی بچہ پیدائشی طور پر ایسی اہلیتوں' قابلیتوں اور خصوصیات کے ساتھ پیدا ہوتا ہے کہ اس کی بچپن کی معاشریت کے ذریعے اسے اس کی ثقافت کا ایک مفید شہری یا سماج دشمن شہری بنایا جا سکتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں بچپن کی معاشریت کے ذریعے بچے کی معاشریت کی سمت کو متعین کیا جا سکتا ہے۔ اس نظریہ کے مطابق پیدائشی طور پر بچے کے کردار کے اندر یہ اہلیتیں' قابلیتیں اور خصوصیات پائی جاتی ہیں کہ وہ جارحیت پسند ہو یا معتدل مزاج' خود غرض ہو یا سخی' ملحد ہو یا بہت زیادہ مذہبی' اپنے روزمرہ کے امور میں آزاد ہو یا دوسروں پر انحصار کرنے والا' ایمان دار ہو یا بے ایمانی کرنا سیکھے' مخالف جنس کے بارے میں مثبت رویہ رکھتا ہو یا منفی' محب وطن ہو یا سماج دشمن ہو' سیاسی طور پر جدید خیالات کا حامل ہو یا قدامت پرست' غرضیکہ بچے کے کردار میں یہ خصوصیات موجود ہوتی ہیں کہ وہ اپنے خاندان یا ثقافت کی مثبت یا منفی خصوصیات کی معاشریت حاصل کرے' اس کے لئے بچے کا بچپن کا عرصہ بہت اہمیت رکھتا ہے۔ فلسفیانہ نظریہ کے مطابق بچے کے بچپن کے عرصے کا معاشریت کا عمل اس کو مثبت یا منفی خصوصیات کی معاشریت سکھانے میں بے حد اہمیت رکھتا ہے اور اس عرصہ کے دوران بچے کی مثبت یا منفی معاشریت کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے۔

دوسرا نظریہ انسانی بچے کی کم مائیگی کی بنیاد پر بچپن کی معاشریت کی اہمیت کی وضاحت کرتا
ہے۔ اس نظریہ کے مطابق انسانی بچہ شیر خوارگی میں دوسروں پر انحصار کرنے کی ضرورت، زبان
سیکھنے کی ضرورت اور معاشرتی تعلقات استوار کرنے کی ضرورت کے ساتھ پیدا ہوتا ہے اور بچے کی
ان پیدائشی ضروریات کی بدولت اس کی بچپن کی معاشریت کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔

انسانی بچہ پیدائش کے وقت اتنا نازک اور کمزور ہوتا ہے کہ اسے دوسروں پر انحصار کرنا پڑتا
ہے اور اسے دوسروں کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ بچپن کے عرصہ کے دوران بچہ خود انحصاری
حاصل کرنے کی مختلف مہارتیں اور فعلیتیں سیکھتا ہے۔ اس طرح خود انحصاری حاصل کرنے کے
لئے سیکھنے کا عمل بچے کا مقصد قرار پاتا ہے۔ قدرت نے انسانی بچے میں سیکھنے کی لاتعداد صلاحیتیں
پیدا کی ہیں۔ چنانچہ انسانی بچہ دیگر تمام حیوانات کے بچوں کے مقابلے میں سیکھنے کی بہتر صلاحیت رکھتا
ہے اور اس میں سیکھنے کا عمل بہت تیزی سے واقع ہوتا ہے۔ بچے میں سیکھنے کا عمل بچپن کے عرصہ
کے دوران شروع ہوتا ہے اور بچپن کے عرصہ کے آخر تک وہ کافی کچھ سیکھ چکا ہوتا ہے۔ اس کے
سیکھنے کے عمل سے متعلق اس کی ذہانت کی خصوصیات بھی اس عرصہ میں کافی نکھر چکی ہوتی ہیں اور
بچپن کے عرصہ کی معاشریت کی بدولت وہ اپنی ذہانت کے صحیح اور درست استعمال کرنے کے طریقے
بھی سیکھ جاتا ہے۔

زبان سیکھنے اور استعمال کرنے کی قابلیت صرف انسانی بچے میں موجود ہوتی ہے اور زبان کا
استعمال بچے کے معاشریت کے عمل میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ زبان کی مدد ہی سے ایک فرد اعلیٰ
ترین تفکر کر سکتا ہے اور زبان احساسات، قدروں اور رویوں کے اظہار کے لئے بھی استعمال کی
جاتی ہے اور یہ انسان کو جسمانی تعامل سے آزاد کر دیتی ہے۔ زبان ہی کی مدد سے معاشرے کی تشکیل
ہوتی ہے اور اسی کی بدولت ہی ثقافت کو اگلی نسلوں تک منتقل کیا جاتا ہے۔ زبان کا بیشتر حصہ بچپن
کے عرصے کی معاشریت کے دوران سیکھا جاتا ہے اور یہ عرصہ بچے کی زباندانی کی معاشریت کے لئے
موزوں ترین ثابت ہوتا ہے۔

ایک مکمل انسان کے لئے معاشرتی تعلقات استوار کرنا ضروری ہوتا ہے۔ بچپن کی
معاشریت کے ذریعے بچہ معاشرتی تعلقات استوار کرنے کی مختلف مہارتیں سیکھتا ہے۔ مثلاً
معاشرتی نظم و ضبط، معاشرتی آداب اور طور طریقے، معاشرے میں رہتے ہوئے اپنے محرکات اور
ہیجانات کا مناسب اظہار اور معاشرتی تعلقات کی اہمیت جیسی باتیں سیکھتا ہے جو کہ اس کے بعد کے

معاشریت کے عمل میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

تیسرے نظریہ کے مطابق بچے کی بچپن کی معاشریت اس لئے اہمیت رکھتی ہے کیونکہ اس عرصہ کے دوران بچے کے معاشریت کے عمل میں معاشریت کے تین عاملین (Agents) یعنی والدین' اساتذہ اور ہمجولی گروہ بنیادی نوعیت کا کردار ادا کرتے ہیں اور ان عاملین کے کردار کے بچے کے معاشریت کے عمل پر بہت گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ درج ذیل میں بچے کی معاشریت کے عاملین کے کردار کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

والدین کا معاشریت کے عامل کی حیثیت سے کردار

والدین اپنے بچے کے معاشریت کے عمل میں بہت اہم اور بنیادی نوعیت کا کردار ادا کرتے ہیں۔ اس بات میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ والدین بچے کے معاشریت کے عمل کے سب سے زیادہ طاقت ور عامل ہیں اور بچے کے معاشریت کے عمل کو جس حد تک والدین متعین کرتے ہیں دوسرا کوئی عامل نہیں کرتا۔

والدین کے بچے کے معاشریت کے عامل کی حیثیت سے کردار کا مطالعہ دو حوالوں سے کیا جاتا ہے۔ پہلا اس حوالے سے کہ ان تکنیکوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے جو والدین بچوں کو معاشریت سکھاتے ہوئے اختیار کرتے ہیں۔ مثلاً جزا اور سزا (Reward and Punishment) کی تکنیک کے ذریعے' مشاہدہ یا تقلیدی آموزش کی تکنیک کے ذریعے اور تماثل کی تکنیک کے ذریعے بچوں کو معاشریت سکھائی جاتی ہے۔ دوسرا اس حوالے سے کہ ان مخصوص معاشریت کے پہلوؤں کا مطالعہ کیا جاتا ہے جو والدین کے بچے کے معاشریت کے عامل کی حیثیت سے بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ مثلاً بچے کی عمر' جنس اور ثقافت کے مطابق اسے معاشریت سکھائی جاتی ہے اور بچے کے معاشریت کے عمل میں اس کی صحت مند شخصیت کی نشوونما کی جاتی ہے۔

والدین بچے کو معاشریت سکھاتے ہوئے سب سے اہم تکنیک جزا اور سزا کی استعمال کرتے ہیں۔ بچے کو صحیح اور درست کام کرنے پر شاباش دی جاتی ہے یا کوئی انعام دیا جاتا ہے یا ایک بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ پسندیدگی کا اظہار کیا جاتا ہے اور بچے کے غلط کام کرنے پر اسے روکا جاتا ہے یا سزا دی جاتی ہے یا سرزنش کی جاتی ہے۔ اس تکنیک کے استعمال سے بچہ یہ بات سیکھ جاتا ہے کہ اسے معاشرتی طور پر اپنے والدین کی نظر میں پسندیدہ کرداروں کو اپنانا چاہئے اور اس طرح وہ اپنے

والدین کی رہنمائی میں اپنی معاشریت کے مختلف کردار، قدریں، معیار، اور محرکات سیکھتا ہے۔ تحقیقات کی مدد سے یہ دیکھا گیا ہے کہ والدین کی طرف سے جزا اور سزا کی تکنیک کا غیر موزوں استعمال بچے کی معاشریت پر منفی اثرات مرتب کر سکتا ہے۔ بچوں کے ساتھ والدین کا ضرورت سے زیادہ لاڈ و پیار ان کو ہر کام کے لئے اپنے والدین پر منحصر بنا دیتا ہے اور ان کی خود انحصاری کی اہلیت پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ دوسری طرف والدین کا سخت گیر اور غیر حوصلہ افزاء رویہ ان کی مناسب معاشریت سیکھنے میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے اور ان کی شخصیت کی نشوونما پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

بچے اپنے معاشریت کے عمل کی بہت سی خصوصیات اور کردار دوسروں کا مشاہدہ کرتے ہوئے سیکھتے ہیں اور خاص طور پر والدین بچوں کو مشاہدے اور تقلیدی آموزش کے ایسے مواقع فراہم کرتے ہیں جن کی مدد سے بچے اپنی معاشریت کی بہت سی مہارتیں اور فعالیتیں سیکھتے ہیں۔ تحقیقات کی مدد سے یہ دیکھا گیا ہے کہ والدین میں جو مثبت کردار موجود ہیں بچے بھی وہ مثبت کردار تقلیدی آموزش کے ذریعے اپناتے ہیں اور والدین میں جو منفی کردار ہوتے ہیں بچے بھی وہ منفی کردار تقلیدی آموزش کے ذریعے اپناتے ہیں۔ بچے اپنے بچپن کے بہت سے عصبانی خوف مثلاً جنوں، کیڑوں مکوڑوں یا طوفان، بارش اور بجلی وغیرہ سے ڈرنا اپنے والدین کی تقلید کرتے ہوئے سیکھتے ہیں۔ اپنے عزیز و اقارب اور اجنبیوں کے ساتھ ملنے ملانے کے معاشرتی طریقے بھی اپنے والدین کے کردار کا مشاہدہ کرتے ہوئے سیکھے جاتے ہیں۔

فرائیڈ کے مطابق بچے تماثل (Identification) کے عمل کے ذریعے اپنے والدین کے کردار اپناتے ہیں۔ تماثل کے عمل سے مراد یہ ہے کہ بچہ اپنے معاشریت کے عمل میں یہ محسوس کرتا ہے کہ وہ اپنے والدین کی طرح ہے اور اس کے لئے وہ اپنے والدین کی طرح کے کردار اپناتا ہے۔ فرائیڈ کے مطابق بچہ اپنے والدین کی طرح کے کردار اس لئے اپناتا ہے کیونکہ یہ کردار اپنانا اس کے اندر احساس تحفظ پیدا کرتا ہے اور یہ کردار ادا کرتے ہوئے وہ خود کو محفوظ سمجھتا ہے۔

والدین معاشریت کے عامل کی حیثیت سے بچے کو جو معاشریت سکھاتے ہیں اس میں معاشریت کے عمل کے کئی خصوصی پہلو کارفرما ہوتے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱: بچے کی معاشریت بلحاظ عمر

بچے کے معاشریت کے عمل میں والدین سب سے پہلا ذریعہ ہیں اور وہ بچے کو اس کی عمر کے

لحاظ سے معاشریت سکھاتے ہیں۔ ایک چھوٹے بچے کی معاشریت کا عمل ایک بڑے بچے کی معاشریت کے عمل سے مختلف ہوتا ہے۔ والدین بچے کو اس کی عمر کے مطابق معاشریت سکھاتے ہیں۔ مثلاً ایک ڈیڑھ یا دو سال کے بچے کو بول و براز کی تربیت دی جاتی ہے جبکہ ایک چھ سات سال کے بچے کو اخلاقی قدروں کی تربیت دی جاتی ہے۔

2: بچے کی معاشریت بلحاظ جنس

معاشریت کا عمل بچے کی جنس یعنی لڑکا یا لڑکی ہونے کی مناسبت سے وقوع پذیر ہوتا ہے۔ لڑکوں کے لئے معاشریت کے مخصوص کردار ہوتے ہیں اور لڑکیوں کے لئے معاشریت کے الگ کردار ہوتے ہیں۔ والدین بچوں کو ان کی جنس کے مطابق کردار سکھاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ہر جنس کی اس طرح رہنمائی کی جاتی ہے کہ وہ اپنی معاشریت کے وہی کردار سیکھیں جو کہ معاشرتی طور پر پسندیدہ ہوں۔ مثلاً ہمارے معاشرے میں عموماً" لڑکیوں کو گھریلو کام کاج اور والدہ کی مختلف گھریلو امور میں مدد کرنا سکھایا جاتا ہے اور لڑکوں کو مردوں جیسی عادات کی معاشریت سکھائی جاتی ہے۔

3: بچے کے معاشریت کے عمل میں اس کی ذات کی نشوونما

ذات (Self) سے فرد کی ہمیشہ رہنے والی شناخت مراد لی جاتی ہے۔ ذات فرد کے خیالات' احساسات' محرکات اور ہیجانات کا منبع ہوتی ہے۔ ماہرین کے مطابق بچے کی ذات کی نشوونما اس کے معاشریت کے عمل کی بدولت ہوتی ہے۔ جب بچے کو اس کی پیدائش کے بعد اس کی معاشرتی بقاء کے لئے ایک نام دیا جاتا ہے تو یہ اس کی ذات کی نشوونما کی طرف پہلا قدم ہوتا ہے اور جوں جوں بچے کو اس کے نام سے پکارا جاتا ہے' اس کے اندر اپنی ذات کے موجود ہونے کا شعور پیدا ہوتا ہے اور وہ اپنے نام کی وساطت سے اپنے تجربات کی بنیاد پر اپنی ذات کی نشوونما کرتا ہے۔ تاہم بچے کی ذات کی نشوونما میں اس کے نام کے موجود ہونے کا عنصر ہی بنیادی کردار ادا نہیں کرتا بلکہ بچہ اپنے والدین سے معاشریت سیکھتے ہوئے اپنے تجربات کی بنیاد پر اپنی ذات کی نشوونما بھی کرتا ہے اور اس طرح والدین بچے کی ذات کی نشوونما میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

4: بچے کی معاشرتی کنٹرول کی معاشریت

والدین بچے کو معاشریت سکھاتے ہوئے اس کے اندر معاشرتی کنٹرول پیدا کرتے ہیں۔ معاشرتی کنٹرول پیدا کرنے سے مراد یہ ہے کہ والدین بچوں کو اپنی ثقافت کے معیاروں اور قدروں کی پیروی کرنا سکھاتے ہیں۔ بچوں کو اپنی ثقافت کے آداب' رسومات' روایات' طور طریقے اور

قواعد و ضوابط سکھائے جاتے ہیں اور ان کی پابندی کرنا سکھایا جاتا ہے۔ اس طرح والدین اپنے بچوں کو اس قابل بناتے ہیں کہ ان کا معاشرہ انہیں ایک باعزت شہری کے طور پر قبول کرے۔

5: بچے کی جارحیت کی معاشریت

غصے کا اظہار انسانی فطرت کا حصہ ہے۔ کوئی معاشرہ یا کوئی خاندان بچے کو آزادو سیال غصہ کی اجازت نہیں دیتا۔ اپنے معاشریت کے عمل کے دوران بچہ غصے کے اظہار کے مختلف طریقوں کی معاشریت بھی حاصل کرتا ہے۔ تحقیقات کی مدد سے یہ دیکھا گیا ہے کہ چھوٹے بچے اپنے غصے کی نوعیت اور شدت کی خصوصیات اور اس کے اظہار کے معاشرتی طور پر قابل قبول طریقے اپنے والدین کی مدد سے سیکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ غصے کو کم کرنے اور کنٹرول کرنے کے طریقوں کی معاشریت بھی اپنے والدین کی مدد سے سیکھی جاتی ہے۔

6: بچوں کی اخلاقی معیاروں اور قدروں کی معاشریت

بچے کی معاشریت کے عمل کا ایک لازمی حصہ اخلاقی معیاروں اور قدروں کی معاشریت حاصل کرنا ہے۔ ابتدائی معاشرتی اور اخلاقی معیاروں اور قدروں کی معاشریت بچے اپنے والدین سے سیکھتے ہیں۔ تحقیقات کی مدد سے یہ دیکھا گیا ہے کہ جو اخلاقی معیار اور قدریں والدین کی ہوتی ہیں وہی اخلاقی قدریں اور معیار بچے اپناتے ہیں۔ سکول دور کی معاشریت سے پہلے تک ہر بچہ اپنے خاندان کے اخلاقی معیاروں اور قدروں کا نمائندہ ہوتا ہے اور ان کے مطابق اپنا کردار پیش کرتا ہے۔

7: بچوں کی احساس تحفظ کی معاشریت

بچوں میں اپنی ذات کے بارے میں احساس تحفظ اپنے والدین کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ والدین اپنے بچوں کی بنیادی ضروریات پوری کرتے ہیں' ان کے مسائل حل کرنے میں ان کی مدد کرتے ہیں' ان کو معاشرے میں بہتر مقام دلوانے کے خواہشمند ہوتے ہیں اور بچوں کو ہر طرح کا تحفظ فراہم کرتے ہیں۔ والدین کی بدولت بچوں میں پیدا ہونے والا احساس تحفظ ان کے معاشریت کے عمل میں باقاعدگی پیدا کرتا ہے اور انہیں بھرپور معاشریت سیکھنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔

8: بچوں کی معاشریت کی منصوبہ بندی کرنا

والدین بچے کی معاشریت کے عامل کی حیثیت سے بچے کی معاشریت کی شعوری طور پر یا لاشعوری طور پر باقاعدہ منصوبہ بندی کرتے ہیں۔ وہ بچے کو اس کی ثقافت کے بہترین معیاروں اور

قدروں کے مطابق معاشریت سکھانے کی ممکن حد تک کوشش کرتے ہیں۔ والدین ہمیشہ اپنے بچے کو بہترین ادارے میں تعلیم دلوانے کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ وہ بچے کے ہمجولی گروہ کے انتخاب میں اس کی مدد کرتے ہیں اور اس کے معاشریت کے عمل پر باقاعدہ نظر رکھی جاتی ہے۔ اگر بچہ اپنے معاشریت کے عمل کے موزوں ترین معیاروں اور قدروں سے ہٹ جائے تو اسے راہ راست پر لاتے ہیں۔ بچے کو اچھائی اور برائی میں تمیز کرنا سکھایا جاتا ہے اور اس کی مذہبی تعلیم کا بھی بندوبست کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بچے کے مستقبل کے پیشے اور کرداروں کو متعین کرنے میں والدین کا گہرا اثر ہوتا ہے اور اس کے لئے وہ باقاعدہ منصوبہ بندی کرتے ہیں۔

بچے کی معاشریت کے عامل کی حیثیت سے والدین کے کردار پر کئی گئی دوسری تحقیقات کی تفصیل اس طرح ہے۔ ایم لیمب (M.Lamb ء1976) کے مطابق باپ کا کردار بچے کے معاشریت کے عمل میں نظام الاوقات کے مطابق متعین ہوتا ہے۔ یعنی جب باپ کو وقت ملتا ہے تو وہ اپنے بچے کے معاشریت کے عمل میں کردار ادا کرتا ہے۔ اس طرح والد کا کردار بچے کے معاشریت کے عمل میں پر جوش مہیج کی حیثیت رکھتا ہے اور بچے کی وقوفی نشوونما میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس کے برعکس ماں کا کردار بچے کے معاشریت کے عمل میں نظام الاوقات سے مبرا ہوتا ہے۔ یعنی ماں بچے کی ہر وقت دیکھ بھال کرتی ہے اور بچے کے معاشریت کے عمل میں ماں کا کردار بچے میں ہر قسم کا احساس تحفظ پیدا کرتا ہے اور ماں بچے کے ہر قسم کے مسائل حل کرنے میں اس کی مدد کرتی ہے۔ بین الثقافتی تحقیقات کے مطابق ترقی یافتہ ممالک میں بچے ماؤں کی بجائے دوسرے ذرائع یعنی نرس، آیا یا بچوں کو پرورش کرنے والے اداروں کے ذریعے پرورش پاتے ہیں اور وہاں بچے کی معاشریت میں والدین کا کردار قدرے کم ہو گیا ہے۔ روٹر (Rutter ء1979) کی تحقیق کے مطابق چھوٹے بچوں کی پرورش میں ماؤں کی بجائے دوسرے ذرائع پر انحصار کرنے کی وجہ سے بچوں میں ذہنی صحت کے مسائل پیدا ہونے کے مواقع بڑھ جاتے ہیں۔

استاد کا معاشریت کے عامل کی حیثیت سے کردار

اپنے والدین سے مخصوص معاشریت حاصل کرنے کے بعد بچے کو تین چار سال کی عمر میں سکول میں داخل کروا دیا جاتا ہے۔ سکول میں بچہ اپنا آدھے دن سے زیادہ وقت گزارتا ہے۔ سکول میں داخلے کے بعد بچے کا فوری رابطہ اپنے استاد سے ہوتا ہے اور کئی صورتوں میں استاد اپنا کردار بچے کے لئے والدین کے متبادل کے طور پر پیش کرتا ہے۔ استاد کا کردار بچے کے معاشریت کے عمل

میں نہایت فعال ہوتا ہے۔ تمام معاشروں میں معاشرت کے عمل میں استاد کے کردار کی اہمیت یکساں پائی جاتی ہے۔

استاد بچے کے معاشرت کے عامل کی حیثیت سے بچے کے معاشرت کے عمل کو متعین کرنے کے لئے وہی تکنیکیں استعمال کرتا ہے جو والدین استعمال کرتے ہیں۔ یعنی جزا اور سزا کی تکنیک کے ذریعے بچے کی معاشرت کو کنٹرول کیا جاتا ہے۔ مفید معاشرت سکھانے کے لئے بچے کو مشاہدہ اور تقلیدی آموزش کے مواقع بہم پہنچائے جاتے ہیں اور تماثل کے عمل کے ذریعے بچہ اپنے استاد کے معاشرتی کرداروں کی مانند اپنا کردار پیش کرنا سیکھتا ہے۔ استاد بچے کو جو معاشرت سکھاتا ہے اس میں معاشرت کے عمل کے مندرجہ ذیل پہلو کارفرما ہوتے ہیں:

ا: بچے کو تعلیم دیتے ہوئے

استاد بچے کو مروجہ سکول کے قوانین کے مطابق تعلیم دیتا ہے۔ بچے کا تعلیم حاصل کرنے کا عمل شروع ہوتے ہی اس کی معاشرت کا عمل نئے سرے سے مرتب ہونا شروع ہو جاتا ہے اور نئے تعمیر شدہ معاشرت کے عمل میں وہ استاد کی بنیادی حیثیت کو قبول کرتا ہے۔ اس وقت استاد بچے کے معاشرت کے عمل میں اہم حیثیت اختیار کر جاتا ہے۔

بچے کے معاشرت کے عمل میں جو سب سے اہم تبدیلی استاد کی وجہ سے ہوتی ہے وہ بچے کا معاشرتی نظم و ضبط (Discipline) کا سیکھنا ہے۔ بچہ اپنے استاد کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے وقت پر سکول آتا ہے، کلاس روم میں نظم و ضبط سے بیٹھتا ہے اور وہ یہ بات سیکھتا ہے کہ اس پر کلاس روم میں اور سکول میں مروجہ قوانین کی پابندی لازمی ہے۔ وہ سکول کی یونیفارم پہنتا ہے اور اپنے کپڑوں کو صاف ستھرا رکھتا ہے۔ اس طرح استاد بچے میں فرمانبرداری کا اہم احساس پیدا کرتا ہے۔ بچے کو گھر سے باہر سب سے پہلے جس منصب (Authority) کی پیروی کرنا پڑتی ہے وہ استاد ہے اور بچہ استاد کے منصب کی پیروی کر کے ایک ابتدائی شہری کا کردار پیش کرتا ہے۔ وہ یہ جان جاتا ہے کہ معاشرے کا ایک معزز شہری بننے کے لئے اسے معاشرے کے معیاروں اور قدروں کے مطابق کردار پیش کرنا چاہئے۔

ایک اور اہم عنصر جو استاد بچے میں پیدا کرتا ہے وہ احساس ذمہ داری ہے۔ استاد بچے کو ہوم ورک کی صورت میں کچھ گھریلو کام دیتا ہے اور بچہ اپنے استاد کی ہدایات کے مطابق عمل کرتے ہوئے اپنا روزانہ کا ہوم ورک مکمل کر کے سکول آتا ہے۔ اس طرح بچے میں احساس ذمہ داری پیدا

ہوتا ہے اور وہ یہ بات سیکھ جاتا ہے کہ جہاں معاشرہ اسے اتنا کچھ عطا کرتا ہے وہاں اس سے کچھ توقعات بھی رکھتا ہے۔ اس طرح احساس ذمہ داری کا سیکھنا بچے کے معاشریت کے عمل میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

2: بچے کی ذہانتی معاشریت

بچے کی ذہانتی قوتوں کو نکھارنے میں استاد اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ذہانت کے صحیح، موزوں اور بروقت استعمال کی تربیت بچہ اپنے استاد کی مدد سے سیکھتا ہے۔ بچے کے موزوں ذہانتی کرداروں پر استاد بچے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور اس کے ذہانتی عمل کی پختگی کے لئے اقدامات کرتے ہوئے اس کی ذہانت کو صحیح سمت کی جانب موڑتا ہے۔ بچہ اپنے معاشریت کے عمل میں اپنی ذہانت کے صحیح، موزوں اور بروقت استعمال کو اپنے استاد کی مدد سے سیکھتا ہے۔

3: بچے کی اخلاقی قدروں اور معاشرتی مہارتوں کی معاشریت

نصابی کتب کی تعلیم کے علاوہ استاد بچے کی اخلاقی تربیت بھی کرتا ہے۔ دیانتداری سے کام کرنے کی لگن اور فرض شناسی جیسے اخلاقی اور معاشرتی کردار بچہ اپنے استاد کی رہنمائی سے سیکھتا ہے۔ اس کے علاوہ استاد بچے کو متعلقہ معاشرے کے اخلاقی اور معاشرتی معیاروں اور قدروں کے ساتھ مطابقت حاصل کرنے میں مدد دیتا ہے۔ استاد بچے کو مذہبی تعلیم بھی دیتا ہے۔ نماز و روزے، اچھے اخلاق کی اہمیت، جذبہ حب الوطنی کی اہمیت اور کسی کو معاف کرنے کی اہمیت جیسی بے شمار قدروں کی بھی تعلیم دیتا ہے۔ بڑوں کا احترام، چھوٹوں سے پیار، عزیز و اقارب اور اجنبیوں سے میل جول کے طریقے، بات کرنے کے آداب، معاشرے کے آداب اور لین دین جیسی مہارتوں کی معاشریت بچہ اپنے استاد کی مدد سے سیکھتا ہے۔ غرض استاد بچے کو معاشرتی زندگی کے لئے اہم اخلاقی تربیت فراہم کرتا ہے۔

4: بچے کے رویوں کی تشکیل اور تبدیلی

بچے کے رویوں کی تشکیل اور تبدیلی میں استاد اہم کردار ادا کرتا ہے۔ بچہ استاد کی مدد سے مختلف رویے سیکھتا ہے۔ مثلاً اپنے ملک کے بارے میں رویے، اپنے ہمجولیوں کے بارے میں رویے، دوسرے ملکوں اور قوموں کے بارے میں رویے اور بچے کی شخصیت کے بہت سے رویے استاد کی بدولت تشکیل پاتے ہیں۔ اس کے علاوہ بچے کے رویوں میں تبدیلی میں بھی استاد اہم کردار ادا کرتا ہے۔ غلط قسم کے تعصبات اور تسیکات کے خاتمہ میں استاد اہم کردار ادا کرتا ہے۔

5: بچے کو مختلف مہارتوں کی تربیت

بچہ اپنے استاد کی مدد سے مختلف قسم کی مہارتوں کی تربیت بھی حاصل کرتا ہے۔ مثلاً بولنے کی مہارت، لکھنے کی مہارت، مناسب الفاظ استعمال کرنے کی مہارت اور زباندانی کی مہارت۔ اس کے علاوہ استاد بچے کو کئی ایک پیشہ ورانہ مہارتوں کی بھی تربیت دیتا ہے جو کہ بچے کے معاشریت کے عمل کو تقویت دیتی ہیں۔

بچے کے معاشریت کے عمل میں استاد کے بحیثیت معاشریت کے عامل پر کی گئی دوسری تحقیقات کے مطابق یہ دیکھا گیا ہے کہ بچے کے معاشریت کے عمل میں تقویتی اصول یعنی مثبت اور منفی تقویت کے ذریعے اپنے سب سے زیادہ گہرے اور مثبت اثرات مرتب کرنے والا معاشریت کا عامل استاد ہے۔ استاد بچوں کے کردار میں آسانی سے اور بہتر طور پر تبدیلی لا سکتا ہے۔ ای کے بیلر (E.K.Beller) کی تحقیق کے مطابق استاد کی شخصیت کے خصائص بچے کے معاشریت کے عمل پر گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ وہ اساتذہ جو کہ تنگ نظر، تحکمانہ ذہنیت، متعصب خیالات رکھنے والے اور جن میں برداشت کا مادہ کم ہوتا ہے، ان سے بہت کم طالب علم پڑھنا چاہتے ہیں اور جو بچے ان سے پڑھتے ہیں ان میں اپنے استاد کی شخصیت کے یہ خصائص منتقل ہوتے ہیں۔ دوسری طرف وہ اساتذہ جو آزاد ذہن، جمہوری سوچ رکھنے والے، لچکدار رویے رکھنے والے اور زیادہ قوت برداشت رکھنے والے ہوتے ہیں ان کے شاگرد ان کو زیادہ پسند کرتے ہیں اور ہر طالب علم ان سے پڑھنے کا خواہشمند ہوتا ہے اور ان طالب علموں میں استاد کی شخصیت کی یہ مثبت خصوصیات منتقل ہوتی ہیں۔ براؤن (Brown ء1965) نے بچوں میں غصہ کم کرنے اور باہمی تعاون بڑھانے کے عمل میں استاد کے کردار پر تحقیق کے نتائج میں دیکھا کہ استاد نے تقویتی اصول کو استعمال کرتے ہوئے کلاس روم کے اندر غصے کا عنصر ختم کر دیا اور بچوں میں باہمی تعاون بڑھانے میں بہت کامیاب رہا۔

ہمجولی گروہوں کا معاشریت کے عامل کی حیثیت سے کردار

ہمجولی گروہوں (Peer Groups) کا بچے کے معاشریت کے عمل میں معاشریت کے عامل کی حیثیت سے کردار بہت اہمیت رکھتا ہے۔ بچے کے معاشریت کے عمل میں مختلف نوعیت کے ہمجولی گروہ معاشریت کے ایسے اداروں کا کام سرانجام دیتے ہیں جہاں بچے کا معاشریت کا عمل خالصتاً قدرتی ماحول میں پروان چڑھتا ہے۔ معاشریت کے عمل میں ہمجولی گروہوں کے کردار کی اہمیت پر تمام ماہرین متفق ہیں۔ بچے کے معاشریت کے عمل پر ہمجولی گروہ درج ذیل خصوصیات کی

بنیاد پر اپنے اثرات مرتب کرتے ہیں:

1: ہمجولیوں کا تعلق اسی معاشرے اور ثقافت سے ہوتا ہے جس سے بچے کا ہوتا ہے۔ اس طرح ان کی دلچسپیاں' سرگرمیاں اور ضروریات یکساں ہوتی ہیں۔

2: یہ ایک دوسرے کی حقیقی ضروریات سمجھتے ہیں اور مختلف امور میں ایک دوسرے کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور ایک دوسرے کی عادتیں سیکھتے ہیں۔ بیشتر معاشرتی اعتبار سے قابل اعتراض باتیں (Social Taboos) ہمجولیوں ہی سے سیکھی جاتی ہیں۔

3: یہاں چھوٹے بڑے کی اہمیت کم ہوتی ہے' بلکہ سب برابری کی بنیاد پر معاشرتی تعامل کرتے ہیں لہٰذا وہ ایک دوسرے کو یکساں اہمیت دیتے ہیں۔

4: ایک دوسرے کے جذبات' ہیجانات اور احساسات سے آگاہ ہوتے ہیں اور ان کا احترام کرتے ہیں۔

5: اچھے ہمجولی مل جائیں تو بچے کی معاشریت مثبت ہوتی ہے اور بچہ معاشرے کا مفید شہری بنتا ہے۔ لیکن اس کے برعکس ہمجولی گروہ بچے کی معاشریت کو بگاڑ بھی سکتے ہیں۔

بچے کی عمر کے ساتھ ساتھ اس کے معاشریت کے عمل میں ہمجولی گروہوں کے کردار تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ سکول جانے کی عمر سے پہلے ہی ہمجولی گروہ بچے کی معاشریت میں اپنا کردار ادا کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ تحقیقات کی مدد سے یہ دیکھا گیا ہے کہ اگر بارہ ماہ کے بچوں کو ایک دوسرے کے قریب بٹھا دیا جائے تو وہ ایک دوسرے کے ساتھ ابتدائی معاشرتی تعامل شروع کر دیتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کا بغور جائزہ لیتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ کھلونوں کا تبادلہ بھی کر لیتے ہیں۔ دوسرے سال میں بچوں کا باہمی معاشرتی تعامل مختلف صورت اختیار کر جاتا ہے اور پیچیدہ ہو جاتا ہے۔ تیسرے سال میں بچے آپس میں باہمی تعاون اور ہلکا پھلکا جھگڑا بھی کر لیتے ہیں' ایک دوسرے کے ساتھ پیار و محبت کرنا بھی سیکھ جاتے ہیں اور ایک دوسرے کا مشاہدہ کرتے ہوئے معاشریت بھی سیکھنا شروع کر دیتے ہیں۔

بچہ جب سکول جا کر تعلیم حاصل کرتا ہے تو وہاں اسے اپنے ہم جماعتوں اور ہمجولیوں سے میل ملاپ کا زیادہ موقع ملتا ہے۔ اس دور کے ہمجولیوں کی اہمیت پچھلے ہمجولی گروہوں سے بڑھ جاتی ہے اور یہ ہمجولی گروہ بچے کے معاشریت کے عمل پر گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ بہت سی

تحقیقات کی مدد سے یہ ثابت ہوا ہے کہ سکول دور کے شروع میں بچہ استاد کو بہت زیادہ اہمیت دیتا ہے۔ لیکن بعد میں بچے کی معاشریت کے عمل میں ہمجولی گروہوں کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے۔ اسی طرح اس عمر میں گھریلو ماحول میں بچے کی توجہ اپنے والدین پر قدرے کم ہو جاتی ہے اور ہمجولی گروہوں پر بڑھ جاتی ہے۔

بچے کی عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ اس کے معاشریت کے عمل میں ہمجولی گروہوں کا کردار بھی بڑھ جاتا ہے۔ بچہ دس سال کی عمر کے بعد اپنا زیادہ وقت اپنے دوستوں اور ہمجولیوں میں گزارتا ہے۔ اس وقت اس کے رویوں' دلچسپیوں اور قدروں پر دوسرے عاملین کی بجائے ہمجولی گروہ زیادہ اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس کے ہمجولی گروہ اس کے معاشریت کے عمل کو متعین کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ بچہ اپنے ہمجولیوں کی مدد سے جو معاشریت حاصل کرتا ہے اس میں معاشریت کے درج ذیل پہلو خاص طور پر نمایاں ہوتے ہیں:

1: پختگی کے کرداروں کی معاشریت

بچے اپنے ہمجولی گروہوں میں ایک دوسرے کو معاشریت کے مختلف کردار سکھاتے اور سیکھتے ہیں۔ بچے اپنے ہمجولی گروہوں میں اپنی عمر سے بڑے بچوں کے ساتھ معاشرتی تعامل کرتے ہوئے پختہ کردار ادا کرنا سیکھتے ہیں۔ وہ چھوٹی عمر کے بچوں کے ساتھ معاشرتی تعامل کرتے ہوئے پختہ کرداروں کا مظاہرہ کرنا سیکھتے ہیں اور انہیں معاشریت کے پختہ کردار سکھاتے ہیں۔ اس طرح ہمجولی گروہ بچے کے معاشریت کے عامل کی حیثیت سے بچوں کو پختہ کرداروں کی معاشریت سکھانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

2: معاشرتی مہارتوں اور اخلاقی قدروں کی معاشریت

مختلف اقسام کی معاشرتی مہارتیں اور اخلاقی قدریں بچے اپنے ہمجولیوں کی مدد سے سیکھتے ہیں۔ دوست کیسے بنائے جاتے ہیں' دوستوں کے ساتھ نباہ کیسے کیا جاتا ہے' معاشرتی سرگرمیوں میں حصہ لینے کے آداب اور طریقے کیا ہیں' باہمی تعاون کی اہمیت کیا ہے' منصب کے اظہار کے طریقے اور پیروی کے طریقے کیا ہیں' اور اس طرح کی کئی دوسری معاشرتی مہارتیں بچے اپنے ہمجولیوں کی مدد سے سیکھتے ہیں۔ مختلف اقسام کی اخلاقی قدریں' مزاج پرسی کے طریقے' ہمدردی ظاہر کرنے کے طریقے' پیار و محبت جتانے کے طریقے' شفیقانہ برتاؤ کرنے کے طریقے' سچ اور جھوٹ کی اہمیت' دوسروں کی بھلائی چاہنے کی اہمیت' اور اس طرح کی کئی دوسری اخلاقی قدروں کی معاشریت اپنے

ہجولیوں سے سیکھی جاتی ہے۔

3: تفریحی سرگرمیوں اور کھیلوں کی معاشریت

ہجولی گروہ بچوں کی تفریح کا سب سے بڑا ذریعہ ہیں اور بچوں کے ہجولی گروہ اپنی تفریح کا سامان خود پیدا کر لیتے ہیں۔ معاشرتی طور پر پسندیدہ اور غیر پسندیدہ تفریح کے مواقع پیدا کرنا اور لطف اندوز ہونا بچے اپنے ہجولی گروہوں کی مدد سے سیکھتے ہیں۔ ہجولی گروہ مختلف اقسام کی کھیلوں میں حصہ لے کر جسمانی پختگی کے ساتھ ساتھ بہت سے معاشریت کے کردار بھی سیکھتے ہیں۔ باہمی تعاون' ٹیم سپرٹ' سپورٹس مین شپ کا مظاہرہ اور قائد کی پیروی کرنے جیسی معاشرتی قدریں بچے کھیلوں کے ذریعے سیکھتے ہیں۔

4: ذات کی نشوونما اور شخصیت کی تشکیل

بچے کی ذات کی نشوونما میں نکھار اپنے ہجولیوں سے معاشرتی تعامل کرتے ہوئے پیدا ہوتا ہے اور اس کے اندر اپنی ذات کا تصور تقویت حاصل کر جاتا ہے۔ اس کی شخصیت کی نشوونما میں اس کے ہجولی گروہ اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس کے بہت سے رویوں کی تشکیل اور تبدیلی اپنے ہجولی گروہوں کی بدولت ہوتی ہے۔ وہ اپنے ہجولیوں کی بدولت ہی مخالف جنس میں دلچسپی لینے کے طریقے سیکھتا ہے اور ان سے تعلقات قائم کرتا ہے بچہ بہت سی معاشرتی طور پر ناپسندیدہ باتیں اپنے ہجولیوں کی بدولت سیکھتا ہے اور اس کی معاشرتی بصیرت میں اضافہ ہوتا ہے۔

ہجولی گروہوں کے بچے کی معاشریت کے عامل کی حیثیت سے کی گئی دوسری تحقیقات کے نتائج کی تفصیل اس طرح ہے۔ جے ڈی کیمبل (J.D.Cambell ء1967) کی تحقیق کے مطابق مختلف ثقافتوں میں ہجولی گروہوں کا معاشریت کے عامل کی حیثیت سے کردار مختلف ہے۔ امریکی معاشرے میں بچوں کو ہجولیوں سے میل ملاپ رکھنے کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ اس کے برعکس فرانس میں بچوں کو پابند کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے خاندان اور عزیز و اقارب کے ہی ہجولیوں سے میل ملاپ رکھیں۔ ہاسٹپ (Hastup ء1970) کی تحقیق کے مطابق بچے کا اپنے ہجولیوں کے کردار سے مطابقت پیدا کرنا یعنی اپنے ہجولیوں کے رویوں اور قدروں کو اپنانے کا رجحان بچے کی عمر کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتا ہے۔ چھوٹے بچوں میں مطابقتی کردار موجود نہیں ہوتا' اوائل بچپن میں مطابقتی کردار پیدا ہونا شروع ہوتا ہے اور سکول جانے کی عمر میں یہ کردار واضح ہو جاتا ہے۔ نیز لڑکیاں' لڑکوں کی نسبت اپنے ہجولیوں کے کردار سے زیادہ مطابقت پیدا کرنے کا رجحان رکھتی ہیں۔

دوسری تحقیقات میں یہ دیکھا گیا ہے کہ ہمجولی معاشرت کے عمل میں استاد کا کردار بھی ادا کرتے ہیں اور بچے اپنے ہمجولیوں سے بہت سی نصابی سرگرمیاں بھی سیکھتے ہیں۔ طالب علم اپنی تعلیمی منصوبہ بندی اپنے ہمجولیوں کی فراہم کردہ معلومات کی بنیاد پر بھی کرتے ہیں۔ بچے اپنے غصے پر کنٹرول اور اظہار کی معاشرت کے طریقے بھی اپنے ہمجولیوں کی مدد سے سیکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ تعمیری کاموں اور مختلف معاشرتی تعاونی امور میں بچے اکثر اپنے ہمجولیوں کے کردار کی پیروی کرتے ہیں۔

جارحیت کی معاشرت

جارحیت کی تعریف اس طرح کی جاتی ہے کہ "جارحیت ایسا جسمانی یا لفظی کردار ہے جس کا مقصد کسی کو ذہنی یا جسمانی تکلیف پہنچانا ہوتا ہے۔" ماہرین جارحیت کی دو قسمیں بیان کرتے ہیں: اول معاندانہ جارحیت (Hostile Aggression)، جس سے مراد ایسی جارحیت لی جاتی ہے جو کہ ہیجانی صورت حال کے فوری ابال کی صورت میں پیدا ہوتی ہے اور اس کا مقصد کسی کو نقصان پہنچانا ہوتا ہے۔ مثلاً کسی شخص کا اشتعال کی حالت میں کسی دوسرے کو زخمی یا قتل کر دینا یا کسی مشتعل ہجوم کا تخریبی سرگرمیوں پر اتر آنا۔ دوم۔ وسائلی جارحیت (Instrumental Aggression)، ایسی جارحیت ہیجانی صورت حال کی وجہ سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ وسائلی جارحیت کی ایک جارحیتی کردار کی صورت میں منصوبہ بندی کی جاتی ہے اور اس کا مقصد دوسروں کو نقصان پہنچانا ہوتا ہے۔ مثلاً سازش کے تحت کسی کو قتل کرنا یا نقصان پہنچانا یا کسی ملک کا کسی دوسرے ملک پر منصوبہ بندی سے چڑھائی کرنا۔

جارحیتی کردار کی توضیح کے لئے تین اقسام کے نظریات ملتے ہیں۔ پہلی قسم حیاتیاتی نظریات کی ہے جن میں فرائیڈ اور لورنز (Lorenz) کے نظریات شامل ہیں۔ فرائیڈ کے مطابق جارحیتی کردار ادا کرنے کا رجحان انسانوں میں پیدائشی طور پر موجود ہوتا ہے۔ اس کے مطابق موت کی تحریک کی جبلت کی وجہ سے لوگ جارحیتی کردار ادا کرتے ہیں۔ وہ موت کی تحریک کی جبلت کی وضاحت داخلی اور خارجی لحاظ سے کرتا ہے۔ موت کی تحریک کے داخلی اظہار سے مراد ذاتی تباہی، خودکشی اور اپنے آپ کو تکلیف دینا شامل ہے جبکہ خارجی اظہار سے مراد جارحانہ رویہ، جنگ و جدل، دوسروں کو قتل کرنا، لوٹ مار اور مروجہ اصولوں یا نظاموں کے خلاف بغاوت کرنا شامل ہے۔ لورنز کے مطابق بھی جارحیت کی جبلت انسانوں میں پیدائشی طور پر موجود ہوتی ہے۔ لیکن لورنز فرائیڈ کے نظریے کے برعکس جارحیت کے مثبت پہلوؤں پر زور دیتا ہے۔ اس کے مطابق جارحیت

کی جبلت کی بدولت انسان اپنے ماحول سے بہتر طور پر مطابقت پیدا کرتا ہے۔ دوسری قسم تحریکی نظریات (Drive Theories) کی ہے۔ ڈالرڈ اور فیش بیک (Dollard 1939ء and Fashback 1964ء) کے مطابق جارحیت ایک تحریکی قوت ہے جو کہ خیست یا رکاوٹ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اور اس کا اظہار مختلف طریقوں سے کیا جاتا ہے۔ تیسری قسم معاشرتی آموزش کے نظریات کی ہے۔ ان نظریات کے مطابق جارحیتی کردار اور اس کے اظہار کے طریقوں کو معاشرتی آموزش کے ذریعے سیکھا جاتا ہے اور بچہ اپنے معاشریت کے عمل میں مختلف جارحیتی کردار اور ان کے اظہار کے مختلف طریقے سیکھتا ہے۔

جارحیتی کردار تمام ثقافتوں کے افراد میں پائے جاتے ہیں لیکن ان کی مقدار' اظہار اور تربیت کے طریقے تمام ثقافتوں میں مختلف پائے جاتے ہیں۔ مختلف معاشروں میں جارحیت کی معاشریت مختلف ہوتی ہے۔ کئی معاشروں میں بچوں کو جارحیت کے اظہار پر سخت سزائیں دی جاتی ہیں' مثلاً بعض انڈین قبائل میں جارحیت کے اظہار پر بچوں کو سخت سزائیں دی جاتی ہیں۔ دوسری طرف بعض معاشروں میں بچوں میں جارحیت کے اظہار کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ مثلاً برازیل کے سرینو قبائل بچوں میں جارحیت کے اظہار کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں یا پاکستان میں صوبہ سرحد اور قبائلی علاقہ جات میں بچوں کی وسائلی جارحیت کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ اسکیمو چھ سے پندرہ سال کے بچوں میں جارحیت کا اظہار سختی سے ممنوع ہے۔

تحقیقات کی مدد سے یہ دیکھا گیا ہے کہ اپنے معاشریت کے عمل میں بچے درج ذیل عناصر کی بنیاد پر جارحیت کا اظہار کرتے ہیں:

(i) خیست کا شکار ہونے کی وجہ سے۔

(ii) باہمی تنازعوں کی وجہ سے یا ان پر کوئی دوسرا بچہ حملہ کرے۔

(iii) ذاتی شخصیت کے خصائص کی وجہ سے مثلاً چڑچڑا پن وغیرہ۔

(iv) ان میں پائی جانے والی جارحیتی کردار ادا کرنے کی تشویش کی وجہ سے۔

(v) ان کے ماضی کے ایسے جارحیتی کرداروں کی وجہ سے جن پر انہیں مثبت تقویت فراہم کی گئی ہو' یا انہیں جارحیتی کرداروں کا مشاہدہ کرنے کے بہت زیادہ مواقع ملے ہوں۔

کئی ماہرین کی تحقیقات کے مطابق جارحیت کی معاشریت دو اہم ابعاد میں واقع ہوتی ہے جن

میں پہلی یہ ہے کہ بچے کو جارحیت کا مظاہرہ کرنے کی کس حد تک اجازت دی جاتی ہے اور دوسری یہ کہ بچے کو جارحیت کا مظاہرہ کرنے پر کس حد تک سزا دی جاتی ہے۔ تحقیقات کی مدد سے یہ دیکھا گیا ہے کہ وہ والدین جو بچے کے جارحیتی کرداروں کا مظاہرہ کرنے پر کم روک ٹوک کرتے ہیں، یعنی زیادہ اجازت دیتے ہیں اور بچوں کو جارحیتی کرداروں کا مظاہرہ کرنے پر کم سزا ملتی ہے، ان بچوں میں لڑکوں میں 25.30 فیصد اور لڑکیوں میں 20.60 فیصد جارح پن پایا جاتا ہے۔ وہ والدین جو بچے کے جارحیتی کرداروں کا مظاہرہ کرنے کی زیادہ اجازت دیتے ہیں اور بچوں کو جارحیتی کرداروں کا مظاہرہ کرنے پر زیادہ سزا ملتی ہے، ان بچوں میں لڑکوں میں 41.70 فیصد اور لڑکیوں میں 38.10 فیصد جارح پن پایا جاتا ہے۔ ایسے والدین جو بچے کے جارحیتی کرداروں کا مظاہرہ کرنے کی کم اجازت دیتے ہیں اور بچوں کو جارحیتی کرداروں کا مظاہرہ کرنے پر زیادہ سزا ملتی ہے ان بچوں میں لڑکوں میں 20.40 فیصد اور لڑکیوں میں 19.10 فیصد جارح پن پایا جاتا ہے۔ وہ والدین جو بچے کے جارحیتی کرداروں کا مظاہرہ کرنے کی کم اجازت دیتے ہیں اور بچوں کو جارحیتی کرداروں کا مظاہرہ کرنے پر کم سزا ملتی ہے ان بچوں میں لڑکوں میں 3.70 فیصد اور لڑکیوں میں 13.30 فیصد جارح پن پایا جاتا ہے۔ ان حیران کن نتائج کے تجزیے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ بچے کی جارحیت کی معاشریت میں جارحیت کے مظاہرہ کی اجازت دینا اور جارحیت کا مظاہرہ کرنے پر سزا دینا کے ابعاد بہت زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ بچے کو جارحیت کا مظاہرہ کرنے کی کم اجازت دینا اور جارحیت کا مظاہرہ کرنے پر کم سزا دینا بچے کی جارحیت کی معاشریت کے مثبت ترین پہلو ہیں۔

تحقیقات کی مدد سے یہ دیکھا گیا ہے کہ والدین بچوں کو جارحیت کی معاشریت سکھاتے ہوئے درج ذیل طریقے اختیار کرتے ہیں:

(الف) بچوں کو خیست کے مواقعوں سے بچاتے ہوئے ان کی جارحیت کو کنٹرول کیا جاتا ہے۔

(ب) بچوں کو ان کے جارحیتی کرداروں کا مظاہرہ کرنے پر منع کیا جاتا ہے اور انہیں سزا ملتی ہے۔

(ج) والدین بچوں کو ان کی جارحیت کے اظہار کے معاشرتی طور پر پسندیدہ طریقے اپنے آپ کو ماڈل کی صورت میں پیش کرتے ہوئے سکھاتے ہیں۔

ہمجولی گروہ بھی بچے کی جارحیت کی معاشریت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ایک مطالعہ میں

دیکھا گیا ہے کہ بچے اپنی جارحیت کے اظہار کے طریقے اور جارحیت پیدا کرنے والے ماحول کے ساتھ مناسب جارحیت پیش کرنے کے طریقے اپنے ہمجولیوں کی مدد سے بھی سیکھتے ہیں۔ ایک دوسری تحقیق کے مطابق بچے کھیلوں کے ذریعے جارحیت کا انعکاس کرنا بھی اپنے ہمجولیوں کی مدد سے سیکھتے ہیں۔ ایک بین الثقافتی تحقیق کے مطابق اکثر معاشروں میں والدین اپنے بچوں کی جارحیت کی معاشریت کے لئے ہمجولیوں کی موجودگی کو اہمیت دیتے ہیں۔ ہارٹرپ (Hartrup) کی تحقیق کے مطابق بچے اپنی جارحیت کی معاشریت کی درج ذیل دو تکنیکیں اپنے ہمجولیوں کی مدد سے سیکھتے ہیں:

1: موثر جارحیتی مہارتیں یعنی اپنے آپ پر حملے کی صورت میں اپنے آپ کا دفاع کس طرح کرنا ہے یا دوسری صورت میں کسی شخص کو اشتعال کس طرح دلاتا ہے۔

2: جارحیت کو کنٹرول کس طرح کرنا ہے یا قربانی کا بکرا کس طرح بناتا ہے۔

بہت سے مطالعوں میں یہ دیکھا گیا ہے کہ ٹی وی بچوں کی جارحیت کی معاشریت میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ تحقیقات کی مدد سے دیکھا گیا ہے کہ جن دنوں میں ٹی وی پر تشدد آمیز فلمیں زیادہ دکھائی جاتی ہیں ان دنوں میں بچوں میں جارحیتی کردار ادا کرنے کی شرح زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن اس کا انحصار بچوں کی ماضی کی جارحیت کی معاشریت کی نوعیت پر ہوتا ہے۔ اگر بچوں میں ان کی ماضی کی جارحیت کی معاشریت کی وجہ سے جارحیتی کردار ادا کرنے کے شخصی خصائص نشوونما پا چکے ہوں تو ٹی وی بچوں میں جارحیتی کردار ادا کرنے کے رجحانات کو مزید تقویت پہنچاتا ہے۔ دوسری صورت میں اگر بچے نے اپنے ماضی کی جارحیت کی معاشریت میں جارحیت پر کنٹرول کرنا سیکھ لیا ہو تو ٹی وی پر دکھائی جانے والی تشدد آمیز فلمیں اس کی جارحیت کی معاشریت پر مثبت اثرات مرتب کرتی ہیں۔

جارحیت کی معاشریت کے حوالے سے بچوں کے معاشریت کے عمل پر کی گئی کچھ دوسری تحقیقات کے نتائج کے مطابق اگر بچے کو اپنے معاشریت کے عمل کے دوران والدین سے سخت جسمانی سزاؤں کا سامنا کرنا پڑے تو بچے میں جارحیت کا عنصر اور دوسروں کو نقصان پہنچانے کا رجحان زیادہ پایا جاتا ہے اور اس کا محرکاتی نظام جارحیتی کردار ادا کرنے کی بنیاد پر متحرک ہوتا ہے۔ ایک دوسری تحقیق کے مطابق اگر بچے کی بول و براز کی تربیت میں سختی برتی جائے تو اس میں زیادہ جارحیتی کردار ادا کرنے کا رجحان پایا جاتا ہے۔ بین الثقافتی تحقیقات کے مطابق ان معاشروں میں جہاں بچوں کی تربیت تکلیف دہ حالات میں ہوتی ہے اور ان کو

ضروریات زندگی بھی نچلے درجے کی میسر ہوتی ہیں، وہاں بچوں میں جارحیتی کردار زیادہ اور شدید نوعیت کے ہوتے ہیں۔

کچھ ماہرین کی تحقیقات کے مطابق بچوں میں جارحیتی کرداروں کو کنٹرول کیا جا سکتا ہے اور ان میں جارحیت کا عنصر بھی کم کیا جا سکتا ہے۔ ان ماہرین نے بچوں کی جارحیت کو کم کرنے کا ایک پروگرام مرتب کیا ہے جس کے خدوخال کچھ اس طرح ہیں:

(i) بچوں کے جارحیتی کرداروں کے اظہار پر مثبت اور منفی تقویت کے اصولوں کو استعمال کرتے ہوئے ان کے جارحیتی کرداروں کو کنٹرول کیا جاتا ہے۔

(ii) ماڈلنگ کے ذریعے بچوں کو جارحیت کے اظہار کے معاشرتی طور پر پسندیدہ طریقوں کی تربیت دی جاتی ہے۔

(iii) بچوں کے معاشریت کے عمل کے دوران جسمانی سزاؤں کے استعمال کی حوصلہ شکنی پر زور دیا جاتا ہے۔

(iv) بچوں کو جارحیت کے تنقیہ (Catharsis) کے طریقے سکھائے جاتے ہیں۔ تحقیقات سے یہ ثابت ہوا ہے کہ تنقیہ کے عمل کے ذریعے جارحیت میں کمی کی جا سکتی ہے۔

(v) بڑے بچوں میں لفظی تربیت کے ذریعے جارحیت میں کمی کی جاتی ہے، یعنی بچوں کو جارحیت کے اظہار کے لفظی معاشرتی طور پر پسندیدہ طریقوں کی طرف راغب کیا جاتا ہے۔

(vi) بڑے بچوں کو جارحیت کم کرنے کے مختلف طریقوں کی تعلیم و تربیت دے کر بھی ان کی جارحیت میں کمی کی جاتی ہے۔

تحصیل کے محرک کی معاشریت

بچہ حیاتیاتی محرکات کے ساتھ پیدا ہوتا ہے اور اپنے معاشریت کے عمل کی بدولت اپنے اکتسابی یا معاشرتی محرکات پروان چڑھاتا ہے۔ بچے کے معاشرتی محرکات کے پروان چڑھنے کا انحصار اس کی معاشریت کے عاملین اور اس کی ثقافت پر ہوتا ہے۔ یعنی بچہ کس نوعیت کے اور کس کیفیت کے معاشرتی محرکات سیکھے گا، اس کا انحصار اس کی اپنی صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ معاشریت کے عاملین کے محرکات سکھانے کے کردار پر ہوتا ہے اور بچے کے معاشرتی محرکات اس کی ثقافت کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ معاشرتی محرکات میں سے ایک اہم

محرک تحصیل کا محرک ہے جو کہ جدید دور کے انسان کے لئے بہت اہمیت رکھتا ہے۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ فرد کی ذاتی ترقی اور ثقافتوں کی ترقی میں یہ محرک بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔

تحصیل کے محرک سے مراد ہر فرد میں کسی مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کا حصول ہے۔ ہر فرد خواہ زندگی کے کسی شعبہ میں بھی کام کر رہا ہو اپنے آپ کو ایک دوڑ میں محسوس کرتا ہے۔ وہ اس بات کی ضرورت محسوس کرتا ہے کہ وہ کامیابی یا تحصیل حاصل کرے' یا کم از کم دوسرے لوگوں کے مقابلے میں بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرے۔ اس کی کوشش اور کردار اس کی ان ضرورتوں سے بہت حد تک متاثر و متعین ہوتے ہیں۔

کچھ محققین کے خیال میں تحصیل کا محرک یا تحصیل کی ضرورت فرد کی قدرے مستحکم خاصیت ہے جو کہ ہر صورت حال میں موجود ہوتی ہے۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ کامیابی حاصل کرنے کے عمومی رجحان کو بیدار کرتی ہے اور کسی مخصوص صورت حال میں اس میلان کی شدت کا انحصار تین عناصر پر ہوتا ہے:

(i) کامیابی کی امید

(ii) مخصوص کامیابی کی ترغیبی قدر و قیمت

(iii) کامیابی کے لئے ذاتی ذمہ داری کا احساس

تحصیل کے محرک پر جتنا تجرباتی کام کیا گیا ہے اتنا کسی بھی دوسرے معاشرتی محرک پر نہیں کیا گیا۔ درج ذیل میں ہم کچھ ماہرین کے تحصیل کے محرک کے بارے میں نظریات اور ان کے تحقیقاتی نتائج کا جائزہ لیتے ہیں۔

ڈیوڈ میک لی لینڈ (David McClelland 1958ء) کا شمار ان ماہرین میں ہوتا ہے جنہوں نے تحصیل کے محرک پر بہت زیادہ کام کیا۔ اس کے تحقیقاتی نتائج کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

1۔ بعض افراد میں تحصیل کا محرک یا حاجت بڑی اعلیٰ درجے کی ہوتی ہے۔ وہ اعلیٰ مقاصد حاصل کرنے کے خواہشمند ہوتے ہیں اور دنیا میں کوئی نمایاں پوزیشن حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ مثلاً کوئی بڑا سائنس دان' بڑا سیاستدان یا نامور کھلاڑی بننا چاہتا ہے یا کوئی ماؤنٹ ایورسٹ کو سر کرنا چاہتا ہے۔

2۔ بعض افراد میں تحصیل کا محرک یا حاجت بہت ادنیٰ درجے کی ہوتی ہے اور وہ کمتر درجے کے مقاصد اپناتے ہیں۔ مثلاً کوئی نوجوان کوئی کام دل لگا کر نہیں کرتا اور جب گھر والے بھی اس کی ضروریات کا خیال نہیں کرتے تو وہ نوجوان گھر سے غائب ہو جاتا ہے اور کوئی معمولی کام مثلاً کھلونے یا اخبار بیچنا شروع کر دیتا ہے۔

پہلی قسم کے لوگ مقابلے میں نمایاں پوزیشن حاصل کرتے ہیں' ان لوگوں میں سیکھنے کی رفتار تیز ہوتی ہے۔ وہ زیادہ مستعد اور محنتی ہوتے ہیں اور ان لوگوں میں زیادہ خود اعتمادی پائی جاتی ہے۔ جبکہ دوسری قسم کے لوگ مقابلے میں کوئی نمایاں پوزیشن حاصل نہیں کر سکتے بلکہ مقابلے سے گھبراتے ہیں۔ ان لوگوں میں سیکھنے کی رفتار کم ہوتی ہے اور ان کو اپنے آپ پر اعتماد بھی نہیں ہوتا۔

میک لی لینڈ اور اس کے ساتھیوں نے ثابت کیا ہے کہ تحصیل کا محرک یا ضرورت افراد میں بڑھائی جا سکتی ہے۔ اس کے لئے انہوں نے کچھ طالب علموں کو ایک عام نوعیت کی آزمائش حل کرنے کے لئے دی۔ آزمائش کے نتیجے کے بارے میں طالب علموں کو بتایا گیا کہ انہوں نے بہت کم نمبرز حاصل کئے ہیں۔ اس کے بعد انہیں ٹی اے ٹی کی آزمائش دی گئی۔ اس آزمائش کی کہانیوں کے تجزیے سے یہ معلوم ہوا کہ معمولوں نے خواہشات کا بہت زیادہ اظہار کیا ہے۔ نتائج سے مزید ثابت ہوا کہ طالب علموں کے تحصیل کے محرک کے درجات ان کی معاشرتی کلاس کے آئینہ دار تھے۔ یعنی اونچے درجے کی کلاس سے تعلق رکھنے والے طالب علموں میں تحصیل کے محرک کا درجہ مڈل کلاس سے تعلق رکھنے والے طالب علموں کی نسبت اونچا تھا۔ مڈل کلاس سے تعلق رکھنے والے طالب علموں کے تحصیل کے محرک کا درجہ نچلے درجے کی کلاس سے تعلق رکھنے والے طالب علموں کی نسبت اونچا تھا اور نچلے درجے کی کلاس سے تعلق رکھنے والے طالب علموں کے تحصیل کے محرک کا درجہ سب سے کمتر تھا۔ اس کے علاوہ امریکی طالب علموں کے تحصیل کے محرک کا درجہ ترکی کے طالب علموں کی نسبت بلند تھا۔

اٹکنسن (Atkinson ء1960) اور اس کے ساتھیوں نے تحصیل کے محرک کے حوالے سے کام کی پیچیدگی' ناکامی کے خوف اور کارکردگی جیسے عناصر کا جائزہ لیا۔ ان کی تحقیقات کے نتائج درج ذیل ہیں:

1: تحصیل کا محرک مختلف افراد میں مختلف درجوں میں پایا جاتا ہے۔

2: تحصیل کا محرک اور ناکامی سے احتراز فرد کے کردار کو متعین کرتے ہیں۔

3: تحصیل کے محرک کے پس منظر میں ہر فرد کا کارکردگی کا ایک خاص درجہ ہوتا ہے اور اسی درجے کے مطابق وہ اپنی کارکردگی پیش کرتا ہے۔

4: وہ افراد جن کا تحصیل کا محرک بہت اونچے درجے کا ہوتا ہے وہ درمیانے درجے کا یعنی پچاس فیصد خطرہ مول لیتے ہیں۔

5: وہ افراد جن کا تحصیل کا محرک بہت نچلے درجے کا ہوتا ہے وہ خطرہ مول لینے سے کتراتے ہیں۔

6: وہ افراد جن کو ناکامی کا خوف انتہائی درجے کا ہوتا ہے عام طور پر اپنے لئے بہت مشکل یا بہت آسان کام منتخب کرتے ہیں۔

7: اگر تحصیل کے محرک اور کارکردگی کا درجہ یکساں ہو تو کامیابی کے امکانات بہت زیادہ ہوتے ہیں۔

8: تحصیل کا محرک گاؤں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی نسبت شہر سے تعلق رکھنے والے لوگوں میں زیادہ پایا جاتا ہے۔

9: امریکی معاشرے سے تعلق رکھنے والے افراد میں دوسرے معاشروں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی نسبت تحصیل کا محرک بلند درجے کا پایا جاتا ہے۔

10: عورتوں کی نسبت مردوں میں تحصیل کا محرک بلند درجے کا پایا جاتا ہے۔

11: تحصیل کے محرک کے سیکھنے میں بچپن کے حالات' ماحول اور ثقافت گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔

12: معاشرتی سطح پر تحصیل کا محرک قوموں کی تاریخ میں بہت اہم ہے۔ اس محرک کی زیادتی یا کمی کے باعث قومیں پستی یا بلندی کی طرف جاتی ہیں۔

تحصیل کے محرک کی معاشریت کے حوالے سے کئی گئیں تحقیقات کے مطابق تحصیل کے محرک کی معاشریت کی ابتداء اوائل بچپن میں ہوتی ہے اور معاشریت کے عاملین یعنی والدین' اساتذہ اور ہمجولی گروہ بچے کے تحصیل کے محرک کی معاشریت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

تحقیقات کی مدد سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ والدین کی اوائل بچپن میں بچوں کی آزادی و خودمختاری کی تربیت سے تحصیل کے محرک کی نشوونما کا آغاز ہوتا ہے اور بچے تحصیل کے محرک کی معاشریت اپنے والدین سے حاصل کردہ آزادی و خودمختاری اور حوصلہ افزائی کی بنیاد پر حاصل کرتے ہیں۔ اوائل بچپن میں والدین بچوں کو آزادی و خودمختاری کی تربیت اس طرح دیتے ہیں کہ والدین بچوں سے چند باتوں کا مطالبہ کرتے ہیں۔ مثلاً بچے کو اپنا حق حاصل کرنے کے لئے خود کوشش کرنا چاہیے' اسے باہر کھیلنے کے لئے جانا چاہیے وغیرہ۔ تحقیقات کی مدد سے یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جو والدین سخت محنتی ہوتے ہیں اور بلند نصب العین رکھتے ہیں یا ایسی قدروں کو بہت اہمیت دیتے ہیں وہ والدین اپنے بچوں کے لئے ماڈل کا کام کرتے ہیں اور بچے اپنے والدین کی تقلید کرتے ہوئے تحصیل کا محرک بھی اپنے والدین جیسا اپناتے ہیں۔ ایک مطالعہ میں یہ دیکھا گیا کہ کالج کے وہ طلباء جو کہ ہاسٹل میں رہتے تھے اور وہ اپنے والدین کے بارے میں یہ خیال کرتے تھے کہ وہ سخت نظم و ضبط کے قائل ہیں اور ان سے بہتر کارکردگی کی توقع رکھتے ہیں' ان میں تحصیل کے محرک کی شدت زیادہ تھی۔ اس کے برعکس ان طلباء میں تحصیل کے محرک کی شدت کم پائی جاتی تھی جو یہ خیال کرتے تھے کہ ان کے والدین انہیں ہر قسم کی ضروریات بہم پہنچاتے ہیں اور ان سے بہت لاڈو پیار کرتے ہیں۔

اگر استاد میں تحصیل کا محرک بلند درجے کا پایا جاتا ہے تو تحقیقات سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ وہ استاد اپنے شاگردوں کی تحصیل کے محرک کی اونچے درجے کی معاشریت میں اہم کردار ادا کرے گا۔ ایک طرف تو شاگرد اپنے استاد کو ماڈل سمجھتے ہوئے تحصیل کے محرک کی زیادتی سیکھیں گے اور دوسری طرف وہ استاد بچوں کی تربیت کرتے ہوئے انہیں اونچے درجے کے تحصیل کے محرک کی تعلیم و تربیت دے گا۔

ہمجولی گروہ بھی بچے کی تحصیل کے محرک کی معاشریت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ہمجولیوں کے ساتھ معاشرتی تعامل میں بچے کو باہمی مقابلے کا سامنا ہوتا ہے۔ وہ اپنی کارکردگی اپنے ہمجولیوں سے بہتر ظاہر کرنا چاہتا ہے اور مقابلے کی یہ فضا بچے کے تحصیل کے محرک کی معاشریت میں اسے اس محرک کی شدت کی طرف راغب کرتی ہے۔ دوسری طرف بچے کے تحصیل کے محرک کی معاشریت کا انحصار ہمجولیوں کی نوعیت پر بھی ہوتا ہے۔ تحقیقات کی مدد سے یہ دیکھا گیا ہے کہ اگر بچے کے ہمجولی عمر میں بڑے ہوں تو بچے میں تحصیل کا محرک اونچے درجے کا پایا جاتا ہے۔

بچوں کے تحصیل کے محرک کی معاشریت میں تقویتی اصول بنیادی کردار ادا کرتا ہے اور

مثبت اور منفی تقویت کے اصول کو استعمال کرتے ہوئے یعنی جزا' تعریف' اصرار اور غالباً" کسی حد تک سزا کے ذریعے بھی والدین بچوں کے تحصیل کے محرک کو بڑھا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ تحصیل کے محرک کی معاشریت کا تعلق ثقافت کے ساتھ گہرا پایا جاتا ہے۔ وہ ثقافتیں جہاں معاشی طور پر خوشحالی پائی جاتی ہے وہاں بچوں میں تحصیل کا محرک اونچے درجے کا پایا جاتا ہے اور وہ ثقافتیں جہاں معاشی اور معاشرتی مسائل بہت زیادہ ہیں وہاں بچوں میں تحصیل کا محرک نچلے درجے کا پایا جاتا ہے۔

اخلاقی قدروں کی معاشریت

اخلاقی قدروں کی معاشریت سے مراد یہ ہے کہ بچہ اپنے معاشریت کے عمل کے دوران اپنے کردار میں اخلاقی قدروں کا ایک ایسا نظام تشکیل دیتا ہے جو کہ اس کو سماج دشمن (Anti-Social) کردار پیش کرنے سے محفوظ رکھتا ہے اور معاشرتی ایثار آمیز (Social Altrustic) کردار کی جانب متحرک کرتا ہے۔ بچہ اخلاقی قدروں کی معاشریت سیکھتے ہوئے اخلاقی قدروں کو اپنے کردار کا حصہ بناتا ہے اور اخلاقی قدروں کی معاشریت بچے کے اندر ایک ایسا اخلاقی نظام تشکیل کرتی ہے جس کی بدولت بچہ اپنے معاشرے کی اخلاقی قدروں کے مطابق اپنا کردار پیش کرتا ہے۔ اس کا یہ کردار اس کے معاشرے کی افادیت کے زمرے میں سمجھا جانے لگتا ہے اور بچہ اپنے معاشرے کا مفید شہری ثابت ہوتا ہے۔

بچے کی اخلاقی قدروں کی معاشریت کی تشریح کے بارے میں مختلف نظریات ملتے ہیں۔ ہاف مین (Hoffman ء1976) کے مطابق بچہ اپنے معاشریت کے عمل کے ذریعے ہمدردی کا محرک سیکھتا ہے۔ اس ہمدردی کے محرک کی بنیاد پر بچہ اخلاقی قدریں اپناتا ہے اور دوسرے افراد کے ساتھ ہمدردانہ رویہ اختیار کرتے ہوئے اخلاقی قدروں کا مظاہرہ کرتا ہے۔ ہاف مین کے نزدیک ہمدردی کے محرک کی بنیاد پر ہی بچہ اپنے اندر ضمیر کی نشوونما کرتا ہے۔ اس کا ضمیر اس کی اخلاقی قدروں کا آئینہ دار ہوتا ہے اور اسے اخلاقی قدروں کا مظاہرہ کرنے کے لئے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اگر کسی ایسی صورت حال میں جہاں بچے کو کسی کے ساتھ ہمدردانہ رویہ اپنانا چاہئے ہوتا ہے لیکن وہ بعض وجوہات کی بنیاد پر ایسا نہیں کرپاتا تو بچہ اپنے آپ کو مجرم سمجھنے لگتا ہے اور اس کا یہ احساس جرم اس کے اندر ہمدردی کے محرک کو مزید تقویت پہنچاتا ہے۔

ارن فریڈ (Aronfreed ء1976) نے بچے کی اخلاقی قدروں کی معاشریت کو حصولی عمل (Acquisitive Process) قرار دیا ہے۔ اس کے خیال میں بچہ اخلاقی قدروں کی معاشریت

آموزش اور مشروطیت کے عمل کی بدولت حاصل کرتا ہے اور بچے کی موزوں اخلاقی قدروں کی معاشریت کا انحصار اس کو پیش کی جانے والی موزوں تقویت پر ہوتا ہے۔ بچہ اپنی اخلاقی قدروں کی معاشریت میں مختلف اخلاقی مہارتیں آموز کرتا ہے جن کی بدولت اس کا کردار اس کے معاشرے کی اخلاقی قدروں سے مشروط ہو جاتا ہے اور وہ اپنا کردار اپنے معاشرے کی اخلاقی قدروں کے مطابق پیش کرتا ہے۔ ارن فریڈ کے مطابق بچے کی اخلاقی قدروں کی معاشریت میں ماڈلنگ، تقلیدی آموزش اور شناخت جیسے طریقے کارفرما ہوتے ہیں اور بچے کے ضمیر کی نشوونما کا تعلق بھی اس حصولی عمل سے ہوتا ہے جو کہ اس کی اخلاقی قدروں کی معاشریت کا اثاثہ ہوتا ہے۔

کوہل برگ (Kohlberg ء1976) نے بچے کی اخلاقی قدروں کی معاشریت کے بارے میں اپنے منفرد نظریات پیش کئے ہیں۔ کوہل برگ جو کہ وقوفی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتا ہے وہ پیاجے کے نشوونمائی مدارج کے نظریے سے بہت متاثر تھا۔ اس کے مطابق بچہ اپنی اخلاقی قدروں کی معاشریت اپنے اخلاقی استدلال (Moral Reasoning) کے نظام کی نشوونما کی صورت میں حاصل کرتا ہے بچے میں یہ اخلاقی استدلالی نشوونما تین مختلف مراحل میں واقع ہوتی ہے اور ہر مرحلے کے دو درجے ہوتے ہیں۔

کوہل برگ کے مطابق اخلاقی استدلالی نشوونما کا پہلا مرحلہ رسمی اخلاقی استدلال کے پہلے کا مرحلہ (Preconventional Level) ہے۔ اس مرحلے کے پہلے درجے میں بچے کے اخلاقی استدلال کا تعین سزا اور فرمانبرداری جیسے عناصر کرتے ہیں۔ بچے کے نزدیک اپنے کسی کردار کے درست یا اخلاقی ہونے کا انحصار اس پر ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو کردار کے درست یا اخلاقی ہونے پر سزا سے محفوظ پاتا ہے اور وہ بلا چون و چرا منصب کی پیروی کرتا ہے۔ رسمی اخلاقی استدلال کے پہلے کے مرحلے کے دوسرے درجے میں بچے کے اخلاقی استدلال کا تعین اس بات پر ہوتا ہے کہ جو عمل اس کی اپنی ضرورت اور دوسروں کی ضرورت پوری کرتا ہے وہ درست یا اخلاقی ہے۔ یعنی وہ سمجھتا ہے کہ کسی کردار کے درست یا اخلاقی ہونے کا دارومدار اس پر ہوتا ہے کہ وہ کردار فائدے مند ہوتا ہے یا جس کردار یا عمل میں فائدہ مضمر ہوتا ہے وہ درست اور اخلاقی ہوتا ہے۔

کوہل برگ کے نزدیک دوسرا مرحلہ رسمی اخلاقی استدلال کا مرحلہ (Conventional Level) ہے۔ اس مرحلے میں بچے کے اخلاقی استدلال میں معاشرتی مطابقتی کردار پیش کرنے کا رجحان فوقیت حاصل کر جاتا ہے۔ اس مرحلے کے پہلے درجے میں جو کہ بچے کے اخلاقی استدلال کی

نشوونما کا تیسرا درجہ ہوتا ہے' بچے کے کسی کردار کے درست یا غلط ہونے کا دارومدار دوسروں کی اس کردار کے بارے میں پسندیدگی یا ناپسندیدگی پر ہوتا ہے۔ جو کردار دوسروں کی نظر میں درست یا اخلاقی ہوتا ہے بچہ بھی اسے درست اور اخلاقی تسلیم کرتا ہے۔ بچے کے اخلاقی کردار کا تعین دوسروں کی طرف سے معاشرتی القابات مثلاً "گڈ بوائے" یا "گڈ گرل" جیسے معاشرتی القابات کرتے ہیں۔ بچہ ان معاشرتی القابات کی بنیاد پر اپنا اخلاقی کردار پیش کرتا ہے۔ رسمی اخلاقی استدلال کے مرحلے کے دوسرے درجے میں جو کہ بچے کے اخلاقی استدلال کی نشوونما کا چوتھا درجہ ہوتا ہے' بچے کا اخلاقی کردار اپنے معاشرتی اخلاقی قوانین کے تابع ہو جاتا ہے اور بچے کے اندر ضمیر نشوونما پاجاتا ہے۔ بچہ وہی اخلاقی کردار ادا کرتا ہے جن کی اس کا معاشرہ اسے اجازت دیتا ہے۔ وہ اپنی ثقافت کے قوانین کی پابندی کرتا ہے اور منصبوں کا احترام کرتا ہے اور اپنے حقوق و فرائض سے واقفیت حاصل کرلیتا ہے۔

تیسرے مرحلے کو کوہل برگ رسمی اخلاقی استدلال کے بعد کا مرحلہ (Post-Conventional Level) قرار دیتا ہے۔ اس مرحلے میں بچے میں مثالی اخلاقی استدلال کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ بچہ بہترین اخلاقی کردار ادا کرنا سیکھتا ہے اور اس مرحلے میں اس کی اخلاقی نشوونما مکمل ہو جاتی ہے۔ رسمی اخلاقی استدلال کے بعد کے مرحلے کے پہلے درجے میں جو کہ بچے کے اخلاقی استدلال کی نشوونما کا پانچواں درجہ ہوتا ہے' بچہ اس اخلاقی استدلال سے باخبر ہوتا ہے کہ اخلاقی قوانین یا اخلاقی ادارے معاشرتی نظام کی بقاء کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔ کسی بھی معاشرے کے ہر فرد کو اپنے معاشرے کے اخلاقی قوانین کی پابندی کرنی چاہیئے کیونکہ کسی اخلاقی قانون کے درست ہونے کا دارومدار معاشرتی نظام کی افادیت میں مضمر ہے۔ اس کا اخلاقی استدلال اس طرح قائم ہوتا ہے کہ سب سے بہتر اخلاقیات وہی ہے جو زیادہ سے زیادہ لوگوں کے لئے سود مند ہو۔ رسمی اخلاقی استدلال کے بعد کے مرحلے کے دوسرے درجے میں جو کہ بچے کے اخلاقی استدلال کی نشوونما کا چھٹا درجہ ہوتا ہے' بچے کا اخلاقی استدلال بنی نوع انسان کی بھلائی کے اصولوں کی بنیاد پر متعین ہوتا ہے۔ بچے کے اخلاقی استدلال میں اپنے معاشرتی و اخلاقی قوانین کی پابندی ثانوی حیثیت اختیار کر جاتی ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ بنی نوع انسان کی بھلائی ہی سب سے بہترین اخلاقیات ہے۔ اگر کسی معاشرے میں ایسے قوانین لاگو ہیں جو کہ بنی نوع انسان کی بھلائی کے بنیادی اصولوں کے برخلاف ہیں تو انہیں ختم ہو جانا چاہیئے۔

کوہل برگ کے مطابق رسمی اخلاقی استدلال کے پہلے کے مرحلے کی جو کہ بچپن کے عرصے سے

متعلق ہے اور رسمی اخلاقی استدلال کے مرحلے کی جو کہ عنفوان شباب کے عرصے سے متعلق ہے' اخلاقی استدلالی نشوونما تمام لوگوں میں لازمی ہوتی ہے۔ لیکن رسمی اخلاقی استدلال کے بعد کے مرحلے کی اخلاقی استدلالی نشوونما کچھ ہی لوگ کر پاتے ہیں اور اس مرحلے کی اخلاقی استدلالی نشوونما مختلف لوگوں میں مختلف عمروں تک ہوتی ہے۔

بچوں کی اخلاقی قدروں کی معاشریت پر کی گئیں تحقیقات کے مطابق بچوں میں اخلاقی کردار کے اظہار کا پتہ دوسرے سال میں چلتا ہے۔ اپنی عمر کے دوسرے سال میں بچے کچھ کاموں کی ممانعت کے بارے میں جان جاتے ہیں اور عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ مزید اخلاقی کرداروں کے بارے میں بہت کچھ جان لیتے ہیں جو کہ بعد میں ان میں اخلاقی قدروں کی معاشریت کی صورت میں پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے۔ جی مرفی (G.Murphy ،1977) کی تحقیق کے مطابق بچے سکول جانے کی عمر سے پہلے اپنے والدین کے اخلاقی کرداروں کی شناخت کرنا سیکھ جاتے ہیں اور ضرورت پڑنے پر اپنے والدین جیسا اخلاقی کردار پیش کرتے ہیں۔ یعنی وہ اپنے والدین کی اخلاقی قدروں' رویوں اور معیاروں کے مطابق درست اور غلط کی پہچان سیکھ چکے ہوتے ہیں اور کسی حد تک ان میں اندرونی اخلاقی نظام نشوونما پانا شروع ہو چکا ہوتا ہے جو کہ ان کے اخلاقی کرداروں کو متعین کرتا ہے۔

بچوں کی اخلاقی قدروں کی معاشریت پر کی گئی ایک اور تحقیق کے مطابق بچے اپنی اخلاقی قدروں کی معاشریت کی ابتداء میں مختلف اخلاقی رد اعمال پیش کرنا سیکھتے ہیں' اور آہستہ آہستہ یہ اخلاقی رد اعمال بچوں میں اخلاقی قدروں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ مثلاً ایمانداری' قانون کی پابندی' دھوکا دہی سے بچنا' جھوٹ' چوری وغیرہ سے بچنا' دوسروں کی بھلائی چاہنا' روزمرہ کے امور انصاف کے ساتھ سرانجام دینا وغیرہ۔

بچوں کی اخلاقی قدروں کی معاشریت میں اساتذہ کے کردار پر کی گئیں تحقیقات کے مطابق بچے اپنے استاد کی مدد سے اخلاقی قدروں کی باقاعدہ تربیت حاصل کرتے ہیں۔ اپنے اساتذہ کی نگرانی میں اپنے سکول کے ہمجولیوں کے ساتھ اخلاقی قدروں کے مطابق میل جول اور لین دین ان کے لئے لازمی ہوتا ہے۔ اساتذہ کی بچوں کی اخلاقی تربیت ان کی اخلاقی قدروں کی معاشریت میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

بچوں کی اخلاقی قدروں کی معاشریت میں ہمجولی گروہ بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ بچے بیشتر معاشرتی اعتبار سے قابل اعتراض باتیں اپنے ہمجولیوں کی مدد سے سیکھتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ

ساتھ بچے بہت سے اخلاقی کردار بھی اپنے ہمجولیوں کی مدد سے سیکھتے ہیں۔ مثلاً سخاوت کرنا' دوسروں سے ہمدردی کا اظہار کرنا' چھوٹوں سے شفقت برتنا اور مصیبت زدہ کی مدد کرنا جیسے اخلاقی کردار بچے اپنے ہمجولیوں کی مدد سے بھی سیکھتے ہیں۔

ساتواں باب

روّیے

1- معاشرتی نفسیات میں رویّوں کے موضوع کی اہمیت
2- رویّے کیا ہیں؟
3- رویّوں کی تشکیل
4- رویّوں کی تبدیلی
5- رویّوں کی پیمائش کے شرحی پیمانے

معاشرتی نفسیات میں رویوں کے موضوع کی اہمیت

معاشرتی نفسیات سے متعلق ایک اہم موضوع رویوں کا موضوع ہے۔ موجودہ صدی کے آغاز ہی سے جب معاشرتی نفسیات نے ایک علیحدہ مضمون کی حیثیت سے نشوونما پانا شروع کیا تو کئی ماہرین نے رویوں کے موضوع کو معاشرتی نفسیات کا سب سے اہم اور برتر موضوع قرار دیا۔ تھامس اور زنانیکی (Thomas and Znaniecki) نے معاشرتی نفسیات کی تعریف اس طرح بیان کی کہ "معاشرتی نفسیات رویوں کے مطالعے کی سائنس ہے۔" گورڈن آلپورٹ (Gordon Allport ء1954) نے بھی رویوں کو معاشرتی نفسیات کا سب سے ممتاز اور ناگزیر موضوع قرار دیا ہے۔ کئی دوسرے معاشرتی نفسیات دانوں کے مطابق معاشرتی نفسیات میں معاشرتی اثر کے واقع ہونے کے سوال کا جواب تلاش کرنے کی جستجو کی جاتی ہے اور معاشرتی اثر کے واقع ہونے کے سوال کا ایک اہم جواب لوگوں کے رویوں کا مطالعہ ہے۔ جب ہم افراد کا معاشرتی اثر کے واقع ہونے کے تناظر میں مطالعہ کرتے ہیں تو افراد کی معاشرتی زندگی ان کے رویوں کی صورت میں ہمارے مشاہدے میں آتی ہے۔ لوگ جب کسی مسئلے پر اظہار خیال کرتے ہیں تو وہ اپنے رویوں کا اظہار کرتے ہیں اور دوسروں کے رویوں کو تبدیل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب دوسروں کی رائے سے مستفید ہوتے ہیں تو اپنے رویوں میں تبدیلی لاتے ہوئے انہیں از سرنو تشکیل کرتے ہیں۔ آج کی معاشرتی زندگی کے سب سے موثر ذریعہ ماس میڈیا کے اثرات کا اگر جائزہ لیا جائے تو ماس میڈیا لوگوں کے رویوں کو تبدیل کرنے اور انہیں از سرنو تشکیل کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ مختلف کمپنیاں ماس میڈیا کا سہارا لے کر اپنی اشیاء کی فروخت کے لئے لوگوں کے رویوں میں تبدیلی لاتی ہیں۔

پینگٹن (Penigton ء1986) کے مطابق معاشرتی نفسیات دان دو وجوہات کی بنیاد پر رویوں کے موضوع کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں:

1: معاشرتی نفسیات کا مقصد معاشرتی کردار کی تشریح و تعبیر کرنا اور اس کے بارے میں پیشین گوئی کرنا ہے اور ہم یہ سب کچھ لوگوں کے رویوں کے بارے میں معلومات کی بنیاد پر کرسکتے ہیں۔

2: لوگوں کے رویے عموماً دیرپا ہوتے ہیں لیکن ان میں تبدیلی بھی لائی جا سکتی۔ ماہر معاشرتی نفسیات دان رویوں کی تبدیلی کی وجوہات اور حالات کے بارے میں جان سکتے ہیں اور ان کی تبدیلی کے لئے اقدامات کرسکتے ہیں۔

مظفر شریف نے 1956ء میں معاشرتی نفسیات میں رویوں کے موضوع کی اہمیت کے بارے

میں اس طرح اظہار خیال کیا کہ پچھلے چند عشروں سے رویوں کا موضوع معاشرتی نفسیات دانوں کے لئے سب سے زیادہ توجہ کا حامل ہے اور جتنا تحقیقی کام رویوں پر کیا گیا ہے کسی اور موضوع پر نہیں کیا گیا۔ کیونکہ رویوں کا موضوع معاشرتی نفسیات کا اہم ترین موضوع ہے۔ ایک بچہ جب معاشرتی ماحول میں نشوونما پاتا ہے تو وہ اپنے معاشریت کے عمل کے ذریعے اپنی شخصیت میں رویوں کا ایک ایسا نظام تشکیل دیتا ہے جو کہ اس کے معاشرتی ادراکات' محرکات' ہیجانات اور وقوفات پر مشتمل ہوتا ہے اور وہ اپنے معاشرتی تعامل میں اس نظام کو استعمال کرتا ہے۔ فرد کا کسی دوسرے فرد یا گروہ سے معاشرتی تعامل اس کے رویوں کی بنیاد پر ہوتا ہے اور ہم فرد کے معاشرتی کردار کا احاطہ اس کے رویوں کی تشکیل' تبدیلی اور پیمائش کرتے ہوئے بھی کر سکتے ہیں۔

رویے کیا ہیں؟

رویے کیا ہیں؟ اس سوال کے جواب کے لئے ہم پہلے مختلف ماہرین کی رویوں کے بارے میں تعریفوں کا جائزہ لیں گے اور پھر رویوں کی ساخت اور وظائف کے بارے میں پیش کئے گئے نظریات کو زیر بحث لایا جائے گا۔

مختلف ماہرین نے رویوں کے بارے میں مختلف تعریفیں بیان کی ہیں۔ گورڈن آلپورٹ کے مطابق "ذہنی اور اعصابی آمادگی کی وہ کیفیات جو کہ ہمارے ذاتی تجربے کے زیر اثر منظم ہوتی ہیں اور ان کے تحت ہم حرکیاتی انداز میں اپنے جوابی افعال سرانجام دیتے ہیں' رویے کہلاتی ہیں۔" ہالینڈر (Hollander) کے خیال میں "ہمارے معاشرتی ماحول کی مختلف اشیاء یا صورت حالوں کے بارے میں ہمارے اعتقادات کی ایک اکتسابی تنظیم ہوتی ہے جس کے تحت ہمارے ترجیحی جوابی افعال کے میلانات پائے جاتے ہیں اور ہمارے یہ میلانات رویے کہلاتے ہیں۔" نیوکومب کے نزدیک "ہمارے اشیاء' افراد اور کسی گروہ کے بارے میں کوئی کام کرنے' ادراک کرنے' سوچنے اور محسوس کرنے کے میلانات ہمارے رویے ہوتے ہیں۔" مارکیوز (Marcues) کے مطابق "رویے ہمارے وہ طریقے کار ہیں جن کی بدولت ہم اپنی اردگرد کی زندگی کو سمجھتے ہیں اور اس میں مطابقت حاصل کرتے ہیں۔" ہربرٹ ہرکون (Herbert Hercon) کے خیال میں "ہمارے رویے اشیاء یا واقعات کے متعلق ہمارے ذاتی تجربات کی تنظیم اور کردار کی نسبتاً" مستقل حالت ہوتی ہے۔"

کئی ماہرین کے خیال میں رویہ کے تعقل کو صرف کچھ فقرات کی تعریف کے ذریعے صحیح اور واضح طور پر نہیں سمجھا جا سکتا۔ ان ماہرین کے مطابق رویہ کی تعریف اور ماہیت کو مکمل طور پر سمجھنے

کے لئے دو نظریات کا سہارا لینا پڑتا ہے' جن میں پہلا رویوں کا ساختی نظریہ اور دوسرا رویوں کا وظائفی نظریہ ہے۔

رویوں کا ساختی نظریہ

رویوں کا ساختی نظریہ رویوں کو کئی دوسرے متعلقہ تعقلات کی بنیاد پر یعنی اعتقادات' قدریں' ارادے اور کردار کی بنیاد پر بیان کرتا ہے۔ ساختی نظریے کے مطابق رویوں کے تین اجزاء یعنی وقوفی جز' احساساتی جز اور عملی جز ہوتے ہیں۔ وقوفی جز ہمارے اعتقادات پر مشتمل ہوتا ہے اور اعتقادات سے مراد ہمارا دنیا کے بارے میں علم ہے۔ اعتقادات دو قسم کے ہوتے ہیں: پہلی قسم کو مرکزی اعتقادات کہا جاتا ہے۔ یہ اعتقادات ہماری وقوفی ساخت کو مکمل طور پر متاثر اور متعین کرتے ہیں۔ مثلاً ہمارا خدا کے وجود پر اعتقاد مرکزی اعتقاد ہے اور یہ اعتقاد ہمارے دنیا کے بارے میں دوسرے بہت سے اعتقادات کو متاثر اور متعین کرتا ہے۔ دوسری قسم کو محیطی اعتقادات کہا جاتا ہے۔ یہ اعتقادات ہماری سوچ اور دنیا کے بارے میں ہمارے دوسرے اعتقادات کو متاثر و متعین نہیں کرتے۔ مثلاً ہمارا یہ اعتقاد کہ دھوپ کا چشمہ استعمال کرنے سے ڈرائیونگ کرنے میں آسانی پیدا ہوتی ہے' ایک محیطی اعتقاد ہے اور یہ اعتقاد ہماری وقوفی ساخت پر اثرات مرتب نہیں کرتا۔ احساساتی جز ہمارے کسی شے یا واقع کے بارے میں اچھے یا برے احساسات پر یا دوسرے الفاظ میں ہماری قدروں پر مشتمل ہوتا ہے۔ ہماری قدریں ہمارے اخلاقیاتی قوانین اور ثقافتی اور معاشرتی

اعتقادات ← رویے ← ارادے ← کردار
قدریں ← رویے
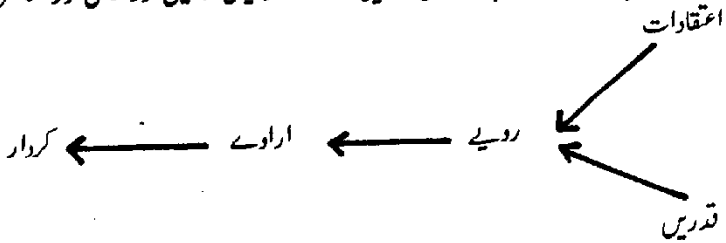
معیاروں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ جس طرح لوگ دنیا کے بارے میں یا دنیا کی اشیاء و واقعات کے بارے میں اعتقادات رکھتے ہیں اسی طرح وہ دنیا کی اشیاء اور واقعات کے بارے میں قدریں اپناتے ہیں۔ قدریں بھی مرکزی اور محیطی اقسام کی ہو سکتی ہیں۔ اعتقادات اور قدروں میں فرق یہ ہے کہ اعتقادات کی مدد سے ہم اپنے اردگرد پھیلی ہوئی دنیا کو جانتے ہیں جبکہ قدروں کی مدد سے ہم اپنے اردگرد پھیلی ہوئی دنیا کے بارے میں محسوس کرتے ہیں اور ہیجانات وابستہ کرتے ہیں۔ عملی جز سے مراد ہمارا اپنے رویہ کی بنیاد پر کسی شے یا واقعہ کی جانب کردار پیش کرنا ہے۔ رویوں کے اس ساختی تجزیہ کو ماہرین درج ذیل شکل سے بھی واضح کرتے ہیں۔

اس شکل کے مطابق ایک رویہ اعتقادات اور قدروں کی بنیاد پر وجود میں آتا ہے اور ہم اس رویہ کی بنیاد پر کسی فرد یا شے کے مثبت یا منفی ہونے کے بارے میں جانتے ہیں اور متعلقہ کردار پیش کرتے ہیں اور اس کردار کو پیش کرنے میں ہمارے ارادے کو بھی دخل ہوتا ہے۔

رویوں کا ساختی نظریہ ہمیں یہ نہیں بتاتا کہ لوگ رویے کیوں اختیار کرتے ہیں بلکہ یہ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ رویے کیا ہیں۔ یہ رویوں کی ماہیت کی وضاحت مختلف اقسام کے تعقلات کی مدد سے کرتا ہے اور ہمیں یہ بصیرت افروز معلومات فراہم کرتا ہے کہ رویوں کی بنیاد پر انسانی کردار کے بارے میں پیشین گوئی کی جاسکتی ہے۔

رویوں کا وظائفی نظریہ

رویوں کے وظائفی نظریہ کے مطابق رویے فرد کی اس کے ماحول میں بہتر بقاء کے وظائف سرانجام دیتے ہیں جن میں چار اقسام کے وظیفے شامل ہیں:

(i) تطبیقی وظیفہ (Adaptive Function)

(ii) علم کا وظیفہ (Knowledge Function)

(iii) ذات کے اظہار کا وظیفہ (Self-Expressive Function)

(iv) انا کی مدافعت کا وظیفہ (Ego-Defensive Function)

تطبیقی وظیفہ سے مراد یہ ہے کہ رویے فرد کو اس قابل بناتے ہیں کہ وہ اپنے پسندیدہ مقاصد حاصل کر سکے اور ناپسندیدہ مقاصد کو ترک کر سکے اور ماحول میں بہتر طور پر مطابقت حاصل کر سکے۔ اس طرح رویے فرد کی بہتر مطابقت کے لئے تطبیقی وظیفہ کا کام سرانجام دیتے ہیں۔ دراصل تطبیقی وظیفہ میں لذتیت کا نظریہ کارفرما ہوتا ہے جس کے مطابق فرد ایسے رویے اپناتا ہے جن کی مدد سے وہ مسرت یا لذت حاصل کر سکے اور ایسے رویے ترک کرتا ہے جو کہ الم، دکھ یا غم کا باعث بنیں۔

علم کے وظیفہ سے مراد یہ ہے کہ فرد رویوں کی بدولت اپنی مادی اور معاشرتی دنیا کے بارے میں معلومات رکھتا ہے۔ رویوں کے اس وظیفہ کی بدولت فرد کے لئے اس کی دنیا زیادہ 'آشنا' زیادہ پیشین گوئی کے قابل اور کم غیر یقینی ہو جاتی ہے۔ مثال کے طور پر تسبیکات ہمارے معاشرتی ماحول کو سادہ اور آسان بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ کیونکہ تسبیکات یہ متعین کرتے ہیں کہ ہمارے معاشرے کے لوگ کون سی باتوں کو قبول کرتے ہیں اور کون سی باتوں کو نظرانداز کرتے

ہیں۔ اس لئے تسیکات کو اپنا کر ہماری معاشرتی دنیا ہمارے لئے سادہ اور آسان اور ہماری توقعات کے مطابق ہو جاتی ہے۔

ذات کے اظہار کے وظیفہ سے مراد یہ ہے کہ ہمارے ذاتی رویوں کی بدولت ہماری ذات' شناخت اور ذاتی قدروں کا اظہار ہوتا ہے۔ یعنی فرد کے رویے' اس کے احساسات' اعتقادات اور اس کی قدروں کے عکاس ہوتے ہیں اور اس کے رویوں کی بنیاد پر اس کی ذات کے بارے میں علم حاصل کیا جا سکتا ہے۔

انا کی مدافعت کے وظیفہ سے مراد یہ ہے کہ رویے ہماری انا کو مجروح ہونے سے بچانے کا کام بھی سرانجام دیتے ہیں' یعنی جب ہمیں ہماری دنیا میں غیر پسندیدہ حقائق کا سامنا ہوتا ہے تو ہم اپنے رویوں کی بدولت اپنی انا کی حفاظت کرتے ہیں۔ اس وظیفہ کے مطابق رویے ہمارے خارجی وظائف سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ داخلی وظائف بھی سرانجام دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک فرد جو کہ اپنی جنسی کم مائیگی کے بارے میں خوفزدہ اور کشمکش میں مبتلا ہے وہ جنس کی تعلیم کے بارے میں منفی رویہ اپنا کر اپنی انا کی حفاظت کرتا ہے اور اس طرح اپنی اندرونی کشمکش پر قابو پاتا ہے اور بیرونی خطرات سے بچاؤ اختیار کرتا ہے۔

رویوں کا وظائفی نظریہ اس سلسلہ میں ہماری مدد کرتا ہے کہ رویوں کو کس طرح تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ کسی رویہ کو تبدیل کرنے کے لئے ہمیں دو باتوں کا علم ہونا ضروری ہے۔ پہلی یہ کہ وہ رویہ جو کہ فرد رکھتا ہے اور دوسرا یہ کہ وہ رویہ فرد کے لئے کون سا وظیفہ سرانجام دیتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک ایسا رویہ جو کہ فرد کے لئے علم کا وظیفہ سرانجام دے رہا ہے' اس کو نئی معلومات فراہم کر کے تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

کچھ ماہرین کے خیال میں رویوں کی تعریف و ماہیت کو بہتر طور پر سمجھنے کے لئے رویوں کی خصوصیات کو جاننا بھی ضروری ہے۔ رویوں کی خصوصیات کا اختصار اس طرح کیا جا سکتا ہے کہ رویے پیدائشی اور عضویاتی نہیں ہوتے بلکہ سماجی آموزش کا حصہ ہوتے ہیں' بامقصد ہوتے ہیں' جانبدار' اور مستقل ہوتے ہیں لیکن ان میں تبدیلی لائی جا سکتی ہے' محرکاتی اور احساساتی ہوتے ہیں' ذہنی کیفیات کے عکاس ہوتے ہیں' رویوں میں کسی حد تک جذباتی اور تاثری شدت پائی جاتی ہے' رویوں کی بدولت کسی معاشرے کے افراد میں یکسانیت پائی جاتی ہے' اور رویوں کا براہ راست مطالعہ نہیں کیا جا سکتا بلکہ کسی فرد' گروہ یا قوم کے کردار کے حوالے سے رویوں کا مطالعہ بالواسطہ

طریقہ سے کیا جا سکتا ہے۔

رویوں کی تشکیل

رویے پیدائشی نہیں ہوتے بلکہ سماجی آموزش کا حصہ ہوتے ہیں۔ لوگ رویے تشکیل دیتے ہیں یا سیکھتے ہیں۔ معاشرتی نفسیات دان رویوں کی تشکیل کا مطالعہ خاص طور پر کرتے ہیں کیونکہ رویوں کی تشکیل کے عناصر اور حالات کو جان کر ایک طرف تو انسانی کردار کے واقع ہونے کے بارے میں کس حد تک پیشین گوئی کی جا سکتی ہے اور دوسری طرف رویوں کی تشکیل کے عناصر اور حالات کے بارے میں معلومات حاصل کر کے فرد کے کردار کو کسی حد تک کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔
رویوں کی تشکیل کا جائزہ دو موضوعات کے تحت پیش کیا جائے گا۔ پہلا موضوع رویوں کے سیکھنے کا نظریاتی تناظر ہے جس میں ایسے نظریات کو زیر بحث لایا جائے گا جو رویوں کے سیکھنے کے بارے میں تشریحات فراہم کرتے ہیں۔ دوسرا موضوع رویوں کی تشکیل کے عوامل کا ہے جس میں ان خاص عوامل پر بحث کی جائے گی جو رویوں کی تشکیل میں اہمیت رکھتے ہیں۔

رویوں کے سیکھنے یا تشکیل دینے کا نظریاتی تناظر

کلاسیکی آموزش کا نظریہ ہمیں رویوں کے سیکھنے کے بارے میں معلومات فراہم کرتا ہے۔ اس نظریہ کے مطابق رویے مشروطیت کے عمل کے ذریعے سیکھے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک بچہ غیر ملکیوں کے بارے میں اپنے رویے اس طرح تشکیل دیتا ہے۔ اپنی ابتدائی زندگی میں بچہ مختلف الفاظ کے بارے میں اپنے رویوں کی تشکیل کرتا ہے۔ مثلاً "مغرور" اور "گندا یا گندے" جیسے الفاظ۔ شروع میں یہ الفاظ غیر جانبدار ہوتے ہیں اور ان کا کسی ایک مہیج سے تعلق ہوتا ہے۔ مثلاً ایک رعب جھاڑنے والا اجنبی یعنی مغرور اجنبی اور مٹی سے لتھڑا ہوا کھلونا یعنی گندا کھلونا۔ لیکن بعد میں یہ الفاظ اپنی غیر جانبداری کھو دیتے ہیں اور حقیقی مہیج سے ملتے جلتے مختلف احساسات اور عقائد سے منسوب کر دیے جاتے ہیں۔ اس کے بعد بچے اپنے والدین سے مختلف اقوام کے لوگوں کا تذکرہ ان الفاظ کے حوالے سے سنتے ہیں، مثلاً مغرور اٹالین اور گندے فلپائنی۔ اس طرح مشروطیت کے عمل کے ذریعے بچے ان غیر ملکیوں کے بارے میں منفی رویے تشکیل دے دیتے ہیں۔ وہ حقیقی طور پر اٹالین لوگوں کو مغرور اور فلپائنی لوگوں کو گندے سمجھنے لگتے ہیں اور ان میں ان غیر ملکیوں کے بارے میں تعصب پیدا ہو جاتا ہے۔

وسائلی آموزش کا نظریہ بھی رویوں کی تشکیل کے عمل کی وضاحت کرتا ہے۔ ایک بچہ جو

سکول میں محنت سے کام کرتا ہے' اس کے بدلے میں اپنے استاد سے تعریف' پسندیدگی اور بہتر گریڈ حاصل کرتا ہے۔ استاد کی طرف سے مشفقانہ سلوک اور بہتر گریڈ بچے کے محنت سے کام کرنے کے کردار کو تقویت پہنچاتا ہے اور بچے میں خوشی و مسرت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں چنانچہ وہ یہ اعتقاد اپناتا ہے کہ سکول کا کام محنت سے کرنا کامیابی کے لئے ضروری ہے۔ دوسرے الفاظ میں وسائلی مشروطیت کے عمل کے ذریعے یعنی استاد کی تعریف اور پسندیدگی اور بہتر گریڈ کی بدولت بچہ محنت سے کام کرنے کے بارے میں مثبت رویہ اپناتا ہے۔

ماڈلنگ یا مشاہداتی آموزش کے ذریعے بھی لوگ رویے تشکیل دیتے ہیں۔ اپنے والدین اور ہمجولیوں کے عقائد' احساسات اور رجحانات کا مشاہدہ کرتے ہوئے بچے اپنے رویے تشکیل دیتے ہیں۔ یہاں دوسروں جیسے رویے تشکیل دینے کے عمل میں دوستی کے جذبات اور گروہی قبولیت جیسے عناصر شامل ہوتے ہیں۔

اس کے علاوہ لوگ دوسروں کی گفتگو سے متاثر ہو کر بھی اپنے رویے تشکیل دیتے ہیں۔ مثلاً ایک سیاست دان کی چرب زبانی کی بدولت یا استاد کی ہدایات کو پیش نظر رکھتے ہوئے بھی رویے تشکیل دیے جاتے ہیں۔

رویوں کی تشکیل کے عوامل

رویے جامد اور ساکن نہیں ہوتے بلکہ فعال ہوتے ہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ اور حالات کی تبدیلیوں کی وجہ سے ان میں تشکیل در تشکیل کا عمل جاری رہتا ہے۔ رویوں کی تشکیل کے کئی اور عوامل بھی بیان کئے جاتے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- معاشریت

پچھلے دو ابواب میں ہم معاشریت کے عمل کے بارے میں تفصیل سے پڑھ چکے ہیں۔ کئی ماہرین کے خیال میں بچہ اپنی پیدائش کے بعد اپنے معاشریت کے عمل کے ذریعے اپنی شخصیت میں اپنے معاشرتی سیاق و سباق کے مطابق رویوں کا ایک متوازن نظام تشکیل دیتا ہے۔ یا دوسرے الفاظ میں بچہ اپنی ثقافت میں اپنی بقاء کے لئے رویوں کی صورت میں اپنے کردار کو تشکیل دیتا ہے اور اپنے ان رویوں کی بدولت اپنے معاشرے میں جانا پہچانا جاتا ہے اور مفید شہری ثابت ہوتا ہے۔

2- ذاتی تجربات

رویے ذاتی تجربات کی بنیاد پر بھی تشکیل دیے جاتے ہیں' یعنی لوگ اپنے روزمرہ کے تجربات

کی بنیاد پر اور روزمرہ کے مسائل کو حل کرتے ہوئے اپنے رویے تشکیل دیتے ہیں۔ اس عمل کے ذریعے دو طرح سے رویے تشکیل دیے جاتے ہیں۔ اول یہ کہ کسی شے یا واقعہ سے براہ راست تجربہ حاصل کرتے ہوئے رویے تشکیل دیے جاتے ہیں۔ اگر تجربہ منفی نوعیت کا ہوگا تو منفی رویہ تشکیل دیا جاتا ہے اور اگر تجربہ مثبت نوعیت کا ہوگا تو مثبت رویہ تشکیل دیا جاتا ہے۔ دوم یہ کہ کسی شے یا واقعہ سے بالواسطہ تجربہ حاصل کرتے ہوئے رویے تشکیل دیے جاتے ہیں جنہیں تسیکات کہا جاتا ہے۔ لوگ تسیکات اس وقت تشکیل دیتے ہیں جب کسی شے یا واقعہ کے بارے میں براہ راست تجربہ حاصل نہیں کیا جاتا بلکہ پہلے سے موجود تسیکات کو اپنا لیا جاتا ہے۔ مثلاً عورتوں کو کم عقل سمجھنا' ہر ڈاکٹر کو مخلص اور ہمدرد سمجھنا وغیرہ تسیکات کی مختلف اقسام ہیں۔ تسیکات کی تشکیل کے بارے میں کی گئیں تحقیقات کے مطابق تسیکات کا حقیقت سے کم ہی واسطہ ہوتا ہے۔ مثلاً یہ تسیک عام طور پر پائی جاتی ہے کہ جرائم پیشہ لوگوں کا تعلق غریب اور ان پڑھ طبقے سے ہوتا ہے۔ حالانکہ تحقیقات کی مدد سے یہ ثابت ہوا ہے کہ دھوکا دہی اور غبن جیسی وارداتیں زیادہ تر امیر اور تعلیم یافتہ لوگ کرتے ہیں۔

ذاتی تجربات کی بنیاد پر رویوں کی تشکیل بہت زیادہ معلومات یا تجربات کی زیادتی کو کم کرتے ہوئے بھی کی جاتی ہے۔ یعنی جب ایک جیسی اشیاء اور واقعات کے بارے میں بہت زیادہ معلومات اور تجربات حاصل کرلئے گئے ہوں تو ان معلومات اور تجربات کا اختصار اس صورت میں کیا جاتا ہے کہ ان کے بارے میں ایک رویہ تشکیل دے دیا جاتا ہے اور باقی معلومات اور تجربات کو اپنی وقوفی ساخت کے بوجھ کو کم کرنے کے لئے فراموش کردیا جاتا ہے۔

3- ضروریات کی تسکین

رویے تشکیل دینے کا عمل لوگ اپنی ضروریات کی تسکین کرتے ہوئے بھی کرتے ہیں۔ وہ اشیاء یا افراد جو لوگوں کی ضروریات کی تسکین کرتے ہیں ان کے بارے میں مثبت رویہ اپنا لیا جاتا ہے اور کسی حد تک اپنے دوسرے رویوں کو بھی ان اشیاء یا افراد کے تابع کرلیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر قوانین کی پابندی کی جاتی ہے کیونکہ قوانین لوگوں کی تسکین کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یا والدین کی خوشنودی کے لئے دل لگا کر پڑھائی کی طرف توجہ دی جاتی ہے۔

4- گروہی وابستگی

گروہی وابستگی بھی لوگوں کے رویوں کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ فرد جس گروہ سے

وابستہ ہوتا ہے اپنے آپ کو اس گروہ سے وابستہ رکھنے کے لئے اس گروہ کے افراد کی مانند اپنے رویے تشکیل دیتا ہے یا فرد جس گروہ سے وابستہ ہونا چاہتا ہے' اس گروہ سے وابستہ ہونے کے لئے اپنے رویے اس گروہ کے اراکین کی مانند اختیار کرتا ہے۔

5۔ فراہم شدہ معلومات

کسی شے' واقعہ یا شخص کے بارے میں فراہم شدہ معلومات کی نوعیت ان کے بارے میں رویوں کی تشکیل کرتی ہیں۔ یعنی ذاتی تجربہ' علم اور بصیرت کی بدولت رویے تشکیل دیے جاتے ہیں۔ تحقیقات کی مدد سے یہ دیکھا گیا ہے کہ ذرائع ابلاغ لوگوں کو جس طرح کی معلومات فراہم کرتے ہیں لوگوں کے رویوں کی تشکیل ان فراہم شدہ معلومات کی بنیاد پر ہوتی ہے۔

6۔ شخصیت اور رویے

کسی فرد کے رویوں کا تعلق اس کی شخصیت کے ساتھ بہت گہرا ہوتا ہے۔ گروہی اراکین کی اکثریت کے اگرچہ ایک جیسے رویے ہوتے ہیں لیکن افراد کے مابین پائے جانے والے انفرادی اختلافات کی بدولت ان کے رویوں میں اختلافات ہو سکتے ہیں۔ مثلاً ایک بہت زیادہ ذہین فرد کے رویے ایک اوسط درجے کی ذہانت رکھنے والے فرد سے مختلف ہو سکتے ہیں۔

7۔ ماضی سے استفادہ

اپنے ماضی کے تجربات کی بنیاد پر اپنے حال اور مستقبل کے رویے تشکیل دیے جاتے ہیں۔ مثلاً کسی کتے سے ڈر یا خوف کے تجربے کی بدولت کتوں کے بارے میں منفی رویہ تشکیل دے دیا جاتا ہے یا کسی کھلاڑی کی ماضی کی بہتر کارکردگی کی بدولت اس کو اپنا پسندیدہ کھلاڑی سمجھا جاتا ہے۔

8۔ منفرد واقعات

بعض اوقات تلخ اور سنگین واقعات کی بدولت بھی رویوں کی تشکیل ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر بس میں سفر کے دوران حادثے سے دوچار ہونے کی صورت میں بس پر سفر کرنے کے بارے میں منفی رویہ اپنا لیا جاتا ہے اور ٹرین پر سفر کیا جاتا ہے۔

9۔ نسلی تعصب

نسلی تعصب کا مسئلہ معاشرتی نفسیات دانوں کے لئے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ نسلی تعصب ایک جیسے جسمانی اوصاف' اعتقادات اور رسم و رواج کی بنیاد پر پیدا ہوتا ہے۔ نسلی تعصب نسلی گروہ

کی ضروریات پوری کرنے کا منبع ہوتا ہے۔ جس معاشرے میں نسلی تعصب زیادہ شدت سے پایا جاتا ہے وہاں کے افراد کے رویوں کی تشکیل کا یہ بہت بڑا ذریعہ ہوتا ہے اور اس معاشرے کے افراد کے رویے ان کے نسلی تعصب کی بنیاد پر تشکیل پاتے ہیں۔

10- توقیرذات

توقیرذات (Self-Regard) کے ان درجات کی بدولت جو کہ مختلف افراد رکھتے ہیں ان کے رویے ان کے توقیرذات کے ان درجوں کی بنیاد پر تشکیل پاتے ہیں۔ وہ افراد جو خود کو دوسروں سے اعلیٰ وارفع اور معاشرتی طور پر برتر ظاہر کرتے ہیں' یعنی ان میں بلند توقیرذات کا درجہ پایا جاتا ہے وہ ایک خاص طرز عمل اور مخصوص رویے اپناتے ہیں اور ان کے رویوں کی تشکیل ان کی توقیرذات کے درجے کے عین مطابق ہوتی ہے۔

11- غیراخلاقی عوامل

رویوں کی تشکیل میں غیراخلاقی عوامل کا کردار بھی بہت اہمیت رکھتا ہے۔ غیراخلاقی عوامل سے مراد وہ عوامل ہیں جو اخلاقی اور معاشرتی اعتبار سے غیرپسندیدہ ہوتے ہیں۔ افراد کے غیراخلاقی اور معاشرتی اعتبار سے ناپسندیدہ رویوں کی تشکیل میں غیراخلاقی عوامل اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

12- تعلیل

لوگوں کے ایک دوسرے کے بارے میں سوچنے اور جاننے کے طریقہ کو تعلیل (Attribution) کہا جاتا ہے جس کے تحت لوگ ایک دوسرے کے کردار کی توضیح کرتے ہیں۔ تعلیل کے نظریہ کے مطابق لوگ دوسروں کے کردار کی توضیح کرتے ہوئے عموماً" کسی خاص مہیج پر زیادہ توجہ دیتے ہیں اور دوسرے مہیجات کو نظرانداز کر دیتے ہیں جبکہ تعلیل کے تحت لوگ دوسروں کے کردار کی توضیح کرتے ہوئے اپنے رویے تشکیل دیتے ہیں۔

رویوں کی تبدیلی

ہمارے رویے ہمارے ماحول کو سمجھنے کا وظیفہ سرانجام دیتے ہیں۔ رویے ہمیں اس قابل بناتے ہیں کہ ہم مختلف اقسام کے تجربات اور معلومات حاصل کر سکیں۔ لیکن انسانی ماحول مستقل طور پر تبدیل ہوتا رہتا ہے اور ماحول میں ہم جن اشیاء اور واقعات کے ساتھ تعامل کرتے ہیں یہ ممکن نہیں ہوتا کہ ان کے بارے میں ہر طرح سے مکمل معلومات حاصل کر سکیں۔ خاص طور پر

جدید دنیا میں تبدیلی ہی ایک مستقل چیز ہے۔ اس لئے ہم اپنے رویوں میں تبدیلی کرنے کے قابل ہوتے ہوئے تبدیل ہوتے ہوئے وقت کے ساتھ اپنی بقاء کو یقینی بناتے ہیں اور اپنے رویے تبدیل کرتے ہیں۔ رویوں کی تبدیلی کے موضوع کا مطالعہ بھی ہم رویوں کی تشکیل کے موضوع کی طرح دو حصوں میں کریں گے۔ پہلے ہم ان مختلف نظریات کا جائزہ لیں گے جو کہ مختلف معاشرتی نفسیات دانوں نے رویوں کی تبدیلی کے بارے میں پیش کئے ہیں کہ رویے کیسے اور کیوں تبدیل ہوتے ہیں؟ بعد میں ہم ترغیب کے عمل کے ذریعے رویوں کی تبدیلی پر ہونے والی تحقیقات کا جائزہ لیں گے۔

رویوں کی تبدیلی کا نظریاتی تناظر

1940ء اور 1950ء کے عشروں میں معاشرتی نفسیات دانوں نے کسی اور موضوع کی بجائے رویوں کی تبدیلی کے موضوع پر سب سے زیادہ توجہ مرکوز کی۔ اس دور کے نظریات دان خاص طور پر اس بات میں دلچسپی رکھتے تھے کہ لوگوں کی وقوفی ساخت میں ان کے رویوں کی تبدیلی کے وقت کیا تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں۔ اس سلسلہ میں مختلف نظریات پیش کئے گئے جن کا درج ذیل میں جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

رویوں کی تبدیلی کے وقوفی استقامت کے نظریات

وقوفی استقامت (Cognitive Consistency) کے نظریات کے مطابق اگر کسی فرد کی وقوفی ساخت میں اس کے کسی رویہ کی بدولت عدم استقامت کی حالت (Inconsistency) پائی جاتی ہو تو وہ فرد اپنی عدم استقامت کی حالت کو استقامت کی حالت میں بدلنے کے لئے متحرک ہو گا۔ ان نظریات کے مطابق لوگ اپنے رویے اس لئے تبدیل کرتے ہیں کہ وہ اپنی وقوفی توازن (Cognitive Equilibrium) کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔ وقوفی استقامت کے درج ذیل نظریات ہیں:

1: توازنی نظریہ (Balance Theory)

2: موزونیت کا نظریہ (Congruity Theory)

3: وقوفی ناہمواری کا نظریہ (Cognitive Dissonance Theory)

4: ادراک ذات کا نظریہ (Self Perception Theory)

توازنی نظریہ

توازنی نظریہ فریٹنز ہائیڈر نے 1956ء میں پیش کیا۔ اس نظریہ کے مطابق مختلف صورت حالوں میں ایک فرد دوسرے فرد سے تعلقات قائم کرتے ہوئے اپنے رویوں کے پس منظر میں اپنی وقوفی ساخت میں توازن برقرار رکھتا ہے۔ مستقل اور موافق اعتقادات کو ترجیح دی جاتی ہے اور ایسے خیالات اور معلومات سے پرہیز کیا جاتا ہے جو کہ موجودہ خیالات اور احساسات سے متضاد ہوں۔ ہائیڈر کا بنیادی تعقل یہ ہے کہ ہر شخص میں یہ رجحان موجود ہوتا ہے کہ وہ متضاد حالات میں بھی اپنے رویوں میں توازن برقرار رکھے۔ اس نے رویوں کی مثبت اور منفی گرفت (Valence) کے ذریعے توازن کی مختلف صورتیں بیان کی ہیں۔ اس کے مطابق لوگ ہمیشہ توازن کی کیفیات کو پسند کرتے ہیں۔

اس نظریہ میں ایسی صورت حال پائی جاتی ہے جس میں لازماً" کم از کم دو افراد باہمی تعامل کرتے ہیں جن میں ایک ادراک کرنے والا (Perceiver = P) اور ایک دوسرا شخص (Other Person = O) ہوتا ہے۔ تیسری کوئی غیر شخصی شے (Impressional Object = X) ہوتی ہے۔ اس نظریہ کو پی او ایکس ماڈل بھی کہا جاتا ہے۔ توازنی نظریہ کو ہم ایک مثال کے ذریعے سمجھتے ہیں۔ فرض کریں پی ایک ریٹائرڈ شخص ہے جو کہ اخلاقی طور پر بہت زیادہ مضبوط کردار کا مالک ہے۔ اس کے پاس بہت سا فارغ وقت ہوتا ہے' اس لئے وہ فیصلہ کرتا ہے کہ وہ اپنی خدمات رضاکارانہ طور پر ایک فلاحی ادارے کو سپرد کرے۔ وہ ایک فلاحی ادارے میں کام کرنے لگتا ہے۔ وہاں ایک دوسرا شخص یعنی او بھی کام کرتا ہے۔ ایک دوسرے کے ساتھ کام کرنے کی بدولت دونوں کی آپس میں گہری جان پہچان ہو جاتی ہے۔ شخص پی شخص او کی ادارے کے لئے بہت زیادہ خدمات کی بدولت اس کی بہت زیادہ عزت کرتا ہے۔ لیکن ایک دن شخص پی یہ جانتا ہے کہ شخص او ہم جنس پرستی پر یقین رکھتا ہے۔ شخص پی کے لئے یہ بات بہت دکھ کا باعث بنتی ہے کیونکہ وہ ہم جنس پرستی کو گناہ کبیرہ سمجھتا ہے۔ اس وجہ سے وہ وقوفی عدم توازن کی حالت کا تجربہ کرتا ہے۔ توازنی نظریہ کے مطابق شخص پی اپنی وقوفی عدم توازن کی حالت کو مختلف طریقوں سے توازنی حالت میں بدلے گا۔ توازنی نظریہ کے مطابق توازن اور عدم توازن کی درج ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں:

توازنی حالتیں

(i) اگر پی کا او کے بارے میں مثبت رویہ ہے' او کا ایکس کے بارے میں مثبت رویہ ہے اور پی کا بھی

ایکس کے بارے میں مثبت رویہ ہے تو توازن کی حالت ہو گی۔
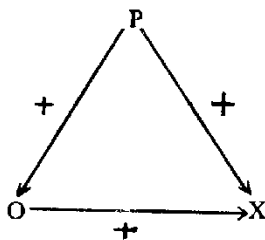
(ii) اگر پی کا او کے بارے میں منفی رویہ ہے' او کا ایکس کے بارے میں منفی رویہ ہے' لیکن پی کا ایکس کے بارے میں مثبت رویہ ہے تو یہ بھی توازن کی حالت ہو گی۔
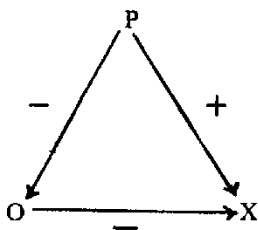
(iii) اگر پی کا او کے بارے میں منفی رویہ ہے' او کا ایکس کے بارے میں مثبت رویہ ہے' اور پی کا ایکس کے بارے میں منفی رویہ ہے تو یہ بھی توازن کی حالت ہو گی۔
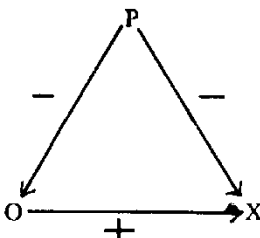
(iv) اگر پی کا او کے بارے میں مثبت رویہ ہے' او کا ایکس کے بارے میں منفی رویہ ہے' اور پی کا ایکس کے بارے میں منفی رویہ ہے تو یہ بھی توازن کی حالت ہو گی۔
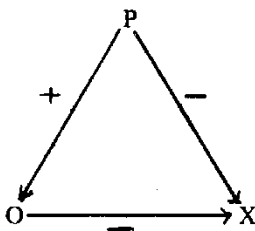
عدم توازن کی حالتیں

(i) اگر پی کا او کے بارے میں مثبت رویہ ہے' او کا ایکس کے بارے میں مثبت رویہ ہے' لیکن پی کا ایکس کے بارے میں منفی رویہ ہے تو یہ عدم توازن کی حالت ہوگی۔
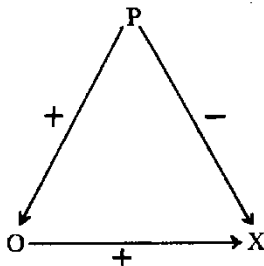
(ii) اگر پی کا او کے بارے میں منفی رویہ ہے' او کا ایکس کے بارے میں مثبت رویہ ہے' اور پی کا ایکس کے بارے میں مثبت رویہ ہے تو یہ بھی عدم توازن کی حالت ہوگی۔
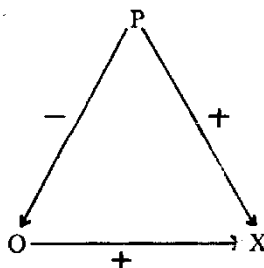
(iii) اگر پی کا او کے بارے میں مثبت رویہ ہے' او کا ایکس کے بارے میں منفی رویہ ہے' اور پی کا ایکس کے بارے میں مثبت رویہ ہے تو یہ بھی عدم توازن کی حالت ہوگی۔
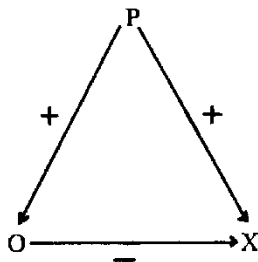
(iv) اگر پی کا او کے بارے میں منفی رویہ ہے' او کا ایکس کے بارے میں منفی رویہ ہے' اور پی کا بھی ایکس کے بارے میں منفی رویہ ہے تو یہ بھی عدم توازن کی حالت ہو گی۔
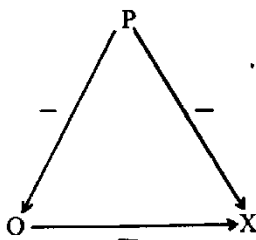
ہائیڈر کے مطابق وقوفی توازن سے مراد وقوفی ہم آہنگی ہے اور یہ ہم آہنگی دوسرے فرد سے بھی ہو سکتی ہے اور ماحول سے بھی ہو سکتی ہے۔ اس کے نزدیک ہم آہنگی کی حالت زیادہ مستحکم اور پائیدار ہوتی ہے جبکہ عدم توازن کی حالت کو فرد تبدیل کرنا چاہتا ہے اس لئے وہ غیر مستحکم اور غیر پائیدار حالت ہوتی ہے۔ اگر عدم توازن کی حالت برقرار رہے تو فرد ذہنی تناؤ کی حالت سے دوچار ہو جاتا ہے۔ اس لئے فرد ہمیشہ توازن کی حالت کو ترجیح دیتا ہے۔ توازن کی حالت سادہ ہوتی ہے اور اس کے بارے میں پیشین گوئی کرنا آسان ہوتا ہے جبکہ عدم توازن کی حالت کے بارے میں پیشین گوئی کرنا مشکل ہوتا ہے۔

موزونیت کا نظریہ

موزونیت کا نظریہ جو کسی حد تک توازنی نظریہ سے ملتا جلتا ہے لیکن دائرہ کار کے لحاظ سے محدود ہے' آس گڈ اور ٹیننبام (Osgood and Tannenbaum) نے 1955ء میں پیش کیا۔ موزونیت کا نظریہ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ جب کسی شخص کو ترغیبی ابلاغ (Persuasive Communication) کے ذریعے اپنے رویہ سے مختلف رویہ کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو وہ وقوفی غیر موزونیت کی حالت کا تجربہ کرتا ہے اور اپنی وقوفی غیر موزونیت کی حالت کو وقوفی موزونیت کی حالت میں بدلنے کے لئے اپنا رویہ کس طرح تبدیل کرتا ہے۔ اس نظریہ کے مطابق رویہ کی تبدیلی میں تین عناصر کار فرما ہوتے ہیں۔ یعنی شخص (Person = P)' ابلاغ کا ذریعہ (Source of Communication = S) اور پیغام یا ابلاغ (Message or Communication = O) ان عناصر کی شکل کے ذریعے اس طرح وضاحت کی جاتی ہے۔
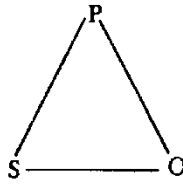
اس نظریہ کی مثال کے ذریعے اس طرح وضاحت کی جاسکتی ہے کہ ایک شخص جسے ہم شخص اے کہیں گے جو کہ موزونیت کے نظریہ کے مطابق ایک ذریعہ (S) قرار دیا جائے گا' اپنے ایک رویہ کا اظہار کرتا ہے کہ تمام حکومتوں کو رضاکارانہ طور پر ایٹمی ہتھیاروں کو تباہ کر دینا چاہئے۔ شخص اے کے ایٹمی ہتھیاروں کی تباہی کے بارے میں مثبت رویہ کو پیغام یا ابلاغ (O) کہا جائے گا۔ ایک دوسرا شخص جسے ہم شخص پی کہیں گے وہ شخص اے کے اس رویہ کا سامنا کرتا ہے۔ وہ شخص اے کے قریبی دوستوں میں سے ہے اور اس سے بہت زیادہ متاثر ہے اور اس کی قابلیت کا بہت زیادہ معترف ہے لیکن وہ ایٹمی ہتھیاروں کی تباہی کے بارے میں منفی رویہ رکھتا ہے' اس لئے وہ غیر موزونیت کی حالت کا تجربہ کرتا ہے۔ موزونیت کے نظریہ کے مطابق شخص اے اور شخص پی کے رویوں کی پیائش سکیل کی مدد سے کی جائے گی۔ یعنی بہت زیادہ مثبت 3+' زیادہ مثبت 2+' مثبت 1+' غیر جانبدار O' منفی 1-' زیادہ منفی 2-' بہت زیادہ منفی 3-' شخص اے اور پی کے رویوں کی سکیل کے مطابق پیائش اس طرح ہوگی۔ یعنی شخص پی شخص اے کی قابلیت کا بہت زیادہ معترف ہے 3+' لیکن وہ ایٹمی ہتھیاروں کی تباہی کے بارے میں منفی رویہ رکھتا ہے 1-' فرد پی کی غیر موزونیت کی حالت کی وضاحت شکل کے ذریعے اس طرح کی جائے گی۔
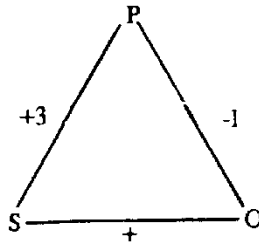
موزونیت کے نظریہ کے مطابق شخص پی اپنے رویہ کی غیر موزونیت کی حالت کو موزونیت کی حالت میں تبدیلی کرے گا۔ یعنی شخص پی شخص اے کی قابلیت کے بارے میں نظر ثانی کرے گا یعنی اس کے بارے میں کم مثبت رویہ یعنی 2+ قائم کرے گا' اور ایٹمی ہتھیاروں کی تباہی کے بارے میں اپنے رویہ کو کسی حد تک مثبت یعنی 1+ کرے گا۔ اس طرح شخص پی کی موزونیت کی حالت درج

ذیل شکل سے واضح ہو گی:۔
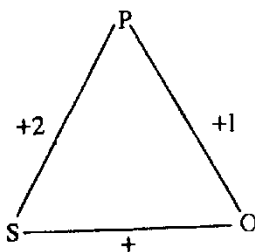
موزونیت کے نظریہ کی خوبی یہ ہے کہ اس کے ذریعے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ ترغیبی ابلاغ کی بدولت لوگوں کے رویے کس طرح تبدیل ہوتے ہیں۔ اس نظریہ کے تحت بہت سی تحقیقات پیغام کی ساخت کے بارے میں' ذریعہ کی خصوصیات کے بارے میں' اور ہدفی شخص کی خصوصیات کے بارے میں کی گئی ہیں۔ ان تحقیقات کے نتائج کے مطابق پیغام جتنا واضح' منطقی اور منضبط ہو گا وہ بہتر نتائج کا باعث بنے گا۔ بہتر نتائج حاصل کرنے کے لئے ذریعہ کی مہارت' پسندیدگی اور رتبہ بہت زیادہ اہمیت رکھتے ہیں اور ہدفی شخص کی ذہانت' ذاتی انا' اور شخصیت کے خصائص نتائج کو بہت زیادہ متعین کرتے ہیں۔ تحقیقات کی مدد سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ بہت زیادہ مضبوط رویوں میں تبدیلی کے امکانات کم ہوتے ہیں۔

وقوفی ناہمواری کا نظریہ

وقوفی ناہمواری کا نظریہ پروفیسر لیون فسنگر (Leon Festinger) نے 1957ء میں پیش کیا۔ بہت سے ماہرین نے اس نظریہ کو سب سے زیادہ اہمیت دی ہے اور اس نظریہ پر جتنا تحقیقی کام ہوا ہے اور کسی نظریہ پر نہیں ہوا۔

فسنگر کے مطابق وقوفی ناہمواری سے مراد ایسی وقوفی غیر آرام دہ' تناؤ زدہ نفسیاتی حالت ہے جس میں فرد کو ایک ہی وقت میں دو متضاد عقائد اور رویوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ فسنگر اس سلسلہ میں سگریٹ نوشی کی مثال دیتا ہے۔ مثلاً میں ہر روز سگریٹ نوشی کرتا ہوں اور سگریٹ نوشی سے کینسر پیدا ہو سکتا ہے۔ ان دونوں بیانات کے درمیان وقوفی ناہمواری پائی جاتی ہے۔ فسنگر کے مطابق جب فرد وقوفی ناہمواری کی حالت میں ہوتا ہے تو وہ ایسے اقدامات کرتا ہے جن کی بدولت وہ اپنی وقوفی ناہمواری کی حالت کو جو کہ نفسیاتی طور پر بے آرامی کی اور غیر آرام دہ حالت ہوتی ہے کو دور کر سکے۔ جب یہ حالت آرام دہ ہو جاتی ہے تو اس کو ہمواری (Consonance) کی حالت کہا جاتا ہے۔ مثلاً ان دو بیانات سے ہمواری کی حالت کا اظہار ہوتا ہے کہ میں سگریٹ نوشی نہیں کرتا

کیونکہ سگریٹ نوشی سے کینسر پیدا ہو سکتا ہے۔ اس طرح ہمواری سے مراد فرد کی توازن کی اور نفسیاتی طور پر آرام دہ حالت ہے۔ جبکہ ناہمواری سے مراد فرد کے وقوفی نظام میں عدم مطابقت' تناؤ زدہ اور غیر آرام دہ حالت ہے۔

وقوفی ناہمواری کے نظریہ پر بے شمار تحقیقات کی گئی ہیں۔ اکثر ماہرین اس بات سے متفق ہیں کہ وقوفی ناہمواری کی حالت ایک تحریکی حالت ہوتی ہے۔ کوئی فرد جب وقوفی ناہمواری کی حالت کا تجربہ کرتا ہے تو اس کے اندر یہ تحریک پیدا ہوتی ہے کہ وہ اپنی وقوفی ناہمواری کی حالت کو ہمواری کی حالت میں تبدیل کرے۔ تحقیقات کی مدد سے یہ دیکھا گیا ہے کہ لوگ تین طریقوں سے اپنی وقوفی ناہمواری کی حالت کو وقوفی ہمواری کی حالت میں تبدیل کرتے ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

1- اپنے رویہ یا کردار کو تبدیل کرتے ہوئے

اس سلسلے میں ایک ایسے شخص کی مثال لیں جو کہ اس وجہ سے وقوفی ناہمواری کی حالت میں ہے کہ وہ جو ملازمت کر رہا ہے وہ اسے پسند نہیں کرتا۔ وقوفی ناہمواری کو وقوفی ہمواری میں بدلنے کے لئے وہ شخص یا تو اپنے آپ کو قائل کرنے کی کوشش کرے گا کہ اس کا اس ملازمت کو پسند نہ کرنا ایک غلط خیال ہے اور اسے اس ملازمت کو پسند کرنا چاہئے' یعنی وہ اپنا رویہ تبدیل کرے گا یا پھر وہ ملازمت کو چھوڑ دے گا اور کوئی دوسری ملازمت تلاش کرے گا' یعنی اپنا کردار تبدیل کرے گا۔

2- اپنی معلومات میں اضافہ کرتے ہوئے

وقوفی ناہمواری کی حالت کو وقوفی ہمواری کی حالت میں بدلنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اپنی معلومات میں اضافہ کیا جائے۔ یعنی ایسی نئی معلومات حاصل کی جائیں جو کہ موجودہ رویے اور کردار کو مضبوط بنائیں۔ مثلاً ایک شخص جو سگریٹ نوشی کا عادی ہے اور یہ جانتا ہے کہ سگریٹ نوشی سے کینسر پیدا ہو سکتا ہے' وہ اپنی وقوفی ناہمواری کی حالت کو وقوفی ہمواری کی حالت میں اس طرح تبدیل کرے گا کہ ایسی تحقیقات کے بارے میں معلومات حاصل کرے گا جس سے یہ ثابت ہو چکا ہو کہ سگریٹ نوشی صحت کے لئے مضر نہیں ہے' یا ایسے اشخاص کے بارے میں معلومات حاصل کرے گا جو روزانہ دو پیکٹ سگریٹ پینے کے عادی ہوں اور انہوں نے پچھتر یا اسی سال کی عمر پائی ہو' یا اس طرح کی معلومات میں دلچسپی لے گا کہ سگریٹ نوشی وزن کم کرنے میں مدد دیتی ہے۔

3- اپنی کشمکش کو کم کرتے ہوئے

وقوفی ناہمواری کی حالت کو وقوفی ہمواری کی حالت میں بدلنے کے تیسرے طریقہ کے مطابق فرد اس وقوفی عنصر کو ہی نظر انداز کر دے گا جو کہ اس کی وقوفی ناہمواری کی کشمکش کا باعث ہو۔ یعنی اس طریقہ کے تحت ایک سگریٹ نوش اپنی وقوفی ناہمواری کو وقوفی ہمواری کی حالت میں اس طرح بدلے گا کہ اگر سگریٹ نوشی سے کینسر ہوتا ہے تو اس وقت تک جب مجھے کینسر ہو گا ایٹمی جنگ چھڑ چکی ہو گی اور دنیا تباہ ہو چکی ہو گی' یا جب تک مجھے کینسر ہو گا تو اس وقت تک کینسر کا علاج دریافت ہو چکا ہو گا۔

وقوفی ناہمواری کے نظریہ کے تحت کئی ایک حیران کن اور دلچسپ تجربات کئے گئے ہیں۔ اس نوعیت کا ایک مشہور تجربہ لیون فسٹگر اور کارل سمتھ نے 1959ء میں کیا۔ اس تجربہ کو معاوضہ کے بدلے جھوٹ بولنے کا تجربہ کہا جاتا ہے۔ اس ایک گھنٹہ کے تجربہ میں معمولوں کو بہت زیادہ بوریت اور تھکا دینے والا کام دیا گیا۔ اس کے بعد معمولوں کو کہا گیا کہ وہ ان معمولوں کو جو کہ تجربہ گاہ کے باہر انتظار کر رہے تھے کہیں کہ تجربہ بہت دلچسپ تھا (تجربہ گاہ کے باہر انتظار کرنے والے معمول دراصل تجربہ کار کے ساتھی تھے)۔ تجربہ میں حصہ لینے والے معمول یہ جانتے تھے کہ یہ کہنا غلط بیانی ہے کہ تجربہ بہت دلچسپ تھا۔ اس لئے انہیں اس جھوٹ بولنے کے بدلے میں معاوضہ دیا گیا۔ کچھ معمولوں کو ایک ڈالر فی کس اور کچھ معمولوں کو بیس ڈالر فی کس معاوضہ دیا گیا۔ معمولوں نے تجربہ کار کی ہدایات پر عمل کیا اور باہر انتظار کرنے والے معمولوں کو بتایا کہ تجربہ بہت دلچسپ تھا۔ چند ہفتوں کے بعد ایک ملاقات میں معمولوں سے پوچھا گیا کہ کیا تجربہ واقعی دلچسپ تھا؟ وہ معمول جن کو بیس ڈالر فی کس دیے گئے تھے انہوں نے تجربہ کو بہت زیادہ بوریت والا اور تھکا دینے والا قرار دیا' جبکہ وہ معمول جن کو ایک ڈالر فی کس کے حساب سے معاوضہ دیا گیا تھا انہوں نے تجربہ کو دلچسپ قرار دیا۔ عقل سلیم کے نقطہ نگاہ سے اگر کسی کام کے لئے زیادہ معاوضہ دیا جائے تو رویہ میں تبدیلی زیادہ آنی چاہئے۔ لیکن اس تجربہ کے نتائج اس کے برعکس تھے۔ ایسا کیوں ہوا؟ وقوفی ناہمواری کے نظریہ کے مطابق

(i) جب فرد کے کردار یا رویہ کے لئے خارجی وجوہات موجود ہوں' یعنی بیس ڈالر' تو فرد کو اپنا کردار یا رویہ بدلنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی' کیونکہ فرد وقوفی ناہمواری کی وجہ خارجی وجوہات کو قرار دے سکتا ہے۔

(ii) اگر فرد کے کردار یا رویہ کے لئے خارجی وجوہات ناکافی ہوں، یعنی ایک ڈالر، تو فرد کو اپنا کردار یا رویہ داخلی طور پر تبدیل کرنا ہو گا تاکہ وقوفی ناہمواری کی سطح کو کم سے کم کیا جا سکے۔

ماہرین نے وقوفی ناہمواری کے نظریہ پر تحقیقات کی مدد سے بہت سے ایسے عناصر کی نشاندہی کی ہے جو کہ وقوفی ناہمواری کی حالت کا باعث ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ میں پہلا عنصر آزادی انتخاب ہے۔ یعنی وقوفی ناہمواری کی حالت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب لوگ یہ محسوس کرتے ہیں کہ ان کے کردار کی غیر استقامت پذیری ان کے اپنے آزادی انتخاب کی وجہ سے واقع ہوئی ہے۔ وقوفی ناہمواری کی حالت میں آزادی انتخاب کے عنصر پر سب سے پہلا تجربہ کوپر اور جونز (Cooper and Jones، 1967) نے کیا۔ انہوں نے کچھ معمولوں کو جو کہ یونیورسٹی کیمپس میں رہائش پذیر تھے ایک مضمون لکھنے کو کہا جس کا موضوع تھا کہ متنازعہ لوگوں کے کیمپس میں داخلے پر پابندی ہونی چاہئے۔ آدھے معمول یہ مضمون لکھنے پر بخوشی راضی ہو گئے لیکن دوسروں نے کہا کہ یہ مضمون لکھنا ان کے بس کی بات نہیں ہے۔ لیکن تجربہ کاروں کے اصرار پر وہ بھی راضی ہو گئے۔ تمام معمولوں نے اپنے مضمونوں کے ذریعے متنازعہ لوگوں کے کیمپس میں داخلے پر پابندی کے حق میں مختلف دلائل دیے۔ تجربہ کاروں نے مضمونوں کے خاتمے پر تمام معمولوں کے رویوں کا سروے کیا۔ وہ معمول جو مضمون لکھنے کے لئے شروع میں بخوشی تیار تھے، ان کے رویے ان کے مضمونوں کے عین مطابق تھے اور وہ یہ مضبوط رویہ اختیار کر چکے تھے کہ متنازعہ لوگوں کے یونیورسٹی کیمپس میں داخلے پر پابندی ہونی چاہئے۔ دوسرے معمول جو کہ شروع میں مضمون لکھنے سے کترا رہے تھے ان کے رویے معمولی حد تک متنازعہ لوگوں کے خلاف تھے اور ان کے رویوں میں واضح تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ ماہرین نے اس تجربہ سے یہ ثابت کیا کہ وقوفی ناہمواری کی حالت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب فرد کا عمل اس کے آزادی انتخاب کی بنیاد پر واقع ہوتا ہے اور فرد اپنے عمل کی ذمہ داری محسوس کرتا ہے۔

کئی دوسرے عناصر بھی وقوفی ناہمواری کی حالت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ مثلاً نافیسی اور کوپر کے مطابق وقوفی ناہمواری کی حالت کوئی فرد اس وقت تک محسوس نہیں کرتا جب تک فرد کو یہ خدشہ نہ ہو کہ اس کا کردار کسی نقصان کا موجب ہو سکتا ہے یا اسے اپنے کردار کے نتائج کا اندازہ نہیں ہوتا اور نتائج میں حادثات واقع ہونے کے بہت سے مواقع موجود ہوتے ہیں۔

ٹائیس اور بمیسٹر (Tice and Baumeister) کے مطابق ہماری وقوفی ناہمواری سے

متعلقہ غیر استقامت پذیر کردار کا تعلق ہماری انفرادی ذات کے تعقل سے ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ہمارے ذاتی ذمے داری کے احساسات وابستہ ہوتے ہیں اور انہی ذاتی ذمے داری کے احساسات کی بدولت ہم وقوفی ناہمواری کی حالت کا تجزیہ کرتے ہیں۔ یا دوسری صورت میں ہماری وقوفی ناہمواری سے متعلقہ غیر استقامت پذیر کردار کا تعلق ہماری معاشرتی ذات کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس صورت میں لوگ ہمارے غیر استقامت پذیر کردار سے واقف ہوتے ہیں اور ہم وقوفی ناہمواری کی حالت کا تجزیہ کرتے ہیں۔

کارل اور کوپر کی تحقیقات کے مطابق ہماری وقوفی ناہمواری کی حالت میں ہمارے اندر کئی جسمانی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں اور ہم جسمانی طور پر ابال کی کیفیت میں ہوتے ہیں۔ ایک دوسری تحقیق کے نتائج کے مطابق سکون آور ادویات (Tranquilizers) کے استعمال سے وقوفی ناہمواری کی حالت اور رویہ کی تبدیلی پر قابو پایا جاسکتا ہے۔

ابتداء میں فسنگر کے وقوفی ناہمواری کے نظریہ کو بہت زیادہ تنقید کا سامنا کرنا پڑا اور اس نظریہ کو مبہم اور غیر واضح قرار دیا گیا۔ بعد میں کئی دوسرے ماہرین نے اپنی تحقیقات کی مدد سے اس نظریہ کو واضح شکل میں بیان کیا اور ان تین طریقے کاروں کی وضاحت کی جن کی بدولت لوگ اپنی وقوفی ناہمواری کی حالت کو وقوفی ہمواری کی حالت میں بدلتے ہیں۔ یعنی اپنے رویہ یا کردار کو تبدیل کرتے ہوئے' اپنی معلومات میں اضافہ کرتے ہوئے' اور اپنی کشمکش کو کم کرتے ہوئے وقوفی ناہمواری کو دور کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ کئی ماہرین نے وقوفی ناہمواری کی حالت کے عناصر بیان کرکے اس نظریہ کو مزید تفصیل سے اور واضح انداز میں پیش کیا۔ تاہم کئی ماہرین اب بھی وقوفی ناہمواری کے نظریہ پر کئی حوالوں سے تنقید کرتے ہیں۔ مثلاً گرین والڈ (Greenwald ء1978) اور اس کے ساتھیوں کی تحقیقات کے مطابق لوگ وقوفی ناہمواری کم کرنے کی تحریک اسی صورت میں محسوس کرتے ہیں جب ان کا حقیقی کردار غیر استقامت پذیر حالات سے وابستہ ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ہماری سگریٹ نوشی کی مثال کے مطابق سگریٹ نوش اسی صورت میں اپنی وقوفی ناہمواری کو وقوفی ہمواری میں بدلے گا جب وہ یہ سمجھتا ہے کہ اسے ایسا کرنا چاہئے۔ کچھ تنقید نگاروں کے مطابق وقوفی ناہمواری کے نظریہ کا دائرہ کار محدود ہے کیونکہ اس نظریہ کا اس وقت اطلاق کیا جاسکتا ہے جب فرد یہ محسوس کرتا ہے کہ اس کے دو وقوفات ایک دوسرے کے برخلاف ہیں۔ کئی دوسرے تنقید نگار یہ یقین رکھتے ہیں کہ لوگ اپنے استقامت پذیر کردار کی نسبت انوکھا پن اور جدت کے زیادہ متلاشی ہوتے ہیں اور ان میں انوکھا پن اور جدت کا تجربہ کرنے کی زیادہ

تحریک پائی جاتی ہے۔

رویوں کی تبدیلی کا ادراک ذات کا نظریہ

رویوں کی تبدیلی کے بارے میں ادراک ذات کا نظریہ (Self-Perception Theory) استقامتی نظریات کی مخالفت میں وجود میں آیا۔ اس نظریہ کے مطابق رویوں کی تبدیلی کا تعلق ہماری وقوفی ساخت کی عدم استقامت کی حالت یا استقامت کی حالت سے نہیں ہوتا' بلکہ رویوں کی تبدیلی کا تعلق براہ راست ہمارے کردار کی تبدیلی سے ہوتا ہے۔ ادراک ذات کے نظریہ کو بیم (Bem) نے 1967ء میں پیش کیا۔ بیم کے مطابق لوگ اپنے رویوں سے اپنے کردار کا ادراک کرتے ہوئے واقف ہوتے ہیں اور رویوں کی تبدیلی کا تعلق براہ راست کردار کی تبدیلی سے ہوتا ہے۔ اس نظریہ کے مطابق رویوں کی استقامت اور غیر استقامت کا مفروضہ فرسودہ اور مافوق الفطرت ہے جس کو ہم حقیقی دنیا میں نہیں سمجھ سکتے۔ ادراک ذات کے نظریہ کے مطابق حقیقت یہی ہے کہ ایک فرد جو سگریٹ نوشی کرتا ہے تو یہ اس کا سگریٹ نوشی کے بارے میں رویہ ہے' بجائے اس کے کہ وہ سگریٹ نوشی کے خطرات سے باخبر ہے کہ نہیں ہے۔ بیم کے مطابق رویوں کی تبدیلی میں استقامت یا غیر استقامت کا مسئلہ پیدا نہیں ہوتا۔

ترغیب کے ذریعے رویوں کی تبدیلی

رویوں کی تبدیلی کے پہلے حصہ میں ہم نے ان مختلف نظریات کا جائزہ لیا ہے جو کہ لوگوں کے رویوں کی تبدیلی کی وضاحت نظریاتی پس منظر میں اپنے اپنے انداز میں کرتے ہیں۔ دوسرے حصہ میں ہم ترغیب کے ذریعے رویوں کی تبدیلی کا جائزہ لیں گے۔ اس حصہ کے شروع میں ہم انفعالی ترغیب (Passive Persuation) کے ذریعے رویوں کی تبدیلی پر ہونے والی تحقیقات کے نتائج کو زیر بحث لائیں گے اور بعد میں ہم فعالی ترغیب (Active Persuation) کے ذریعے رویوں کی تبدیلی پر ہونے والی تحقیقات کے نتائج کو پیش کریں گے۔

جدید دور کی معاشرتی دنیا میں ترغیب کے ذریعے رویوں کی تبدیلی کا عمل بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ اگر ہم ٹی وی دیکھیں یا ریڈیو سنیں یا اخبارات اور جرائد پڑھیں' ہر طرف سے ہمارے رویوں کو تبدیل کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ مختلف اقسام کے اشتہارات کے ذریعے ہمیں مختلف اقسام کی اشیاء خریدنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ سیاستدان اپنی پالیسیوں کے حق میں ہمارے رویے تبدیل کرنا چاہتے ہیں۔ مختلف اقسام کی تنظیمیں ہمارے رویے سگریٹ نوشی' تیز رفتاری یا

بے تحاشہ کھانے کے خلاف تبدیل کرنا چاہتی ہیں۔ مختصر یہ کہ آج کی معاشرتی دنیا میں ہمیں ہر موڑ پر ہمارے رویوں کی تبدیلی کی کوششوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بعض اوقات یہ کوششیں کامیاب ہوتی ہیں اور بعض اوقات ناکام ہوتی ہیں۔ بہت عرصے سے معاشرتی نفسیات دان ترغیب کے ذریعے رویوں میں تبدیلی کی کامیابی اور ناکامی کی وجوہات کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ مندرجہ ذیل میں ہم ان نتائج سے باخبر ہوتے ہیں جو کہ انہوں نے اپنی تحقیقات کی مدد سے اخذ کیے۔

انفعالی ترغیب

1950ء کے عشرے میں امریکہ کی ییل (Yale) یونیورسٹی میں کارل ہاولینڈ اور اس کے ساتھیوں نے انفعالی ترغیب کے ذریعے رویوں کی تبدیلی کے عمل پر تحقیقات کیں۔ ان ماہرین نے کچھ لوگوں کے رویوں کی پہلے پیمائش کی، پھر مختلف ذرائع سے ان لوگوں کے رویوں کو تبدیل کرنے کی کوشش کی اور ان کی دوبارہ پیمائش کی اور رویوں کی تبدیلی کے بارے میں بہت سے نتائج اخذ کیے۔ ان ماہرین نے انفعالی ترغیب اور اس کے اثرات کے ذریعے رویوں کی تبدیلی کا جائزہ لیتے ہوئے درج ذیل پانچ عوامل پر اپنی توجہ مرکوز کی:

1: ابلاغ کا ذریعہ (The Source Of Communication)

2: ابلاغ یا پیغام (The Communication itself)

3: ابلاغ کا ہدف (The Target Of The Communication)

4: ابلاغ کا وسیلہ (Channel Of Communication)

5: ماحول (Environment)
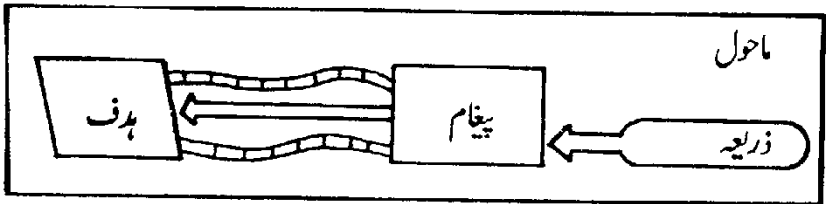
انفعالی ترغیب کے ذریعے رویوں کی تبدیلی پر کی گئیں تحقیقات کے ایسے نتائج درج ذیل ہیں جو کہ آج بھی معتبر سمجھے جاتے ہیں:

1: ماہر افراد غیر ماہر افراد کی نسبت رویوں کی تبدیلی کی زیادہ ترغیب دے سکتے ہیں۔ دو افراد کے ایک جیسے دلائل میں سے ایک فرد کے دلائل اس وقت زیادہ وزن دار ثابت ہوتے ہیں جب وہ فرد ایسے

دکھائی دے کہ وہ تمام حقائق سے باخبر ہے۔

2: لوگ اس وقت زیادہ رغبت حاصل کرتے ہیں جب وہ یہ محسوس کریں کہ پیغام کا مقصد انہیں ترغیب دینا یا ان پر اپنے خیالات تھوپنا نہیں ہے۔

3: وہ افراد جن میں توقیرذات نچلے درجے کی پائی جاتی ہے ان کے رویے آسانی سے تبدیل ہو جاتے ہیں بہ نسبت ان افراد کے جن میں توقیرذات اونچے درجے کی پائی جاتی ہے۔

4: ہردلعزیز اور پرکشش افراد جو ابلاغ فراہم کرتے ہیں وہ غیر ہردلعزیز اور غیر پرکشش افراد کے ابلاغ فراہم کرنے کی نسبت زیادہ موثر ثابت ہوتے ہیں۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ اگر ایک جیسے دلائل استعمال کئے جائیں تو لوگ ان لوگوں سے زیادہ ترغیب حاصل کرتے ہیں جن کو وہ جانتے ہوتے ہیں اور پسند کرتے ہیں بہ نسبت ان لوگوں کے جن کو وہ جانتے نہیں ہوتے یا ان کو ناپسند کرتے ہیں۔

5: جب پیغام سادہ نوعیت کا ہو تو لوگ اگر اس پر کم توجہ دے رہے ہوں تو ان پر ترغیب زیادہ اثر پذیر ہوتی ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ اپنی پوری توجہ دے رہے ہوں۔

6: جب پیغام مشکل نوعیت کا ہو یعنی جب سامعین یا ناظرین کے رویے فراہم کئے جانے والے پیغام کے زیادہ برخلاف ہوں تو اس صورت حال میں یہ زیادہ موثر ثابت ہوتا ہے کہ پیغام دینے والا متعلقہ مسئلے کے دونوں پہلو یعنی مثبت اور منفی پہلو عیاں کرے۔ وہ مضبوطی سے اپنے خیال کی وکالت کرے لیکن تنقیدی پہلو کے بھی اہم نقاط کو تسلیم کرے۔

7: وہ لوگ جو لوگوں کو رویوں کی ترغیب دیتے ہوئے تیزی سے بولتے ہیں بہ نسبت ان لوگوں کے جو آہستگی سے یا ٹھہر ٹھہر کر بولتے ہیں' زیادہ موثر ثابت ہوتے ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ تیزی سے بولنے سے لوگ یہ تاثر لیتے ہیں کہ جو کچھ بیان کیا جا رہا ہے اس پر بیان کرنے والے کو عبور حاصل ہے۔

8: لوگوں میں خوف کا عنصر پیدا کرکے ان کے رویوں میں تبدیلی کی زیادہ ترغیب دی جا سکتی ہے۔ لیکن یہ اس وقت زیادہ مؤثر ثابت ہوتا ہے جب لوگوں کو ان کے خطرناک رویہ سے آگاہ کرکے ان کو اس خطرہ سے خود کو محفوظ کرنے کی سفارشات بھی فراہم کی جائیں تو لوگ بہت حد تک اپنا خطرناک رویہ تبدیل کر لیتے ہیں۔ مثال کے طور پر لوگوں کو سگریٹ نوشی چھوڑنے کی ترغیب دیتے ہوئے ان میں یہ خوف پیدا کیا جائے کہ سگریٹ نوشی کی وجہ سے پھیپھڑوں کا کینسر ہو سکتا ہے اور

ان کی موت واقع ہو سکتی ہے۔ انہیں ایک سگریٹ نوش کے سرجری کے دوران پھیپھڑے دکھائے جائیں جو کہ کینسر میں مبتلا ہے اور ساتھ ساتھ سگریٹ نوشی چھوڑنے کی مختلف ترکیبیں بھی بتائی جائیں۔

ییل یونیورسٹی کے معاشرتی نفسیات دانوں کی تحقیقات کو اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ ان ماہرین کی کئی تحقیقات پر بعد میں نظر ثانی کی گئی ہے۔ مثال کے طور پر ہیمسٹر اور کوونگٹن کی 1985ء کی تحقیق کے مطابق جس طرح نچلے درجے کی توقیر ذات رکھنے والے لوگ ترغیب کے ذریعے متاثر ہوتے ہیں اس طرح اونچے درجے کی توقیر ذات رکھنے والے لوگ بھی ترغیب کے ذریعے متاثر ہوتے ہیں لیکن وہ اسے تسلیم نہیں کرتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر انہوں نے اپنا رویہ تبدیل کر لیا تو یہ اپنی غلطی تسلیم کرنے کے مترادف ہے اور وہ ترغیب کے راستے میں رکاوٹ پیدا کرتے ہیں اور جب ان کو ترغیب دی جاتی ہے تو وہ اس کو جھٹلاتے ہیں۔

فعالی ترغیب

1980ء کے عشرے میں رویوں کی ترغیب کے ذریعے تبدیلی پر نئے انداز میں تحقیقات کی گئیں اور انفعالی ترغیب کی بجائے فعالی ترغیب کے ذریعے رویوں کی تبدیلی کے بارے میں تحقیقات کرتے ہوئے کئی ایک ماڈلز پیش کیے گئے۔ یہ ماڈلز رویوں کی تبدیلی کو فعالی ترغیب کے ذریعے سمجھنے کی وضاحت کرتے ہیں۔

جدید دور کے تحقیق کاروں نے ییل یونیورسٹی کے ماہرین کے ایک سوال کو اپنی تحقیقات کا مرکز بنایا کہ کون سی اقسام کے پیغامات رویوں میں بہت زیادہ تبدیلی کرتے ہیں؟ ان ماہرین نے اس سوال کی تشریح اس کو ایک دوسرے سوال سے وابستہ کر کے کی کہ جب کوئی فرد ترغیب حاصل کرتا ہے تو اس کے کون سے ذہنی اعمال ترغیب حاصل کرنے کے عمل کو متعین کرتے ہیں؟ ان دونوں سوالات کی روشنی میں ماہرین نے بہت سی تحقیقات کیں۔ براک (Brock) اور اس کے ساتھیوں نے اپنی تحقیقات کی بنیاد پر 1981ء میں پہلا وقوفی ردعمل کے تجزیہ کا ماڈل (Cognitive Response Analysis Model) پیش کیا۔

وقوفی ردعمل کے تجزیہ کا ماڈل اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ جب لوگ ترغیبی پیغامات کا سامنا کرتے ہیں تو وہ پیغامات ان کے ذہن کو کس طرح تبدیل کرتے ہیں اور وہ پیغامات کے بارے میں کیسے اور کیا سوچتے ہیں۔ اس ماڈل کے مطابق لوگ انفعالی طور پر پیغامات کا اثر قبول نہیں

کرتے۔ یعنی پیغامات پیش کرنے کے طریقے کاروں کو دیکھتے ہوئے' یا پیغامات کے دلائل سے متاثر ہوتے ہوئے' یا اشتہارات کی لاثانیت کی بدولت وہ ترغیب حاصل نہیں کرتے۔ بلکہ وہ فعالی طور پر پیغامات کے بارے میں سوچ و بچار کرتے ہیں اور ان کی یہ سوچ و بچار ان کو ان کے رویوں کو تبدیل کرنے کے بارے میں یا تبدیلی کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے کے بارے میں آمادہ کرتی ہے۔ لوگ سوچ و بچار کرتے ہوئے ترغیبی پیغامات کے مواد کے بارے میں باریک بینی سے غوروخوض کرتے ہوئے انہیں سمجھتے ہیں۔ یعنی وہ ایسے دلائل اور خیالات کی مدد سے پیغامات کا تجزیہ کرتے ہیں جو کہ پیش کئے گئے پیغامات کا حصہ نہیں ہوتے۔

وقوفی ردعمل کے تجزیہ کے ماڈل کے نظر ثانی شدہ ماڈل کو تدقیقی قرینہ کا ماڈل (Elaboration Likelihood Model = ELM) کہا جاتا ہے۔ یہ ماڈل پیٹی اور کاسیپو (Petty and Cocippo) نے 1986ء میں پیش کیا۔ تدقیق سے مراد یہ ہے کہ لوگ جب ترغیبی پیغامات کا سامنا کرتے ہیں تو وہ ان پیغامات کے دلائل کے بارے میں غوروفکر کرتے ہیں اور ان کی جانچ پڑتال کرتے ہیں اور ان پیغامات سے متعلقہ اور غیر متعلقہ دلائل کی مدد سے ان کے بارے میں غوروفکر کرتے ہیں۔ اس ماڈل کے مطابق لوگوں کے دو مختلف اقسام کے ترغیبی اعمال ہوتے ہیں جنہیں اس ماڈل میں ترغیب کی جانب دو راستے قرار دیا جاتا ہے۔ پہلے راستے کو مرکزی راستہ (Centeral Route) کہا جاتا ہے۔ اس راستے میں ایسے امور سرانجام دیے جاتے ہیں کہ ترغیبی پیغام کے مسئلے اور دلائل کے بارے میں سوچ و بچار کی جاتی ہے۔ یعنی اس وقت متعلقہ رویہ فرد کی بھرپور توجہ کا مرکز ہوتا ہے اور اسی توجہ کی مرکزیت کی بدولت اسے مرکزی راستہ کہا جاتا ہے۔

دوسرے راستے کو محیطی راستہ (Peripheral Route) کہا جاتا ہے۔ مرکزی راستے کے برخلاف اس راستے میں ایسے امور سرانجام دیے جاتے ہیں کہ ترغیبی پیغام کے مسئلے اور دلائل کے بارے میں سوچ و بچار کئے بغیر رویہ میں تبدیلی کرلی جاتی ہے۔ جب فرد بہت زیادہ غوروفکر اور بھرپور توجہ کے ساتھ رویہ کو سمجھتا ہے اور اپنا رویہ تبدیل کرتا ہے تو وہ مرکزی راستہ اختیار کرتا ہے اور جب کم غوروفکر اور کم توجہ کے ساتھ رویہ کو سمجھا جاتا ہے اور اپنا رویہ تبدیل کرلیا جاتا ہے تو یہ محیطی راستہ کہلاتا ہے۔ پیٹی اور کاسیپو کے مطابق جب فرد کے اندر زیادہ سوچ و بچار کرنے کی تحریک موجود نہیں ہوتی یا وہ کسی اور وجہ سے اس قابل نہیں ہوتا تو ترغیبی پیغام کے نمایاں محیطی اشارے فرد کو اس جانب راغب کرتے ہیں کہ وہ پیغام کے اثرات کو بغیر توجہ دیے ہوئے قبول کرے اور اپنے رویہ کو تبدیل کرے۔

تد قیقی قرینہ کا ماڈل کئی مختلف نوعیت کے متغیرات کے ترغیب پر اثرات کا جائزہ بھی پیش کرتا ہے۔ مثال کے طور پر محققین نے یہ ثابت کیا ہے کہ ایک جیسی معلومات ایک ذریعہ سے بار بار پیش کرنے پر کم ترغیب دیتی ہیں اور اگر انہیں ایک سے زیادہ ذریعوں پر پیش کیا جائے تو وہ زیادہ ترغیب دیتی ہیں۔ ایک سے زیادہ ذریعوں سے جب ایک جیسی معلومات پیش کی جاتی ہیں تو وہ فرد کے مرکزی راستے پر اپنے واضح اثرات متعین کرتی ہیں۔ جب فرد کو ایک جیسی معلومات کا مختلف ذریعوں سے بار بار سامنا کرنا پڑتا ہے تو اس میں یہ تحریک پیدا ہوتی ہے کہ وہ معلومات پر بھرپور توجہ مرکوز کرے اور ان کے بارے میں تفصیلی غور و فکر کرے۔ جب ایک ہی ذریعہ سے معلومات بار بار پیش کی جاتی ہیں تو لوگ ان پر کم توجہ دیتے ہیں اور وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ اس ذریعہ کو پہلے ہی سن چکے ہیں۔

محیطی راستے کی ترغیب کا انحصار تیز فہم اشاروں پر ہوتا ہے۔ چیکن (Chaiken ء1987) نے محیطی راستے کی ترغیب کے تیز فہم اشاروں کی مناسبت سے ترغیب کا خود آموزشی ماڈل (Heuristic Model) پیش کیا ہے۔ خود آموزش ایک ایسا ذہنی عمل ہے جس میں پیغام سے آگاہی سادگی اور اختصاری عمل کے ذریعے حاصل کی جاتی ہے۔ اگر ذہن کسی پیغام کے بارے میں بہت زیادہ غور و فکر کے ذریعے آگاہی حاصل نہیں کرتا تو وہ اس پیغام کو جانچنے کے لئے سادہ اور اختصاری عمل کا سہارا لیتا ہے۔ محیطی راستے پر ذہن زیادہ تر سادہ اور اختصاری عمل کے طریقوں کو استعمال کرتا ہے اور اس قسم کے تیز فہم ترغیبی اشاروں کے ذریعے پیغام سے آگاہی حاصل کی جاتی ہے کہ پیغام کتنا طویل ہے، کس حد تک پر کشش ہے، اس میں کس حد تک ماہرانہ انداز میں ترغیب پیش کی گئی ہے، یا اس میں شماریاتی توضیحات کس قدر ہیں۔ فرد اس جانب توجہ نہیں دیتا کہ پیغام کے دلائل حقیقتاً کس نوعیت کے ہیں، بلکہ وہ صرف اس بات کا جائزہ لیتا ہے کہ پیغام میں کس قدر دلائل ہیں اور وہ دلائل کس حد تک بہتر دکھائی دیتے ہیں۔ خود آموزش کے طریقہ سے اس طرح نتائج اخذ کئے جاتے ہیں کہ کسی پیغام میں جتنے زیادہ دلائل ہوں گے وہ اتنا ہی صحیح ہو گا یا ماہر اشخاص ہمیشہ صحیح کہتے ہیں یا شماریاتی اصول غلط توضیحات فراہم نہیں کرتے۔

مختصر یہ کہ تد قیقی قرینہ کا ماڈل ہمیں یہ معلومات فراہم کرتا ہے کہ ترغیب کا انحصار ذہن کے پیغام کے بارے میں رد عمل پر ہوتا ہے۔ اگر ذہن مرکزی راستے سے متعلق رد عمل پیش کرتا ہے تو پیغام کے دلائل کا تفصیلی جائزہ لیا جاتا ہے اور پیغام سے متعلقہ اور غیر متعلقہ دلائل کی مدد سے اس

پر غور و فکر کیا جاتا ہے۔ ترغیب اسی صورت میں بہتر طور پر ہوتی ہے کہ اگر پیغام کے دلائل بہت زیادہ مضبوط ہوں اور فرد ان کے بارے میں تفصیلی غور و فکر کرنے کے قابل ہو۔ اگر ذہن محیطی راستے سے متعلق ردعمل پیش کرتا ہے تو پیغام کو سطحی طور پر اور سیدھے سادے اشاروں کی بدولت جلنا جاتا ہے اور ترغیب اسی صورت میں بہتر طور پر ہوتی ہے کہ پیغام دوسرے ایسے پیغاموں سے مشابہہ ہو جو کہ عموماً" درست ہوتے ہیں۔ اس بات کو نظرانداز کر دیا جاتا ہے کہ پیغام میں دلائل کس حد تک مضبوط ہیں۔

رویوں کی تبدیلی میں مزاحمتیں

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے' جدید معاشرتی دنیا میں فرد کو ہر موڑ پر اپنے رویوں کی تبدیلی کی کوششوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بعض اوقات یہ کوششیں کامیاب ہوتی ہیں اور لوگ اپنے رویے تبدیل کر لیتے ہیں۔ لیکن اکثر اوقات لوگ اپنے رویوں کی تبدیلی کے خلاف مزاحمت کرتے ہیں اور اپنے رویے تبدیل نہیں ہونے دیتے۔ مندرجہ ذیل میں ان مختلف عناصر کا جائزہ پیش کیا جائے گا جن کی بدولت رویے تبدیل نہیں ہوتے اور ان کی تبدیلی میں مزاحمتیں پیدا ہوتی ہیں۔

رویوں کی کئی خصوصیات ان کی تبدیلی کے خلاف مزاحمتیں پیدا کرتی ہیں۔ مثلاً رویوں کی شدت' رویوں کی مرکزیت' رویوں کی کثیر العناصری اور رویوں کی باہمی مربوطیت جیسے خصائص ان کی تبدیلی کی راہ میں مزاحم ہوتے ہیں۔ رویوں کی شدت سے مراد یہ ہے کہ کچھ رویے زیادہ شدید نوعیت کے اور کچھ کم شدید نوعیت کے ہوتے ہیں۔ جب لوگوں کے بہت زیادہ شدید رویوں کو تبدیل کرنے کی کوششیں کی جاتی ہیں تو لوگ ان کوششوں کے خلاف مزاحمتیں کرتے ہیں اور انہیں تبدیل نہیں ہونے دیتے۔ اگر ان رویوں کی تبدیلی کے لئے بہت زیادہ ترغیب بھی دی جائے تو ان میں بہت کم تبدیلی آتی ہے۔ اسی طرح مختلف اقسام کی قدریں اور خیالات ہمارے رویوں پر بہت زیادہ گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں جن کی بدولت ہمارے کچھ رویے ہمارے قدروں کے نظام میں مرکزیت حاصل کر جاتے ہیں۔ وہ رویے جو ہمارے قدروں کے نظام میں مرکزیت کے حامل ہوتے ہیں ان کی تبدیلی کی کوششوں کے خلاف ہم مزاحمت کرتے ہیں۔ جتنا کوئی رویہ ہمارے قدروں کے نظام میں مرکزیت کا حامل ہو گا اتنی ہی اس کو تبدیل کرنے کی کوشش مشکل ہو گی۔ اس طرح رویوں کی مرکزیت ان کی تبدیلی کی راہ میں مزاحم ہونے والی دوسری وجہ ہے۔ رویوں کی کثیر العناصری (Multiplexity) سے مراد یہ ہے کہ ہمارے بنیادی نوعیت کے رویوں سے کئی ثانوی رویے وابستہ ہوتے ہیں اور اس طرح ایک رویہ کثیر العناصر رویے کی شکل اختیار کر جاتا

ہے۔ ہمارے کثیر العناصر رویوں کی تبدیلی کی کوششوں میں بھی مزاحمتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ رویوں کی باہمی مربوطیت سے مراد یہ ہے کہ ہمارے رویے جزدیات کی باہمی مربوطیت کی بنیاد پر وجود میں آتے ہیں۔ ہمارے جس رویہ میں جزدیات کی یہ باہمی مربوطیت بہت زیادہ مضبوط ہو' یعنی جزدیات میں جتنا زیادہ تعلق پایا جائے اتنی ہی ان میں تبدیلی مشکل ہوتی ہے۔

تحقیقات کی مدد سے یہ دیکھا گیا ہے کہ لوگوں کے کئی شخصیتی خصائص بھی ان کے رویوں کی تبدیلی میں مزاحمتیں پیدا کرتے ہیں۔ مثلاً بہت زیادہ ذہین لوگ اپنے رویوں کی تبدیلی میں بہت زیادہ مزاحمت کرتے ہیں۔ وہ لوگ جو کہ اونچے درجے کی توقیرذات کے حامل ہوتے ہیں وہ بھی اپنے رویوں کی تبدیلی میں مزاحمت کرتے ہیں۔ بعض اوقات لوگ اپنی انائیت یا خودپسندی کی خاطر اپنے رویوں کی تبدیلی میں مزاحم ہوتے ہیں۔

رویوں کی تبدیلی میں مزاحمت کرنے والے کئی اور عناصر بھی ہیں جن میں رد عملیت' پہلے سے آگاہی اور انتخابی اجتناب جیسے عناصر شامل ہیں۔ رد عملیت (Reactance) سے مراد یہ ہے کہ جب لوگوں کے رویوں کو تبدیل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ رویے تبدیل کرنے والے ان کے رویوں میں تبدیلی لا کر ان کی شخصی آزادی کو محدود کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ لوگ اپنے رویے تبدیل کرنے کی بجائے رد عمل کے طور پر اپنے موجودہ رویوں کی جانب مزید راغب ہو جاتے ہیں اور اپنے موجودہ رویے مضبوط بنا لیتے ہیں اور اپنی شخصی آزادی برقرار رکھنے کے بارے میں ان کا رویہ زیادہ مضبوط ہو جاتا ہے۔ پہلے سے آگاہی (Fore-warning) کا عمل بھی رویوں کی تبدیلی میں مزاحمت پیدا کرتا ہے۔ جب کسی خاص صورت حال میں کسی فرد کو یہ پہلے ہی علم ہو جاتا ہے کہ اس کا رویہ تبدیل کیا جائے گا تو وہ ذہنی طور پر یعنی ارادتاً" رویہ تبدیل نہ کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور جب اس کے رویہ کو تبدیل کرنے کے اقدامات کئے جاتے ہیں تو وہ ان اقدامات کی نفی کرتا جاتا ہے۔ پیٹی اور کاسیپو کے مطابق ایسا اس وقت ہوتا ہے جب رویے اہم نوعیت کے ہوتے ہیں۔ انتخابی اجتناب (Selective Avoidance) کے عمل کے ذریعے بھی لوگ رویوں کی تبدیلی میں مزاحمت کرتے ہیں۔ انتخابی اجتناب لوگوں کا ایک ایسا رویہ ہوتا ہے جو کہ ان کی یہ رہنمائی کرتا ہے کہ وہ انتخابی نوعیت کی یا منتخب اقسام کی معلومات پر توجہ دیں اور ان کے بارے میں سوچ و بچار کریں۔ مثال کے طور پر سوینی اور گروبر (Sweeny and Gruber ء1984) کے مطابق لوگ ٹی وی کے سامنے صرف اس لئے نہیں بیٹھ جاتے کہ اسے دیکھیں یا خبریں سنیں' بلکہ وہ عموماً" ایسی خبریں یا پروگرام دیکھتے ہیں جو کہ ان کے رویوں سے ہم

آہنگ ہوتے ہیں اور اپنے رویوں کے برخلاف پیش ہونے والی خبروں اور پروگراموں کی صورت میں وہ اپنے ٹی وی کا چینل تبدیل کر لیتے ہیں اور کوئی دوسرا چینل دیکھنا شروع کر دیتے ہیں اور اپنے موجودہ رویوں کو برقرار رکھتے ہیں۔

رویوں کی تبدیلی کے مختلف نظریات جن کا ہم جائزہ لے چکے ہیں اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ رویے کیوں تبدیل نہیں ہوتے۔ توازنی نظریہ کے مطابق جب تک ہماری وقوفی توازن کی حالت برقرار رہتی ہے ہم رویے تبدیل نہیں کرتے۔ موزونیت کا نظریہ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ وقوفی موزونیت کی موجودگی میں رویہ کی تبدیلی ناممکن ہے۔ وقوفی ناہمواری کے نظریہ کے مطابق فرد وقوفی ہمواری کی حالت میں اپنا رویہ تبدیل نہیں کرتا۔ ادراک ذات کے نظریہ کے مطابق جب تک لوگ اپنے ذاتی کردار کا ادراک کرتے ہوئے رویہ تبدیل کرنے کی ضرورت محسوس نہ کریں وہ رویہ تبدیل نہیں کرتے۔ تدقیقی قرینہ کے ماڈل کے مطابق ہمارا مرکزی راستہ ہمارے رویہ کی تبدیلی کے خلاف مزاحمتیں پیدا کرتا ہے۔

سٹینگر (Stanger ،1987ء) کے مطابق رویوں کی تبدیلی میں مزاحمتیں پیدا کرنا بنی نوع انسان کا ایک قدیم فن ہے اور یہ فن جس طرح آج اختیار کیا جاتا ہے اسی طرح ماضی میں بھی اختیار کیا جاتا تھا۔ اس لئے رویوں کی تبدیلی کے لئے تصور کرنا یا منصوبہ بندی کرنا بہت آسان ہے۔ لیکن رویوں کو حقیقی طور پر تبدیل کرنا ایک بہت مشکل کام ہے۔

رویوں کی پیمائش کے شرحی پیمانے

تھرسٹون کا مساوی وقفوں کا شرحی پیمانے تشکیل دینے کا طریقہ

رویوں کے شرحی پیمانے (Rating Scales) تشکیل دینے کی تاریخ کے ابتداء میں تھرسٹون اور اس کے ساتھیوں نے سب سے پہلا شرحی پیمانے تشکیل دینے کا مساوی وقفوں کا طریقہ (Method of Equal Appearing) 1931ء میں متعارف کروایا۔ ان ماہرین نے اس طریقہ کے تحت شرحی پیمانے تشکیل دے کر جنگ' چرچ' ضبط تولید' اشتراکیت اور سزائے موت وغیرہ جیسے موضوعات کے بارے میں لوگوں کے رویوں کی پیمائش کی۔ تھرسٹون کے طریقہ کو استعمال کرتے ہوئے لوگوں کے کسی بھی شے یا موضوع کے بارے میں رویوں کی پیمائش کی جا سکتی ہے۔ ایک طویل عرصہ تک یہ طریقہ محققین کے زیر استعمال رہا۔ کچھ ماہرین آج بھی رویوں کے شرحی پیمانے تشکیل دیتے ہوئے اس طریقہ کو ترجیح دیتے ہیں۔ تھرسٹون کے طریقہ کے تحت کسی شرحی

پیمانہ کو درج ذیل مراحل میں تشکیل دیا جاتا ہے۔

پہلے مرحلہ میں جس موضوع کے بارے میں شرحی پیمانہ تشکیل دینا مقصود ہو اس موضوع کے بارے میں زیادہ سے زیادہ بیانات یا مدوں کو اکٹھا کیا جاتا ہے۔ بیانات یا مدیں اکٹھا کرتے ہوئے یہ خیال رکھا جاتا ہے کہ وہ متعلقہ موضوع کے ہر ممکنہ رد عمل کی پیمائش کا احاطہ کرتی ہوں۔ یہ بات پیش نظر رکھی جاتی ہے کہ بیانات یا مدیں مختصر جملوں پر مشتمل ہونی چاہئیں اور ان کے معنی غیر مبہم اور واضح ہونا چاہئیں۔ ذو معنی سوالات پر مشتمل مدوں سے پرہیز کیا جاتا ہے اور ایسی مدوں کے انتخاب کو ترجیح دی جاتی ہے جو کہ رد اعمال پیش کرنے والے متوقع لوگوں کی ان کے پیمائش کئے جانے والے رویہ کے بارے میں مکمل قبولیت یا مکمل مسترد یت کو پیش کرتی ہوں۔

دوسرے مرحلہ میں ایسے منصفین کا اہتمام کیا جاتا ہے جو کہ ہر مد کا متعلقہ رویہ سے متعلق ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں جائزہ لے سکیں۔ روایتی طور پر اس عمل کے لئے گیارہ نقاطی پیمانہ استعمال کیا جاتا ہے جس کے شروع اور آخر میں یہ الفاظ درج ہوتے ہیں: شدید پسندیدگی اور شدید ناپسندیدگی۔ منصفین کو یہ ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ مدوں کی زمرہ بندی کرتے ہوئے اپنے ذاتی رویوں کو اثر انداز نہ ہونے دیں اور ہر مد کو اس کی حقیقی قدر کی مناسبت سے گیارہ نقاطی پیمانہ پر شمار کریں۔

اس عمل کے مکمل ہونے کے بعد تحقیق کار ہر مد کی اوسط اور معیاری انحراف منصفین کی مہیا کردہ شرح بندی کے تحت شمار کرتا ہے اور ایسی مدوں کو جن کے بارے میں وسیع معیاری انحراف کی نشاندہی ہو، مسترد کر دیا جاتا ہے یا دوبارہ غور و خوض کے لئے منصفین کو دیا جاتا ہے۔ کیونکہ وسیع معیاری انحراف اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ متعلقہ مدوں میں مبہمیت پائی جاتی ہے اور اسی وجہ سے منصفین کی رائے میں بہت زیادہ اختلافات پائے جاتے ہیں۔

بقایا مدوں کی ایک محدود تعداد جو کہ عموماً" بیس یا تیس مدوں پر مشتمل ہوتی ہے، ان کا انتخاب متعلقہ رویہ کا شرحی پیمانہ تشکیل دینے کے لئے کر لیا جاتا ہے۔ ہر مد کی شرحی پیمانہ میں قدر کا تعین منصفین کی فراہم کردہ شرح بندی کی اوسط کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔

ان مراحل کی بدولت شرحی پیمانہ تشکیل دینے کا عمل مکمل ہو جاتا ہے۔ مندرجہ ذیل میں تھرسٹون کے طریقہ کے تحت تشکیل دیا گیا چرچ کے موضوع کے بارے میں لوگوں کے رویوں کی

پیمائش کا شرحی پیمانہ ہر مد کی شرحی پیمانہ میں قدر کے مطابق پیش کیا جاتا ہے:

پیمانہ کی قدر

1: میرے خیال میں چرچ کی تعلیمات معاشرتی اہمیت کے لحاظ سے بہت زیادہ مصنوعی ہیں۔ 8.3

2: میرے خیال میں مجھے چرچ کی تعلیمات سے روحانی تاثیر اور فیضان حاصل ہوتا ہے اور اسی وجہ سے میرا گذشتہ ہفتہ اچھا گذرا۔ 1.7

3: میں نے چرچ کی تعلیمات کو معاون اور روحانی تاثیر اور فیضان سے پر پایا ہے۔ 2.3

4: میں چرچ کی خدمات پر ذہنی تحفظات کے ساتھ یقین رکھتا ہوں۔ 4.5

5: چرچ کا پدرانہ رویہ میرے لئے ناقابل برداشت ہے۔ 8.2

6: میرے خیال میں چرچ ہمارے معاشرے کے لئے ایک جونک کی حیثیت رکھتا ہے۔ 11.0

7: میں چرچ کی رسومات کے بغیر اخلاص اور انسانی فلاح و بہبود پر یقین رکھتا ہوں۔ 6.7

8: میں آج کے دور کے امریکہ کے لئے چرچ کو ایک عظیم ادارہ سمجھتا ہوں۔ 0.2

تھرسٹون کے طریقہ کے تحت تشکیل دیے گئے شرحی پیمانہ کو استعمال میں لاتے ہوئے معمولوں کو یہ ہدایات دی جاتی ہیں کہ وہ شرحی پیمانہ کی تمام مدوں کو غور سے پڑھیں اور ان میں سے تین یا پانچ یا تحقیق کار کی مرضی کے مطابق مدوں کی تعداد کا انتخاب کریں جو کہ متعلقہ موضوع کے بارے میں ان کے احساسات کی سب سے بہتر ترجمانی کرتی ہیں۔ تحقیق کار معمولوں کی منتخب کردہ مدوں کی پیمانہ کی قدروں کی اوسط معلوم کرکے ان کے رویہ کی پیمائش کرتا ہے۔ مساوی وقفوں کے طریقہ کے تحت تشکیل دیے گئے شرحی پیمانہ کی موزونیت کا انحصار اس بات پر بھی ہوتا ہے کہ معمول انہی مدوں کا زیادہ تر انتخاب کرتے ہیں جن کی پیمانہ کی قدریں سب سے زیادہ ہوتی ہیں۔ لیکن اگر زیادہ تر معمول ایسی مدوں کا انتخاب کریں جن کی اوسط پیمانہ کی قدریں کم ہوتی ہیں تو اس صورت حال میں شرحی پیمانہ کی موزونیت متنازعہ ہوتی ہے اور اس شرحی پیمانہ کو مسترد کر دیا جاتا ہے۔

تھرسٹون کے طریقہ کے تحت تشکیل دیے گئے شرحی پیمانہ پر کئی حوالوں سے تنقید کی جاتی ہے۔ شریف اور ہادلینڈ کے مطابق منصفین کی رائے اور ذاتی پسند و ناپسند کا بیانات یا مدوں کے انتخاب میں بہت زیادہ عمل دخل ہوتا ہے اور وہ مدوں کے غیر جانبدارانہ انتخاب کو بڑی حد تک متاثر کرتے ہیں۔ منصفین اپنے فیصلوں کے ذریعے رویوں کی قدر و قیمت کا تعین بھی کرتے ہیں جسے ایک موضوئی عمل کہا جاتا ہے جو کہ معروضیت کے عمل کے برعکس ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ

معنی، مبہم اور غیر واضح مدوں کو رد کر دیا جاتا ہے یا دوبارہ غور و خوض کے لیے محققین کو دیا جاتا ہے۔ اس طرح شرحی پیمانہ کی تشکیل میں مزید پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں۔

گٹ مین کا مجموعی شرح بندی کا شرحی پیمانے تشکیل دینے کا طریقہ

تھرسٹون کے طریقہ کو بہتر بنانے کی کوشش کے سلسلہ میں گٹ مین نے رویوں کے شرحی پیمانے تشکیل دینے کا مجموعی شرح بندی (Cumulative Scaling) کا طریقہ 1950ء میں متعارف کروایا۔ اس طریقہ کے تحت تشکیل دیا گیا شرحی پیمانہ اول سے آخر تک ہم آہنگ مدوں (Monotone Items) پر مشتمل ہوتا ہے۔ یعنی اس شرحی پیمانہ میں مدوں کو اس طرح ترتیب دیا گیا ہوتا ہے کہ معمول جس مد سے متفق ہوتا ہے اس سے پہلے کی تمام مدوں کے بارے میں یہ فرض کر لیا جاتا ہے کہ معمول ان مدوں سے بھی متفق ہے۔ گٹ مین اس بات پر یقین رکھتا تھا کہ شرحی پیمانہ کے بیانات یا مدوں کا انتخاب صرف تجربہ کار ماہرین کے ذریعے ہی کیا جا سکتا ہے۔ گٹ مین کے طریقہ کے تحت تشکیل دیا گیا قد کی لمبائی کا شرحی پیمانہ درج ذیل ہے:

1:- میرا قد چار فٹ چھ انچ سے زیادہ لمبا ہے۔

2:- میرا قد پانچ فٹ چھ انچ سے زیادہ لمبا ہے۔

3:- میرا قد چھ فٹ چھ انچ سے زیادہ لمبا ہے۔

فرض کریں کہ ایک شخص دوسری مد سے متفق ہے تو وہ یقینی طور پر پہلی مد سے بھی متفق ہو گا۔ کئی ماہرین کے مطابق اس طریقہ کے تحت تشکیل دیے گئے شرحی پیمانوں کے ذریعے رویوں کی پیمائش اس صورت میں زیادہ موثر ثابت نہیں ہوتی جب شرحی پیمانہ طویل اور مدیں پیچیدہ ہوں۔ گٹ مین کے طریقہ کے تحت عموماً دس یا دس سے کم مدیں ہی شرحی پیمانہ میں شامل کی جا سکتی ہیں۔

لیکرٹ کا میزانی شرح بندی کا شرحی پیمانے تشکیل دینے کا طریقہ

لیکرٹ کے رویوں کی پیمائش کے شرحی پیمانے تشکیل دینے کے میزانی شرح بندی (Summated Ratings) کے طریقہ کو بہت زیادہ پذیرائی حاصل ہوئی ہے اور شرحی پیمانے تشکیل دینے کے لئے اس طریقہ کی بہت سی خوبیاں بیان کی جاتی ہیں۔ تھرسٹون اور گٹ مین کے طریقوں کی نسبت لیکرٹ کا طریقہ نہ صرف اخراجات کے حوالے سے زیادہ سودمند ہے بلکہ اس

طریقہ کے تحت جو شرحی پیمانے تشکیل دیے جاتے ہیں ان میں بہتر داخلی استقامت موجود ہوتی ہے۔

لیکرٹ کا طریقہ اس حد تک تھرسٹون اور گٹ مین کے طریقوں سے ملتا جلتا ہے کہ لیکرٹ کے طریقہ کے تحت بھی شرحی پیمانہ تشکیل کرتے ہوئے شرحی پیمانہ کی ہر مد کو خاص طور پر اہمیت دی جاتی ہے۔ لیکن مدوں کے انتخاب کے لئے منصفین کی خدمات حاصل نہیں کی جاتیں۔ اس طرح اس طریقہ کے ذریعے کم محنت سے زیادہ بہتر نتائج حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ لیکرٹ کے طریقہ کے تحت شرحی پیمانہ تشکیل دینے کا عمل درج ذیل مراحل میں پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے۔

پہلے مرحلہ میں پیمائش کئے جانے والے رویہ کے موضوع سے متعلق ممکنہ حد تک زیادہ سے زیادہ بیانات یا مدیں اکٹھی کی جاتی ہیں جو کہ متعلقہ رویے کے شدید مثبت سے لے کر شدید منفی تک کے ردعمال کا احاطہ کرتی ہوں۔ مدوں کا انتخاب کرتے ہوئے یہ خیال رکھا جاتا ہے کہ وہ آسان اور واضح ہوں اور ذو معنی اور مبہم نہ ہوں۔ ہر مد کے بارے میں معمولوں کو پانچ نکاتی پیمانہ کے تحت اپنے ردعمال کو ظاہر کرنا ہوتا ہے۔ بعض صورتوں میں ضرورت کے مطابق تین یا چار نکاتی پیمانہ بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ پانچ نکاتی پیمانہ عموماً" تین اقسام کے ردعمالی الفاظ پر مشتمل ہو سکتا ہے۔ یعنی شدید پسند کرنا' پسند کرنا' فیصلہ نہ کر سکنا' ناپسند کرنا' شدید ناپسند کرنا یا بہت زیادہ متفق ہونا' متفق ہونا' فیصلہ نہ کر سکنا' غیر متفق ہونا' بہت زیادہ غیر متفق ہونا۔ یا ہمیشہ' اکثر اوقات' کبھی کبھار' بہت کم' کبھی نہیں۔ ان الفاظ کو بالترتیب 1' 2' 3' 4' 5 یا الٹی ترتیب سے 5' 4' 3' 2' 1 اوزان دیے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر خاندانی منصوبہ بندی کے بارے میں شرحی پیمانہ کی درج ذیل مد کا جائزہ لیجئے:

"خاندانی منصوبہ بندی کا پروگرام خاندان کی خوشحالی کی ضمانت ہے۔"

(بہت زیادہ متفق=5)'(متفق=4)'فیصلہ نہ کر سکنا=3)'(غیر متفق=2)'(بہت زیادہ غیر متفق=1)

بعد کے اور آخری مرحلہ میں اکٹھی کی گئی مدوں کے طویل شرحی پیمانہ کا اطلاق بہت سے معمولوں پر کیا جاتا ہے اور ان کے ردعمال حاصل کئے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر خاندانی منصوبہ بندی کے بارے میں تشکیل دیے گئے شرحی پیمانہ کی 99 مدوں کا اطلاق 500 معمولوں پر کیا گیا۔ اس کے بعد تحقیق کار ہر مد کے اوزان کے سکور کو شمار کرتے ہوئے تمام معمولوں کے سکورز کا میزان حاصل کرتا ہے اور تمام مدوں کے درمیان اور مدوں اور مجموعی سکورز کے درمیان پائے جانے

والے تضایف (Correlation) کو معلوم کرتا ہے۔ ہر مد کا سکورز کے میزان کے ساتھ تضایف کا جائزہ لیتے ہوئے ان مدوں کو بہترین مدیں قرار دیا جاتا ہے جن کا سکورز کے میزان کے ساتھ بہتر تضایف موجود ہوتا ہے اور ان کو حتمی شرحی پیمانہ کی تشکیل کے لئے منتخب کر لیا جاتا ہے۔ وہ مدیں جن کا سکورز کے میزان کے ساتھ کمتر تضایف پایا جاتا ہے ان کو مسترد کر دیا جاتا ہے۔ حتمی طور پر تشکیل دیئے گئے شرحی پیمانہ کی تمام مدوں کے درمیان اور مدوں اور سکورز کے میزان کے درمیان پائے جانے والے تضایف کو دوبارہ معلوم کیا جاتا ہے۔ اگر یہ تضایف 0.80 یا اس سے زیادہ ثابت ہوتا ہے تو یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ایک معتبر اور داخلی طور پر مستحکم شرحی پیمانہ تشکیل پا چکا ہے۔ دوسری صورت میں اگر یہ تضایف اس سے کم ثابت ہو تو مدوں میں ردوبدل کیا جاتا ہے اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رکھا جاتا ہے جب تک متعلقہ درجے تک یعنی 0.80 تک تضایف ثابت نہ ہو جائے۔

لیکرٹ کے میزانی شرح بندی کے طریقہ کے تحت تشکیل دیئے گئے شرحی پیمانوں پر اس حوالے سے تنقید کی جاتی ہے کہ ان شرحی پیمانوں کے زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم سکورز کا ہمیں علم ہوتا ہے اور جب معمول کا سکور زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم سکورز کے قریب تر ہوتا ہے تو ہم ان سکورز کی بنیاد پر فرد کے رویہ کی آسانی سے اور واضح طور پر تشریح کر سکتے ہیں۔ لیکن جب معمول زیادہ سے زیادہ اور کم از کم سکورز کے درمیان سکور حاصل کرتا ہے تو اس کی تشریح و تعبیر میں غلطی کا امکان ہو سکتا ہے۔

آس گڈ کا معنوی امتیاز کا شرحی پیمانے تشکیل دینے کا طریقہ

اگرچہ لیکرٹ کا شرحی پیمانے تشکیل دینے کا طریقہ تکنیکی طور پر تھرسٹون اور گٹ مین کے طریقوں سے بہتر ہے اور اس میں کئی بہتر خصوصیات بھی پائی جاتی ہیں، تاہم ان تینوں طریقوں پر اس حوالے سے تنقید کی جاتی ہے کہ ان تینوں طریقوں کے تحت رویوں کے شرحی پیمانے تشکیل کرتے ہوئے رویے کے ہر مخصوص موضوع کے لئے علیحدہ علیحدہ مدوں کے سیٹ درکار ہوتے ہیں۔

ان وجوہات کی بنیاد پر کئی ماہرین نے رویوں کے شرحی پیمانے تشکیل دینے کے لئے آس گڈ کے معنوی امتیاز (Semantic Differential) کے طریقہ کو ترجیح دی ہے۔ آس گڈ کے طریقہ کو استعمال میں لاتے ہوئے رویہ کے موضوع کی پیمائش کے بارے میں براہ راست تخمینہ لگایا جاتا ہے اور اس کے لئے اضداد (Antonyms) کے سلسلہ کو استعمال کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر

ایٹمی ہتھیاروں میں تخفیف کے متعلق رویہ کی پیائش کے لئے اضداد کے سلسلہ کی اس طرح شرح بندی کی گئی۔

ایٹمی ہتھیاروں میں تخفیف کرنا

اچھا : ___ : ___ : ___ : ___ : ___ : ___ : ___ : برا

پرکشش : ___ : ___ : ___ : ___ : ___ : ___ : ___ : غیر پرکشش

قابل قدر : ___ : ___ : ___ : ___ : ___ : ___ : ___ : ناقابل قدر

معقول : ___ : ___ : ___ : ___ : ___ : ___ : ___ : نامعقول

معمول اپنے رد اعمال مندرجہ بالا لائنوں پر ظاہر کرتا ہے اور معمول کے سکورز کا میزان حاصل کر کے اس کے رویہ کی پیائش کی جاتی ہے۔ سکورز کی تشریح کرنے کا طریقہ بالکل لیکرٹ کے طریقہ کے مطابق ہے۔

آس گڈ اور اس کے ساتھیوں نے معنوی امتیاز کے طریقہ کو استعمال کرتے ہوئے رویوں کے مختلف موضوعات کی نوعیت کو پیش نظر رکھا اور اپنے مختلف مطالعوں کی مدد سے اضداد کے سلسلوں کو تین عناصر کے تحت بیان کیا: پہلے کو تخمینوی عنصر (Evaluative Factor) کہا جاتا ہے اور اس سلسلہ میں یہ اضداد شامل ہیں' اچھا۔ برا' خوبصورت۔ بدصورت' میٹھا۔ ترش' صاف۔ گندا' مزے دار۔ بے مزہ' قابل قدر۔ ناقابل قدر' مہربان۔ بے رحم' معقول۔ نامعقول' خوشنما۔ ناپسندیدہ' کڑوا۔ میٹھا۔ دوسرے کو قوتی عنصر (Potency Factor) کہا جاتا ہے اور اس سلسلہ میں یہ اضداد شامل ہیں' مضبوط۔ کمزور' لمبا۔ چھوٹا' وزنی۔ ہلکا' موٹا۔ پتلا۔ تیسرے کو مستعدی کا عنصر (Activity Factor) کہا جاتا ہے اور اس سلسلہ میں یہ اضداد شامل ہیں' فعال۔ انفعال' تیز۔ آہستہ' گرم۔ سرد' نمایاں۔ پھیکا۔

معنوی امتیاز کے طریقہ کے تحت تشکیل دیئے گئے رویوں کی پیائش کے شرحی پیانے استعمال کرتے ہوئے یہ ثابت ہوا ہے کہ ایسے شرحی پیانے متعلقہ رویہ کے وقوفی اور احساساتی اجزاء کی گرفت کی بہتر طور پر پیائش کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف تحقیقاتی نتائج میں یہ دیکھا گیا ہے کہ معیار کے اعتبار سے معنوی امتیاز کا طریقہ تھرسٹون اور گٹ مین کے مساوی ہے اور معنوی امتیاز کے طریقہ کے تحت تشکیل دیئے گئے شرحی پیانے رویوں کی پیائش کے آلے کی حیثیت سے اطمینان بخش حد تک معتبری اور صحت رکھتے ہیں۔

بوگارڈس کا معاشرتی قرب و بُعد کا شرحی پیمانہ تشکیل دینے کا طریقہ

بوگارڈس نے مختلف اقوام کے لوگوں کے ایک دوسرے کے بارے میں رویوں کی پیمائش اور موازنے کے لئے معاشرتی قرب و بُعد (Social Distance) کا شرحی پیمانہ تشکیل دینے کا طریقہ متعارف کروایا۔ اس شرحی پیمانہ کے ذریعے بوگارڈس نے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ کسی ایک قوم کے افراد کسی دوسری قوم کے افراد کو کس حد تک پسند یا ناپسند کرتے ہیں۔ بوگارڈس نے اس شرحی پیمانہ کو سات بیانات یا مدوں میں تقسیم کیا۔ معمولوں سے کہا جاتا ہے کہ وہ دوسری قوم کے افراد کو پیش نظر رکھتے ہوئے درج ذیل سات بیانات جنہیں سات درجات بھی کہا جاتا ہے' پر اپنے ردِ اعمال کا اظہار کریں۔ اس پیمانہ کے ایک سرے پر انتہائی قرب اور دوسرے پر انتہائی بُعد ظاہر کیا گیا ہے:

(1) دوسری قوم کے فرد سے شادی کی خواہش رکھنا۔

(2) دوسری قوم کے فرد کو پڑوسی کی حیثیت سے قبول کرنا۔

(3) دوسری قوم کے فرد کو ہم پیشہ کی حیثیت سے قبول کرنا۔

(4) دوسری قوم کے فرد کو دوست کی حیثیت سے قبول کرنا۔

(5) دوسری قوم کے فرد کو اپنے ملک کے شہری کی حیثیت سے قبول کرنا۔

(6) دوسری قوم کے فرد کو سیاح کی حیثیت سے قبول کرنا۔

(7) دوسری قوم کے فرد کو ملک بدر کرنا یا ملک میں داخل نہ ہونے دینا۔

بوگارڈس کے معاشرتی قرب و بُعد کے شرحی پیمانہ پر دو حوالوں سے تنقید کی جاتی ہے۔ پہلا یہ کہ اس شرحی پیمانہ میں منفی رویہ کی درجہ بندی کے لئے صرف ایک ہی درجہ رکھا گیا ہے حالانکہ منفی رویہ کی درجہ بندی کے لئے بھی کئی درجات ہو سکتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ یہ شرحی پیمانہ افراد کے موجودہ رویوں کی وضاحت کرتا ہے' ان کے رویوں کی نشوونما اور مستقبل کے بارے میں کوئی وضاحت نہیں کرتا۔

کریسپی (Crespi ء1945) نے بوگارڈس کے شرحی پیمانہ میں کچھ ترامیم کرکے نیا معاشرتی قرب و بعد کا شرحی پیمانہ تشکیل دیا جس میں درج ذیل بیانات شامل ہیں۔ کریسپی کے پیمانہ کو بوگارڈس کے پیمانہ سے بہتر خیال کیا جاتا ہے۔

(1) دوسری قوم کے فرد سے شادی کی خواہش رکھنا۔

(2) دوسری قوم کے فرد سے دوستی کی خواہش رکھنا۔

(3) دوسری قوم کے فرد سے تعلقات صرف بات چیت تک محدود رکھنا۔

(4) دوسری قوم کے فرد سے قربت کی ضرورت محسوس نہ کرنا۔

(5) دوسری قوم کے فرد کو قید کرنا۔

(6) دوسری قوم کے فرد کو مار ڈالنا۔

آٹھواں باب

شخصی ادراک

1۔ تعارف
2۔ شخصی ادراک اور اشیاء کے ادراک میں فرق
3۔ شخصی ادراک کی تعقلاتی ترکیب
4۔ شخصی ادراک مشاہدہ کی حیثیت سے
5۔ شخصی ادراک تشکیل تاثر کی حیثیت سے
6۔ شخصی ادراک تعلیل کی حیثیت سے

تعارف

شخصی ادراک (Person Perception) کا عمل معاشرتی نفسیات کے مطالعے میں بنیادی اہمیت کا حامل موضوع ہے۔ کیونکہ لوگ شخصی ادراک کے عمل کی بدولت اپنے اردگرد کی معاشرتی دنیا کے بارے میں معلومات حاصل کرتے ہیں۔ لوگ اپنی معاشرتی دنیا کو جانتے ہوئے انفعالی طور پر معلومات کو قبول نہیں کر لیتے بلکہ وہ بے شمار معلومات میں سے منتخب معلومات کا انتخاب کرتے ہیں اور انہیں مختلف زمروں کی شکل دیتے ہوئے فاعلی طور پر اپنے فیصلہ کن ادراکات حاصل کرتے ہیں۔ کسی معاشرتی صورت حال کی حقیقت کے بارے میں لوگوں کے فیصلہ کن ادراکات ان کی ادراکی سچائی ہوتے ہیں۔ لیکن یہ ضروری نہیں ہوتا کہ لوگوں کی ادراکی سچائی حقیقت پر مبنی ہو بلکہ اس کو کئی طرح کے عناصر متاثر کرتے ہیں۔ شخصی ادراک میں ایسے تمام عناصر جو کہ لوگوں کی ادراکی سچائی کو متاثر کرتے ہیں مثلاً لفظی اشارات' چہرے کے تاثرات' جسمانی زباندانی' ابلاغ کی ماورائی زباندانی کے پہلو' چہرے کے ہیجانات کی پہچان' ہیجانی ابلاغ اور ذہانت اور ہمدردی جیسے عناصر کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ جدید معاشرتی نفسیات دان شخصی ادراک کے عمل کے ایک اہم پہلو کی جانب بھی توجہ دیتے ہیں کہ فرد اپنے معاشرتی تعامل کے دوران اس قابل بھی ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس انداز میں پیش کرے کہ اس کا ادراک کرنے والے اس کا درست ادراک کر سکیں یا غلط ادراک کر سکیں۔

اگر یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص پرکشش ہے تو اس رائے کی بنیاد صرف اس شخص کی جسمانی کشش ہی نہیں ہوتی بلکہ اس کی نیک سیرت' وضع قطع اور شخصیت کے کئی دوسرے پہلو بھی کارفرما ہو سکتے ہیں۔ اگر ہم لوگوں سے کسی شخص کے پرکشش ہونے کی وجوہات دریافت کریں تو اس بات میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ لوگوں کی آراء میں بے تحاشہ اختلافات پائے جائیں گے۔ پرکشش شخص کے چہرے کے نقوش سے لے کر اس کی وضع قطع' اخلاقیات' گفتگو' شخصیت' غرض بہت سے پہلوؤں میں اختلافات کا پایا جانا یقینی ہے۔ اس طرح کے تمام مسائل شخصی ادراک کے مطالعہ سے متعلق ہیں۔ اس کے علاوہ جب ہم لوگوں کا ادراک کرتے ہیں تو ان کے ان شخصیتی خصائص کو کس طرح اخذ کرتے ہیں جن کا ہم براہ راست مشاہدہ نہیں کر سکتے؟ لوگ اپنے شخصی ادراک کی درستگی کن بنیادوں پر حاصل کرتے ہیں؟ شخصی ادراک کے عمل کی بدولت لوگوں کا اپنا

کردار کس طرح متاثر ہوتا ہے؟ یہ تمام سوالات بھی شخصی ادراک کے مطالعے میں شامل ہیں۔

شخصی ادراک اور اشیاء کے ادراک میں فرق

شخصی ادراک کی پیچیدگیوں کو جاننے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ شخصی ادراک اور اشیاء کے ادراک میں فرق بیان کیا جائے اور ان عناصر اور اصولوں کی وضاحت کی جائے جو کہ ان دونوں اقسام کے ادراکات میں کارفرما ہوتے ہیں۔ ادراک چاہے کسی شخص کا ہو یا کسی غیر جاندار شے کا ہو اس ادراک کی داخلی نمائندگی کو مدرکہ (Percept) کہا جاتا ہے۔ مدرکہ کی تعریف آلپورٹ نے اس طرح بیان کی ہے کہ "مدرکہ ادراک کرنے والے کا مظہریاتی تجربہ ہوتا ہے جو کہ وہ کسی شے یا شخص کا ادراک کرتے ہوئے حاصل کرتا ہے۔"

مدرکہ کی اس تعریف کی بنیاد پر ادراک کے عمل کو تین نقاط کے تحت سمجھا جا سکتا ہے۔ پہلا یہ کہ کسی چیز کا ادراک ہم اپنے خیالات یا وجدان کی بجائے اپنی حسوں کے ذریعے کرتے ہیں۔ ہم ایک درخت، پہاڑ یا دریا کو ان کی غیر موجودگی میں یاد کر سکتے ہیں لیکن ان کا ادراک ہم صرف ان کی حقیقی موجودگی میں اپنی حسوں کو استعمال کرتے ہوئے یعنی دیکھتے ہوئے، سونگھتے ہوئے، چھوتے ہوئے، سنتے ہوئے یا ذائقہ حاصل کرتے ہوئے کر سکتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ ادراک کرتے ہوئے ادراک کرنے والے کے سامنے اشیاء یا افراد کی ایک حقیقی دنیا موجود ہوتی ہے، داخلی تجربہ خیالی نوعیت کا نہیں ہوتا بلکہ حقیقی ادراک کی بنیاد پر وجود میں آتا ہے۔ اور تیسرا یہ کہ ادراکی عمل صرف حسوں کے ذریعے جاننے کا عمل نہیں ہوتا بلکہ اس میں کئی اور عوامل بھی کارفرما ہو سکتے ہیں۔ مثلاً سلسلہ وار موسیقی کی لے کا ادراک ہم ایک نغمے کی موسیقی کی صورت میں کرتے ہیں یا سڑک کے کنارے کھڑے ہوئے ایک سیدھے کھمبے کے اوپر والے حصہ کا جائزہ لیتے ہوئے ہم اس کا ادراک ایک ٹیلیفون کے کھمبے کی حیثیت سے کرتے ہیں۔ یا کسی وقوع پذیر ہونے والے جرم کا چشم دید گواہ ہمیں کچھ موقع واردات کے بارے میں بتاتا ہے اور کچھ اپنے تاثرات کے بارے میں بتاتا ہے۔

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ ادراک کرنے والا شخص اشیاء یا افراد کے بارے میں جو ادراک کرتا ہے وہ اس کی ادراکی سچائی ہوتی ہے اور یہ ادراکی سچائی خارجی دنیا کے حقائق کے برعکس بھی ہو سکتی ہے۔ شخصی ادراک اور اشیاء کے ادراک میں واضح فرق ادراکی سچائی کے عمل کی بنیاد پر پیدا ہوتا ہے۔ اشیاء کا ادراک کرتے ہوئے ادراک کرنے والے شخص کا ادراک عموماً خارجی حقیقت پر مبنی ہوتا ہے۔ مثلاً ہم کسی درخت کا ادراک کرتے ہوئے اس کے تنے، شاخوں اور

پتوں کی بدولت اس کا درخت کی حیثیت سے ادراک کرتے ہیں۔ مزید یہ کہ اشیاء کا ادراک کرتے ہوئے ہمیں ہیجانات اور تاثرات جیسے پیچیدہ عوامل سے واسطہ نہیں پڑتا لیکن شخصی ادراک میں صورت حال مختلف ہوتی ہے۔ اگر بہت سے لوگ کسی ایک معاشرتی صورت حال یا شخص کا ادراک کر رہے ہوں تو ایسا ہونا یقینی ہوتا ہے کہ ان تمام لوگوں کی ادراکی سچائی میں اختلافات پائے جاتے ہوں۔

شخصی ادراک میں ہمیں ادراکی سچائی کو قائم کرنا کیوں مشکل ہوتا ہے؟ اس کے لئے ہمیں برنسوک (Brunswok ۱934ء) کے ادراک کے عدسی ماڈل (The Lens Model of Perception) کا جائزہ لینا ہوگا۔ ہائیڈر نے اس ماڈل کے ذریعے شخصی ادراک کے عمل کی تشریح کی ہے۔

ادراک کا عمل اس وقت شروع ہوتا ہے جب خارجی دنیا میں کوئی شے یا شخص موجود ہوتا ہے اور اس وقت ختم ہوتا ہے جب ادراک کرنے والا اس شے یا شخص کا مظہریاتی تجربہ حاصل کرتا ہے۔ ادراک کرنے والے کا مظہریاتی تجربہ بامعنی اور ایک منظم کل کی صورت میں ہوتا ہے۔ برنسوک کے عدسی ماڈل کے مطابق اشیاء یا اشخاص کو خارجی دنیا میں بعیدی مہیجات قرار دیا جاتا ہے۔ یعنی اشیاء یا اشخاص ادراک کرنے والے شخص سے فاصلے پر موجود ہوتے ہیں اور وہ ان کا تجربہ اپنے حواس کے ذریعے حاصل کرتا ہے۔ ادراک کرنے والے اور اشیاء کے درمیان ذریعہ روشنی کی لہریں' آواز کی لہریں' درجہ حرارت اور دباؤ وغیرہ ہو سکتے ہیں۔ جن کی بدولت ایک بعیدی مہیج ادراک کرنے والے کے حواس کے ذریعے اس پر عیاں ہوتا ہے۔ بعیدی مہیج جب ادراک کرنے والے کے حواس کے ذریعے اس پر عیاں ہوتا ہے تو اسے قریبی مہیج کہا جاتا ہے۔ اس بارے میں اتفاق رائے پایا جاتا ہے کہ جب بعیدی مہیج قریبی مہیج کی صورت میں ادراک کرنے والے پر عیاں ہوتا ہے تو قریبی مہیج بعیدی مہیج کی نسبت کسی قدر نامکمل صورت میں عیاں ہوتا ہے اور کچھ معلومات لازماً" ضائع ہو جاتی ہیں۔ اس کی وجہ یا تو ادراک کرنے والے کی منتخب توجہ ہو سکتی ہے یا ایسا نظام عصبی کی معلومات حاصل کرنے کی محدود اہلیت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ قریبی مہیج جب حتمی ادراک کی صورت اختیار کرتا ہے تو قریبی مہیج میں کئی اعمال وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ قریبی مہیج کی عصبی رمزبندی ہوتی ہے۔ جب قریبی مہیج عصبی رمزبندی کے عمل سے گزر رہا ہوتا ہے تو اس وقت دماغ میں کئی دوسری عصبی سرگرمیاں بھی واقع ہو رہی ہوتی ہیں جو کہ قریبی مہیج کی رمزبندی کو متاثر کر سکتی ہیں۔ مثلاً عضویہ کی بھوک یا پیاس کی حالت کی وجہ سے یا دماغ کی کسی عمومی و قوتی سرگرمی

کی بدولت متاثر ہو سکتی ہیں۔ قریبی مہیج کی عصبی رمز بندی کو صرف دماغ میں واقع ہونے والے اعمال ہی متاثر نہیں کرتے بلکہ ماضی کے واقعات کی یادداشت اور مستقبل کی توقعات بھی متاثر کرتی ہیں جسے ہائیڈر تعمیری عمل قرار دیتا ہے اور اس طرح حتمی ادراک پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے۔ ادراک کے عدسی ماڈل کی وضاحت ایک مثال کے ذریعے اس طرح کی جا سکتی ہے کہ فرض کریں آپ اپنے کچھ دوستوں کی ساتھ مل کر موسیقی سے دل بہلا رہے ہیں۔ اس ماڈل کے مطابق بعیدی مہیج اور قریبی مہیج کے درمیان کچھ معلومات لازماً ضائع ہو رہی ہیں۔ اور مزید یہ کہ آپ موسیقی کی آواز کی شوخی سے دل بہلا رہے ہیں، آپ کا ایک دوست موسیقی کے ترنم سے لطف اندوز ہو رہا ہے اور دوسرا نغمہ کو سن رہا ہے۔ اس کے علاوہ تعمیری عمل کی بدولت بھی ادراک کرنے میں کئی اختلافات پیدا ہو رہے ہیں۔ مثلاً آپ کو اپنے خوشگوار موڈ کی وجہ سے موسیقی اچھی لگ رہی ہے، آپ کا ایک دوست موسیقی کے ترنم کا موازنہ دوسروں سے کرتے ہوئے اس سے لطف اندوز ہو رہا ہے اور دوسرا نغمے کی شاعری پر ناقدانہ توجہ مرکوز کئے ہوئے ہے۔ نتیجتاً بعیدی مہیج سب کے لئے یکساں ہے لیکن مدرکہ ہر ایک کا مختلف ہے۔

ادراک کا عدسی ماڈل ہمیں یہ موقع بہم پہنچاتا ہے کہ ہم شخصی ادراک اور اشیاء کے ادراک کا باہمی موازنہ کر سکیں اور ان دونوں کے درمیان پائے جانے والے فرق کو جان سکیں۔ ان دونوں کے درمیان پہلا فرق جو ظاہر ہوتا ہے وہ بعیدی مہیج اور قریبی مہیج کے درمیان ذریعہ سے متعلق ہے۔ اشیاء کے ادراک میں ذریعہ عموماً مادی روابط یعنی روشنی کی لہریں، آواز کی لہریں، درجہ حرارت اور دباؤ وغیرہ ہو سکتے ہیں لیکن اس کے برخلاف جب بعیدی مہیج کوئی معاشرتی صورت حال یا شخص ہوتا ہے تو ایسا ممکن ہو سکتا ہے کہ ادراک کرنے والے کا قریبی مہیج کسی مادی ربط کے بغیر کسی ثانوی ذریعہ کی مدد سے قائم ہو۔ مثال کے طور پر آپ کا ایک اجنبی کے بارے میں قریبی مہیج کسی دوسرے شخص کے اس کے بارے میں غائبانہ تعارف کی بنیاد پر قائم ہو۔ یا مختلف نامور شخصیات یا قائدین کے بارے میں ہم جو معاشرتی تاثر اپناتے ہیں اس میں ہمارا قریبی مہیج ذرائع ابلاغ کی بدولت قائم ہوتا ہے۔ جب ہمارا قریبی مہیج کسی ثانوی ذریعہ سے قائم ہوتا ہے تو اس بات کے امکانات بڑھ جاتے ہیں کہ ہمارا قریبی مہیج بعیدی مہیج کا صحیح پرتو نہیں ہو گا۔ کیونکہ ایسا بعیدی مہیج جو کہ ثانوی ذریعہ کی بدولت قائم ہوتا ہے اس کا قریبی مہیج کی صورت میں تعین ہمارے رویے اور ضروریات کرتی ہیں۔

شخصی ادراک میں ذریعہ سے متعلق ایک اور غلطی کا امکان ہوتا ہے جو کہ اشیاء کے ادراک

میں یا جانوروں کے کردار کے ادراک میں موجود نہیں ہوتا۔ اور یہ غلطی اس وقت واقع ہوتی ہے جب ہمارا ادراک سرسری نوعیت کا ہوتا ہے۔ اشیاء کا ادراک کرتے ہوئے ہم جو ادراک کرتے ہیں وہ ادراک واضح ہوتا ہے۔ مثلاً ایک آم کے درخت کا ادراک آم کے درخت کی حیثیت سے کیا جاتا ہے نہ کہ امرود کے درخت کے طور پر کیا جاتا ہے۔ ایک کتا جو کہ ایک بلی کے پیچھے بھاگ رہا ہوتا ہے اس کا ادراک اس طرح نہیں کیا جاتا کہ وہ دوسرے کتوں کو متاثر کرنے کے لئے ایسا کر رہا ہے یا بلی کو سبق سکھانے کے لئے اسے پکڑنا چاہتا ہے۔ اشیاء اور جانوروں کے کردار کا ادراک کرتے ہوئے ہمیں کسی قسم کے غیرواضح یا خفیہ محرکات کو جاننے سے واسطہ نہیں پڑتا۔ اس کے برعکس جب ہم شخصی ادراک کرتے ہیں تو ہمیں لوگوں کے کردار کا ادراک کرتے ہوئے ان کے کردار کی تعبیر کرنے کے لئے غیرواضح یا خفیہ محرکات کو جاننے سے بھی واسطہ پڑتا ہے اور ان کے کردار کی وجوہات کی تشریح بھی کرنا پڑتی ہے۔ شخصی ادراک میں ہم لوگوں کے کردار کی وجوہات کی تشریح اس بنیاد پر کرتے ہیں کہ اگر ان لوگوں جیسا کردار ہمارا ہوتا تو اس کی کیا وجوہات ہوتیں؟ اپنے کردار کی وجوہات کو جاننے کی بنیاد پر ہم لوگوں کے کردار کی وجوہات کی تشریح کرتے ہیں۔ لیکن اگر کسی شخص کے کردار کی وجوہات یا دوسرے الفاظ میں بعیدی مہیج ذومعنی اور مبہم ہو تو وہ کردار یا اس کا قریبی مہیج بھی ذومعنی اور مبہم استوار ہوتا ہے اور اس کی کئی طرح سے تشریحات کی جاسکتی ہیں۔ مثال کے طور پر ایک جلتی ہوئی عمارت میں اگر ایک شخص لوگوں کو بچانے کے لئے کود پڑتا ہے تو ہم اس کے کردار کی وجوہات کے واضح ہونے کی وجہ سے اس کا محرک دوسروں کو بچانا اور ان کی مدد کرنا سمجھیں گے۔ لیکن دوسری طرف اگر ایک صنعتی کارکن اپنے کسی کارکن ساتھی کے مکان کو وسعت دینے میں اس کی مدد کر رہا ہے تو اس کے اس کردار کی کئی تشریحات کی جاسکتی ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ ایسا اپنے ساتھی کارکن کی مدد کے لئے کر رہا ہے یا اس پر احسان کرنے کے لئے ایسا کر رہا ہے' یا تجربہ حاصل کرنے کے لئے کر رہا ہے تاکہ وہ بعد میں اپنے مکان کو وسعت دے سکے وغیرہ۔ جوں جوں ذریعہ مبہم یا ذومعنی واقع ہوتا ہے ہمارے قریبی مہیج میں غیریقینی کی کیفیت واقع ہوتی ہے کیونکہ دوسرے شخص کے کردار کی وجوہات یا محرکات مخفی ہوتے ہیں اور ہم ممکنات کی بنیاد پر نتائج اخذ کرتے ہیں۔

ایک دوسرا فرق جو شخصی ادراک اور اشیاء کے ادراک میں پایا جاتا ہے وہ مہیج کی پیچیدگی کی بنیاد پر واقع ہوتا ہے۔ اشیاء کا ادراک کرتے ہوئے ہمارا قریبی مہیج ان کے حجم' رنگ اور حرکات وغیرہ جیسے خصائص کی بنیاد پر استوار ہوتا ہے۔ یہ خصائص محدود ہوتے ہیں اور ہمارے ادراک کو

زیادہ پیچیدہ نہیں بناتے اور ہماری حسوں کی محدود اہلیت پر زیادہ بوجھ نہیں بنتے۔ لیکن جب بعیدی مہیج کوئی شخص ہوتا ہے تو ایسا ممکن ہو سکتا ہے کہ اس شخص کے جسمانی خصائص کا شمار ہماری حسوں پر بوجھ بنے اور وہ ہمارے لئے ایک پیچیدہ مہیج ہو۔ اس لئے جب بعیدی مہیج کوئی شخص ہوگا تو ہمارے قریبی مہیج کا تاثر اشیاء کے ادراک کے مقابلے میں کمتر ہوگا۔

تیسرا اور آخری فرق جو شخصی ادراک اور اشیاء کے ادراک کے درمیان پایا جاتا ہے وہ تعمیری عمل کی بدولت واقع ہوتا ہے۔ ہماری لوگوں کے کردار کے بارے میں توقعات اشیاء کے کردار کی توقعات کی نسبت زیادہ شدید ہوتی ہیں۔ کیونکہ لوگ دانستہ کردار پیش کرنے کی خوبی سے مزین ہوتے ہیں جو کہ ہمیں فائدہ پہنچانے اور نقصان پہنچانے جیسے تاثرات کا پیش خیمہ ہو سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ شخصی ادراک میں مہیج کے بہت زیادہ پیچیدہ ہونے کی وجہ سے اس کی تعبیر و تشریح کرنے کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ ان امکانات کی بنیاد پر تعمیری عمل اشیاء کے ادراک کی نسبت شخصی ادراک میں زیادہ اہمیت اختیار کر جاتا ہے اور چونکہ تعمیری عمل ایک داخلی عمل ہوتا ہے اس لئے شخصی ادراک میں غلطی کے امکانات مزید بڑھ جاتے ہیں۔

شخصی ادراک کی تعقلاتی ترکیب

شخصی ادراک ہماری معاشرتی دنیا میں مطابقت کا ایک اہم عنصر ہے۔ ہمارے بہتر اور موثر معاشرتی تعامل کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ ہم دوسروں کے کردار کو سمجھنے اور اس کی پیش بینی کرنے کے قابل ہوں اور کسی خاص صورت حال میں ان کے محرکات اور مقاصد سے باخبر ہوں۔ ان تمام باتوں سے باخبری ہمیں اس قابل بناتی ہے کہ ہم اپنے معاشرتی تعامل میں کس طرح موثر ترین کردار پیش کر سکتے ہیں۔

شخصی ادراک کے عمل کا انحصار ان معلومات پر ہوتا ہے جو ہم دوسروں کے بارے میں حاصل کرتے ہیں۔ اس تناظر میں شخصی ادراک کے عمل کو اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے کہ شخصی ادراک کے عمل میں دوسروں کے بارے میں معلومات حاصل کی جاتی ہیں اور ان معلومات کو استعمال میں لایا جاتا ہے۔ اس طرح شخصی ادراک کی تعقلاتی ترکیب کو درج ذیل پانچ مراحل میں بیان کیا جاتا ہے:

1: پہلے مرحلہ میں کسی دوسرے شخص یا اشخاص کے بارے میں معلومات مہیا ہوتی ہیں۔

2: دوسرے مرحلہ میں ادراک کرنے والا ان معلومات کا اپنی وقوفی ساخت میں نمائندگی دیتا ہے۔

3: تیسرے مرحلہ میں ان معلومات پر وقوفی ساخت کے اندر مختلف اعمال واقع ہوتے ہیں۔

4: چوتھے مرحلہ میں وقوفی ساخت کے اندر معلومات پر ہونے والے مختلف عملوں کو حافظے میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔

5: پانچویں اور آخری مرحلہ میں وہ معلومات وقتی "فوقی" استعمال کے لئے مہیا ہوتی ہیں۔

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے، شخصی ادراک کے عمل میں ادراک کرنے والا لوگوں کے بارے میں معلومات حاصل کرتا ہے اور ان معلومات کو استعمال میں لایا جاتا ہے۔ لیکن شخصی ادراک کے عمل میں ادراک کرنے والے کو ادراک کرتے ہوئے بے شمار معلومات مہیا ہوتی ہیں۔ اسے اپنے شخصی ادراک کے لئے ان بے شمار معلومات میں سے منتخب معلومات کے انتخاب کے لئے ذہنی رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کی ذہنی رہنمائی کا کام ذہنی خاکے (Schemas) سرانجام دیتے ہیں۔ لوگ شخصی ادراک کرتے ہوئے اپنے ذہنی خاکوں کی مدد سے بے شمار مہیا شدہ معلومات کی چھان بین کرتے ہوئے منتخب معلومات کا انتخاب کرتے ہیں۔ ہمارے ذہنی خاکے مختلف زمروں کی صورت میں ہمارے ذہنی اعمال میں کام کرتے ہیں۔ ذہنی خاکہ کی تعریف اس طرح بیان کی جاتی ہے کہ ذہنی خاکہ ایک ایسی وقوفی ساخت ہوتی ہے جو کہ معاشرتی دنیا کے کسی ایک پہلو کے بارے میں ہمارے علم اور عقائد پر مشتمل ہوتی ہے اور جس کی مدد سے ہم نئی حاصل شدہ بے شمار معلومات میں سے منتخب معلومات کا انتخاب کرتے ہیں اور ان منتخب معلومات کی تشریح اور درجہ بندی کرتے ہیں، مثلاً لوگوں کا ملنساری کا کردار ہمارا ایک ذہنی خاکہ ہے جس میں لوگوں کی خوش اخلاقی، نرم خو طرز گفتگو، معاشرتی طور پر پسندیدہ عادات، معاشرتی طور طریقوں کا علم اور معاشرہ پسندی جیسی خصوصیات شامل ہوتی ہیں۔ لیکن لوگوں کے ملنساری کے کردار کے ذہنی خاکہ کو ہم ایک دوسرے ذہنی خاکہ یعنی معاشرتی پسندیدگی کے خصائص کے ذہنی خاکہ کی روشنی میں بھی بیان کر سکتے ہیں۔ اس بات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایک ذہنی خاکہ وسیع اور تجریدی نوعیت کا ہو سکتا ہے، یعنی معاشرتی پسندیدگی کے خصائص کا ذہنی خاکہ، یا مخصوص نوعیت کا ہو سکتا ہے یعنی ملنساری کے کردار کا ذہنی خاکہ۔

کانٹر اور میشل (Cantor and Mischal ء1977) نے ایک تحقیق کی مدد سے اس بات

کی وضاحت کی ہے کہ کس طرح ذہنی خاکے شخصی ادراک کے عمل کو منظم کرنے کا وظیفہ سرانجام دیتے ہیں۔ معمولوں کے ایک گروہ کو ایک فرضی شخص کے شخصیتی خصائص کے بارے میں تین اقسام کی فہرستیں فراہم کی گئیں۔ کچھ فہرستوں کے شخصیتی خصائص فرد کے اندرون بین ہونے کو ظاہر کرتے تھے۔ کچھ دوسری فہرستوں کے شخصیتی خصائص فرد کے بیرون بین ہونے کو ظاہر کرتے تھے اور باقی فہرستوں کے شخصیتی خصائص فرد کے غیر استقامتی خصائص کے حامل ہونے کی نشاندہی کرتے تھے۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد جب معمولوں کو یہ کہا گیا کہ وہ اس فرد کے شخصیتی خصائص کی بازیافت کریں تو وہ ان خصائص کی بازیافت کرنے میں زیادہ کامیاب رہے جو کہ فرد کے استقامتی خصائص تھے، یعنی اندرون بینی اور بیرون بینی کے خصائص۔ مزید یہ کہ جب معمولوں کو کچھ نئے اور اضافی خصائص پیش کئے گئے اور انہیں پوچھا گیا کہ کیا یہ خصائص بھی فہرستوں میں شامل تھے تو انہوں نے اندرون بینی اور بیرون بینی سے وابستہ نئے اضافی خصائص کے بارے میں یہ اندازہ قائم کیا کہ یہ بھی فہرستوں میں شامل تھے۔

اگرچہ ہم اپنے ذہنی اعمال میں اپنے ذہنی خاکوں کے وجود سے باخبر نہیں ہوتے تاہم ذہنی خاکے ہمارے ذہنی اعمال کو کئی طرح سے متاثر کرتے ہیں۔ ذہنی خاکے ہمیں اس قابل بناتے ہیں کہ ہم لوگوں کا ابتدائی شخصی ادراک کرتے ہوئے ان کے بارے میں اپنی معلومات میں پائے جانے والے شگافوں کو پر کر سکیں۔ مثال کے طور پر ہمارا ایک شخص کے بارے میں ماڈرن اور فیشن ایبل شخص کی حیثیت سے ادراک متعلقہ ذہنی خاکہ کی بدولت ہمیں اس جانب مائل کرتا ہے کہ ہم اس کو ایک جدید خیالات کا حامل شخص بھی سمجھیں۔ اس کے علاوہ ہمارے ذہنی خاکے اس سلسلہ میں بھی ہماری مدد کرتے ہیں کہ کسی خاص صورت حال میں ہم یہ پیش بینی کر سکیں کہ دوسرے لوگوں کا ہماری جانب کس نوعیت کا کردار ہو سکتا ہے۔ مثلاً کسی خاص صورت حال میں لوگوں کا مطابقتی انداز ان کے شخصی ادراک کو متعین کرتا ہے۔ مزید یہ کہ ہمارے ذہنی خاکے ہماری ایسے لوگوں کے بارے میں بازیافت کو جن کو ہم پہلے مل چکے ہوتے ہیں بھی متاثر کرتے ہیں، جیسا کہ اس بات کی وضاحت کانٹر اور میشل کی تحقیق سے ہوتی ہے۔

ہمارے ذہنی خاکے ہمارے شخصی ادراک کے عمل میں بہت سے مثبت افعال سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ کچھ منفی اثرات بھی مرتب کرتے ہیں۔ اس کی واضح مثال ہمارے شخصی ادراک کے عمل میں تسیکات کا کردار ہے۔ تسیکی شخصی ادراک سے مراد ایسا ادراک ہے جس میں ہم کسی شخص کا شخصی ادراک اس کے کسی خاص گروہ کے ممبر ہونے کی بنیاد پر کرتے ہیں۔ ایسا

ادراک عموماً نسلی اور لسانی گروہوں کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ تاہم اس کے علاوہ بھی کئی گروہی بنیادوں پر بھی تسیکی ادراک کیا جاتا ہے۔

تسیکیت کرنے کی وجوہات اور اثرات پر بہت زیادہ تحقیقات کی گئیں ہیں۔ نفسی حرکی تحقیقات کے مطابق لوگ تسیکیت کرتے ہوئے اپنے گروہ کی نمائندگی کرتے ہیں۔ کچھ دوسری تحقیقات کے مطابق تسیکیت کرنا فرد کے ذاتی تجرباتی اور معاشرتی ثقافتی تعلق کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جدید تحقیقات کے مطابق تسیکیت کرنے کی وجوہات وقوفی نوعیت کی ہیں۔

روتھبارٹ (Rothbart ء1970) کی تحقیقات کے مطابق تین باہمی طور پر مربوط ذہنی اعمال تسیکیت کرنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ پہلا یہ کہ جب ہم اپنی یادداشت کے لئے معلومات حفظ کرنا چاہتے ہیں تو ایک فرد کے شخصیتی خصائص کے حوالے کی بجائے اس کے گروہ کے خصائص کے حوالے سے بہتر طور پر اور مستعدی سے کرسکتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ ہم لوگوں کے بارے میں نتائج اخذ کرتے ہوئے ان کی انفرادی خصوصیات کے حوالے کی بجائے ان کے گروہ کی خصوصیات کے حوالے سے نتائج کم وقت اور کم محنت سے اخذ کرسکتے ہیں' اور تیسرا یہ کہ ہمارے حافظہ میں یہ خصوصیت پائی جاتی ہے کہ وہ اپنے اوپر کم از کم بوجھ ڈالے اس لئے ہم گروہی بنیادوں پر لوگوں کا ادراک کرتے ہوئے حافظہ کو زیادہ بوجھ برداشت کرنے سے بچاتے ہیں۔

شخصی ادراک مشاہدہ کی حیثیت سے

اکثر ماہرین کے مطابق شخصی ادراک کے عمل کا تفصیلی مطالعہ تین عنوانات کے تحت کیا جاسکتا ہے۔ یعنی شخصی ادراک مشاہدہ کے حیثیت سے' شخصی ادراک تاثر کی تشکیل کی حیثیت سے' اور شخصی ادراک تعلیل کی حیثیت سے۔ شخصی ادراک کے عمل پر کی گئیں تحقیقات اور پیش کئے گئے نظریات کا تعلق بھی ان عنوانات سے بہت گہرا ہے۔ مندرجہ ذیل میں ہم شخصی ادراک کے عمل کا ان تین عنوانات کے تحت تفصیلی جائزہ لیتے ہیں۔

شخصی ادراک کے عمل کے بارے میں ایک سوال یہ اٹھایا جاتا ہے کہ شخصی ادراک کا عمل دو افراد کے مختصر ترین تعامل میں بھی واقع ہوتا ہے۔ جب دو افراد مختصر ترین تعامل میں ایک دوسرے کا مشاہدہ کرتے ہیں تو وہ ایک دوسرے کے بارے میں کسی حد تک معلومات حاصل کرلیتے ہیں۔ مختصر ترین تعامل میں واقع ہونے والے شخصی ادراک کو شخصی ادراک مشاہدہ کی حیثیت سے

کہا جاتا ہے۔ اس نقطہ نظر کے مطابق شخصی ادراک اور اشیاء کے ادراک میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ جس طرح اشیاء کا مشاہدہ کرتے ہوئے ہم ان کا ادراک کرتے ہیں اسی طرح لوگوں کا مشاہدہ کرتے ہوئے ان کا ادراک کرتے ہیں۔

شخصی ادراک مشاہدہ کی حیثیت سے کے نقطہ نظر کے تحت دو سوالات اٹھائے جاتے ہیں۔ اگر لوگ دوسروں کے بارے میں مختصر ترین تعامل میں کسی حد تک معلومات حاصل کر لیتے ہیں تو پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کیا خصوصیات ہوتی ہیں جو ان کے تاثرات کی تشکیل کرتی ہیں؟ اور دوسرا سوال یہ کہ ان کے تشکیل پانے والے تاثرات کس حد تک درست ہوتے ہیں؟ ان سوالات کا جواب تلاش کرنے کے لئے جو تحقیقات کی گئیں ان میں دو طرح کے طریقے کار اختیار کئے گئے۔ پہلا یہ کہ معمولوں کو مختلف افراد کے چہروں کی تصویریں دکھائی جاتیں جو کہ مختلف اقسام کے ہیجانات کا اظہار کر رہے ہوتے۔ معمولوں کو کہا جاتا کہ وہ بتائیں کہ وہ تصویریں کون سے ہیجانات کا اظہار کر رہی ہیں۔ دوسرا یہ کہ معمولوں کو مختلف افراد کی شخصیتوں کے بارے میں مختصراً معلومات فراہم کی جاتیں اور انہیں کہا جاتا کہ وہ بتائیں کہ ان افراد کی شخصیتوں میں کون سے خصائص نمایاں ہیں۔ درج ذیل میں ہم شخصی ادراک مشاہدہ کی حیثیت سے کے بارے میں اٹھائے جانے والے دو سوالات کا تفصیلی جائزہ پیش کرتے ہیں۔

ہیجانات کی شناخت

شخصی ادراک مشاہدہ کی حیثیت سے کے بارے میں پہلا سوال یہ اٹھایا جاتا ہے کہ لوگوں کے مختصر ترین تعامل میں وہ کیا خصوصیات ہوتی ہیں جو ان کے تاثرات کی تشکیل کرتی ہیں؟ اس سوال کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ لوگوں کے چہرے کے ہیجانات کے تاثرات وہ خصوصیات ہیں جن کی مدد سے مختصر ترین تعامل میں تاثرات تشکیل دیے جاتے ہیں۔ یہاں یہ موضوع تحقیقات کا مرکز بنایا گیا ہے کہ کیا لوگوں کے ہیجانات کو چہرے کے تاثرات کے ذریعے درست طور پر جانا جا سکتا ہے؟ اس سلسلے میں سب سے پہلی تحقیق ڈارون نے 1872ء میں اپنی کتاب "انسانوں اور جانوروں میں ہیجانات کا اظہار" میں بیان کی۔ اپنے نظریہ ارتقاء کے پس منظر میں ڈارون نے نسلی ارتقائی عادت (Phylogenetic Habit) کا تعقل پیش کیا۔ اس کے مطابق غیر لفظی اظہاری کردار جو کہ دور حاضر کے انسان کے لئے ابلاغ کا کام سرانجام نہیں دیتا' لیکن یہ ہمارے ماضی کے ارتقاء میں بہت اہمیت رکھتا تھا۔ مثال کے طور پر ہم گفتگو کے دوران جب کسی کی بات نہ سن سکیں تو اپنی بھنوؤں کو اوپر کی جانب حرکت دیتے ہیں۔ بھنوئیں اوپر کرتے ہوتے ہم اپنی آنکھوں کے ذریعے سننے کی

کوشش نہیں کرتے نہ ہی ہم بولنے والے کا تفصیلی جائزہ لینا چاہتے ہیں۔ بلکہ بھنوؤں کو اوپر کی جانب حرکت دینا ہم اپنی نسلی ارتقائی عادت کی بدولت کرتے ہیں جو کہ ہمارے ماضی کے ارتقاء سے وابستہ ہے۔ ہمارے ماضی کے ارتقاء میں عضلاتی رشتہ کی بدولت ہمارے کان ہماری بھنوؤں سے منسلک تھے اور ہم اپنی بھنوؤں کو اوپر کی جانب حرکت دے کر بہتر طور پر سن سکتے تھے۔ لیکن ہم آج بھی اپنی نسلی ارتقائی عادت کی بدولت اپنی بھنوؤں کو اوپر کی جانب حرکت دیتے ہیں حالانکہ آج ہمارے کان ان کے ساتھ بہت معمولی حرکت کرتے ہیں۔ اسی طرح ڈارون کے مطابق ہم اگر غصہ میں اپنے دانت نمایاں کرتے ہیں تو اس سے ہمارا مقصد دوسرے کو کاٹنا ہرگز نہیں ہوتا بلکہ یہ ہماری حیوانی فطرت کے باعث ہماری نسلی ارتقائی عادت کے تحت ہوتا ہے۔ ڈارون کے مطابق بنی نوع انسان کا زیادہ تر اظہاری یا تاثراتی کردار ان کے شعوری و قوفی کنٹرول میں نہیں ہوتا بلکہ یہ ہماری حیوانی فطرت کی بدولت ہماری نسلی ارتقائی عادات کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ڈارون نے حتمی نتیجہ یہ اخذ کیا کہ چہرے کے ہیجانات کے تاثرات پیدائشی ہوتے ہیں اور تمام انواع (Species) میں پائے جاتے ہیں۔ اس لئے تمام انسان ایک جیسے تاثراتی کردار کا اظہار کرتے ہیں۔ اس طرح ڈارون ہمارے شروع کے سوال کا جواب اس طرح دیتا ہے کہ لوگوں کا ادراک کرتے ہوئے ہیجانات کی شناخت چہرے کے تاثرات کے ذریعے کی جاسکتی ہے۔

تاہم جب معاشرتی نفسیات دانوں نے ڈارون کے نظریہ پر تحقیقات کیں تو انہوں نے اس نظریہ کی صحت کے بارے میں بہت کم شہادتیں پائیں۔ یہ دیکھا گیا کہ مختلف افراد میں یہ اختلافات پائے جاتے ہیں کہ وہ ہیجانات کا چہرے کے ذریعے اظہار کس انداز میں اور کس حد تک کریں۔ کچھ لوگ کچھ ہیجانات کا دوسرے ہیجانات کی نسبت چہرے کے ذریعے اظہار زیادہ کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک ہیجان کا مختلف لوگ مختلف طرح سے چہرے کے ذریعے اظہار کرتے ہیں اور لوگوں کا کسی ایک ہیجان کا چہرے کے ذریعے اظہار صورت حال کی نوعیت کے مطابق تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ یہ نتائج ڈارون کے نظریہ کے برعکس ہیں۔ 1971ء سے پہلے تک یہ محسوس کیا جاتا رہا کہ صرف چہرے کے تاثرات کے ذریعے ہیجانات کی شناخت بہت مشکل ہے اور ہیجانات کے چہرے کے تاثرات مختلف ثقافتوں میں مختلف پائے جاتے ہیں۔

تاہم 1971ء کی ایزارڈ اور ایکمن (Izard and Ekmen) اور ان کے ساتھیوں کی تحقیقات کے نتائج کے مطابق ڈارون کا نظریہ درست تھا۔ ان تحقیقات کے نتائج کے مطابق آٹھ ایسے ہیجانات ہوتے ہیں جن کی شناخت چہرے کے تاثرات کے ذریعے کی جاسکتی ہے۔ ان میں

خوشی، غمی، غصہ، خوف، حیرانگی، ناپسندیدگی، دلچسپی اور شرم شامل ہیں۔ ان ہیجانات کی چہرے کے تاثرات کے ذریعے شناخت تقریباً" تمام ثقافتوں میں کی جاتی ہے۔ ان تحقیقات کے ذریعے حتمی نتیجہ یہ اخذ کیا گیا کہ اگرچہ ہیجانات کا چہرے کے ذریعے اظہار کرنا پیدائشی ہوتا ہے اور تمام انواع میں پایا جاتا ہے، لیکن کچھ ہیجانات کی شناخت کا عمل کسی حد تک آموزشی ہوتا ہے۔ تاہم اشخاص کا ادراک کرتے ہوئے لوگ آٹھ ہیجانات کو چہرے کے تاثرات کے ذریعے شناخت کر لیتے ہیں۔

شخصی ادراک کی صحت اور شخصیتی خصائص

ایک اہم موضوع جس کے بارے میں بے شمار تحقیقات کی گئیں ہیں جو کہ ہمارے شروع کے دوسرے سوال سے متعلق ہے وہ یہ ہے کہ کیا کچھ لوگ دوسروں کی نسبت زیادہ صحیح شخصی ادراک کرتے ہیں اور کئی شخصیتی خصائص اس کے لئے ان کے مددگار ہوتے ہیں؟ ان تحقیقات کے نتائج کے مطابق شخصی ادراک کی صحت (Accuracy) کا تعلق انفرادی اختلافات سے نہیں ہوتا اور کسی بھی قسم کا کوئی شخصیتی وصف یا خصوصیت شخصیتی ادراک میں مددگار نہیں ہوتی۔ ان تحقیقات کے مطابق شخصیتی ادراک کرتے ہوئے لوگوں کے شخصی ادراک کی صحت پانچ اقسام کے غلط اثرات سے متاثر ہوتی ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

(1) ہلائی اثر

ہلائی اثر (Hallow Effect) سے مراد یہ ہے کہ شخصی ادراک کرتے ہوئے جب لوگوں کا کسی دوسرے کے بارے میں عمومی تاثر "اچھا" یا "برا" ہوتا ہے تو وہ اس کے دوسرے خصائص کی تعبیر بھی پہلے کے سیاق و سباق کے مطابق کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر ہمارے کسی شخص کے بارے میں شروع کے احساسات مثبت ہوں تو ہم یہ رجحان رکھتے ہوں گے کہ اس کے ساتھ دوسری بھی اچھی خصوصیات منسوب کریں اور بعد کے تعاملوں میں بھی اس شخص کو مثبت سمجھنے کا سلسلہ جاری رکھیں۔

(2) منطقی خطا

منطقی خطا (Logical Error) سے مراد یہ ہے کہ ادراک کرنے والے عام طور پر یہ فرض کر لیتے ہیں کہ لوگوں میں کئی خصائص اکٹھے موجود ہوتے ہیں اگرچہ حقیقت میں ایسا نہ بھی ہو۔ مثال کے طور پر اگر ایک شخص مہربان ہے تو یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ وہ گرمجوش اور دیانتدار بھی ہے۔

(3) رواداری کا اثر

ادراک کرنے والوں کا یہ رجحان کہ وہ اپنے پسندیدہ اور قابل ستائش خصائص میں دوسروں کی بہتر شرح بندی کریں' اور اپنے ناپسندیدہ اور ناقابل ستائش خصائص میں دوسروں کی کمتر شرح بندی کریں' رواداری کا اثر (Leniency Effect) کہلاتا ہے۔ یعنی شک کا فائدہ دینے کا طریقہ اختیار کیا جاتا ہے۔

(4) مشابہت فرض کرلینا

دوسروں کو ایسے خصائص "اچھا" یا "برا" سے منسوب کرنے کا رجحان جو کہ ادراک کرنے والے کے اپنے میں موجود ہوں۔

(5) تسبیکیت کرنا

ادراک کرتے ہوئے لوگوں کو ان کے گروہ کی جس سے وہ تعلق رکھتے ہیں' حقیقی یا فرضی خصوصیات کی بنیاد پر ادراک کرنا۔ مثال کے طور پر ہندوؤں کا ریاکار ہونا اور سکھوں کا غیر حاضر دماغ ہونا۔

شخصی ادراک کی صحت کو متاثر کرنے والے یہ پانچ اثرات زیادہ تر اس موضوع سے متعلق ہیں کہ ادراک کرنے والے اپنے تاثرات کو کس طرح تشکیل دیتے ہیں جو کہ ہم بعد میں زیر بحث لا رہے ہیں۔

غیر لفظی کردار کا ادراک

پچھلے کچھ سالوں سے غیر لفظی کردار کی تحقیق میں بہت زیادہ دلچسپی لی جا رہی ہے۔ اس کی کئی ایک وجوہات ہو سکتی ہیں۔ نہ صرف یہ کہ شروع میں ڈارون نے یہ نظریہ پیش کیا کہ غیر لفظی تاثراتی کردار اس لئے اہم ہوتا ہے کہ یہ ہمارے احساسات کا صحیح عکاس ہوتا ہے' بلکہ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ شخصی ادراک کے عمل میں ادراک کرنے والے کئی اقسام کے غیر لفظی کرداروں کو استعمال میں لاتے ہیں حالانکہ وہ ظاہری طور پر یہ نہیں جان رہے ہوتے کہ وہ ایسا کر رہے ہیں۔ سومر (Sommer ،1969ء) کے مطابق پولیس کے تفتیش کنندگان کو یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ مشتبہ شخص سے سوال و جواب کرتے ہوئے مشتبہ شخص کے قریب ہو کر بیٹھیں اور ان کے اور مشتبہ شخص کے درمیان فرنیچر حائل نہیں ہونا چاہئے۔ جوں جوں تفتیش کا عمل آگے بڑھے توں توں

انہیں مشتبہ شخص کے قریب آتے جانا چاہئے تاکہ وہ اس سے سچ اگلوا سکیں۔ اس کے علاوہ پریز (Peries 1969) کے مطابق غیر لفظی کردار نفسیاتی طریقہ علاج میں بھی عملی اطلاقی اہمیت رکھتا ہے۔ مریض کے تشویش کے شدت کے درجے کو اور تشویش کے کم ہونے کے عمل کو غیر لفظی کردار کے ذریعے جانا جاتا ہے۔

مختلف اقسام کی تحقیقات کی مدد سے کئی غیر لفظی کرداروں کے درک کئے جانے والے معنوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر بین الاشخاصی چھونے کے غیر لفظی کردار کو دوستی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ جب لوگ کسی کو چھوتے ہیں تو وہ ان کو اپنے ذاتی احساسات میں شریک کرنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ ایک تحقیق میں یہ دیکھا گیا ہے کہ ایک نرس جب ایسے مریضوں کو جن کا آپریشن کیا جانا تھا چھوتے ہوئے ان کو ان کے آپریشن کی تفصیلات بتا رہی تھی تو انہوں نے کم تشویش ظاہر کی۔ ان کے لفظی ردعمال میں بھی کم تشویش عیاں تھی اور آپریشن کرنے سے پہلے اور بعد میں ان کے خون کے دباؤ کی پیمائش سے بھی یہ ثابت ہوا کہ وہ کم تشویش میں مبتلا تھے۔ ان مریضوں کے مقابلے میں یہ مریض آپریشن کی پیچیدگیوں کے بارے میں کم پریشان تھے جن کو نرس نے بغیر چھونے کے آپریشن کی تفصیلات بتائیں۔ حالانکہ دونوں صورتوں میں نرس نے لفظی تشریحات ایک جیسی استعمال کی تھیں۔ اسی طرح آنکھوں کے ربط کو برقرار رکھنا کشش کی علامت اور پسندیدگی ظاہر کرنا سمجھا جاتا ہے۔ لوگوں سے انٹرویو لیتے ہوئے اسے ایک مددگار کردار کہا جاتا ہے۔ ایک دوسری تحقیق کے مطابق لوگ اپنے چہرے کے اشاروں کے ذریعے جھوٹ بولنے کو چھپا سکتے ہیں لیکن ان کے جسم کے اشارے ان کے جھوٹ بولنے کو عیاں کر دیتے ہیں۔

بد قسمتی سے ایسی بہت سی کتابیں بہت زیادہ ہر دلعزیز ہیں جو کہ غیر لفظی کرداروں کی لغات کے حوالے سے یا غیر لفظی کرداروں کی عالمگیر تعریفیں پیش کرنے کے حوالے سے فروخت کی جاتی ہیں۔ باخبر رہنا چاہئے کہ غیر لفظی کرداروں کے معنوں کو ان کے خاص سیاق و سباق کے حوالے کے بغیر بیان نہیں کیا جا سکتا۔ مثال کے طور پر کچھ مختلف صورت حالوں میں یا مختلف افراد کے لئے بین الاشخاصی چھونے کا عمل نفرت انگیز بھی ہو سکتا ہے اور ہر دلعزیز بننے کا طریقہ بھی ہو سکتا ہے۔ اسی طرح آنکھوں کے ربط کو برقرار رکھنے کا کردار خوف یا غصہ عیاں کرنے کی علامت بھی ہو سکتا ہے کشش اور پسندیدگی بھی عیاں کی جا سکتی ہے۔ ہم یہ جانتے ہیں کہ افراد میں تاثرات کے اظہار کے بارے میں اختلافات پائے جاتے ہیں' اس لئے اگر کوئی خاص غیر لفظی کردار جو کہ ایک شخص میں اکثر موجود ہوتا ہے دوسرے میں بہت کم موجود ہو سکتا ہے۔ مزید یہ کہ یہ بات یقینی نہیں ہے کہ

غیر لفظی کردار ہمیشہ سچے احساسات کا عکاس ہوتا ہے۔ غیر لفظی کردار فنکارانہ بھی ہو سکتا ہے۔ معاشرتی نفسیات دان ایسا بتانے سے قاصر ہیں کہ کوئی غیر لفظی کردار ہمیشہ ایک جیسے احساسات کا آئینہ دار ہو گا یا یہ کہ کس طرح غیر لفظی کردار شخصی ادراک کے عمل میں لوگوں کے تاثرات کو تشکیل دینے میں ان کی مدد کرتا ہے۔

شخصی ادراک تشکیل تاثر کی حیثیت سے

شخصی ادراک کو مشاہدہ کی حیثیت سے ہم زیر بحث لا چکے ہیں۔ اس سلسلہ میں جن تحقیقات کو زیر بحث لایا گیا ہے ان میں سے زیادہ تر تحقیقات شخصی ادراک کے مظہر کے مہیج کی اہمیت کو واضح کرتی ہیں اور ادراک کرنے والے کے اس مہیج کے بارے میں رد عمل کا جائزہ پیش کرتی ہیں۔ مثلاً شخصی ادراک کی صحت کے حوالے سے جن تحقیقات کو زیر بحث لایا گیا ہے ان سے ثابت ہوتا ہے کہ ادراک کرنے والے اکثر غلطیوں کا شکار ہو جاتے ہیں اور ادراک کیئے جانے والے شخص کے ایسے اوصاف کو بیان کرتے ہیں جو کہ حقیقت میں اس میں موجود نہیں ہوتے۔

1940ء کے عشرے کے شروع میں ایش (Asch 1946ء) نے شخصی ادراک کے مطالعہ کے لئے ایک مختلف زاویہ سے تحقیقات شروع کیں۔ ایش جو کہ گیسٹالٹ مکتبہ فکر سے تعلق رکھتا تھا یہ یقین رکھتا تھا کہ ہمیں شخصی ادراک کے مطالعے کے لئے لوگوں کا مطالعہ مکمل اکائیوں میں کرنا چاہیے۔ کیونکہ لوگ شخصی ادراک کرتے ہوئے دوسروں کا ادراک ایک مکمل تاثر (Impression) کی صورت میں کرتے ہیں۔ تجربات کے ایک سلسلے کے ذریعے اس نے ثابت کیا کہ لوگ اپنے تاثرات کو تشکیل دیتے ہوئے دوسروں کے باہمی طور پر مربوط خصائص سے جو کہ مکمل اکائیوں کی صورت میں ہوتے ہیں' استفادہ کرتے ہیں اور ان خصائص میں کچھ خصائص زیادہ مرکزی نوعیت کے ہوتے ہیں جو کہ ان کے تمام تاثر پر غالب ہوتے ہیں۔ ایش کے اس نظریہ کو مرکزی وصف کا نظریہ کہا جاتا ہے جس کو ہم بعد میں زیر بحث لا رہے ہیں۔ ایش کی ان تحقیقات کی بدولت معاشرتی نفسیات دانوں کا رجحان تبدیل ہو گیا اور انہوں نے شخصی ادراک کے عمل سے متعلق اپنے مطالعے شخصی ادراک کے مظہر کے رد اعمال پر مرکوز کیئے اور اس مظہر کے مہیج کو کم اہمیت دی جانے لگی اور شخصی ادراک کے عمل کا مطالعہ تاثر کی تشکیل کے مطالعہ کی حیثیت اختیار کر گیا۔

مرکزی وصف کا نظریہ

ایش کے مطابق لوگوں کے تاثرات کی تشکیل میں دوسروں کا پرجوش (Warm) یا سردمہر (Cold) ہونا اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس نے ایک مطالعہ میں معمولوں کو دو مختلف فرضی کرداروں کے کچھ اوصاف بتائے۔ دونوں فرضی کرداروں کے یہ اوصاف مشترک تھے یعنی ذہین' باعمل' محنتی اور ماہر۔ لیکن دونوں میں ایک ایک وصف کی بنیاد پر اختلاف تھا۔ ایک پرجوش تھا اور دوسرا سردمہر تھا۔ معمولوں کو کہا گیا کہ وہ ان کرداروں کے اوصاف کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے بارے میں شخصیتی خاکے لکھیں۔ وہ فرضی کردار جو کہ پرجوش وصف کا حامل تھا معمولوں نے اس کی شخصیت کو ایک متحرک شخصیت بیان کیا۔ بلکہ اس کی شخصیت کے بارے میں بہت سے اوصاف اپنے پاس سے بھی شامل کر دیے یعنی دولت مند اور کامیاب مخص وغیرہ۔ اس کے برعکس وہ فرضی کردار جو کہ سرد مہر وصف کا حامل تھا' اس کی شخصیت کو ناپسند کیا گیا اور اسے کمزور اور جامد شخصیت کا مالک قرار دیا گیا۔ ایش نے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ لوگوں کے دوسروں کے بارے میں تاثرات کی تشکیل میں دوسروں کا پرجوش یا سردمہر ہونے کا وصف مرکزی حیثیت رکھتا ہے اور یہ وصف دوسرے اوصاف پر غالب آجاتے ہیں۔

داخلی شخصیت کا نظریہ

معاشرتی نفسیات دان لوگوں کے تاثرات کی تشکیل کے سلسلہ میں دو عناصر کی نشاندہی کرتے ہیں۔ پہلا یہ کہ ادراک کرنے والے دوسروں کے بارے میں اپنے تاثرات کی تشکیل ان کے یکسانیتی خصائص کی بنیاد پر کرتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ ان تاثرات کی تشکیل ادراک کئے جانے والے لوگوں کے بحیثیت مبیع ہونے کی بجائے ادراک کرنے والوں کے سروں میں متعین ہوتی ہے' جیسا کہ مرکزی وصف کے نظریہ کے تحت ہونے والی تحقیق سے ثابت ہوتا ہے۔ اس طرح جو بنیادی سوال اٹھایا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ لوگوں کے سروں میں کیا واقع ہوتا ہے؟

اس سلسلہ میں ایک اہم عنصر جس کی نشاندہی کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ ہم لوگوں کے سرسری طور پر حاصل کئے گئے تاثرات کو اپنی طرف سے اس طرح مکمل کرتے ہیں کہ لوگوں کے خصائص سے مشابہہ خصائص کو اپنی طرف سے شامل کر لیتے ہیں۔ یہ خیال ہماری داخلی شخصیت کے نظریہ کو پیدا کرتا ہے اور یہ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ ہم لوگوں کا شخصی ادراک کس طرح کرتے ہیں۔ جب ہم لوگوں کے بارے میں کچھ جانتے ہوتے ہیں لیکن ہر بات نہیں جانتے ہوتے اور یہ

چاہتے ہیں کہ ان کے بارے میں ایک مکمل تاثر کو تشکیل دیں تو ہم مفقود مواد کو اپنی داخلی شخصیت کے ذریعے پورا کرتے ہیں۔

اس بارے میں تحقیقات کی گئی ہیں کہ ایک داخلی شخصیت کا نظریہ کس طرح تشکیل پاتا ہے۔ ظاہری طور پر ایک داخلی شخصیت کا نظریہ خاص اقسام کے زمروں کے سیٹ پر مشتمل ہوتا ہے۔ مثلاً جسمانی شکل و صورت، مزاج، ذہانتی قابلیت اور معاشرتی کلاس وغیرہ۔ ان خصائص کی بنیاد پر کئی دوسرے خصائص پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً گول مول شخص آرام طلب ہوتے ہیں، بہت زیادہ ذہین لوگ دوسروں کے ساتھ قریبی تعلقات استوار کرنے میں مشکلات کا سامنا کرتے ہیں اور نچلی کلاس سے وابستہ لوگوں کی ظاہری شکل و صورت بے ڈھنگی ہوتی ہے۔ ایک داخلی شخصیت کے تشکیل پانے کے بارے میں آس گڈ، سوسی اور ٹینبام کی تحقیقات کے مطابق ہر شخص اپنے تاثرات کو تشکیل دیتے ہوئے مختلف اُبعاد کو استعمال کرتا ہے۔ ان ماہرین نے تین اقسام کی ابعاد بیان کی ہیں۔ تخمینوی بُعد یعنی اچھا بمقابلہ برا کی بُعد، قوتی بُعد یعنی مضبوط بمقابلہ کمزور کی بُعد، اور سرگرمی کی بُعد یعنی فعال بمقابلہ انفعال کی بُعد۔ تاثرات تشکیل دیتے ہوئے یہ ابعاد ایک دوسرے پر منحصر نہیں ہوتیں۔ مثال کے طور پر اچھے لوگ مضبوط یا کمزور سمجھے جا سکتے ہیں اور مضبوط لوگ اچھے یا برے سمجھے جا سکتے ہیں وغیرہ۔ ایک داخلی شخصیت کی تشکیل ایک یا ایک سے زیادہ اُبعاد سے متعلق ہو سکتی ہے۔ مثال کے طور پر ایک تحقیق میں کچھ بچوں کے دوسرے بچوں کے بارے میں تاثرات کی تشکیل میں دو شدید رجحانات پائے گئے۔ وہ تخمینوی بعد کے مطابق بہت زیادہ مثبت یا منفی رائے کا اظہار کرتے تھے اور اپنی رائے میں سرگرمی کی بعد کے مطابق اپنے ہمجولیوں کے عملوں کو اولیت دیتے تھے۔ مثلاً عضیلا یا منسکر المزاج اور قوتی بُعد کے مطابق براہ راست بین الاشخاصی نتائج اخذ کرتے تھے۔ اس طرح اچھا، برا، مضبوط، کمزور اور فعال۔ انفعال ابعاد ہمارے داخلی شخصیت کے نظریات کی تشکیل میں بنیادی اہمیت رکھتی ہیں۔

داخلی شخصیت کے نظریات کی تشکیل کا ایک دوسرا پہلو ہماری قوت فیصلہ کی وہ خطائیں ہیں جن کو ہم شخصی ادراک مشاہدہ کی حیثیت سے میں شخصی ادراک کی صحت کے موضوع کے تحت زیر بحث لا چکے ہیں۔ ہم میں سے ہر کوئی اپنے تاثرات کو تشکیل دیتے ہوئے ان قواعد یا خطاؤں کا شکار ہوتا ہے۔ لیکن ہم میں اس حوالے سے یہ اختلافات پائے جاتے ہیں کہ ہم ان خطاؤں کا کس قدر اور کس حد تک اطلاق کرتے ہیں۔

میں ان کی ذاتی پسندیدگی کی بنیاد پر تشکیل پاتا ہے۔ مثال کے طور پر آپ ایک شخص کا اس طرح جائزہ لیں کہ وہ کس قدر ذہین ہے اور بعض دوسرے اس کا اچھا فنکار ہونے کی حیثیت سے یا اچھا مقرر ہونے کی حیثیت سے یا ایک بہترا تھلیٹ ہونے کی حیثیت سے جائزہ لیں۔ داخلی شخصیت کے نظریہ کا یہ پہلو ہر انسان میں لاثانی ہوتا ہے۔

دوسرے شخص کے بارے میں معلومات حاصل کرنا

داخلی شخصیت کا نظریہ ان وقوفی زمروں کی تشریح کرنے کے لئے مفید ہے جن کو استعمال کرتے ہوئے ہم اپنے دوسروں کے بارے میں تاثرات تشکیل دیتے ہیں۔ لیکن ہم دوسروں کے بارے میں اپنے تاثرات تشکیل دیتے ہوئے ان کے بارے میں مہیا شدہ معلومات پر کس طرح عمل کرتے ہیں؟ اس سوال کا جواب ایش نے اپنی ایک تحقیق کی مدد سے دیا۔ اس کے مطابق معمولوں کے تاثرات کی تشکیل پیش کئے گئے دوسروں کے خصائص کی ترتیب کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر معمولوں نے ایک پہلے شخص کے خصائص کو اس ترتیب سے سنا کہ وہ ذہین، محنتی، ماہر، بد زبان، ضدی اور حاسد ہے۔ اور ایک دوسرے شخص کے بارے میں یہی خصائص الٹی ترتیب سے سنے یعنی وہ حاسد، ضدی، بد زبان، ماہر، محنتی اور ذہین ہے۔ معمولوں نے پہلے شخص کو ایک موزوں شخص قرار دیا اور اس کی خامیوں کو نظرانداز کر دیا۔ لیکن دوسرے شخص کے بارے میں ان کے تاثر کی تشکیل اس طرح ہوئی کہ وہ غیر موزوں شخص ہے اور اس میں بہت سی خامیاں پائی جاتی ہیں۔ ایش نے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ ہم دوسروں کے بارے میں جس ترتیب سے معلومات حاصل کرتے ہیں وہ ترتیب ہمارے تاثرات کی تشکیل میں بہت اہمیت رکھتی ہے۔

پہلے تاثر کی اہمیت

پہلے تاثر کی اہمیت پر کی گئیں تحقیقات کے نتائج اور پہلے تاثر کی اہمیت کے بارے میں پائے جانے والے عقل سلیم کے نظریات اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ پہلے تاثر کی بہت زیادہ اہمیت ہوتی ہے اور وہ تبدیل نہیں ہوتا۔ ایش نے پہلے تاثر کے بعد میں تبدیل نہ ہونے کی تشریح اس طرح کی ہے کہ ہم کسی فرد کے بارے میں جو ابتدائی معلومات حاصل کرتے ہیں، ان معلومات کی بنیاد پر ہماری بعد کی معلومات کی سمت کا تعین ہوتا ہے اور جو معلومات ہم بعد میں حاصل کرتے ہیں وہ ہماری پہلی معلومات کی عکاس ہوتی ہیں اور پہلے حاصل کی گئیں معلومات کے اثر سے آزاد نہیں ہوتیں۔

پہلے تاثر کے بعد میں تبدیل نہ ہونے کی ایک دوسری تشریح کے مطابق ہم بعد میں حاصل کی

گئیں معلومات کے مقابلے میں پہلے حاصل کی گئیں معلومات پر زیادہ توجہ دیتے ہیں۔ اس لئے کہ لوگ اپنے پہلے تعامل میں اپنے کم قابل اہمیت خصائص کی نسبت نمایاں اور زیادہ قابل اہمیت خصائص کا بارہا اور واضح طور پر اظہار کرتے ہیں۔

اور آخری یہ کہ پہلا تاثر اس لئے بھی بعد میں تبدیل نہیں ہوتا کہ ہم کٹوتی کے عمل پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ کٹوتی کے عمل کے تحت ایسی معلومات جو بعد میں حاصل کی جاتی ہیں اور وہ ہماری پہلی معلومات کے برخلاف ہوتی ہیں' ان معلومات کو ہم اپنے پہلے سے قائم کئے گئے تاثر یا قاعدہ کے برخلاف سمجھتے ہیں اور ان معلومات کی کٹوتی کرتے ہوئے انہیں اپنے تاثرات کا حصہ نہیں بناتے۔

پہلا تاثر بہت مضبوط ہوتا ہے لیکن تحقیقات کی مدد سے یہ دیکھا گیا ہے کہ اگر معمولوں کو شروع میں یہ ہدایت دی جائے کہ وہ شعوری طور پر یہ کوشش کریں کہ اس وقت تک اپنے تاثر کو تشکیل نہ دیں جب تک تمام معلومات حاصل نہ ہو جائیں تو پہلے تاثر کا اثر بڑی حد تک ختم ہو جاتا ہے۔ بہرحال یہ بات معین ہے کہ پہلے تاثر کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ پہلا تاثر جو ہم پر ظاہر ہوتا ہے وہ زیادہ صحیح ہوتا ہے۔ بعد میں حاصل کی گئیں معلومات جو اس کے برخلاف ہوتی ہیں ہم ان کی دوبارہ تشریح کرتے ہیں یا انہیں نظرانداز کر دیتے ہیں یا ان کی کٹوتی کر دیتے ہیں۔

شخصی ادراک تعلیل کی حیثیت سے

تعلیل (Attribution) ایسا شخصی ادراک ہے جس میں لوگ دوسروں کے کردار کی وجوہات کا ادراک کرتے ہیں۔ ہمارے دوسرے لوگوں کو پیش کئے جانے والے ردِاعمال کا انحصار ان تعلیلات یا استخراجات (Inferences) پر ہوتا ہے جو کہ ہم دوسروں کے اعمال اور ارادوں کے بارے میں اخذ کرتے ہیں۔ اگر ہماری تعلیلات درست ہوں گی تو ہمارے پیش کئے جانے والے ردِاعمال بھی موزوں ترین ہوں گے۔ اس باب کے بقایا حصہ میں ہم تعلیل کے عمل کے بارے میں کی گئیں تحقیقات اور پیش کئے گئے نظریات کا جائزہ لیں گے۔ پہلے ہم ان عام قواعد کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے جن کی بدولت ہم تعلیلات کرتے ہیں' اور بعد میں ہم یہ دیکھیں گے کہ یہ قواعد ہماری معاشرتی دنیا کے بارے میں درست سمجھ بوجھ کے لئے کس حد تک ہماری رہنمائی کرتے ہیں۔

علّیت اور غیرماہرانہ نفسیات (Causality and Naive Psychology)

فرٹز ہائیڈر (Fritz Heider 1958ء) وہ پہلا ماہر ہے جس نے تعلیلات کا پہلی دفعہ منظم

انداز میں مطالعہ کیا۔ اس نے اپنے ایک ابتدائی تجربہ میں کچھ طالب علموں کو ایک فلم دکھائی جو کہ متحرک جیومیٹری کی اشکال کے بارے میں تھی۔ اس فلم میں ایک بڑی تکون' ایک چھوٹی اور ایک دائرہ اکٹھے اور علیحدہ علیحدہ حرکت کرتے ہوئے ایک کافی بڑے مستطیل کے ایک جانب سے کھلے ہوئے حصہ سے اس کے اندر اور باہر متحرک تھے۔ دکھائی دینے میں فلم کی نوعیت کچھ اس طرح تھی کہ متحرک شکلوں کا جیومیٹری کی شکلوں کی حیثیت سے ادراک کرنا مشکل تھا۔ جب ہائیڈر نے معمولوں سے پوچھا کہ انہوں نے فلم میں کیا دیکھا ہے تو تقریباً" تمام معمولوں نے ان جیومیٹری کی شکلوں کو مختلف لوگوں سے تعبیر کیا۔ بعض نے کہا کہ دو افراد لڑ رہے ہیں' بعض نے کہا کہ دو افراد ایک دوسرے کے پیچھے بھاگ رہے ہیں' اور بعض نے کہا کہ کچھ افراد گھر کے اندر زبردستی داخل ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس طرح معمولوں نے حقیقت میں متحرک جیومیٹری کی اشکال دیکھی تھیں لیکن انہوں نے ان کے ساتھ انسانی اوصاف اور محرکات کو منسوب کر دیا۔ ہائیڈر نے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ لوگوں کے ادراک اور اشیاء کے ادراک میں ایک جیسے عوامل کارفرما ہوتے ہیں۔ اسی لئے معمولوں نے فلم کی متحرک جیومیٹری کی اشکال کے ساتھ انسانی محرکات اور ہیجانات منسوب کر دیے۔ ہائیڈر نے حتمی نتیجہ یہ اخذ کیا کہ ہم علّیت کے اصول کہ تحت (یعنی یہ اصول کہ ہر شخص کے کردار کی علت یا علل ہیں) لوگوں کے کردار کی وجوہات عقل سلیم کے ذریعے یا روزمرہ کے طریقوں کے ذریعے معلوم کرتے ہیں اور واقعات کو سمجھتے ہوئے ان کے بارے میں پیشین گوئی کرتے ہیں اور یہ محسوس کرتے ہیں کہ ہمارا ماحول پر کنٹرول ہے۔ ہائیڈر نے عقل سلیم کے ذریعے تعلیلات کرنے کے رجحان کو غیر ماہرانہ نفسیات کہا۔

تطابقی استخراج کا اصول (Correspondent Inference Principle)

تطابقی استخراج کا اصول جونز اور ڈیوس نے 1965ء میں پیش کیا۔ اس اصول کے مطابق جب ہم لوگوں کے کردار یا اعمال کا مشاہدہ کر رہے ہوتے ہیں تو ان کے کردار یا اعمال کے معنوں کا بھی استخراج کر رہے ہوتے ہیں یا دوسرے الفاظ میں ان کے کردار یا اعمال میں کارفرما ارادوں یا وجوہات کو بھی جان رہے ہوتے ہیں اور جب ایک عمل اور اس میں کارفرما وجوہات دونوں کا استخراج کیا جاتا ہے تو عمل اور استخراج میں تطابق پایا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر ہم دو اشخاص کو ایک پینٹنگ کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ ایک شخص پینٹنگ کرنے والے شخص پر حکم چلا رہا ہے اور اس کے کام کو ناپسند کر رہا ہے اور اس کی کارکردگی کو غیر تسلی بخش قرار دے رہا ہے تو ممکن ہے ہم یہ نتیجہ اخذ کریں یا استخراج کریں کہ تنقید کرنے والا شخص رعب جھاڑنے والا اور دوسروں کے کاموں میں کیڑے

نکالنے والا ہے۔ تو یہ ہمارا تطابقی استخراج ہو گا اور اس میں ہمارا اوراک مشاہدہ کئے جانے والے کردار سے تطابق پیدا کر رہا ہو گا۔

تطابق کی مقدار عمل کے سیاق و سباق کے حوالے سے تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ یعنی اگر ہم یہ جانتے ہوتے کہ پہلے شخص کو پینٹنگ کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے اور دوسرا شخص اس کی نگرانی کے لئے مامور ہے تو ہم یہ نتیجہ اخذ کرنے کی طرف مائل نہ ہوتے کہ دوسرا شخص دوسروں کے کاموں میں کیڑے نکالنے والا اور رعب جھاڑنے والا ہے۔ اس صورت حال میں ہم یہ نتیجہ اخذ کرتے کہ دوسرا شخص بھی اپنی ذمہ داری کو پورا کر رہا ہے۔ اس طرح مشاہدہ کئے جانے والے عمل اور اس میں کارفرما وجوہات کے درمیان اونچے درجے کا تطابق موجود ہوتا۔

جب کسی عمل اور اس کی وجوہات کے بارے میں ہمیں زیادہ معلومات حاصل ہوتی ہیں تو ہمارے استخراجات میں اونچے درجے کے تطابقات پائے جاتے ہیں اور جب کسی شخص کا کردار جتنا زیادہ غیر معمولی ہو گا اتنا اونچے درجے کا تطابق ہمارے استخراجات میں پایا جائے گا۔

تطابقی استخراجات تین عناصر سے متاثر ہوتے ہیں:

(1) غیر معمولی اثرات

غیر عموی اثرات سے مراد مشاہدہ کئے جانے والے عمل کے وہ منتخب اثرات ہیں جن کو واقع ہونے والے عمل کے ممکنہ متبادل استخراجات میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔ مثال کے طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ ایک طالب علم کرسی سے اٹھتا ہے، کھڑکی بند کرتا ہے اور سویٹر پہنتا ہے تو ہم فوری طور پر یہ نتیجہ اخذ کریں گے کہ وہ سردی سے بچنے کے لئے یہ سب کچھ کر رہا ہے۔ لیکن اس کا کھڑکی کو بند کرنے کا عمل اس بات کی نشاندہی کر سکتا ہے کہ وہ باہر سے آنے والے شور سے بچنے کے لئے ایسا کر رہا ہے۔ لیکن مشاہدہ کئے جانے والے عمل کے غیر عموی اثرات کی وجہ سے یعنی اس کا سویٹر پہننا ہمیں اس طرف مائل کرے گا کہ ہم یہ نتیجہ اخذ کریں کہ وہ سردی سے بچنے کے لئے یہ سب کچھ کر رہا ہے۔

(2) معاشرتی پسندیدگی کی خواہش

اگر مشاہدہ کئے جانے والے اعمال میں معاشرتی پسندیدگی کی خواہش کا عنصر شامل ہو تو اس کردار میں کارفرما ارادوں کے بارے میں نتیجہ اخذ کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اس صورت حال

میں ہم یہ فرض کر لیتے ہیں کہ وہ شخص جس کا ہم مشاہدہ کر رہے ہیں ہماری نظر میں پسندیدہ بننے کی کوشش کر رہا ہے۔ مثال کے طور پر ہم ایک سیاسی لیڈر سے ملتے ہیں تو وہ ہماری ذات میں بہت زیادہ دلچسپی لینے کا مظاہرہ کرتا ہے تو ہمارے لئے اس بات کا تعین کرنا خاصا مشکل کام ہو گا کہ کیا اس کا ہم میں دلچسپی لینے کا عمل حقیقت پر مبنی ہے۔ کیونکہ یہ معاشرتی کردار ہم پر ایک مثبت تاثر قائم کرنے یا ووٹ حاصل کرنے کے لئے بھی ہو سکتا ہے۔ دوسری طرف جب مشاہدہ کئے جانے والے اعمال میں معاشرتی ناپسندیدگی حاصل کرنے کا عنصر شامل ہو تو اس کردار میں کارفرما ارادوں کے بارے میں نتیجہ اخذ کرنا مشکل نہیں ہوتا۔ کیونکہ معاشرتی ناپسندیدگی حاصل کرنے کا کردار غیر معمولی ہوتا ہے۔ اگر سیاسی لیڈر ہم سے غصہ میں یا ناک چڑھا کر بات کرتا ہے تو ہم فوری طور پر یہ فیصلہ کر لیں گے کہ یہ اس کے کردار کے حقیقی پہلو ہیں۔

(3) آزادیٔ انتخاب

وہ کردار جو کہ آزادی انتخاب کی پیداوار ہوتے ہیں ان کرداروں کی نسبت جو کہ مجبوری کے باعث اختیار کئے جاتے ہیں، ان میں تطابقی استخراجات اونچے درجے کے پائے جاتے ہیں۔ یہ بات جونز اور ہاریس نے ایک مطالعے کے ذریعے واضح کی۔ اس مطالعے میں کچھ معمولوں کو یہ کہا گیا کہ وہ لکھی ہوئی تقریریں جو کہ نسل پرستی کے حق اور مخالفت کے موضوعات پر تھیں، ان موضوعات سے اپنی مرضی کے موضوع کا انتخاب کر کے تقریر پڑھیں۔ کچھ دوسرے معمولوں کو ایک ہی موضوع کی تقریریں پڑھنے کے لئے دی گئیں، یعنی انہیں آزادی انتخاب حاصل نہیں تھا۔ معمولوں نے تجربہ کاروں کی ہدایات کے مطابق تقریروں کو پڑھا۔ بعد میں معمولوں سے پوچھا گیا کہ وہ اس شخص کے حقیقی عقائد بتائیں جس کی رقم شدہ تقریریں انہوں نے پڑھی تھیں۔ وہ معمول جنہوں نے آزادی انتخاب کی شرط کے تحت تقریریں پڑھی تھیں انہوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ تقریریں مصنف کے سچے رویہ کی عکاس تھیں۔

ضروری نہیں کہ تطابقی استخراجات درست ادراکات بھی ہوں۔ ہم کسی فرد کے بارے میں جس قدر اور جس حد تک معلومات رکھتے ہیں تطابقی استخراجات اس کے عکاس ہوتے ہیں۔ تفصیلی معلومات کی غیر موجودگی میں استخراجات کرتے ہوئے ہم انہی معلومات پر انحصار کرنے کا رجحان رکھتے ہیں جو کہ ہمیں حاصل ہوتی ہیں۔ ممکن ہے یہ معلومات محدود ہوں۔

ہم تغیری کا اصول (The Covariation Principle)

ہم تغیری کا اصول کیلی (Kelley ء1967) نے متعارف کروایا۔ کیلی کے مطابق کسی ادراک کی جانے والی صورت حال میں علت اور معلول (Cause and Effect) کے کئی ممکنہ رشتے ہو سکتے ہیں جو کہ ہمیں ادراک کئے جانے والے کردار کی تشریح کے مواقع فراہم کرتے ہیں اور ہم ان تمام علت اور معلول کے رشتوں کا تجزیہ کرتے ہیں تاکہ ہم ادراک کئے جانے والے کردار کی حتمی علت کو جان سکیں۔ ہم تغیری کے اصول کے مطابق جو علت کسی معلول کی تشریح کے لئے منتخب کی جائے گی وہ ایسی علت ہو گی جو کہ اس وقت موجود ہو گی جب اس کا معلول موجود ہو گا' اور اس وقت موجود نہیں ہو گی جب اس کا معلول موجود نہیں ہو گا۔ اس طرح حتمی علت کا معلول کے ساتھ تغیری کا رشتہ موجود ہوتا ہے۔

ہم تغیری کے اصول کے مطابق لوگ معاشرتی دنیا کے تین پہلوؤں سے ہم تغیری کے متوقع ہوتے ہیں: میجاتی اشیاء' لوگ' اور سیاق و سباق۔ فرض کریں کہ آپ اپنے دوستوں کے ساتھ ایک فلم دیکھنے گئے ہیں اور آپ فلم دیکھتے ہوئے تمام وقت قہقہے لگاتے ہیں۔ آپ کا ایک واقف کار شخص آپ کو اس طرح دیکھتا ہے تو حیران ہوتا ہے۔ ان حالات میں یہ سوالات پیدا ہوتے ہیں کہ کیا ہر شخص کے لئے فلم اتنی ہی مسرور کن تھی؟ کیا آپ ہمیشہ فلم دیکھتے ہوئے قہقہے لگاتے ہیں؟ کیا آپ فلم سے پھر بھی اتنے ہی لطف اندوز ہوتے اگر اسے کسی اور وقت دیکھتے یا اکیلے دیکھتے؟ آپ کے واقف کار شخص کی درست تعلیل کا انحصار تین باتوں پر ہو گا: میجاتی شے یعنی فلم' لوگ یعنی آپ' اور سیاق و سباق یعنی وہ خاص وقت اور آپ کے دوستوں کا حلقہ۔

لیکن ہم یہ کیسے جانتے ہیں کہ ان تین تشریحات میں سے کون سی درست ہے؟ کیلی کے مطابق ان تین اجزا (یعنی فلم' آپ' وقت اور دوستوں کا حلقہ) میں سے ایک جزپر تعلیل کرنے کا انحصار تین مختلف اقسام کی معلومات کی چھان بین پر ہے' جنہیں وہ کرداری متغیرات بھی قرار دیتا ہے۔ ان تین کرداری متغیرات میں سے ہر ایک کی قدر زیادہ یا کم ہو سکتی ہے۔ یہ تین اقسام کی معلومات یا کرداری متغیرات درج ذیل ہیں:

(1) توافق (Consensus)

تعلیل کرنے کے لئے سب سے پہلے توافقی معلومات کو استعمال میں لایا جاتا ہے۔ توافقی معلومات کی مدد سے یہ دیکھا جاتا ہے کہ کیا اس خاص صورت حال میں اکثر لوگ اس طرح کا ردعمل

پیش کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر فلم تمام دیکھنے والوں کے لئے مسرور کن تھی تو بلند درجے کا توافق موجود ہو گا۔ لیکن اگر فلم دوسرے لوگوں کے لئے مسرور کن نہیں تھی تو نچلے درجے کا توافق موجود ہو گا۔

(2) استقامت (Consistency)

تعلیل کرنے کے لئے دوسری قسم کی استقامتی معلومات استعمال کی جاتی ہیں۔ استقامتی معلومات کی مدد سے یہ دیکھا جاتا ہے کہ کیا ادراک کئے جانے والا شخص دوسری اس طرح کی صورت حالوں میں بھی اس طرح کا کردار پیش کرتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر آپ ہمیشہ فلم دیکھتے ہوئے زور سے قہقہے لگاتے ہیں تو بلند درجے کی استقامت موجود ہو گی۔ لیکن اگر آپ عموماً ایسا نہیں کرتے تو نچلے درجے کی استقامت موجود ہو گی۔

(3) امتیاز (Distinctiveness)

آخری قسم کی معلومات جو تعلیل کرنے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں وہ امتیازی معلومات کہلاتی ہیں۔ امتیازی معلومات کی مدد سے یہ دیکھا جاتا ہے کہ کیا ادراک کئے جانے والے شخص کا کردار دوسرے مخصوص لوگوں سے تعلق کی وجہ سے یا مخصوص شے کی وجہ سے واقع ہو رہا ہے۔ مثال کے طور پر اگر آپ فلم سے زیادہ لطف اندوز اپنے دوستوں کے حلقے کی وجہ سے یعنی اس مخصوص وقت کی وجہ سے ہو رہے ہیں تو بلند درجے کا امتیاز موجود ہو گا۔ لیکن اگر آپ اکیلے میں دیکھتے ہوئے بھی اسی طرح لطف اندوز ہوتے تو نچلے درجے کا امتیاز موجود ہو گا۔

کیلی کے مطابق ہم ان تین اقسام کی معلومات یعنی توافق، استقامت اور امتیاز کو استعمال میں لاتے ہوئے داخلی عناصر (لوگ) کی بنیاد پر یا خارجی عناصر (شے اور سیاق و سباق) کی بنیاد پر تعلیلات کرتے ہیں۔ جب توافق اور امتیاز نچلے درجے کے موجود ہوتے ہیں اور استقامت بلند درجے کی پائی جاتی ہے تو ہم داخلی عناصر کی بنیاد پر تعلیل کرتے ہیں اور جب استقامت نچلے درجے کی پائی جاتی ہے اور توافق یا امتیاز بلند درجے کے ہوتے ہیں تو ہم خارجی عناصر کی بنیاد پر تعلیل کرتے ہیں۔

ہم تغیری کا ماڈل ان اعمال کی وجوہات کو جاننے کے لئے مفید ہے جن کے بارے میں ہم کچھ معلومات رکھتے ہیں۔ تاہم یہ کبھی کبھار واقع ہونے والے رد اعمال کی تعلیلات کرنے میں ہماری مدد نہیں کرتا۔ ہم اس وقت کردار کو کیسے جانچتے ہیں جب ہم اس کردار کے توافق، استقامت اور امتیاز کے بارے میں کوئی معلومات نہیں رکھتے؟ اس خلاء کو پر کرنے کے لئے کیلی نے 1967ء میں علتی

منصوبہ بند ماڈل (Causal Schemate Model) پیش کیا۔ اس ماڈل میں بنیادی تعقل یہ پایا جاتا ہے کہ لوگ یہ جانتے ہوتے ہیں کہ کتنی اقسام کی علل تعامل کرتے ہوئے ایک خاص قسم کا معلول پیدا کر سکتی ہیں۔

عام طور پر جب ہم کسی عمل یا واقعے کو سمجھ رہے ہوتے ہیں تو کئی ممکنہ علل کا جائزہ لے کر درست علت کا ادراک کرتے ہیں۔ کیلی کے مطابق زیادہ تر حالات میں کئی علل موجود ہوتے ہیں اور ہم نتیجہ اخذ کرنے میں دشواری محسوس نہیں کرتے، لیکن کچھ صورت حالوں میں ہمیں حقیقی صورت حال کو جاننے کے لئے کچھ مخصوص شرائط یا کئی ضروری علل کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان حالات میں صورت حال بذات خود ہمیں یہ بتاتی ہے کہ ہمیں کیا جاننا چاہئے۔ صورت حال کو جاننے سے متعلق ہم ممکنہ وجوہات یا علل کا جائزہ لے کر ان وجوہات کو جو کہ کم قابل اہمیت ہوتی ہیں ان کی کٹوتی کرتے جاتے ہیں۔ کیلی کے مطابق ان حالات میں کٹوتی کا اصول ہمیں صورت حال کو سمجھنے کے بارے میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

کٹوتی کا اصول (Discounting Principle) کس طرح کام کرتا ہے؟ اس سلسلہ میں ایک مثال کا جائزہ لیں۔ فرض کریں کہ ہمارا ایک جاننے والا ایک کار ایکسیڈنٹ کی وجہ سے ہسپتال میں داخل ہے۔ اس کی کار سڑک کے کنارے ایک درخت سے ٹکرا گئی تھی۔ جائے حادثہ پر حادثے کی وجوہات کا اس طرح تعین کیا جا سکتا تھا: کار سڑک سے اتر کر درخت سے ٹکرائی تھی۔ حادثے کے وقت اس کی رفتار بھی تھوڑی سی زیادہ تھی۔ اس دن بارش کی وجہ سے سڑک گیلی تھی اور حادثے کے وقت بہت زیادہ گہری دھند چھائی ہوئی تھی اور ڈرائیور کے لئے وہ علاقہ بھی کسی حد تک نیا تھا۔ اس طرح اس حادثے کے بارے میں کئی ممکنہ وجوہات پیش نظر ہوں گی۔ اگر ہم یہ جان جاتے ہیں کہ ڈرائیور ایک تجربہ کار شخص تھا اور اکثر گیلی سڑکوں پر اور نئے علاقوں میں کار چلا چکا تھا تو ہم ان وجوہات کی کٹوتی کر دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ حادثہ بہت زیادہ گہری دھند میں کم دکھائی دینے کی وجہ سے پیش آیا۔

تعلیلات میں تعصب کا مظاہرہ

مندرجہ بالا بحث سے ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ تعلیل کا عمل ایک بہت زیادہ استدلالی عمل ہے۔ لیکن ہمیں یہ بات بھی ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ یہ ایک ایسا عمل ہے جس میں کئی اقسام کے تعصبات بھی کار فرما ہو سکتے ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

بنیادی تعلیلی خطاء

بنیادی تعلیلی خطاءٔ (The Fundamental Attribution Error) سے مراد یہ ہے کہ ہم عام طور پر دوسروں کے اعمال میں کارفرما وجوہات کو ان کے ذاتی میلانات کی بنیاد پر جانتے ہیں' بجائے اس کے کہ صورتحالی یا سیاق و سباق کی وجوہات کو اہمیت دیں۔ مثال کے طور پر فرض کریں کہ آپ ایک پارک میں جاتے ہیں۔ آپ وہاں اپنے سے کچھ فاصلے پر دیکھتے ہیں کہ کچھ خواتین ایک پکنک ٹیبل کے گرد بیٹھی ہیں۔ ایک خاتون سلاد سے بھری ہوئی ایک پلیٹ دوسری خاتون کے سر پر پھینکتی ہے۔ آپ اس غیر معمولی کردار کی کس طرح تشریح کریں گے؟ تحقیقاتی شہادتوں کے مطابق آپ یہ نتیجہ اخذ کریں گے کہ پہلی خاتون ایک غصیلے مزاج کی خاتون ہے اور وہ دوسری خاتون پر غصے میں پلیٹ پھینک رہی ہے۔ لیکن یہاں جو ایک اہم غلطی کی جائے گی وہ یہ ہے کہ پکنک منانے کے سیاق و سباق کو نظرانداز کر دیا جائے گا۔ ہم عموماً دوسروں کے اعمال کے بارے میں یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ایسا عمل اس لئے کر رہے ہیں کیونکہ وہ ایسے ہیں اور ان صورتحالی عناصر کو جو کہ ان کے کردار کا متاثر کرتے ہیں نظرانداز کر دیتے ہیں یا وہ ثانوی حیثیت اختیار کر جاتے ہیں۔

بنیادی تعلیلی خطاء کے واقع ہونے کے بارے میں پہلی تشریح یہ بیان کی جاتی ہے کہ جب ہم کسی دوسرے شخص کے کردار کا مشاہدہ کرتے ہیں تو ہم میں یہ رجحان موجود ہوتا ہے کہ ہم اس کے اعمال پر اپنی توجہ مرکوز کریں اور وہ سیاق و سباق جس میں اعمال واقع ہوتے ہیں وہ پس پشت چلا جاتا ہے اور اس طرح صورتحالی اثرات کو وجوہات تسلیم نہیں کیا جاتا۔ ایک دوسری تشریح کے مطابق لوگ صورتحالی عناصر کو بھی اہمیت دیتے ہیں لیکن ان کا ادراک ان کی حقیقی اہمیت کے مطابق نہیں کرتے۔

عامل بمقابلہ مشاہدہ کار کا اثر

تعلیلی تعصب کی ایک دوسری قسم جس کا پہلی قسم سے قریبی تعلق پایا جاتا ہے اسے عامل بمقابلہ مشاہدہ کار کا اثر (The Actor-Observer Effect) کہا جاتا ہے۔ فرض کریں کہ آپ دیکھتے ہیں کہ گلی میں سے ایک گزرنے والا شخص ٹھوکر کھا کر گر پڑتا ہے۔ آپ اس کے اس کردار کی کس طرح تشریح کریں گے؟ غالباً" آپ یہ سمجھیں گے کہ وہ ایک لاپروا شخص ہے اور اپنی لاپروائی کی وجہ سے ٹھوکر کھا کر گر پڑا ہے۔ لیکن فرض کریں کہ اگر آپ کے ساتھ ایسا ہوتا ہے تو پھر آپ اس کی تشریح بھی اسی طرح کریں گے؟ غالباً" نہیں بلکہ آپ صورتحالی وجوہات کو یعنی ناہموار گلی یا

جوتے کی ٹیڑھی ہیل کو اس کا ذمہ دار سمجھیں گے۔

یہ رجحان کہ اپنے کردار کا ذمہ دار خارجی یا صورتحالی وجوہات کو قرار دینا اور دوسروں کے کردار کو ان کا داخلی کردار سمجھنا کا مطالعہ کئی تحقیقات کی مدد سے کیا گیا ہے۔ آیسن (Eisen ء1979) کے مطابق ہم اپنے کردار کو متاثر کرنے والے صورتحالی عناصر سے پوری طرح باخبر ہوتے ہیں لیکن جب ہم دوسروں کے اعمال کی جانب توجہ مبذول کرتے ہیں تو صورتحالی عناصر کو کم اہمیت دیتے ہیں۔ تحقیقات کی مدد سے یہ دیکھا گیا ہے کہ کئی شرائط کی بدولت عامل بمقابلہ مشاہدہ کار کے اثر کو ختم کیا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر ہم کسی دوسرے شخص سے ہمدردی رکھتے ہوں تو ہم دنیا کو اسی انداز میں دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں جس طرح وہ دیکھتا ہے۔ اس طرح ہماری اس کے کردار کے بارے میں تعلیلات نوعیت کے اعتبار سے صورتحالی ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح اگر کسی کردار کی صورتحالی وجوہات بہت زیادہ نمایاں ہوں تو ہم ان کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔

ذاتی مطلب کا تعصب

فرض کریں کہ آپ اپنے باس کے کہنے پر ایک رپورٹ لکھتے ہیں۔ رپورٹ پڑھ کر آپ کا باس آپ کی کارکردگی کو سراہتا ہے اور خوش ہوتا ہے تو آپ اپنی اس کامیابی کو کس طرح منسوب کریں گے؟ یقیناً آپ اس کی وجہ اپنی داخلی وجوہات یعنی اچھی ذہانت اور محنت سے کام کرنے کی عادت کو سمجھیں گے۔ اس کے برعکس فرض کریں کہ رپورٹ پڑھ کر آپ کا باس آپ کی غیر تسلی بخش کارکردگی پر سخت تنقید کرتا ہے اور ناخوش ہوتا ہے تو آپ اپنی اس ناکامی کو کس سے منسوب کریں گے؟ یہاں آپ اپنی توجہ صورتحالی عناصر پر مرکوز کریں گے یعنی کہ کام بہت مشکل تھا' ویسے بھی آپ کے باس کا چیزوں کو پرکھنے کا معیار بہت زیادہ بلند ہے وغیرہ۔ ہمارا یہ رجحان کہ اچھے کرداروں کو اپنی ذات سے منسوب کرنا اور منفی کرداروں کی وجہ خارجی وجوہات کو گنوانا ذاتی مطلب کا تعصب (The Self-Serving Bias) کہلاتا ہے۔

تحقیقات کی مدد سے یہ دیکھا گیا ہے کہ ذاتی مطلب کا تعصب دو مختلف لیکن آپس میں وابستہ وجوہات کی بنیاد پر پیدا ہوتا ہے۔ پہلا یہ کہ ہماری تعلیلات میں ذاتی مطلب کے تعصب کا رجحان ہماری توقیر ذات کی حفاظت کرتا ہے اور دوسرا یہ کہ ذاتی مطلب کے تعصب کی بدولت ہمارا عوامی تاثر (Public Image) مثبت طور پر قائم رہتا ہے۔ یعنی ہم دوسروں کی نظروں میں اچھے دکھائی دیتے ہیں۔

حصہ سوم

(گروہی نفسیات اور اجتماعی کردار)

باب 9 تا 12

نواں باب

گروہ اور گروہی اعمال

1- گروہوں میں ہماری زندگی
2- گروہ کیا ہے؟
3- فرد اور گروہ
4- گروہی ساخت
5- گروہ مسائل حل کرتے ہوئے اور فیصلے کرتے ہوئے
6- معاشرتی اثر

گروہوں میں ہماری زندگی

ہم اپنے روزمرہ کے معمولات کا زیادہ تر وقت مختلف گروہوں میں گزارتے ہیں۔ ہمارا ابتدائی تعلق جس گروہ کے ساتھ ہوتا ہے وہ ہمارا خاندان ہے۔ خاندان کو بنیادی گروہ کی قسم کے تحت بیان کیا جاتا ہے۔ خاندان ایک ایسا گروہ ہوتا ہے جہاں مختلف افراد کا اکثر اوقات ایک دوسرے کے روبرو تعلق موجود ہوتا ہے۔ اسی طرح ہمارے کئی قریبی دوستوں اور ہمجولیوں کے گروہ ہوتے ہیں یا ہمارا ایسے لوگوں کے گروہوں سے تعلق ہوتا ہے جہاں ہم پسند کیے جاتے ہیں یا کئی ہمارے روزمرہ کے معمولات سرانجام دینے سے متعلق گروہ ہوتے ہیں جو کہ اس بنیاد پر تشکیل پاتے ہیں کہ ہم ان گروہوں میں فعال کردار ادا کرتے ہوئے گروہی مقاصد حاصل کر سکیں۔ ان تمام اقسام کے گروہوں کو بنیادی گروہ کہا جاتا ہے۔

دوسری طرف ثانوی گروہ بنیادی گروہوں کے مقابلے میں بڑے حجم کے ہوتے ہیں' جہاں گروہ کے افراد میں باہمی تعامل اور قربت بنیادی گروہوں کے مقابلے میں کمتر درجے کی پائی جاتی ہے۔ مثلاً پیشہ ورانہ تنظیمیں' تجارتی انجمنیں اور سماجی کلب ہمارے ثانوی گروہ ہوتے ہیں۔

بنیادی گروہوں اور ثانوی گروہوں کو رکنیت سازی کے گروہ سمجھا جاتا ہے۔ یہ ممکن ہوتا ہے کہ ان گروہوں میں ہماری رکنیت تحریری شکل میں نہ پائی جاتی ہو۔ لیکن ہم ان گروہوں کے فعال رکن بھی ہو سکتے ہیں یا دوسری صورت میں حوالجاتی گروہ (Reference Group) کے رکن کی حیثیت سے نفسیاتی طور پر بھی شریک ہو سکتے ہیں۔ حوالجاتی گروہوں میں فرد نفسیاتی طور پر شریک ہوتا ہے۔ یعنی وہ گروہ سے بلاواسطہ یا بالواسطہ طور پر تعلق رکھتے ہوئے گروہ کے مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے سرگرم عمل ہوتا ہے۔ ایک حوالجاتی گروہ کا رکن ہونے کی حیثیت سے فرد اپنی شناخت اور ہیجانی وابستگی کو حوالجاتی گروہ کے ساتھ محسوس کرتا ہے اور اپنے حوالجاتی گروہ کی رہنمائی میں اپنے عقائد' قدروں اور مقاصد کی تعبیر کرتا ہے۔ مثال کے طور پر جب ہم سکول دور میں پڑھ رہے ہوتے ہیں تو ہمارے سکول کے ساتھیوں کا گروہ ہمارا حوالجاتی گروہ ہوتا ہے اور اس گروہ سے تعلق کی بنیاد پر ہم اپنے رویوں اور کردار کی تشریح و تعبیر کرتے ہیں۔ اسی دوران یہ ممکن ہے کہ ہم ایک ایسے گروہ سے بھی اپنی شناخت پیدا کریں جس سے ہم براہ راست تعلق نہ رکھتے ہوں۔ مثلاً اس کالج کے طالب علموں سے ہم اپنے رویوں اور کردار کا موازنہ کریں جس میں ہم داخلہ لینے کے خواہشمند ہوں۔ حوالجاتی گروہوں کی مختلف اقسام بھی بیان کی جاتی ہیں۔ مثبت حوالجاتی گروہ وہ گروہ

ہوتا ہے جس کے حوالے سے فرد اپنے عقائد' قدروں اور مقاصد کی تعبیر مثبت طور پر کرتا ہے۔ منفی حوالجاتی گروہ وہ گروہ ہوتا ہے جس کے حوالے سے فرد اپنے عقائد' قدروں اور مقاصد کی تعبیر گروہ کے عقائد' قدروں اور مقاصد کے برخلاف کرتا ہے۔ ایک تیسری قسم جو حوالجاتی گروہوں کی بیان کی جاتی ہے اسے تمنائی حوالجاتی گروہ (Aspirational Reference Group) کہا جاتا ہے۔ اس گروہ سے فرد کا تعلق اس کی تمناؤں اور آرزوؤں کے حوالے سے ہوتا ہے اور وہ اس گروہ کے عقائد' قدروں اور مقاصد کو زیادہ شدت سے اپناتا ہے۔

گروہوں کو کئی اور بنیادوں پر بھی مختلف اقسام میں بیان کیا جاتا ہے۔ مثلاً درون گروہ (Ingroup)' برون گروہ (Outgroup)' ساختی یا غیر ساختی گروہ' مجتمعی گروہ (Aggregate Group)' اقلی گروہ (Minimal Group) اور شناختی گروہ (Identity Group)۔ درون گروہوں سے مراد ایسے گروہ لئے جاتے ہیں جن میں گروہ کے اراکین کی گروہ کے حوالے سے شناخت بہت واضح ہوتی ہے اور گروہ کے اراکین ایک دوسرے کے بارے میں اور گروہ کے بارے میں بہت زیادہ مثبت احساسات رکھتے ہیں اور ان کے گروہی اعمال میں یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ وہ گروہ سے غیر ملحقہ افراد یعنی برون گروہ پر اپنی درون گروہ سے وابستگی کی بنیاد پر برتری ظاہر کرتے ہیں اور برون گروہ کی درون گروہ میں شمولیت میں مزاحم ہوتے ہیں۔ برون گروہ وہ گروہ ہوتا ہے جو کہ درون گروہ کے روبرو موجود ہوتا ہے اور درون گروہ میں شمولیت نہیں کر سکتا۔ ساختی یا غیر ساختی گروہوں کی اقسام گروہ کے اندر پائی جانے والی ساخت کے حوالے سے بیان کی جاتی ہیں۔ یعنی ساختی گروہ میں گروہی ساخت اعلیٰ درجے کی پائی جاتی ہے جبکہ غیر ساختی گروہ میں گروہی ساخت کمزور نوعیت کی ہوتی ہے۔ مجتمعی گروہ ایسے گروہ ہوتے ہیں جن میں افراد کسی معاشرتی تعلق کے بغیر اکٹھے ہوتے ہیں جیسے لوگ بس شاپ پر بس کے انتظار کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں۔ اقلی گروہ ایسے گروہ ہوتے ہیں جن میں افراد کسی کمزور معاشرتی تعلق کی بنیاد پر اکٹھے ہوتے ہیں مثلاً کسی جلسے کے سامعین۔ شناختی گروہ گروہوں کی مضبوط ترین قسم ہے جس میں گروہ کے اراکین کی شناخت ان کے گروہ کے حوالے سے کی جاتی ہے جیسے خاندان' ہم پیشہ ساتھی یا چرچ کے اراکین۔

گروہوں کی تقسیم بعض اوقات وقت کی طوالت کی بنیاد پر بھی کی جاتی ہے۔ مثلاً عارضی گروہ (Adhoc Group) اور جاریہ گروہ (Ongoing Group)۔ عارضی گروہوں سے مراد ایسے گروہ لئے جاتے ہیں جو کہ عارضی طور پر کسی خاص ضرورت کے تحت تشکیل دیئے جاتے ہیں اور متعلقہ ضرورت کو حاصل کرنے کے بعد انہیں ختم کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً عدالت میں ججوں کے پینل کی تشکیل

یا کسی قدرتی آفت کے نتیجے میں رضاکاروں کے گروہ کی تشکیل۔ جاریہ گروہوں سے مراد ایسے گروہ لئے جاتے ہیں جو کہ طویل عرصے تک چلتے رہتے ہیں۔ مثلاً کلاس روم کا گروہ یا کسی کمپنی کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کا گروہ۔

گروہوں کی تقسیم ان کے مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے بھی کی جاتی ہے۔ کار تعین کے گروہ (Task Oriented Group) ان گروہوں کو کہا جاتا ہے جو کہ کسی خاص کام کی سرانجام دہی کے لئے خود کو وقف کرتے ہیں اور معاشرتی گروہ وہ گروہ ہوتے ہیں جو کہ اپنے اراکین کے معاشرتی تعامل کے لئے یا ان کو تفریح و طبع کا سامان بہم پہنچانے کے لئے وجود میں آتے ہیں۔

گروہ کیا ہے؟

اگرچہ معاشرتی نفسیات دان گروہوں کا مطالعہ پچھلے ساٹھ سال سے کر رہے ہیں تاہم بہت سے تحقیق کار آج بھی اس بات کا سراغ لگانے میں مصروف ہیں کہ گروہوں کے باہمی اثرات اور گروہوں کو تشکیل دینے والے افراد پر اثرات کیا ہوتے ہیں۔ اکثر ماہرین کے خیال میں گروہوں کے خصائص کو آسانی سے بیان کیا جا سکتا ہے لیکن "گروہ" کی تعریف کرنا خاصا مشکل کام ہے۔ فلائیڈ آلپورٹ کے مطابق کوئی فرد بھی گروہی زندگی کے مخالف نہیں ہوتا' لیکن گروہ ایک ایسا فریب نظر ہوتے ہیں جو کہ لوگوں کے ذہنوں میں موجود ہوتے ہیں۔ تاہم کئی ماہرین یہ بات دریافت کر چکے ہیں کہ گروہ نظر آنے والی حدیں بھی رکھتے ہیں۔ نولیس کے مشاہدہ کے مطابق کھلی جگہوں پر بھی لوگ گروہ کی صورت میں چلتے ہیں۔ اکثر افراد چار یا چھ افراد کی بجائے دو افراد کی صورت میں چلتے ہیں' زیادہ تر لوگ اپنے رتبے کے اعتبار سے گروہوں کی صورت میں چلتے ہیں۔ مثلاً طالب علم طالب علموں کے گروہ میں اور پروفیسرز پروفیسروں کے گروہ میں چلتے ہیں۔ نولیس کے مطابق یہ کرداری اختلافات اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ گروہوں کی حدیں موجود ہوتی ہیں اور یہ گروہی حدیں گروہ کے حجم اور افراد کے رتبوں کی بنیاد پر تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔

جدید ماہرین کسی گروہ کے وجود کے بارے میں یا گروہ کی تشکیل کے بارے میں درج ذیل چار شرائط بیان کرتے ہیں:

(1) گروہی اراکین کے درمیان تعامل

اپنے ابتدائی مرحلہ میں گروہ اپنے اراکین کو ابتدائی صورت میں تعامل کا موقع فراہم کرتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ اراکین کا جسمانی طور پر ایک دوسرے کے روبرو تعامل موجود ہو بلکہ یہ تعامل زبانی

یا تحریری صورتوں میں ہو سکتا ہے۔

(2) گروہی اراکین کا ادراک

جس طرح کسی گروہ کے وجود کے لئے گروہی اراکین کے درمیان تعامل کا موجود ہونا ضروری ہوتا ہے اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ گروہ کے اراکین اپنے آپ کا گروہ کے رکن کی حیثیت سے ادراک کرتے ہوں۔ نہ صرف یہ کہ گروہ کے اراکین اپنا ادراک گروہ کے رکن کی حیثیت سے کرتے ہوں بلکہ دوسروں کی نظروں میں بھی ان کا گروہ کے اراکین کی حیثیت سے ادراک کیا جاتا ہو۔

(3) مشترکہ مقاصد اور معیار

لوگوں کے کسی گروہ سے متعلق ہونے کی ایک اہم وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ گروہ کی رکنیت کی بدولت کچھ ایسے مقاصد حاصل کر سکتے ہیں جو کہ وہ ایک فرد کی حیثیت سے حاصل نہیں کر سکتے۔ اس طرح گروہ کے اراکین کے کچھ مشترکہ مقاصد ہوتے ہیں۔ جب گروہ کے اراکین اپنے مشترکہ مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے کوشش کرتے ہیں تو گروہی معیار وجود میں آتے ہیں۔ گروہی معیاروں سے مراد گروہی اراکین کے کردار پیش کرنے کے بارے میں ایسے قواعد ہیں جن کی بدولت وہ یہ جانتے ہیں کہ گروہ کے اندر ان کا کون سا موزوں یا غیر موزوں کردار ہے۔

(4) قسمت کا باہمی انحصار

گروہ کے وجود سے متعلق آخری شرط یہ ہے کہ گروہ کے اراکین میں قسمت کا باہمی انحصار پایا جاتا ہے۔ یعنی وہ واقعات جو گروہ کے ایک رکن کو متاثر کرتے ہیں گروہ کے دوسرے اراکین کو بھی متاثر کرتے ہیں اور گروہ کی اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کی قابلیت کو بھی متاثر کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر ایک فٹ بال ٹیم ایک میچ جیتتی ہے تو تمام ٹیم اسے اپنی جیت سمجھتی ہے اور اگر ہارتی ہے تو تمام ٹیم اسے اپنی ہار سمجھتی ہے۔ اسی طرح کسی گروہ کے اجلاس میں گروہ کے تمام اراکین کی موجودگی ضروری کارروائیوں کو نمٹانے کے لئے لازمی خیال کی جاتی ہے۔

فرد اور گروہ

دور حاضر کی معاشرتی نفسیات میں فرد اور گروہ کے رشتہ کا کئی طرح سے جائزہ لیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں دو نظریات بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ پہلا زاجونک (Zajonc ء1965) کا معاشرتی تسہیل کا نظریہ (Social Facilitation Theory) ہے جو کہ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ

دوسروں کی موجودگی کا فرد کی کارکردگی پر کیا اثر ہوتا ہے اور دوسرا لاٹین (Latane ء1981) کا معاشرتی تاثر کا نظریہ (Social Impact Theory) ہے جو کہ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ فرد کا گروہ پر اور گروہ کا فرد پر کیا اثر ہوتا ہے۔

معاشرتی تسہیل کا نظریہ

معاشرتی نفسیات میں سب سے پہلا تجربہ جو کہ ٹرپلیٹ نے 1898ء میں کیا وہ تجربہ دراصل معاشرتی تسہیل کے موضوع سے متعلق تھا۔ اس نے اپنے اس تجربے میں سائیکل سواروں کے ایک گروہ کے اراکین کو اکیلے میں اور مقابلے میں دوڑایا۔ اس نے دیکھا کہ اکیلے میں دوڑنے کی بجائے مقابلے میں سائیکل سوار تیز دوڑتے ہیں۔ اس طرح کا ایک اور تجربہ ایک ہاتھ سے چلانے والی مشین کے ذریعے ٹرپلیٹ نے بچوں پر بھی کیا۔ اس تجربے کے نتائج بھی پہلے تجربے سے ملتے جلتے تھے۔ یعنی بچوں کی کارکردگی اکیلے کی نسبت دوسروں سے مقابلے کے دوران بہتر تھی۔

معاشرتی تسہیل کی اصطلاح کو سب سے پہلے فلائیڈ آلپورٹ نے 1924ء میں استعمال کیا۔ اس نے یہ نظریہ پیش کیا کہ کوئی کام سرانجام دیتے ہوئے دوسروں کی موجودگی ہمارے لئے مہیج کا کام کرتی ہے جس کی وجہ سے ہم نہ صرف وہ ردعمل فوری طور پر پیش کرتے ہیں جو کہ ہم پیش کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں بلکہ اس ردعمل کو زیادہ شدت سے پیش کرتے ہیں۔ 1930ء میں ڈاشیل نے فرد کی کارکردگی پر حاضرین اور ہم عاملوں (Co-actors) کی موجودگی کے اثرات کا ایک تفصیلی تجربات کے سلسلہ کے ذریعے جائزہ پیش کیا۔ ان تجربات کے نتائج کے مطابق عام طور پر فرد کی کارکردگی اس وقت بہتر ہوتی ہے جب وہ مشاہدہ میں یا دوسرے ہم عاملوں کے ساتھ ہم عمل ہو کر کام سرانجام دے رہا ہو۔ کئی بعد کے مطالعوں کے نتائج کے مطابق ایک دوسرے فرد کی موجودگی میں فرد کی کارکردگی بعض اوقات خراب بھی ہو سکتی ہے۔ اگلے تیس سال تک اس سلسلہ میں مختلف قسم کے اختلافی نتائج پیش کئے جاتے رہے۔

1965ء میں زاجونک نے معاشرتی تسہیل کے نظریہ کو باقاعدہ طور پر نئے سرے سے پیش کیا اور ساتھ اختلافی نتائج کی وضاحت بھی کی۔ زاجونک کے مطابق دوسروں کی ناظریا ہم عامل کی حیثیت سے موجودگی فرد کو عمل کرنے کے لئے اکساتی ہے اور صرف لوگوں کے عام طور پر پیش کئے جانے والے ردعمال کو تقویت دینے کا سبب بنتی ہے۔ زاجونک عام طور پر پیش کئے جانے والے ردعمال کو غالب ردعملی رجحانات قرار دیتا ہے۔ اس کے مطابق دوسروں کی موجودگی لوگوں کے غالب ردعملی

رجحانات پیش کرنے پر مثبت اثرات مرتب کرتی ہے۔ زاجونک نے اس بات کی بھی وضاحت کی کہ اگر دوسروں کی موجودگی میں فرد کے پیش کئے جانے والے غالب رد عملی رجحانات درست ہوں تو اس کی کارکردگی بہتر ہوتی ہے۔ لیکن اس کے برعکس اگر فرد کے پیش کئے جانے والے غالب رد عملی رجحانات درست نہ ہوں تو دوسروں کی موجودگی فرد کی کارکردگی میں رکاوٹ پیدا کرتی ہے۔

کاٹرلز (Cottrells ء1972) اور بانڈ (Bond ء1982) نے زاجونک کے نظریہ سے کسی حد تک اختلاف کیا۔ کاٹرلز کے مطابق صرف دوسروں کی موجودگی فرد کو رد عمل پیش کرنے کے بارے میں اکسانے کا سبب نہیں بنتی بلکہ جب ناظرین کارگزار شخص سے متوقع تخمینہ کی توقع کا احساس پیدا کرتے ہوئے موجود ہوتے ہیں تو کارگزار شخص کی کارکردگی بہتر ہوتی ہے۔ اسی طرح بانڈ کے مطابق جب حاضرین کی موجودگی ان کی ذات کی موجودگی کے احساس کے ساتھ عیاں ہوتی ہے تو کارگزار شخص بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ تاہم بعد میں کئی ماہرین نے اپنی تحقیقات کی مدد سے کاٹرلز اور بانڈ کے خیال کو رد کر دیا۔ ان کے خیال میں زاجونک کا نظریہ ہی معاشرتی تسہیل کے مظہر کو صحیح طور پر بیان کرتا ہے۔

معاشرتی تاثر کا نظریہ

تقریباً ستر سال پیشتر جرمن تحقیق کار رینگل من نے ایک دلچسپ تجربہ کیا۔ اس نے کچھ معمولوں کو یہ کہا کہ وہ ایک رسہ آپس میں مقابلہ کرتے ہوئے سخت زور لگا کر کھینچیں۔ رینگل من نے معمولوں کی رسے پر گرفت کی پیمائش ایک پیمائش کار آلے کے ذریعے کی۔ اس نے دیکھا کہ جب رسہ کھینچنے والے معمولوں کے گروہ بہت بڑے تھے تو ہر معمول کی رسے پر گرفت کم سخت تھی یا دوسرے الفاظ میں اجتماعی طور پر گروہوں کی کارکردگی افراد کی کارکردگیوں کے میزان کی نسبت کم تھی۔

معاشرتی تسہیل کے نظریہ کی طرح معاشرتی تاثر کا نظریہ بھی فرد کی کارکردگی پر دوسروں کی موجودگی کے اثرات کو زیر بحث لاتا ہے۔ معاشرتی تاثر کے نظریہ کے مطابق جب زیادہ لوگ کوئی کام اجتماعی طور پر کرتے ہیں تو گروہ کی صورت میں افراد انفرادی طور پر اس کام کی سرانجام دہی کے لئے کم کوشش کرتے ہیں۔

لاٹیسن نے 1981ء میں رینگل من کے خیال کو توسیع دے کر معاشرتی تاثر کے نظریہ کی صورت میں پیش کیا۔ معاشرتی تاثر کے نظریہ میں دو نقاط اہم ہیں: پہلا یہ کہ گروہ کا فرد پر اثر توں توں

زیادہ ہوتا جاتا ہے جوں جوں گروہ کا حجم بڑھتا جاتا ہے اور دوسرا یہ کہ جب گروہ بڑا ہوتا ہے تو ہر رکن گروہ کا کم اثر قبول کرتا ہے۔ لائیسن اور اس کے ساتھیوں نے مختلف تجربات کے ذریعے اپنے نظریہ کو ثابت کیا۔ انہوں نے معمولوں کو کہا کہ وہ جس قدر زور سے چیخ سکتے ہیں چیخیں یا جس قدر زور سے تالیاں بجا سکتے ہیں بجائیں۔ انہوں نے دیکھا کہ جوں جوں گروہ کے حجم میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا توں توں گروہ کے ہر رکن کی ذاتی کارکردگی میں کمی واقع ہو رہی تھی۔ لائیسن اور اس کے ساتھیوں نے گروہ کے اراکین کی ذاتی کارکردگی میں کمی کو بیان کرنے کے لئے معاشرتی آوارگی (Social Loafing) کی اصطلاح استعمال کی۔

معاشرتی آوارگی کے مظہر کی اس طرح توضیح بیان کی جاتی ہے کہ جوں جوں گروہ کے حجم میں اضافہ ہوتا جاتا ہے توں توں گروہ کے ہر رکن پر ذاتی طور پر بہتر کارکردگی ظاہر کرنے کا دباؤ کم ہوتا جاتا ہے اور گروہ سے متوقع کارکردگی کا ظاہر ہونا گروہ کے تمام اراکین میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ اس بات کے مواقع بھی کم ہوتے ہیں کہ گروہ کے ہر رکن کی کارکردگی کی شناخت ہو سکے گی اور اس طرح گروہ کے ہر رکن کے بہتر کارکردگی ظاہر کرنے کے بارے میں خدشات کم ہو جاتے ہیں۔ ایک تجربہ کے ذریعے یہ دیکھا گیا کہ لوگ اس وقت انفرادی طور پر کم پریشان تھے جب وہ ایک بڑے گروہ کی صورت میں کام کر رہے تھے۔ لیکن جب وہ ایک چھوٹے گروہ کی صورت میں کام کر رہے تھے تو وہ انفرادی طور پر زیادہ پریشان تھے۔

معاشرتی تسہیل کا نظریہ اور معاشرتی تاثر کا نظریہ اس بارے میں اہم معلومات فراہم کرتے ہیں کہ کس طرح مختلف طریقوں سے گروہ کے اثرات فرد پر مرتب ہوتے ہیں۔ اس باب میں بعد میں زیر بحث آنے والے موضوعات مثلاً گروہ مسائل حل کرتے ہوئے اور فیصلے کرتے ہوئے' اور گروہی مطابقت بھی اس بات کی وضاحت کریں گے کہ گروہ کے فرد پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

گروہی ساخت

معاشرتی نفسیات دان چھوٹے گروہوں کی ساخت کا خاص طور پر مطالعہ کرتے ہیں۔ تمام اقسام کے گروہوں کی ساخت کی کئی ابعاد ہو سکتی ہیں۔ جب کچھ افراد پہلی دفعہ کسی ایک جگہ اکٹھے ہو کر باہمی تعامل شروع کرتے ہیں تو ایک مشاق مشاہدہ کار اس بات کا جائزہ لے سکتا ہے کہ افراد کے اس گروہ میں کئی طرح کے امتیازات پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً کچھ افراد دوسروں کی نسبت ایک دوسرے پر زیادہ اثر انداز ہوتے ہیں' کچھ ابلاغ کرنے میں زیادہ مستعد ہوتے ہیں' کچھ دوسروں کے ساتھ زیادہ

اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کی جستجو میں ہوتے ہیں اور کچھ کو دوسروں کی نسبت زیادہ پسند کیا جاتا ہے وغیرہ۔ گروہی ساخت سے مراد کسی گروہ میں ارا کین کے درمیان پائے جانے والے تعلقات کی مستحکم وضع ہے۔ کسی گروہ میں گروہی ساخت کی ابعاد اتنی ہی ہو سکتی ہیں جتنے کہ گروہ میں امتیازات موجود ہو سکتے ہیں' اور اس گروہ کی ساخت کو ان تمام امتیازات کی بنیاد پر بیان کیا جاسکتا ہے۔ تاہم اکثر ماہرین کے خیال میں تمام اقسام کے گروہوں کی گروہی ساخت کو ان کے وظائف کے حوالے سے درج ذیل چھ ساختوں کے حوالے سے بیان کیا جاسکتا ہے:

1: کششی ساخت (Attraction Structure)

2: اتصالی ساخت (Cohesive Structure)

3: ابلاغی ساخت (Communication Structure)

4: اقتداری ساخت (Power Structure)

5: کار منصبی کی ساخت (Role Structure)

6: گروہ کا سائز اور گروہی ساخت (Group Size and Group Structure)

1: کششی ساخت

گروہ میں ارا کین کے درمیان پائی جانے والی پسندیدگیوں اور ناپسندیدگیوں کو کششی ساخت کہا جاتا ہے۔ یہ ساخت گروہ کے ارا کین کے بین الاشخاصی احساسات' پسندیدگیوں' بے توجہیوں اور ناپسندیدگیوں سے متعلق ہوتی ہے۔ اگرچہ گروہ میں کسی دوسرے کے بارے میں کشش ظاہر کرنا ہر رکن کا ذاتی حق ہوتا ہے لیکن گروہ میں کشش کا مظہر گروہی پیداواریت اور گروہ میں معلومات کے پھیلاؤ کے عمل کو متاثر کرنے والا ایک اہم عنصر ہوتا ہے۔ گروہ کے ارا کین کے درمیان کشش کے عنصر کا زیادہ پایا جانا اس بات کی علامت نہیں ہے کہ گروہ اس کی بدولت زیادہ موثر ثابت ہوتا ہے' بلکہ بعض صورتوں میں گروہ کے ارا کین کے درمیان کشش یا دوستی کے جذبات موجود ہونا گروہ کی استعداد کو بھی متاثر کر سکتا ہے۔ یعنی گروہ میں بہتر کشش کے موجود ہونے کی صورت میں گروہی ارا کین اپنا زیادہ وقت غیر ضروری معاشرتی سرگرمیوں میں ضائع کریں اور گروہی مقاصد کو حاصل کرنے کے امور کے بارے میں بے توجہی کا مظاہرہ کریں۔ لیکن دوسری طرف گروہ میں بہتر کشش کا موجود ہونا اس بات کی بھی علامت ہے کہ اس کی بدولت گروہی ارا کین گروہی امور کے لئے کام

کرتے ہوئے بہتر طور پر ابلاغ کر سکیں۔ ایک دوسرے کے ساتھ اپنے خیالات کا تبادلہ کر سکیں' اپنی رائے دے سکیں اور دوسروں کی آراء سے مستفید ہو سکیں۔ معاشرتی نفسیات دان گروہی امور نمٹانے کے حوالے سے گروہ کی کششی ساخت کا تجزیہ معاشرہ پیمائی کے طریقہ کے ذریعے کرتے ہیں۔ تحقیقات کی مدد سے یہ ثابت ہوا ہے کہ گروہ میں گروہی امور نمٹانے کے حوالے سے بہتر کشش کا موجود ہونا گروہ کی پیداواریت اور استعداد بڑھانے کا سبب بنتا ہے اور گروہ میں معلومات کے پھیلاؤ کا عمل متوازن طور پر جاری رہتا ہے۔ لیکن دوسری صورت میں گروہ کے اراکین میں بین الاشخاصی پس منظر کے حوالے سے کشش کا بہتر موجود ہونا گروہ کے اراکین کی توجہ کو گروہی امور نمٹانے سے گریز کرنے کا سبب بنتا ہے اور اراکین غیر ضروری سرگرمیوں میں اپنا وقت ضائع کرتے ہیں اور گروہی پیداواریت اور استعداد پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

2: اتصالی ساخت

گروہی سطح پر مثبت طور پر کشش کے عنصر کی موجودگی ایک دوسری قسم کی گروہی ساخت پیدا کرنے کی ذمہ دار بنتی ہے جسے اتصالی ساخت کہا جاتا ہے۔ اتصال کی تعریف اس طرح کی جاتی ہے کہ اتصال سے مراد وہ قوت ہے جس کی بدولت گروہ کے اراکین گروہ میں رہنا چاہتے ہیں۔ یا ایسی تمام قوتیں جن کی بدولت گروہی اراکین گروہ کے فعال اراکین کی حیثیت سے گروہ میں کام کرنا چاہتے ہیں' اتصال کہلاتی ہیں۔

اتصال گروہی نشوونما اور موثریت کے لئے ایک اہم متغیرہ ہوتا ہے اور وہ گروہ کے بہت سے اعمال کو متاثر کرتا ہے۔ مثلاً گروہ کے اراکین کے مابین تعامل کا درجہ' گروہ کے اراکین پر معاشرتی اثر' اور گروہی پیداواریت اور تسکین جیسے اعمال گروہی اتصال کے متغیرہ کی نوعیت کے مطابق متعین ہوتے ہیں۔

وہ گروہ جن میں اتصال بہتر درجے کا پایا جاتا ہے اس گروہ کے اراکین اپنے باہمی تعامل میں دوستی' تعاون اور گروہی مقاصد کو حاصل کرنے کی جستجو کی بہتر کیفیت اور کمیت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ وہ گروہی رکنیت کی ذمے داری قبول کرتے ہوئے گروہ کے اجلاسوں میں باقاعدگی سے شرکت کرتے ہیں اور گروہی مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے مثبت لائحہ عمل اختیار کرتے ہیں۔ ایسے گروہ جن میں اتصال کمتر درجے کا پایا جاتا ہے اس گروہ کے اراکین غیر ضروری طور پر گروہ کے اجلاسوں میں شرکت کرنے سے کتراتے ہیں اور ان گروہوں کے اجلاسوں میں غیر متعلقہ امور کو زیر بحث لا کر زیادہ وقت

ضائع کیا جاتا ہے۔

عام طور پر کسی گروہ میں اتصال کا بہتر ہونا یا نہ ہونا اس بات پر بھی دلالت کرتا ہے کہ ایک بہتر طور پر اتصالی گروہ کے اراکین اپنے مقاصد میں کامیابی یا ناکامی کی ذمے داری گروہ کی حیثیت سے قبول کرتے ہیں۔ جبکہ ایک ایسے گروہ کے اراکین جس میں کمتر درجے کا اتصال پایا جاتا ہے' گروہی مقاصد کو حاصل کرنے میں ناکامی کی صورت میں ایک دوسرے کو مورد الزام ٹھہراتے ہیں اور نااتفاقی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

ایک اتصالی گروہ کے اراکین گروہ کے اندر واضح معاشرتی اثر قبول کرتے ہیں اور گروہی معیاروں سے بہتر مطابقت پیدا کرتے ہوئے اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ تحقیقات کی مدد سے یہ دیکھا گیا ہے کہ کسی گروہ میں اتصال کا درجہ جتنا زیادہ بلند ہوتا ہے' گروہ کے اراکین پر گروہ کے اندر اتنا ہی زیادہ معاشرتی اثر گہرا ہوتا ہے۔ تاہم اس کا یہ مطلب نہیں کہ اتصال اور گروہی معیاروں سے شدید مطابقت پیدا کرنا لازماً درست ہی ہو' کیونکہ یہ عناصر فرد کی آزادی اور اس کے ذات کے تصور پر منفی اثرات بھی مرتب کر سکتے ہیں۔ مثلاً مذہبی فرقوں کے گروہوں میں اسی بنیاد پر انسانیتی قدروں کو پامال کیا جاتا ہے۔

اتصال کے بہتر درجے کا موجود ہونا گروہ کی پیداواریت بڑھانے اور گروہ کے تسکین حاصل کرنے میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ مختلف مطالعوں کی مدد سے یہ دیکھا گیا ہے کہ بہتر اتصال کی موجودگی میں گروہ کا محرک اور کارکردگی بڑھ جاتی ہے اور گروہ زیادہ فائدہ اور تسکین حاصل کرتا ہے۔

3: ابلاغی ساخت

ابلاغی ساخت سے مراد گروہ میں اراکین کے درمیان پائے جانے والے ابلاغی وسائل (Communication Channels) کے نمونے ہیں۔ گروہ میں ابلاغی وسائل کی تعداد' استعداد اور تقسیم گروہ کے کئی اعمال کو بہت زیادہ متاثر کرتی ہے جن میں خاص طور پر گروہ کا مسائل کو حل کرنے کا عمل' گروہ میں معلومات تقسیم ہونے کا عمل' اور گروہ کے اپنے امور نمٹانے کے منظم طریقوں کی نشوونما کا عمل شامل ہے۔

لیوٹ (Leavitt ء1951) نے اپنے تجربات کی بنیاد پر گروہوں میں پائے جانے والے ایسے مختلف ابلاغ کے نمونوں کا جائزہ پیش کیا ہے جو کہ گروہی کردار کو بہت زیادہ متاثر کرتے ہیں۔ لیوٹ

نے اپنے تجربات میں پانچ اراکین پر مشتمل مختلف گروہوں کو درج ذیل چار ابلاغ کے نمونوں کے تحت مسائل حل کرنے کی ذمہ داری سونپی:
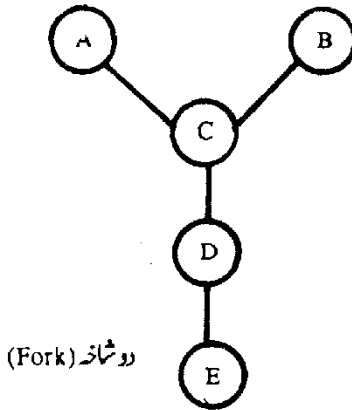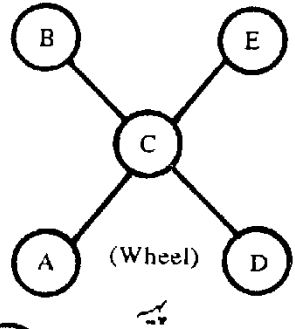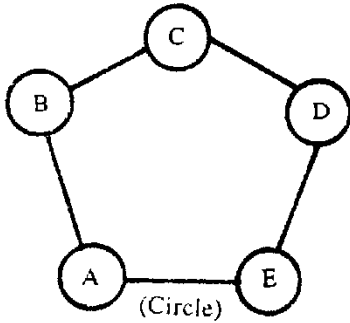
مندرجہ بالا اشکال پانچ اراکین پر مشتمل چار گروہوں کے ابلاغ کے نمونوں کی شکلیں ہیں۔ شکلوں میں موجود دائرے گروہ کے اراکین کی پوزیشنوں کو ظاہر کر رہے ہیں اور دائروں کے درمیان لکیریں ابلاغی وسائل کی نشاندہی کر رہی ہیں۔ ان نمونوں میں موجود شخص C مرکزی شخص یا گروہ کا قائد ہے۔

لیوٹ نے ان چار لبلاغ کے نمونوں کے تحت اپنے تجربات کے نتائج کا تجزیہ مرکزی شخص کے حوالے سے "گروہ کی استعداد کے حوالے سے" اور گروہ کے اراکین کی تسکین کے حوالے سے پیش

کیا ہے۔ مرکزی شخص کے حوالے سے ان ابلاغ کے نمونوں کا تجزیہ اس طرح پیش کیا گیا کہ ان نمونوں میں مرکزی شخص کی ابلاغ میں حیثیت کس نوعیت کی تھی۔ یہ دیکھا گیا کہ پہیہ کے نمونہ میں مرکزی شخص کو گروہی ابلاغ میں سب سے زیادہ مرکزی حیثیت حاصل تھی، زیر بحث لائی جانے والی تمام معلومات یا ابلاغ کا بہاؤ اس کی مرکزیت کی بنیاد پر ہو رہا تھا۔ دائرہ کا نمونہ مکمل طور غیر مرکزی حیثیت کا حامل نمونہ تھا اور اس نمونہ کے تحت گروہی ابلاغ میں تمام اراکین کو ایک جیسی حیثیت حاصل تھی اور ہر رکن اپنے دائیں اور بائیں طرف بیٹھے اراکین سے ابلاغ کر سکتا تھا۔ دو شاخہ کے نمونہ میں متوازن حد تک مرکزیت پائی جاتی تھی اور شخص C سب سے زیادہ مرکزیت کا حامل اور اس کے بعد شخص D کی مرکزیت کے حوالے سے پوزیشن تھی۔ زنجیر کا نمونہ بھی کسی حد تک متوازن مرکزیت کا حامل تھا۔ شخص C کو سب سے زیادہ مرکزیت حاصل تھی۔ اور اس کے بعد اشخاص B اور D کی پوزیشنیں تھیں اور اشخاص E اور A کی محیطی پوزیشنیں تھیں۔ لیوٹ کے تجربات سے یہ ثابت ہوا کہ گروہ دائرہ اور زنجیر، گروہ پہیہ اور دو شاخہ کی نسبت گروہی امور نمٹانے کے حوالے سے کم استعداد رکھتے تھے اور انہیں اپنے زیر بحث لائے جانے والے مسائل کے حل کے لئے مزید پیغامات کی ضرورت تھی۔ تجربات کے اختتام پر تمام معمولوں سے یہ پوچھا گیا کہ ان کے تجربات میں شمولیت کے بارے میں کیا تاثرات ہیں۔ وہ اراکین جنھوں نے دائرہ کے نمونہ کے تحت کام سرانجام دیا وہ سب سے زیادہ مطمئن تھے۔ شاید اس لئے کہ گروہی امور نمٹانے میں ان سب کو مرکزیت کے حوالے سے یکساں حیثیت حاصل تھی۔ ایسے نمونے جہاں مرکزی شخص کو واضح اہمیت حاصل تھی مثلاً پہیہ کے نمونہ میں، ان اراکین نے جن کی محیطی پوزیشنیں تھیں وہ گروہی امور نمٹانے کے حوالے سے سب سے زیادہ غیر مطمئن تھے۔ لیوٹ نے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ گروہ کی استعداد، کارکردگی اور اراکین کی تسکین ہمیشہ ساتھ ساتھ نہیں چلتیں۔ بہتر استعداد اور کارکردگی کے لئے بعض اوقات اراکین کی تسکین کو قربان کرنا پڑتا ہے۔

لیوٹ کی تحقیقات کے مطابق زیادہ مرکزیت کے حامل ابلاغ کے نمونے مثلاً پہیہ، کم مرکزیت کے حامل ابلاغ کے نمونوں مثلاً دائرہ کی نسبت گروہ کے لئے اس کے مسائل حل کرنے کے عمل میں زیادہ موزوں ثابت ہوتے ہیں۔ لیکن ایسا صرف اسی وقت ہوتا ہے جب گروہ سادہ اور آسان نوعیت کے مسائل کو حل کرنے کے لئے کام کر رہا ہو۔ زیادہ پیچیدہ مسائل حل کرنے کے عمل میں ابلاغ کے نمونوں کے یہ اختلافات مددگار ثابت نہیں ہوتے۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ جب گروہ بہت مشکل مسائل حل کرنے کے لئے کام کر رہا ہو تو دائرہ کے نمونہ کو پہیہ کے نمونہ پر فوقیت حاصل ہوتی ہے۔

بہت زیادہ مشکل مسائل حل کرتے ہوئے ایک پہیہ کے نمونہ کی ساخت کا حامل گروہ زیادہ تر مرکزی شخص کی منتظمانہ قابلیت اور معلومات کا تجزیہ کرنے کی اہلیت پر انحصار کرتا ہے۔ ان حالات میں اکثر مرکزی اشخاص مسائل کو حل کرنے کی درکار قابلیت اور اہلیت کے معیار پر پورے نہیں اترتے اور اس طرح تمام گروہ کی استعداد زوال کا شکار ہو جاتی ہے۔

4: اقتداری ساخت

اقتداری ساخت سے مراد گروہ میں منصب اور اثر انداز ہونے کی اہلیت کی تقسیم ہے۔ رسمی گروہوں میں عموماً اقتداری ساخت نظام مراتب میں تقسیم ہوتی ہے جس میں سب سے اوپر بنیادی اقتدار' دوسرے درجے میں ثانوی اقتدار اور اسی طرح دوسرے مراتب اور آخر میں عام اراکین مذکور ہوتے ہیں۔ ان تمام اقسام کے اقتداروں کے کام کرنے کے لئے مقررہ قواعد و ضوابط موجود ہوتے ہیں جن کے تحت وہ اپنے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ غیر رسمی گروہوں میں اقتدار کی نوعیت کے بارے میں کئی اقسام کے امتیازات موجود ہو سکتے ہیں اور اقتدار کی نوعیت مبہم یا واضح ہو سکتی ہے۔

اقتداری ساخت کا تجزیہ اکثر اوقات بنیادی اقتدار کے حوالے سے کیا جاتا ہے۔ جب گروہ کے اندر ایک فرد دوسرے اراکین کے تسکین کے ذرائع پر کنٹرول حاصل کرتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ دوسروں پر اقتدار رکھتا ہے۔ گروہوں میں اقتدار کی ایک اہم بنیاد جزائی اقتدار (Reward Power) یا تقویتی اقتدار ہے۔ اقتدار کے دوسرے ذرائع میں ماہرانہ اقتدار اور استفادی اقتدار شامل ہیں۔ ماہرانہ اقتدار (Expert Power) میں ایک فرد اپنے علم' تجربے اور قابلیتوں کی بنیاد پر دوسروں پر اقتدار حاصل کرتا ہے۔ استفادی اقتدار (Referant Power) میں ایک فرد دوسرے اراکین کی نظروں میں پسندیدگی کی بنیاد پر گروہی قائد سے ہمسری کرتے ہوئے اقتدار کی حالت میں ہوتا ہے۔ گروہ میں اقتدار ایک ایسا عنصر ہوتا ہے جس کی بدولت گروہ کے اراکین کے رتبوں' قدر و قیمت اور وقار کا تعین ہوتا ہے۔ وہ فرد جو گروہ میں سب سے زیادہ اقتدار رکھتا ہے وہ کئی طرح کے فوائد حاصل کرتا ہے۔ وہ گروہی امور کے سلسلہ میں سب سے زیادہ با اثر ہوتا ہے' دوسروں سے زیادہ گروہی کارکردگی کی کیفیت کو متاثر کرتا ہے اور معاشرتی قبولیت کی صورت میں انعام حاصل کرتا ہے۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ گروہ کا سب سے زیادہ اقتدار رکھنے والا رکن گروہی ابلاغات یا پیغامات سب سے زیادہ وصول کرتا ہے اور معاشرہ پیا تجزیہ میں وہ تمام اراکین کی نسبت زیادہ ترجیح اور عزت حاصل کرتا ہے۔ مزید یہ کہ سب سے زیادہ اقتدار رکھنے والا رکن سب سے زیادہ تسکین

حاصل کرتا ہے۔ نہ صرف وہ ابلاغات، عزت اور کشش کے حوالے سے تسکین حاصل کرتا ہے بلکہ برسراقتدار ہونا اور اقتدار کا استعمال بذات خود تسکین کا باعث ہوتا ہے۔

5: کار منصبی کی ساخت

کار منصبی کی ساخت یا کام سرانجام دینے کی ساخت سے مراد کسی گروہ میں گروہ کے اراکین کے امور اور ذمے داریاں ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اس سے مراد کسی گروہ میں گروہی امور سرانجام دینے کے لئے محنت اور کار منصوبوں کی تقسیم ہے۔ ایسے گروہ جو کہ کچھ مخصوص مقاصد حاصل کرنے کے لئے وجود میں آتے ہیں وہاں کار منصبی کی ساخت سے مراد گروہ کے اراکین کی مختلف امور سر انجام دینے کی ماہرانہ اہلیت مراد لی جاتی ہے۔ غیر رسمی اور کسی حد تک غیر ساختی گروہوں میں کار منصبی کی ساخت سے مراد گروہ کے اراکین میں گروہی مقاصد حاصل کرنے کے لئے کار منصبوں کی تقسیم مراد لی جاتی ہے۔

تحقیقات کی مدد سے یہ دیکھا گیا ہے کہ ایسے گروہ جو کچھ مخصوص مقاصد حاصل کرنے کے لئے وجود میں آتے ہیں اور وہاں کوئی کار منصبی ماہرانہ اہلیت کی بنیاد پر کسی رکن یا چند اراکین کے ذمے سونپا جاتا ہے تو گروہ کے باقی اراکین محرومیت، غیر دلچسپی اور بے تسکینی کا اظہار کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ گروہی کار منصبوں کے لئے ان کی خدمات کو نظرانداز کیا جا رہا ہے۔ ان حالات میں ایسا ممکن ہو سکتا ہے کہ گروہ کی مجموعی استعداد زوال پذیر ہو جائے۔

بیلز اور سلاٹر (Bales and Slater ء1955) نے غیر ساختی گروہوں کے مسائل حل کرنے کے عمل میں گروہی اراکین میں کار منصبوں کی تقسیم کے حوالے سے مطالعہ کیا ہے۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ غیر ساختی گروہوں میں مسائل کو حل کرنے کے عمل کے دوران کچھ اراکین تو مسائل کو حل کرنے کے لئے سرگرم عمل ہوتے ہیں اور باقی اراکین معاشرتی ہیجانی ماہر خصوصی کا کار منصبی ادا کرتے ہیں۔ گروہ کے قائد اور کئی دوسرے فعال اراکین کے ذمے یہ کار منصبی ہوتا ہے کہ وہ متعلقہ مسئلہ کو حل کرنے کے لئے مختلف خیالات پیش کریں اور ممکنہ حل تجویز کرتے ہوئے حتمی حل تلاش کریں۔ جبکہ معاشرتی ہیجانی ماہر خصوصی اراکین گروہ کو متوازن رکھنے اور ہیجانی صورت حالوں سے محفوظ رکھنے کے کار منصبی سرانجام دیتے ہیں۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ ان حالات میں معاشرتی ہیجانی ماہر خصوصی اراکین گروہ کے اقتدار رکھنے والے اراکین کی نسبت گروہ میں زیادہ ہر دلعزیز ہوتے ہیں۔

6: گروہ کا سائز اور گروہی ساخت

گروہ کی تنظیمی ساخت کا تعلق کسی حد تک گروہ میں شامل اراکین کی تعداد سے بھی ہوتا ہے۔ دو اراکین پر مشتمل گروہ کا تین یا تین سے زیادہ اراکین پر مشتمل گروہوں سے بنیادی فرق یہ ہوتا ہے کہ بڑے گروہوں میں کئی ثانوی گروہ یا چھوٹے چھوٹے گروہی اتحاد موجود ہو سکتے ہیں۔ حتیٰ کہ تین اراکین پر مشتمل گروہ میں بھی دو اراکین تیسرے رکن کی مخالفت میں گروہی اتحاد قائم کر سکتے ہیں۔ تحقیقات کی مدد سے یہ دیکھا گیا ہے کہ بڑے گروہوں میں منظم طور پر گروہی امور نمٹانے کے حوالے سے اختلافات پیدا ہونے کے مواقع زیادہ ہوتے ہیں چاہے کوئی گروہ طاق یا جفت تعداد پر مشتمل ہو۔ کچھ تحقیقات کی مدد سے یہ دلچسپ نتائج بھی حاصل ہوئے ہیں کہ بعض اوقات کچھ لوگ ایک جفت تعداد کے گروہ میں اس لئے کام کرنے کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ جفت تعداد کے گروہ میں وہ گروہی امور نمٹانے کے سلسلہ میں پیدا ہونے والے اختلافات کی صورت میں گروہ کے دو برابر حصوں میں تقسیم ہونے کی وجہ سے فیصلہ نہ کرسکنے کی اہلیت کا فائدہ اٹھا سکیں۔ اور طاق تعداد کے گروہ میں اس لئے کام کرنے کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ وہ اختلاف رائے پیدا ہونے کی صورت میں اقلیت کے مخالف ایک اکثریتی گروہی اتحاد قائم کر سکیں۔

بڑے گروہوں کی ابلاغی ساخت اور اقتداری ساخت کے حوالے سے کی گئیں تحقیقات کے نتائج کے مطابق بڑے گروہوں کی تنظیمی ساخت میں یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ وہ گروہی ابلاغ کے حوالے سے رسمی اور تاثراتی حیثیت اختیار کر جائیں اور ان میں ابلاغ کی کیفیت بہت زیادہ پیچیدہ ہو اور زیادہ تر تحکمانہ اقتدار بڑے گروہوں میں ہی پیدا ہوتا ہے۔

بڑے گروہوں میں کئی مسائل اراکین کے بین الاشخاصی تعامل کے حوالے سے بھی پیدا ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر بڑے گروہوں میں تمام اراکین کے ایک دوسرے کے ساتھ براہ راست باہمی تعامل کے مواقع کم ہوتے ہیں اور اس طرح ہر رکن کے کار منصبی کا ادراک اور اس سے وابستہ توقعات کو جاننا گروہ کے ہر رکن کے لئے ممکن نہیں ہوتا۔ ان حالات میں مختلف افراد کی پوزیشنوں کا ادراک ان کی معاشرتی کلاس کے حوالے سے کیا جاتا ہے اور گروہ میں ہر رکن کے کار منصبی کی لاثانیت اس کی انفرادیت کے حوالے سے نظرانداز ہو جاتی ہے۔ تحقیقات کی مدد سے یہ دیکھا گیا ہے کہ بڑے گروہوں اور معاشروں میں اراکین دوسرے اراکین سے تعامل ان کی معاشرتی کلاس کے حوالے سے کرتے ہیں۔

ویسے بھی گروہی حرکیات کے ماہرین یہ یقین رکھتے ہیں کہ ان کے چھوٹے گروہوں کی تنظیمی ساخت کے بارے میں سائنسی طور پر اخذ کئے گئے اصولوں کا بڑے گروہوں کی تنظیمی ساخت کو سمجھنے پر اطلاق نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ بڑے گروہوں کی تنظیمی ساخت کو جاننے کے لئے تجربات کرنے میں بہت سی مشکلات درپیش ہوتی ہیں اور آج تک ہمیں کوئی ایسی شہادت میسر نہیں جس کی بدولت ہم بڑے گروہوں کی تنظیمی ساخت کے متعلق کوئی واضح اصول بتا سکیں۔ لیکن ہم امید کرتے ہیں کہ جدید دور کے معاشرتی نفسیات دان ایسا کر سکیں گے۔

گروہ مسائل حل کرتے ہوئے اور فیصلے کرتے ہوئے

گروہ جو مختلف اقسام کے کام سرانجام دیتے ہیں ان میں سے ایک اہم کام گروہ کے سامنے لائے جانے والے مسائل کو حل کرنا اور کسی حتمی فیصلے پر پہنچنا ہے۔ اسمبلیاں اور حکومتی ادارے، بڑی بڑی کارپوریشنیں، فوجی تنظیمیں، تجارتی ادارے، کمیٹیاں اور دوسرے کئی اقسام کے معاشرتی گروہ گروہی بنیادوں پر مختلف اقسام کے مسائل حل کرتے اور فیصلے کرتے ہیں۔ ہمیں اپنی روزمرہ کی زندگی میں جن قواعد و قوانین، پالیسیوں اور فیصلوں سے واسطہ پڑتا ہے وہ تمام کے تمام گروہی بنیادوں پر کئے گئے ہیں۔ اس بات کا دارومدار کہ ہمارے معاشرے کی مستقبل میں کیا شکل و صورت ہو گی، اس کا تعین مختلف اقسام کے گروہوں کے فیصلوں پر ہو گا جو کہ ہمارے زمانہ حال کے مسائل کے حل کو پیش نظر رکھتے ہوئے مستقبل کے بارے میں فیصلے کریں گے۔

ایک فرد بمقابلہ گروہ کی مسائل حل کرنے اور فیصلے کرنے کی اہلیت کا موازنہ

کیا ایک گروہ ایک قابل شخص کے مقابلے میں پیش کئے گئے مسائل کو حل کرتے ہوئے بہتر فیصلے کر سکتا ہے؟ اس سوال کے جواب کے لئے مختلف تحقیقات کی گئی ہیں۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ مسائل کو حل کرنے میں اور بہتر فیصلے کرنے میں ایک گروہ کو ایک قابل شخص کے مقابلے میں فوقیت حاصل ہوتی ہے۔ لیکن اس کا انحصار دو عناصر پر ہوتا ہے: پہلا یہ کہ گروہ کے اراکین ماضی کے ایسے تجربات رکھتے ہوں اور دوسرا یہ کہ پیش کئے گئے مسائل کی نوعیت سادہ اور آسان ہو۔ اس سلسلہ میں کیلی اور تھیباٹ (Kelly and Thibaut) کی تحقیقات کے نتائج درج ذیل ہیں:

(ا) گروہ اس صورت میں ایک قابل شخص کے مقابلے میں نچلے درجے کی کارکردگی کا مظاہرہ کرتا ہے اور اس کے لئے کسی ایک فیصلے پر پہنچنا بھی مشکل ہوتا ہے جب پیش کئے گئے مسائل پیچیدہ قسم کے ہوں۔

(2) گروہ اس صورت میں ایک قابل شخص جتنی کارکردگی کا مظاہرہ کرتا ہے جب پیش کیے گئے مسائل عقل و فہم اور بصیرت سے حل کرنا مطلوب ہوں۔

(3) گروہ اس صورت میں ایک قابل شخص سے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرتا ہے جب پیش کیے گئے مسائل کو حل کرنے کے لئے مختلف اقسام کی قابلیتیں اور اہلیتیں درکار ہوں اور مسائل کے ایک سے زیادہ حل پیش کرنے ہوں۔

گروہ موثر طور پر مسائل حل کرتے ہوئے اور فیصلے کرتے ہوئے

اس بات میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ گروہی زندگی میں ایک بہت بڑی مقدار میں مسائل سے نبرد آزما ہونے اور فیصلے کرنے کا کردار واقع ہوتا ہے۔ مثلاً خاندان، پیشہ ور گروہ، کھیلوں کی ٹیمیں اور بے شمار اقسام کے مختلف گروہوں میں گروہوں کے اراکین مختلف اقسام کے مسائل سے نبرد آزما ہوتے ہوئے اور فیصلے کرتے ہوئے اپنا زیادہ وقت صرف کرتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اگر یہ بات کہی جائے تو غلط نہیں ہے کہ گروہوں کی تشکیل کا ایک اہم مقصد گروہی بنیادوں پر مسائل حل کرنا اور فیصلے کرنا ہوتا ہے۔ درج ذیل میں ان اقدامات کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے جن کی مدد سے گروہوں کی مسائل کو موثر طور پر حل کرنے اور بہتر طور پر فیصلے کرنے کی استعداد بڑھائی جا سکتی ہے۔

گروہی بنیادوں پر کیے گئے فیصلوں کی پر اثری کے بارے میں ایک اہم تحقیق کرٹ لیون نے 1947ء میں کی۔ وہ اپنی تحقیق کے ذریعے یہ جاننا چاہتا تھا کہ لوگوں کی خوراک لینے کی عادات تبدیل کرنے کے لئے ان تین طریقوں میں سے یعنی لیکچر کا طریقہ، گروہی مباحثے کا طریقہ اور ہدایات بہم پہنچانے کے طریقوں میں سے کون سا طریقہ زیادہ پر اثر ثابت ہوتا ہے۔ نتائج سے ثابت ہوا کہ جب گھریلو خواتین نے گروہی مباحثے میں مشغول ہو کر خوراک لینے کی عادات کو تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا تو لیکچر کے طریقہ اور ہدایات بہم پہنچانے کے طریقہ سے یہ طریقہ پر اثر ثابت ہوا اور انہوں نے خوراک لینے کی عادات تبدیل کر لیں۔ اس تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ گروہی بنیادوں پر کیے گئے فیصلے دوسرے طریقوں کی نسبت لوگوں کے لئے زیادہ پر اثر ثابت ہوتے ہیں۔

مائیر (Maier 1967ء) نے گروہ کی مسائل حل کرنے اور فیصلے کرنے کی اہلیت کے بارے میں کئی خوبیوں اور خامیوں کی نشاندہی کی ہے۔ اس کے مطابق اگر گروہ کی مسائل حل کرنے اور فیصلے کرنے کے عمل میں حوصلہ افزائی کی جائے اور اس گروہی عمل کی خامیوں سے بچا جائے تو گروہ

کی اس عمل کے بارے میں استعداد بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ اس کے مطابق گروہ میں مسائل حل کرنے اور فیصلے کرنے کے عمل کی کئی خوبیاں ہوتی ہیں۔ مثلاً زیادہ علم، مسائل کو حل کرنے کے بارے میں زیادہ خیالات، مسائل کے حل کرنے کے بارے میں زیادہ فہم و بصیرت، اور حل کئے گئے مسائل کو زیادہ اور بہتر قبولیت حاصل ہوتی ہے۔ تاہم گروہی تعامل کی کئی خامیاں گروہ کے مسائل حل کرنے اور فیصلے کرنے کی اہلیت کو بری طرح متاثر کر سکتی ہیں۔ مثلاً گروہی معاشرتی دباؤ کی بدولت متفقہ فیصلے پر پہنچنا مشکل ہوتا ہے، ابتدائی حل کی قبولیت کے بعد متبادل ممکنہ حلوں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے، گروہ کے اقتدار رکھنے والے شخص کے پیش کئے گئے حل یا فیصلوں سے دوسرے اراکین اختلاف نہیں کر سکتے یا ایک حل پر ضرورت سے زیادہ دلیل بازی متبادل حلوں کی اہمیت کو کم کر دیتی ہے۔ مائیر کے مطابق اس طرح کی خامیاں مختلف گروہوں میں مسائل حل کرنے کے عمل میں اور فیصلے کرنے کے عمل میں درپیش ہو سکتی ہیں جو کہ گروہوں کی مسائل حل کرنے اور فیصلے کرنے کی اہلیت کو متاثر کر سکتی ہیں۔

گروہ کی مسائل کو حل کرنے اور فیصلے کرنے کی اہلیت کو بہتر سے بہتر بنانے اور خامیوں سے بچنے میں گروہی قیادت مرکزی کردار ادا کرتی ہے جو کہ گروہ کو ایک تنظیم اور اکائی کی صورت میں عمل پذیر کرتی ہے۔ گروہی قیادت ایسے اقدامات کرتی ہے کہ کسی مسئلے کے حل کے بارے میں پیدا ہونے والے اختلاف رائے کو کھلے دل سے قبول کیا جائے نہ کہ منفی احساسات کے ساتھ قبول کیا جائے، گروہی مباحثے کو متعلقہ حل کے لئے سرگرداں رکھا جائے اور رخنہ اندازیوں سے بچایا جائے، وقت کو ذہانت سے استعمال کیا جائے یعنی گروہ نہ تو جلدی میں کسی غلط فیصلے پر پہنچ جائے اور نہ ہی بہت سست روی سے عمل پذیر ہو کہ اراکین بوریت یا تھکاوٹ کا شکار ہو جائیں۔ اقلیت کے نقطہ نظر کو عزت سے دیکھا جائے کہ انہوں نے گروہی فیصلے کی کوالٹی کو بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کیا نہ کہ گروہ کے متفقہ فیصلہ کرنے سے انحراف کیا۔ ان اصولوں کے مطابق گروہی قائد اور گروہی اراکین کی تربیت گروہ کے مسائل حل کرنے اور فیصلے کرنے کی اہلیت کو بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ ان اصولوں کو استعمال میں لاتے ہوئے گروہ اپنے مسائل کے بارے میں جو فیصلے کرتا ہے انہیں دوسرے تمام اقسام کے فیصلوں پر فوقیت حاصل ہوتی ہے۔

گروہ کے مسائل حل کرنے اور فیصلے کرنے کے عمل میں استعمال کیا جانے والا گروہی مباحثے کے طریقے کا استعمال ایک مشکل اور نازک معاملہ ہے۔ تاہم موزوں شرائط کے تحت، بہتر مہارتوں کو استعمال میں لاتے ہوئے، انسانیت پسندی کی قدروں کو بروئے کار لاتے ہوئے اور اخلاقی طرز

عمل کے ذریعے گروہ مسائل کو حل کرنے کا ایک بہترین فورم ہے۔ نیپیئر (Napier ء1973) کے مطابق اس کے لئے درج ذیل شرائط کا ہونا ضروری ہے:

1: گروہ کے مقاصد کی واضح سمجھ بوجھ گروہ کے تمام اراکین کو ہو۔

2: اراکین کو جو مختلف کار منصبی سونپے گئے ہوں وہ گروہ کی ضروریات اور اراکین کی مخصوص مہارتوں کی بنیاد پر ہوں۔

3: مسائل کو اراکین کے سامنے شرائط کی صورت میں بیان کیا جائے اور ان عناصر کا کھوج لگانے کی کوشش کی جائے جن کی بدولت وہ شرائط پیدا ہو رہی ہوں۔

4: ابلاغ کے ذرائع تمام اراکین کے لئے یکساں ہوں اور قائد گروہی مباحثے میں شامل ہو کر ایک طرف تو متعلقہ مسئلے کے حل پر نظر رکھ رہا ہو اور دوسری طرف کچھ ساتھی اراکین کی مدد سے دوسرے اراکین کی ہیجانی کیفیات کو قابو میں رکھے۔

5: گروہ اپنے فیصلوں کا خود ذمہ دار ہو۔

یہ عمومی نوعیت کی تجاویز گروہوں کی مسائل حل کرنے اور فیصلے کرنے کی اہلیت کو بڑھا سکتی ہیں۔

گروہ کے مسائل حل کرنے اور فیصلے کرنے کے عمل کے کچھ منفی پہلو

گروہ اپنے سامنے پیش کئے گئے مسائل کو حل کرتے ہوئے کسی فیصلے پر پہنچتے ہیں۔ فیصلہ کرنے سے عموماً یہ مراد لیا جاتا ہے کہ فیصلہ کرتے ہوئے دو یا دو سے زیادہ متبادل حلوں میں سے کسی ایک کا چناؤ کیا جاتا ہے۔ فیصلہ کرنے کا عمل گروہ کے مسائل حل کرنے کے عمل کا سب سے اہم جز ہے اور حقیقت میں گروہ کے مسائل حل کرنے کے عمل میں سے زیادہ اہمیت فیصلہ کرنے کا عمل ہی رکھتا ہے۔ تحقیقات کی مدد سے یہ دیکھا گیا ہے کہ گروہ مسائل کو حل کرتے ہوئے جب فیصلہ پر پہنچتا ہے تو وہ فیصلہ ایک فرد کے کئے گئے فیصلہ سے کئی طرح سے مختلف ہو سکتا ہے اور اس میں کئی طرح کے گروہی تعامل کے اثرات سے متعلق مسائل کارفرما ہو سکتے ہیں۔ ان مسائل میں پر خطر فیصلے کرنے کا رجحان، گروہی تقطیب اور گروہی سوچ جیسے مسائل شامل ہیں۔ درج ذیل میں ہم ان مسائل کا تفصیلی جائزہ پیش کرتے ہیں:

1: پُر خطر فیصلے کرنے کا رجحان

عقلی استدلال کے مطابق گروہ کے ذریعے کئے گئے فیصلے نہ صرف کیفیت کے اعتبار سے بہتر ہوں گے بلکہ وہ میانہ رو اور محفوظ نوعیت کے بھی ہوں گے۔ تاہم بہت سی تحقیقات میں عقل سلیم کے اس نظریہ کے برعکس نتائج حاصل ہوئے ہیں۔ تحقیقات کی مدد سے یہ ثابت ہوا ہے کہ گروہ کے ذریعے کئے گئے فیصلے ایک فرد کی نسبت بہت زیادہ پُر خطر (Risky) ہوتے ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ گروہ کے ذریعے کئے گئے فیصلے میانہ رو اور محفوظ نوعیت کے نہیں ہوتے۔ بلکہ اکثر اوقات گروہ کے ذریعے کئے گئے فیصلے زیادہ پُر خطر ہوتے ہیں۔ تحقیقات کی مدد سے اس کی درج ذیل وجوہات بیان کی گئی ہیں:

(i) ذمے داری کا پھیلاؤ

گروہ کے پُر خطر فیصلے کرنے کے رجحان کی ایک وجہ ذمے داری کا پھیلاؤ قرار دی جاتی ہے۔ ذمے داری کے پھیلاؤ کے نظریہ کے مطابق لوگ گروہوں میں کم میانہ روی سے اس لئے فیصلے کرتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ گروہ کے کئے گئے فیصلے کے منفی نتائج گروہ کے دوسرے اراکین کے ذمے لگا دیے جائیں گے اور اس طرح گروہ کا ہر رکن منفی نتائج کی کم ذمہ داری قبول کرتا ہے۔

(ii) ترغیب اور قیادت کا نظریہ

ترغیب اور قیادت کے نظریہ کے مطابق گروہ کے پُر خطر فیصلے کرنے کے رجحان کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ گروہ کے اندر ایسے اراکین جو کہ گروہ کے قائدین بننا چاہتے ہیں وہ پُر خطر فیصلے کرنے کا رجحان پیدا کرتے ہیں۔ وہ پُر خطر فیصلے کرنے کا رجحان پیدا کرتے ہوئے دوسرے اراکین کو اپنے بہتر قائد ہونے کی ترغیب دیتے ہیں۔ اور یہ اراکین گروہ میں اپنا اثر و رسوخ بڑھاتے ہوئے اکثر اراکین کو اپنا ہم نوا بنا لیتے ہیں اور اس طرح گروہ میں پُر خطر فیصلے کئے جاتے ہیں۔

(iii) پُر خطری کی ثقافتی قدر

اس نظریہ کے مطابق پُر خطری کی قدر کو اکثر معاشروں میں بہت زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر ہمارے معاشرے میں خود کو خطرے میں ڈالنے کو افراد کی عظمت کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ اس طرح پُر خطری کی ثقافتی قدر کی بدولت ان لوگوں کی پیروی کی جاتی ہے جو قسمت آزمائی کرتے ہوئے پُر خطری کو دعوت دیتے ہیں۔ اس طرح پر خطری کی ثقافتی قدر کی وجہ سے بھی گروہوں میں پُر خطر فیصلے کرنے کا رجحان پایا جاتا ہے۔

2: گروہی تقطیب

موسکووسی اور زاوالونی (Moscovici and Zavalloni ء1969) نے گروہ کے پر خطر فیصلے کرنے کے رجحان کو اپنی تحقیقات کی مدد سے وسیع معنوں میں تبدیل کر دیا۔ انہوں نے دریافت کیا کہ گروہ کے ذریعے کیے گئے فیصلے نہ صرف زیادہ پر خطر نوعیت کے بلکہ بہت زیادہ محتاط نوعیت کے بھی ہو سکتے ہیں۔ اگر گروہ میں شروع میں پر خطر فیصلے کرنے کے رجحانات موجود ہوں تو اس کے فیصلے بہت زیادہ پر خطر نوعیت کے ہوں گے اور اگر گروہ میں شروع میں محتاط نوعیت کے فیصلے کرنے کے رجحانات موجود ہوں تو اس کے فیصلے بہت زیادہ محتاط نوعیت کے ہوں گے۔ گروہی تقطیب (Group Polarization) کے تعقل سے یہ مراد لیا جاتا ہے کہ گروہ جو رد اعمال پیش کرتا ہے وہ زیادہ شدید نوعیت کے ہوتے ہیں۔ اگر گروہ کے اراکین کے گروہی تعامل سے پہلے کے رد اعمال کی پیمائش کی جائے اور ان رد اعمال کا بعد میں ان کے گروہ کے رد اعمال سے موازنہ کیا جائے تو گروہ میں ان کے رد اعمال زیادہ شدید ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے گروہ میں یا تو بہت زیادہ پر خطر فیصلے کیے جاتے ہیں یا بہت زیادہ محتاط نوعیت کے فیصلے کیے جاتے ہیں۔

گروہی تقطیب کے مظہر کی دو وجوہات بیان کی جاتی ہیں: پہلی وجہ معلوماتی معاشرتی اثر بیان کی جاتی ہے۔ اس نظریہ کے مطابق گروہی تقطیب ان دلائل کا نتیجہ ہوتی ہے جو کہ گروہی مباحثے کے دوران پیش کیے جاتے ہیں۔ یہ دلائل بہت سے گروہ کے اراکین کے لئے نئے ہوتے ہیں اور اراکین کے رد اعمال میں شدت پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں اور گروہ زیادہ شدت کے ساتھ اپنے رد اعمال پیش کرتا ہے۔ دوسری وجہ معاشرتی موازنہ کے نظریہ سے متعلق ہے۔ اس نظریہ کے مطابق زیادہ تر لوگ گروہی مباحثے کے دوران خود کو اوسط لوگوں سے برتر سمجھتے ہیں اور برتری اور شدت سے اپنا نقطہ نظر بیان کرتے ہیں تاکہ وہ دوسروں سے نمایاں اور واضح نظر آئیں۔ اس طرح ان کے بیانات اور دلائل میں شدت پائی جاتی ہے جو کہ گروہی تقطیب کا سبب بنتی ہے۔

3: گروہی سوچ

عقل سلیم کے نقطہ نظر کے مطابق اگر کسی گروہ میں بہتر اتحاد یا اتصال موجود ہو یعنی گروہ کے اراکین ایک دوسرے کے ساتھ بہت زیادہ پیوستہ ہوں، ایک دوسرے کو بہت زیادہ پسند کرتے ہوں اور ان کی سرگرمیاں گروہی مقاصد پر مرکوز ہوں تو گروہ کی کارکردگی بالکل موزوں ہو گی؟ لیکن یہ نظریہ اس صورت میں غلط بھی ثابت ہو سکتا ہے جب گروہ نوعیت کے اعتبار سے منفرد ہو، اس

میں گروہ پن اس حد تک پایا جاتا ہو کہ اس کی باہر کی معلومات اور اثرات سے علیحدگی ہو' گروہ کا قائد بہت زیادہ بااثر ہو' اور گروہ پر خارجی اثرات سے محفوظ رہنے کا بہت زیادہ دباؤ ہو تو گروہ کے اعمال میں غیر متوازن کیفیت گروہی سوچ کی صورت میں پیدا ہو سکتی ہے۔ گروہی سوچ (Group Thinking) سے مراد کسی گروہ کے اراکین کی ذہنی صلاحیتوں کا زوال مراد لیا جاتا ہے جس کی بدولت گروہ کے اراکین کی حقائق کو پرکھنے کی اخلاقی قوت اور فیصلہ کرنے کی صلاحیت دب جاتی ہے۔ ایسا گروہ میں گروہی دباؤ کی وجہ سے ہوتا ہے۔

گروہی سوچ کے تحت گروہ کے لئے کسی صورت حال کا تنقیدی تجزیہ کرنا اور اس کا حقیقی تخمینہ لگانا ناممکن ہوتا ہے۔ گروہی سوچ کے تحت گروہ میں فیصلے کرتے ہوئے جامد اقسام کے رجحانات جنم لیتے ہیں۔ مثال کے طور پر گروہی سوچ کے تحت کوئی فیصلہ کرتے ہوئے گروہ کے اراکین یہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ غلطی نہیں کر سکتے۔ وہ اپنے سامنے پیش کئے گئے مسائل کا اجتماعی تعقیل کے ذریعے جائزہ لیتے ہیں اور گروہ کی حالات اور وقت کے مطابق سوچ کی ضرورت کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ گروہ میں اراکین پر گروہی مطابقت پیدا کرنے کا بہت زیادہ دباؤ ہوتا ہے اور کوئی رکن بھی گروہ کے فیصلے پر اعتراض کرنے کی جرأت نہیں کرتا۔ گروہ گروہی سوچ کے مظہر کے تحت بہت کمزور فیصلے کرتا ہے لیکن اپنے موقف پر ڈٹا رہتا ہے اور اس کو صحیح سمجھتا ہے۔

معاشرتی اثر

معاشرتی اثر کے بارے میں عملی زندگی سے کچھ مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔ نومبر1978ء میں امریکہ میں پیپلز ٹمپل فرقے کے نو سو افراد نے اپنے پیشوا جم جونز کی قیادت میں اجتماعی خودکشی کر لی۔ جم جونز کے پیروکاروں نے اپنے پیشوا کے حکم کی فرمانبرداری کرتے ہوئے زہر پی کر اپنی زندگیوں کا خاتمہ کر لیا۔ بہرحال یہ ایک معاشرتی اثر سے متعلق غیر معمولی واقعہ تھا۔ حکومتی اداروں کی جانب سے بعد میں کی گئیں تحقیقات کے مطابق فرقے کی اکثریت نے اپنی مرضی سے خودکشی کی اور کچھ لوگوں کو زبردستی موت سے ہمکنار کر دیا گیا۔ جنگ عظیم اول اور دوم میں کئی ملین سپاہی اپنی ثقافتوں کے معاشرتی اثر سے مطابقت پیدا کرتے ہوئے موت کے منہ میں چلے گئے۔ امن پسندی سے متعلق کچھ مثالوں پر غور کیجئے: لاکھوں افراد فٹ بال سٹیڈیم میں میچ دیکھتے ہوئے اس مخصوص صورتحال معاشرتی اثر کے تحت ایک دوسرے کے ساتھ سر سے سر ملا کر نغمے گاتے ہیں اور کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ مغربی ممالک میں جب کوئی نیا فیشن متعارف ہوتا ہے تو تمام

مغربی دنیا میں اس فیشن کا سیلاب اُمڈتا نظر آتا ہے اور ہر شخص اپنے آپ کو نئے فیشن کے مطابق ڈھالنے کی جستجو میں ہوتا ہے۔ اسی طرح لوگ فیشن کے مطابق موسیقی سنتے ہیں اور کھیل کھیلتے ہیں۔

یہ تمام صورتحالیں اور اس طرح کی دوسری بے شمار صورت حالوں میں لوگ معاشرتی اثر کے لبادے کو اوڑھتے ہیں' وہ اپنے قائدین کی فرمانبرداری کرتے ہیں یا دوسروں کی خواہشات کی تعمیل کرتے ہیں یا دوسروں کے عملوں کے ساتھ کم قیمت پر یا زیادہ قیمت پر مطابقت پیدا کرتے ہیں۔ مختصر یہ کہ وہ اپنے آپ کو ایک بہتی ہوئی رو کا حصہ بنانا پسند کرتے ہیں اگرچہ وہ یہ بھی جانتے ہوں کہ اس میں ان کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ لوگ رتبوں کی پیروی' دوسروں کی گزارشات کی بجا آوری اور دوسروں کے کردار سے کس طرح مطابقت (Conformity) پیدا کرتے ہیں؟ درج ذیل میں ہم معاشرتی نفسیات دانوں کی اس سوال کے بارے میں کی گئیں تحقیقات کا جائزہ لیں گے:

مطابقت

معاشرتی اثر کے مظہر کے تحت کچھ تجرباتی تحقیقات اطاعت (Compliance) کے موضوع پر اور زیادہ تر تجرباتی تحقیقات مطابقت (Conformity) کے موضوع پر کی گئی ہیں۔ اکثر ماہرین کے مطابق اطاعت ایک محدود تعقل ہے اور اس سے مراد کسی کی گزارش پر بجا آوری مراد لی جاتی ہے۔ دوسری طرف مطابقت کو ایک وسیع تعقل قرار دیا جاتا ہے اور مطابقت کے موضوع پر تجرباتی تحقیقات معاشرتی اثر اور گروہی اثر کے حوالے سے کی گئیں ہیں۔ جب لوگ دوسروں سے مطابقت پیدا کرتے ہیں تو وہ اپنا کردار یا عقائد دوسروں کے مطابق تبدیل کر لیتے ہیں۔ مندرجہ ذیل میں مطابقت کے موضوع پر کی گئیں تحقیقات کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

ایش کے مطابقت پر تجربات

ایش (Asch ء1951) نے مطابقت کے موضوع پر سب سے زیادہ قابل اہمیت تجربات کئے ہیں۔ اس نے اپنے پہلے تجربے میں معمولوں کو کچھ ادراکی مسائل پیش کرتے ہوئے ان کے مطابقت پیدا کرنے کے کردار کے حوالے سے تجربہ کیا۔ اس تجربہ کے شروع میں معمولوں کو ایک کارڈ پر بنی ہوئی لائن دکھائی گئی جسے معیاری لائن کہا گیا۔ بعد میں ایک دوسرے کارڈ پر تین مختلف سائزوں کی بنی ہوئی لائنیں معمولوں کو دکھائی گئیں اور ان سے پوچھا گیا کہ وہ بتائیں کہ دوسرے

کارڈ کی تین لائنوں میں سے پہلے کارڈ پر بنی ہوئی معیاری لائن کے برابر کون سی لائن ہے۔ تجربہ میں سات معمول شامل تھے اور ایک معمول کے سوا چھ معمول تجربہ کار کے آدمی تھے۔ اٹھارہ میں سے بارہ مشقوں میں پہلے سے طے شدہ منصوبہ کے تحت تجربہ کار کے آدمیوں نے غلط جوابات دیے۔ یعنی تجربہ کار کے چھ آدمی متفق الرائے تھے کہ لائن سی معیاری لائن کے سائز کے برابر ہے لیکن حقیقت اس سے مختلف تھی۔ اس صورت حال میں وہ معمول جو کہ حقیقی معمول تھا' عجیب کشمکش میں تھا کہ وہ گروہ کا ساتھ دے یا حقیقی ادراک جو وہ کر رہا ہے اس کو بیان کرے۔ ایش کے تجربہ کے نتائج کے مطابق حقیقی معمول نے مطابقت کے شدید رجحانات ظاہر کئے۔ یعنی معمول نے 76 فیصد جوابات گروہ کا ساتھ دیتے ہوئے دیے۔ دوسری طرف تجربہ کے کنٹرول گروہ میں جہاں معمول تجربہ کار کے آدمی نہیں تھے' صرف پانچ فیصد جوابات میں لائنوں میں غلط موازنہ کیا گیا۔ بعد میں کی گئیں ٹانفورڈ اور پینراڈ (Tanford and Panrod) کی تفصیلی تحقیقات کے نتائج کے مطابق لوگوں میں یہ انفرادی اختلافات پائے جاتے ہیں کہ وہ اپنی حواس کی شہادت کی تصدیق کو زیادہ اہمیت دیں یا گروہی مطابقت پیدا کرنے کو زیادہ اہمیت دیں۔ جب تجربہ میں شامل معمول ایک دوسرے کے لئے مکمل طور پر اجنبی ہوں تو کئی معمول کھلے طور پر دوسروں کی متفقہ رائے سے اختلاف کرتے ہیں اور اپنے حواس کی شہادت کی تصدیق کرتے ہیں۔

ایک دوسرا تجربہ جو کہ ایش نے 1957ء میں کیا وہ سوائے ایک تبدیلی کے باقی مندرجہ بالا تجربہ سے مشابہہ تھا۔ معمولوں کو کہا گیا کہ وہ بجائے اس کے کہ اپنے جوابات بول کر بتائیں بلکہ اپنے جوابات خفیہ طور پر پاس پڑے ہوئے کاغذ پر لکھتے جائیں۔ اس تبدیلی کا مقصد اس بات کو جاننا تھا کہ لوگ دوسروں کی باعمل موجودگی میں تو ان کے ساتھ مطابقت پیدا کرتے ہیں' لیکن وہ حقیقت میں کیا سوچتے اور کیا محسوس کرتے ہیں۔ نتائج پہلے تجربے میں کنٹرول گروہ کے نتائج سے ملتے جلتے تھے۔ یعنی معمولوں نے مطابقت پیدا کرنے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ ماس اور کلارک (Mass and Clark 1984ء) کی اس سلسلہ میں تفصیلی تحقیقات کے نتائج کے مطابق ہم لفظی طور پر تو گروہ کے دباؤ کے تحت معاشرتی معیاروں سے مطابقت پیدا کرتے ہیں' لیکن معاشرتی دنیا کے بارے میں اپنے ذاتی خیالات اور تشریحات کو تبدیل نہیں کرتے۔

مطابقت کو متاثر کرنے والے عناصر

ایش کی تجرباتی تحقیقات کی بدولت مطابقت کے موضوع پر خاص توجہ دی گئی اور مطابقت پیدا کرنے کے عمل پر بہت سی تحقیقات کی گئیں۔ اس سلسلہ میں یہ سوالات اٹھائے گئے کہ کیا گروہ

کا سائز مطابقت پیدا کرنے کے عمل کو متاثر کرتا ہے؟ مطابقت پیدا کرنے کے عمل پر معاشرتی امداد کے کیا اثرات ہوتے ہیں؟ اور کیا مطابقت پیدا کرنے کے عمل میں جنسی اختلافات اثر انداز ہوتے ہیں؟ کئی عشروں کی تحقیقات کی مدد سے ان سوالات کے جوابات تلاش کیے گئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

مطابقت اور گروہ کا سائز

ایک اہم عنصر جو کہ مطابقت پیدا کرنے کے رجحان کو متاثر کرتا ہے وہ اثر پذیر ہونے والے گروہ کا سائز ہے۔ اثر پذیر ہونے والے گروہ کے سلسلہ میں ایسا نہیں ہوتا کہ جتنا زیادہ گروہ بڑا ہوگا فرد میں اتنا زیادہ مطابقت پیدا کرنے کا رجحان زیادہ ہوگا۔ بلکہ مطابقت اور گروہ کے سائز میں تعلق بہت پیچیدہ ہوتا ہے۔ تحقیقات کی مدد سے یہ دیکھا گیا کہ گروہ کے سائز کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ مطابقت پیدا کرنے کا رجحان بھی بڑھتا جاتا ہے۔ لیکن ایسا صرف ایک حد تک ہوتا ہے۔ مطابقت کا دباؤ قبول کرنے کا رجحان لوگوں میں عموماً تین یا چار اراکین کے گروہ کے سائز تک ہوتا ہے اور اس دوران مطابقت تیزی سے پیدا کی جاتی ہے۔ اس کے بعد گروہ کے سائز میں اضافہ مطابقت پیدا کرنے کے رجحان پر کم از کم اثرات چھوڑتا جاتا ہے۔ کچھ ماہرین کے مطابق غالباً اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ جب گروہ کا سائز تین چار اراکین سے بڑھتا ہے تو عموماً لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ معاشرتی دباؤ ملی بھگت سے بڑھایا جا رہا ہے۔

ٹانفورڈ اور ہیٹراڈ نے 1984ء میں معاشرتی اثر کا ایک ماڈل پیش کیا جو کہ گروہ کے سائز اور معاشرتی اثر کے حوالے سے مفید معلومات فراہم کرتا ہے۔ ان محققین کے مطابق شروع میں جوں جوں ایک کے بعد دوسرے فرد میں اضافہ ہوتا جاتا ہے مطابقت تیزی سے پیدا کی جاتی ہے۔ لیکن ایک خاص حد تک یعنی تین یا چار اراکین کے گروہ کے سائز کے بعد گروہ کا سائز بڑھنے سے مطابقت پیدا کرنے کی مجموعی مقدار میں بہت کم معاشرتی اثر کا اضافہ ہوتا ہے۔ تاہم ماہرین اس بات پر غیر متفق ہیں کہ پہلا فرد سب سے زیادہ اثر مرتب کرتا ہے یا اس کے بعد آنے والے یعنی دوسرا' تیسرا' یا چوتھا فرد زیادہ اثر مرتب کرتا ہے۔

مطابقت پر معاشرتی امداد کے اثرات

اس سوال پر بھی مختلف تجربات کیے گئے ہیں کہ اگر معاشرتی دباؤ کا سامنا کرتے ہوئے معمول کو اپنا ایک ساتھی مل جائے جو کہ اس کے خیالات کی تائید کرتا ہو یا اکثریت کی رائے سے اختلاف

کرتا ہو تو معمول کے مطابقت پیدا کرنے کے رجحان پر کیا اثرات مرتب ہوں گے؟ مختلف تجربات کے نتائج کے مطابق ایسی صورت حال میں مطابقت کم پیدا کی جائے گی۔ ان تجربات میں معمولوں کو ایک ساتھی فراہم کیا گیا اور یہ دیکھا گیا کہ ان معمولوں کی نسبت جنہیں معاشرتی امداد یا تائید فراہم نہیں کی گئی تھی ان کی مطابقت کم درجے کی تھی۔ تجربات کی مدد سے اس سلسلہ میں دو اہم حقائق کی بھی نشاندہی کی گئی ہے۔ پہلا یہ کہ مطابقت تب بھی کم پیدا کی جاتی ہے اگرچہ معمول کو فراہم کیا گیا ساتھی متعلقہ صورت حال کے لئے موزوں نہ بھی ہو۔ مثلاً ادراکی تخمینہ کے ایک تجربہ میں معمول کو ایک ایسا ساتھی فراہم کیا گیا کہ جس نے موٹے شیشوں والی عینک پہن رکھی تھی اور متعلقہ مہیج کے ادراک کرنے میں اسے مشکلات کا سامنا تھا اور دوسرا یہ کہ مطابقت تب بھی کم پیدا کی جاتی ہے خواہ معمول کا ساتھی معمول کے خیالات کی تائید نہ کرے لیکن وہ گروہ کے دوسرے اراکین کی رائے سے غیر متفق ہو۔

ان تجربات کے حتمی نتائج کے مطابق کسی بھی شکل کی معاشرتی امداد یا تائید معاشرتی دباؤ کو کم کرنے میں مدد دیتی ہے۔ اس کے علاوہ معاشرتی امداد یا تائید کو متعارف کروانے کا عمل بھی مطابقت پیدا کرنے کے رجحان کو متاثر کرتا ہے۔ مثلاً یہ دیکھا گیا ہے کہ اگر تائید مطابقت پیدا کرنے کے لئے معاشرتی دباؤ شروع ہونے سے پہلے فراہم کی جائے تو وہ بعد میں ملنے والی تائید کی نسبت زیادہ موثر ثابت ہوتی ہے یعنی جب مطابقت پیدا کرنے کے لئے معاشرتی دباؤ شروع ہو چکا ہو۔ اس طرح اگر معمول معاشرتی امداد یا تائید شروع میں حاصل کر لیں تو وہ کم مطابقت پیدا کرتے ہیں۔

مطابقت میں جنسی اختلافات

مطابقت میں جنسی اختلافات پر 1955ء سے لے کر 1970ء تک کی تحقیقات کے نتائج کے مطابق خواتین مردوں کی نسبت زیادہ مطابقت پیدا کرنے کا رجحان رکھتی ہیں۔ تقریباً دو عشروں تک اس نقطہ کو مطلق حیثیت حاصل رہی۔ لیکن بعد کے عشروں میں کی گئیں تحقیقات کے نتائج میں یہ نقطہ نظر اختلافی صورت اختیار کر گیا۔ بعد کے محققین نے پہلے کی گئیں تحقیقات میں بہت سی خامیوں اور کمزوریوں کی نشاندہی کی اور اپنی تجرباتی تحقیقات کی مدد سے یہ ثابت کیا کہ معاشرتی دباؤ سے مطابقت پیدا کرتے ہوئے جنسی اختلافات کو کوئی اہمیت حاصل نہیں۔

مختصر یہ کہ اب اس بات میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ خواتین اور مردوں میں مطابقت پیدا کرنے کے رجحان میں کوئی اختلافات نہیں ہیں۔ لیکن اس کے باوجود کچھ ماہرین اس بات پر

اصرار کرتے ہیں کہ خواتین معاشرتی دباؤ کے خلاف کم مزاحمت کرتی ہیں ایسا کیوں ہوتا ہے؟ مطابقت پیدا کرنے کے عمل پر کیئے گئے مختلف تجربات سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ایسے لوگ جو کہ معاشرے کی عمومی اور پیشہ ورانہ صورت حالوں میں نچلے درجے کے رتبوں سے متعلق ہوتے ہیں وہ معاشرتی دباؤ کا اثر جلدی قبول کر لیتے ہیں اور ان میں زیادہ مطابقت پیدا کرنے کا رجحان موجود ہوتا ہے۔ ماہرین کے مطابق اکثر معاشروں کی اکثریتی خواتین عام طور پر معاشرے کی عمومی اور پیشہ ورانہ صورت حالوں میں نچلے درجے کے رتبوں کی حامل ہوتی ہیں۔ اس لئے کئی ماہرین یہ سمجھتے ہیں کہ خواتین مردوں کی نسبت معاشرتی دباؤ کے خلاف کم مزاحمت کرتی ہیں۔ حالانکہ ایسا جنسی اختلافات کی بجائے خواتین کے کمتر رتبوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یہ تحقیقات کپنس (Kipnis،1985) اور سٹیفن اور ایگلے (Steffen+Eaglay،1985) نے کیں۔

مطابقت کی اساسیں

جیسا کہ اس بات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے' اس بات کو کئی عناصر متاثر کرتے ہیں کہ کسی صورت حال میں کس حد تک مطابقت پیدا کی جائے گی۔ ان حقائق کے علاوہ ایک حقیقت واضح ہے کہ مطابقت پیدا کرنا ایک ایسا کردار ہے جو کہ بہت زیادہ عام ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ ہم کیوں یہی ضروری سمجھتے ہیں کہ ہم دوسروں کی توقعات پر پورے اتریں؟ معاشرے کے بنائے ہوئے قواعد و ضوابط کی پیروی کریں؟ مختلف گروہوں میں قائم کیئے گئے معیاروں کے مطابق اپنا کردار پیش کریں؟ ان سوالوں کا کوئی ایک آسان جواب نہیں ہے۔ ہمارے مطابقت پیدا کرنے کے کردار میں کئی عناصر کارفرما ہوتے ہیں۔ بنی نوع انسان کی دو بنیادی ضرورتیں اس عمل میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں جنہیں مطابقت کی اساسیں کہا جاتا ہے۔ پہلی یہ خواہش یا ضرورت کہ ہم پسند کیئے جائیں اور دوسری یہ خواہش یا ضرورت کہ ہم صحیح ہوں۔

یہ خواہش کہ ہم پسند کیئے جائیں

ہم بچپن سے ہی یہ تربیت حاصل کرتے ہیں کہ ہمارے اردگرد جو لوگ موجود ہوتے ہیں ہم ان سے متفق ہوں اور ان کی مرضی کے مطابق اپنا کردار پیش کرتے ہوئے ان کی نظروں میں پسند کیئے جائیں۔ ہمارے والدین' اساتذہ' دوست احباب اور دوسرے افراد ہمارے ایسے کرداروں کو پسند کرتے اور سراہتے ہیں جو کہ ان کی خواہشات کے عکاس ہوتے ہیں۔ ہم دوسروں کی محبت اور قبولیت اسی صورت میں حاصل کرتے ہیں کہ ہم اپنا کردار دوسروں کی خواہشات کے مطابق پیش کریں۔ اس طریقہ سے مطابقت پیدا کرنے کے عمل کو معیاری معاشرتی اثر بھی کہا جاتا ہے اور

معیاری معاشرتی اثر کا عمل اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ ہم اپنا کردار معاشرتی معیاروں کے مطابق پیش کریں اور ہم یہ جانتے ہیں کہ ایسا کرنا ہمارے روزمرہ کے معمولات میں شامل ہے۔

یہ خواہش کہ ہم صحیح ہوں

اگر ہم کسی ٹیبل کی پیائش جاننا چاہیں تو ہم پیانہ کی مدد سے اس کو جان سکتے ہیں۔ اگر ہم کسی ملک کی آبادی کے بارے میں معلوم کرنا چاہیں تو ہم اٹلس یا کسی ریفرنس بک کی مدد سے معلوم کر سکتے ہیں۔ لیکن ہم اپنے روزمرہ کے معمولات یا کرداروں کے صحیح ہونے کی نشاندہی کس طرح حاصل کرتے ہیں یا یہ کس طرح جانتے ہیں کہ ہمارے لئے فلاں لباس زیادہ پرکشش اور بہترین ہو "؟ ایسا ہم کسی پیمانے کی مدد سے پیائش کر کے نہیں کر سکتے یا کسی ریفرنس بک کا مطالعہ کر کے نہیں کر سکتے۔ بلکہ اس قسم کے سوالات کے جوابات تلاش کرنے کے لئے ہم دوسرے لوگوں کا جائزہ لیتے ہیں' ان کی آراء اور ان کے طریقے کاروں سے استفادہ کرتے ہیں' اور یہ کوشش کرتے ہیں کہ ہم دوسروں کی نظروں میں صحیح ہوں۔ اس عمل کے ذریعے مطابقت پیدا کرنے کو معلوماتی معاشرتی اثر کہا جاتا ہے۔ معلوماتی معاشرتی اثر سے مراد یہ ہے کہ ہم روزمرہ کی مختلف صورت حالوں میں اسی طرح سوچنا اور عمل کرنا پسند کرتے ہیں جس طرح کہ دوسرے کرتے ہیں' کیونکہ ایسا کرتے ہوئے ہمیں یہ یقین ہوتا ہے کہ ہم صحیح اور سیدھے راستے پر ہیں اور یہ کردار بھی ہمارے روزمرہ کے معمولات میں شامل ہے۔

معلوماتی معاشرتی اثر پر سب سے پہلا تجربہ مظفر شریف نے 1935ء میں کیا۔ اس نے ایک ادراکی التباس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے گروہ کے قائم کردہ معیار سے مطابقت پیدا کرنے کے عمل کا مطالعہ کیا۔ اس نے ایک معمول کو ایک گھپ اندھیرے کمرے کے درمیان میں بٹھایا۔ اس کمرے میں ایک چھوٹے سے سوراخ کے ذریعے ساکن روشنی ایک نقطے کی صورت میں اندر داخل ہو رہی تھی۔ معمول گھپ اندھیرے کی وجہ سے یہ نہیں جانتا تھا کہ روشنی کمرے کے کون سے حصے میں سے اندر داخل ہو رہی ہے۔ یعنی معمول کو سائز یا فاصلے کے ادراک سے متعلق کسی قسم کے اشارے میسر نہیں تھے۔ عموماً اس تجربہ میں معمول ایسی صورت حال میں یہ ادراک کرتا ہے کہ روشنی کا نقطہ حرکت کر رہا ہے' لیکن حقیقت میں روشنی متحرک نہیں ہوتی۔ اس التباس کو خود حرکی مظہر (Autokinetic Phenomenon) کا التباس کہا جاتا ہے۔ مظفر شریف نے اس التباس کو استعمال میں لاتے ہوئے معاشرتی معیار کی تخلیق اور معلوماتی معاشرتی اثر کے عمل کا مطالعہ کیا۔ مظفر شریف کے سابقہ تجربہ سے یہ ظاہر ہو چکا تھا کہ جو معمول روشنی کو حرکت کرتے ہوئے دیکھ چکا

تھا اس نے مختلف مشقوں میں روشنی کو کمرہ کے ایک خاص حدود اربعہ میں حرکت کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ مظفر شریف نے معمولوں کے ایک گروہ کو اس کمرے میں بٹھایا اور ہر فرد سے یہ پوچھا کہ روشنی کون سے خاص حدود اربعہ میں حرکت کر رہی ہے۔ گروہ کے زیادہ تر افراد نے روشنی کی حرکت کا وہ حدود اربعہ بتایا جو کہ سابقہ تجربہ میں معمول نے بتایا تھا۔ لیکن کچھ اراکین روشنی کی حرکت کا حدود اربعہ ابتداء میں مختلف بتا رہے تھے۔ ان اراکین نے فوری طور پر اپنے ادراکات میں ترمیم کی اور گروہ کے ساتھ مطابقت پیدا کی۔ اس طرح گروہ نے روشنی کی حرکت کے حدود اربعہ سے متعلق ایک معیار قائم کر لیا۔ اس تجربہ میں معلوماتی معاشرتی اثر کی سب سے واضح شہادت یہ تھی کہ جب گروہ کے افراد کو اکیلے اکیلے تجرباتی کمرہ میں بٹھایا گیا تو انہوں نے گروہ کے قائم کردہ معیار کے مطابق اپنے رداعمال پیش کیے اور اس طرح خود حرکی مظہر کے تحت ایک مبہم صورت حال میں ہر فرد کے ادراکات اس بات سے متاثر ہوئے کہ دوسرے کیا کہتے ہیں اور کیا دیکھتے ہیں۔

مطابقت پیدا کرنے کی یہ دونوں اساسیں یعنی ہماری یہ خواہش کہ ہم پسند کیے جائیں (معیاری معاشرتی اثر) اور ہماری یہ خواہش کہ ہم صحیح ہوں (معلوماتی معاشرتی اثر) ہمارے مطابقت پیدا کرنے کے عمل میں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں۔

انحرافیت

اگرچہ معاشرتی دباؤ لوگوں کے پسندیدگی حاصل کرنے اور صحیح ثابت ہونے جیسے محرکات کے تحت عام طور پر کامیاب رہتا ہے، لیکن تحقیقات کی مدد سے یہ دیکھا گیا ہے کہ کئی لوگ معاشرتی دباؤ قبول کرنے سے انحراف کرتے ہیں اور دوسروں سے مطابقت پیدا کرنے کی بجائے اپنی انفرادیت پر اصرار کرتے ہیں۔ ماہرین نے تحقیقات کی مدد سے یہ ثابت کیا ہے کہ لوگوں میں معاشرتی دباؤ قبول کرنے سے انحراف کرنے کا رجحان ان کے انفرادیت کے محرک (Individuation Motive) کے بلند درجے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔

سینڈر اور فروکمن (Snyder and Fromkin ء1980) کی تحقیقات کے مطابق لوگ دوسروں سے پسندیدگی حاصل کرنے کی ضرورت اور صحیح ثابت ہونے کی ضرورت کے علاوہ منفرد یا لاثانی نظر آنے کی ضرورت بھی رکھتے ہیں اور ایسا ان میں پائے جانے والے انفرادیت کے محرک کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس محرک کی وجہ سے ان میں یہ رجحان پیدا ہوتا ہے کہ وہ معاشرتی دباؤ کے خلاف مزاحمت کریں۔ ماسلیچ، سٹیپ اور سانٹی (Maslach, Stapp and Santee) نے لوگوں

کے انفرادیت کے محرک کی پیمائش کے لئے ایک سکیل بنایا جس کی مدد سے لوگوں کی ایسے کرداروں میں شمولیت کی خواہشات کی پیمائش کی جاتی ہے جو کہ ان کو دوسروں سے امتیازی ثابت کرتے ہیں۔

اس سکیل کی مدد سے کی گئیں تحقیقات کے نتائج کے مطابق ایسے معمول جن میں انفرادیت کا محرک بلند درجے کا پایا جاتا ہے وہ عموماً گروہ کے اراکین کی رائے سے اختلاف کرتے ہیں۔ ایک دوسری تحقیق کے مطابق بلند درجے کے انفرادیت کے محرک کے حامل لوگ ایک متفق الرائے گروہ سے زیادہ اختلاف کرتے ہیں بہ نسبت اس گروہ کے جہاں ایک فرد پہلے ہی اختلافی رائے رکھتا ہو۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بلند درجے کے انفرادیت کے محرک کے حامل لوگ اپنے آپ کو گروہ سے ممیز یا منفرد رکھنے کے لئے بھی اختلاف الرائے اپناتے ہیں' اگرچہ اختلاف الرائے کی کوئی بنیادی وجہ نہ بھی ہو۔

برجر اور کوپر (Burger and Cooper ء1979) کی تحقیقات کے مطابق بعض لوگ واقعات پر کنٹرول حاصل کرنے کی شدید خواہش سے بھی مزین ہوتے ہیں۔ یہ لوگ واقعات پر کنٹرول حاصل کرنے کی ضرورت کے تحت معاشرتی دباؤ قبول کرنے میں مزاحم ہوتے ہیں۔ برجر کے ء1987 کے ایش کی طرح کے تجربات کے نتائج کے مطابق ایسے لوگ جو یہ شدید خواہش رکھتے ہیں کہ وہ اپنی زندگی کے واقعات پر کنٹرول حاصل کریں وہ گروہی معیاروں کی کم تائید کرتے ہیں۔

دسواں باب

گروہی حرکیات اور میدانی نظریہ

1۔ تعارف
2۔ پس منظر
3۔ نظریہ
4۔ تحقیق
5۔ مشق
6۔ موجودہ حالت
7۔ میدانی نظریہ

تعارف

معاشرے میں گروہوں کی اہمیت کو قدیم دور سے تسلیم کیا جاتا ہے۔ لیکن گروہوں کے موضوع پر باقاعدہ طور پر مطالعہ 1930ء اور 1940ء کے عشروں میں امریکہ میں شروع ہوا، جس میں درج ذیل وجوہات کارفرما تھیں:

1: تبدیل ہوتے ہوئے معاشرے میں چھوٹے گروہوں کی اہمیت بڑھ رہی تھی۔

2: گروہوں کی تکنیک مختلف شعبہ جات میں بہت زیادہ سودمند ثابت ہو رہی تھی اور کئی ایک شعبہ جات میں مثلاً صنعت، گروہی طریقہ علاج اور تعلیم بالغاں جیسے شعبہ جات میں اسے خاص طور پر پذیرائی حاصل ہو رہی تھی۔

3: معاشرتی نفسیات دان ایسے تجرباتی طریقوں کا استعمال کر رہے تھے جن کی مدد سے چھوٹے گروہوں کے حالات اور اعمال کا مطالعہ کیا جا سکتا تھا۔

اس طرح یہ تین ذرائع یعنی معاشرتی اہمیت، عملی افادیت اور سائنسی ترقی گروہی حرکیات کے میدان کے وجود میں آنے کی اہم تین بنیادیں ہیں اور ان تین بنیادوں پر استوار گروہی حرکیات کا میدان آج بھی پھل پھول رہا ہے۔

پس منظر

گروہی حرکیات کا نام اور حتمی وجود کرٹ لیون کا مرہون منت ہے جس نے معاشرتی کشمکشوں کے حل کے لئے میدانی نظریہ (Field Theory) پیش کیا۔ لیون نے شخصیتی نفسیات کی بنیاد ڈالی اور جیومیٹری کی مختلف اقسام کی اشکال کو استعمال میں لاتے ہوئے کسی فرد کے عمل کی حدود، مخصوص مہارت، سمت اور منصوبہ بندی جیسے معاشرتی تعقلات کی تشریح کی۔ اس نظریہ کی مدد سے بعد میں گروہی مظہر کے بارے میں تشریحات کی گئیں، یعنی کسی فرد کے گروہ کے اندر مختلف کار منصبی اور رتبے کیا ہو سکتے ہیں، گروہ کے اراکین کے درمیان حدیں کس طرح قائم کی جا سکتی ہیں اور گروہی موثریت کا گروہ کے سائز کے ساتھ کیا تعلق ہے وغیرہ۔

اس نظریاتی ماڈل کا اطلاق گروہوں پر کیئے گئے ماضی کے تجربات پر بھی کیا گیا، جن میں لیون

کے اپنے تجربات' لیپٹ کے تحکمانہ اور جمہوری ماحول کے گروہوں کے بارے میں تجربات' میو اور رو تھپسر گر کے صنعتی گروہوں کے بارے میں تجربات' مظفر شریف کے گروہی کشمکش اور گروہی معیاروں کے بارے میں تجربات اور مورینو کے رہائشی گروہوں کے معاشرہ پیما مطالعے شامل ہیں۔ یہ ماہرین اپنے گروہوں کے بارے میں تجربات اور مطالعے مختلف تجرباتی تکنیکوں کے ذریعے یعنی تجربہ گاہ' حقیقی معاشرتی صورت حالوں کے حوالے سے اور میدانی تجربات کے ذریعے کر چکے تھے۔

گروہی حرکیات کا اطلاق ان تجربات پر اس معاشرتی سیاق و سباق کی وجہ سے کیا گیا جس کی بدولت گروہی حرکیات کا میدان پروان چڑھا۔ جنگ عظیم دوم کے اثرات سے پیدا ہونے والی شدید نقل پذیری اور کمزور معاشرتی ڈھانچے کی بدولت یہ ضرورت محسوس کی گئی کہ گروہوں کو بہتر بنیادوں پر استوار کیا جائے۔ گورنمنٹ ایجنسیوں نے چھوٹے گروہوں کی افادیت کو تسلیم کیا اور چھوٹے گروہوں کو جمعیت کی بہتر تعلیم اور منصوبہ بندی کے لئے استعمال میں لایا گیا۔ اس کے علاوہ خاندانوں اور دوسرے چھوٹے اداروں کو بھی نئے سرے سے استوار کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور گروہوں کے مطالعہ کو بہت زیادہ اہمیت دی جانے لگی۔ اس عرصے میں گروہی حرکیات کی ایک تحریک کی صورت میں معاشرتی زندگی کے تمام پہلوؤں پر ایک چھاپ نظر آنے لگی اور گروہی حرکیات کو گروہوں کی سائنس قرار دیا گیا اور اسے ایک ایسا پروگرام قرار دیا گیا جو کہ گروہوں کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔

نظریہ

گروہی حرکیات کا نظریہ چھوٹے گروہوں کے اراکین کو ایک اکائی کی صورت میں زیر بحث لاتا ہے۔ گروہ کی تعریف اس طرح کی جاتی ہے کہ گروہ سے مراد ایک چھوٹے گروہ کے متصل اراکین ہیں جو کہ ایک دوسرے کے ساتھ ذاتی طور پر رابطہ قائم کر سکتے ہیں اور گروہ کے کچھ مقاصد ہوتے ہیں اور گروہ اپنے اراکین پر اثر انداز ہونے کی قوت رکھتا ہے۔ لیون کے مطابق گروہی حرکیات کا تعلق گروہ کے ساختی اور حرکیاتی پہلوؤں کی نمائندگی کرتا ہے اور اس کے لئے گروہ کی اتصالی' ابلاغی' اقتداری اور کار منصبی کی ساختوں کا مطالعہ کیا جانا چاہئے۔ لیون نے اس کے لئے جیومیٹری کی مختلف اقسام کی اشکال اور شماریاتی طریقوں کو بھی استعمال کیا۔

حرکیات کی اصطلاح طبعی سائنس سے مستعار لی گئی ہے۔ طبعی سائنس میں یہ اصطلاح ان قوتوں یا توانائیوں کی جانب اشارہ کرتی ہے جو کہ طبعی اجسام میں حرکت پیدا کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ

حرکیات کے تعقل کا گہرا تعلق اطلاقی علم سکون و حرکت (Applied Mechanics) سے ہے۔ اس علم کے بہت سے تعقلات گروہی حرکیات کے مظہر کو بیان کرنے کے لئے استعمال میں لائے جاتے ہیں، جن میں نقل مکانی، قوتیں، سمتیے، تناؤ، مقاصد، اقتدار اور اقتداری میدان شامل ہیں۔ یہ تمام تعقلات گروہ کے تغیر یا ممکنہ تغیر کی صورتوں کو بیان کرنے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ نقل مکانی (Locomotion) سے مراد گروہ کی وہ قوت حرکت ہے جو کہ وہ اپنے ماحول میں اپنے مقاصد کے حصول کے لئے اختیار کرتا ہے اور اس قوت حرکت کے تحت ایسا ممکن ہو سکتا ہے کہ گروہ اپنے مقاصد کے حصول کے لئے کام کرتے ہوئے اپنی موجودہ ساخت سے نقل مکانی کرتے ہوئے کوئی دوسری ساخت اختیار کرے۔ قوتوں (Forces) سے مراد گروہ کی وہ گرفت ہے جو کہ وہ اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے رکھتا ہے۔ گروہ اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے مختلف راستے اپنا سکتا ہے۔ یعنی یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ گروہ اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے ایک راستہ اپنانے کی بجائے کئی متبادل راستوں میں سے ایک راستہ اپنائے۔ گروہ کے حتمی طور پر اپنائے گئے راستے کو متعین کرنے والی قوتوں کو سمتیے (Vectors) کہا جاتا ہے۔

جب گروہ اپنے مقاصد کے حصول کے لئے سرگرم عمل ہوتا ہے تو گروہ کے اندر تناؤ (Tension) کی کیفیت پیدا ہو سکتی ہے جو کہ گروہ کے لئے ناخوشگوار ہوتی ہے اور گروہ کے مقاصد حاصل کرنے کے عمل میں رکاوٹ پیدا کرتی ہے۔ تناؤ کی کیفیت پر قابو پانے کے لئے گروہی مباحثوں یا دوسرے طریقے کاروں کا سہارا لیا جاتا ہے اور گروہ کا اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ تناؤ کی کیفیت سے چھٹکارا حاصل کرے۔

مندرجہ بالا بیان کئے گئے تعقلات یعنی نقل مکانی، قوتیں، سمتیے، تناؤ اور مقاصد کا تعلق گروہ کے اس کے ماحول میں عمل سے ہے۔ اقتدار (Power) اور اقتداری میدان (Power Field) کے تعقلات گروہ کے اراکین کے باہمی تعلقات کی نوعیت کی وضاحت کرتے ہیں۔ اقتدار گروہ کے امتیازی اراکین کے پاس ہوتا ہے اور اقتدار کی علامت یہ ہوتی ہے کہ اگر ایک مقتدر رکن کی سرگرمیاں دوسرے اراکین کی سرگرمیوں کو متاثر کرتی ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ وہ اقتدار رکھتا ہے۔ گروہ کے ہر رکن کے اقتدار کا جب تفصیلی جائزہ لیا جاتا ہے تو اسے اقتداری میدان کہا جاتا ہے۔ اقتدار کی وضاحت گروہ کے اجتماعی اقتدار کے حوالے سے بھی کی جا سکتی ہے یا گروہ کے اراکین کو جوڑوں کی صورت میں تقسیم کرتے ہوئے بھی کی جا سکتی ہے۔ فرنچ اور ریفرن کے مطابق گروہ میں اقتدار کی پانچ اقسام ہو سکتی ہیں جو کہ گروہ کے اراکین کے باہمی اقتداری تعلقات کی

نوعیت کی وضاحت کرتی ہیں۔ قانونی یا جائز اقتدار' استبدادی یا جبری اقتدار' ماہرانہ اقتدار' کششی اقتدار' اور جزائی اقتدار۔ جب گروہ کے اراکین کے باہمی اقتداری تعلقات کا تجزیہ کرنا مقصود ہوتا ہے تو متعلقہ اقتدار کی نوعیت کے مطابق اس کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔ جیساکہ پہلے ذکر ہو چکا ہے' گروہ اجتماعی طور پر بھی اقتدار رکھتا ہے اور اس کا مظاہرہ کر سکتا ہے۔ اس سلسلے میں گروہ کے تمام اراکین کے اقتداروں کی پیائش کی جاتی ہے اور گروہ کے اجتماعی اقتدار کو بیان کیا جاتا ہے۔

گروہی حرکیات کا نظریہ گروہی حرکیات کو تجریدی انداز میں اور میکانکی نظام کی مانند بیان کرتا ہے اور اس نظریے کو حقیقی سائنس ثابت کرنے کے لئے بہت سے تجرباتی مطالعے کئے گئے ہیں اور تحقیق اور مشق اس نظریہ کے مقصودات سمجھے جاتے ہیں۔

تحقیق

گروہی حرکیات کی شہرت کی ایک اہم وجہ یہ ہے کہ اس کی بدولت تجرباتی معاشرتی نفسیات میں تحقیق کی نئی روایات روشناس کروائی گئیں۔ کارٹرائیٹ اور زینڈر کے مطابق گروہی حرکیات کے میدان میں کی گئیں تحقیقات کا اختصار چھ عنوانات کے تحت کیا جا سکتا ہے۔ گروہ اور گروہی رکنیت' مطابقت پیدا کرنے کے لئے دباؤ' اقتدار اور اس کا اثر' قیادت اور کارکردگی' محرکاتی اعمال اور ساختی اعمال۔ ان عنوانات میں سے ہر عنوان کا تعلق کسی حد تک گروہی حرکیات کے مندرجہ بالا زیر بحث لائے گئے نظریاتی تعقلات سے ہے۔ درج ذیل میں ان تحقیقات کے نتائج کو مختصراً بیان کیا جاتا ہے۔

گروہی رکنیت (Group Membership) کا مطالعہ گروہ کی حدود کی تخلیق اور گروہ کا اس کے اراکین پر اقتدار کی اساسوں کو زیر بحث لاتا ہے۔ اس سلسلے میں تجرباتی مفروضہ یہ قائم کیا گیا کہ گروہ کی رکنیت کی حدود اور تعداد کا تعلق گروہ کے اتصال سے ہوتا ہے۔ مصنوعی طور پر تشکیل دیئے گئے گروہوں پر تجربات کے ذریعے یہ دیکھا گیا کہ جب کچھ افراد کو اکٹھے گروہ کی صورت میں تجربات میں حصہ لینے کی دعوت دی گئی تو انہوں نے گروہی رکنیت کی کئی شرائط کا مظاہرہ کیا۔ اس سلسلے میں تفصیلی تجربات کے نتائج کے مطابق گروہوں کو مشترکہ امور سونپ کر' اراکین کے درمیان دوستانہ فضا قائم کرکے' اراکین کے پس منظر یا رویوں کی یکسانیت ظاہر کرکے' گروہی رکنیت کو اعزاز کی علامت قرار دے کر' اراکین کو مشترکہ مہم جوئی سونپ کر' اراکین کے درمیان زیادہ سے زیادہ تعامل کے مواقع پیدا کرکے' یا ان میں مشترکہ منفی قسمت کے احساس کو پیدا کرکے

گروہوں کو تشکیل دیا جا سکتا ہے۔ ان عناصر کی بنیاد پر تشکیل دیے گئے گروہ کے اراکین واضح طور پر درون گروہ کے افراد اور برون گروہ کے افراد میں امتیاز کرنے لگتے ہیں اور گروہ کو تحلیل کرنے کے دباؤ کے خلاف مزاحم ہوتے ہیں۔

مطابقت پیدا کرنے کے دباؤ سے مراد گروہ کا اپنے اراکین پر اقتدار رکھنا ہے۔ اقتدار کے تجریدی تعقل کے حوالے سے مطابقت پیدا کرنے کے عمل کے کئی مختلف عناصر کا تجربات کے ذریعے اور میدانی مطالعوں کے ذریعے جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ مطابقت پیدا کرنے کے لئے دباؤ گروہ کے تمام اراکین پر ایک جیسا نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ تمام اقسام کے رویوں اور کرداروں کے لئے ایک جیسا ہوتا ہے۔ کم عرصے کے لئے قائم کئے گئے گروہ میں اراکین مطابقت پیدا کرنے کے دباؤ کا سامنا کرتے ہوئے گروہ کے قواعد و ضوابط میں تبدیلی کر کے اپنی طرف سے قواعد و قوانین کی اختراع کرتے ہیں۔ لیکن لمبے عرصے کے لئے قائم کئے گئے گروہ اپنے اراکین پر اقتدار برقرار رکھنے کے قابل ہوتے ہیں اور متنازع مسائل پر اختلافات برداشت کر سکتے ہیں اور ان کے قابل قبول حل تلاش کر لیتے ہیں۔ اس طرح کے تعلقات کے بارے میں مطالعے تجربہ گاہ کے تجربات کے ذریعے اور صنعتی اور جمعیتی گروہوں پر کئے گئے ہیں۔

اقتدار اور اس کے اثر کے موضوع کے تحت گروہ کے اراکین کے حرکیاتی تعلقات پر مطالعے کئے گئے ہیں۔ یعنی گروہ کے اندر معاشرتی اقتدار کس طرح پروان چڑھتا ہے۔ مختلف مطالعوں کی مدد سے یہ دیکھا گیا ہے کہ گروہوں کے اندر معاشرتی اقتدار تین صورتوں میں منظم ہوتا ہے: اول یہ کہ قانونی یا ماہرانہ بنیادوں پر معاشرتی اقتدار منظم ہوتا ہے۔ دوم یہ کہ خالصتاً بین الاشخاصی عوامل کی بنیاد پر یعنی خوشامد یا منظور نظری وغیرہ کی بنیاد پر منظم ہوتا ہے اور سوم یہ کہ گروہ کے اراکین کے باہمی معاہدات کی بنیاد پر کہ وہ مستقبل میں معاشرتی اقتدار کا باہمی تبادلہ کر لیں گے۔

گروہی حرکیات کی تحقیقات میں ہر گروہ کی امتیازی نوعیت کو خاص طور پر تحقیقات کا مرکز بنایا گیا ہے۔ اس سلسلے میں ایک اہم موضوع قیادت اور کارکردگی ہے۔ قیادت اور کارکردگی کے حوالے سے زیادہ تر تجربات تحکمانہ قیادت، جمہوری قیادت اور غیر جانبدارانہ قیادت پر کئے گئے ہیں۔ قیادت کی ان اقسام کے حوالے سے مطالعے گروہ کی پیداواریت یا گروہ کا اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کی قوت کا جائزہ لینے کے لئے کئے گئے ہیں۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ جمہوری اور غیر جانبدار

قیادت گروہ کی کارکردگی پر مثبت اثرات مرتب کرتی ہیں۔

محرکاتی اعمال سے مراد گروہ کے اراکین کی اپنے مقاصد کو حاصل کرنے اور باہمی تناؤ سے چھٹکارا حاصل کرنے کی محرکاتی حالت مراد لی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں مختلف مطالعے گروہ کے مقاصد حاصل کرنے کے عمل کے موثر طریقوں پر کئے گئے ہیں۔ گروہ میں تناؤ کی حالت پیدا ہونے کے اسباب بیان کئے گئے ہیں اور تناؤ کی حالت سے چھٹکارا پانے کے مختلف طریقوں کی وضاحت کی گئی ہے۔

ساختی اعمال کے حوالے سے زیادہ تر تحقیقات گروہ کی کششی ساخت' اتصالی ساخت' ابلاغی ساخت' اقتداری ساخت اور کار منصبوں کی ساخت کے حوالے سے کی گئی ہیں اور ان تحقیقات میں شماریاتی نمائندگی اور گرافی نمائندگی کے طریقے کاروں کا بھرپور استعمال کیا گیا ہے۔

گروہی حرکیات کی تحقیقی سرگرمیاں گروہوں کی عمومی سمجھ بوجھ کے لئے ایک اہم اثاثہ ہیں۔ لیکن ان تحقیقات کا قدرتی گروہوں یعنی خاندان' دوستانہ گروہوں' جمعیتوں اور تنظیموں سے بہت کم تعلق ہے۔ تاہم گروہی حرکیات کے عمومی کام کی بنیاد پر مخصوص معاشرتی گروہوں کے بارے میں بے شمار تحقیقات کی گئی ہیں۔

مشق

گروہی حرکیات کا اطلاق ایک امتیازی خصوصیات کا حامل میدان ہے۔ لیون اور اس کے ساتھیوں نے مختلف اقسام کی ورکشاپس کے انعقاد کا اہتمام کیا جو کہ تربیتی اداروں کی صورت میں ایک ہفتے سے لے کر کئی ہفتوں پر مشتمل ہوتی تھیں۔ ان میں شرکت کرنے والے اراکین کو گروہی اعمال کی آموزش فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ گروہوں میں کام کرنے کی مہارتوں کی تربیت بھی دی جاتی تھی۔ اس سلسلے میں سب سے پہلی کوشش 1940ء کے عشرے میں کی گئی اور ان ورکشاپس کو حساسیت کی تربیت کی ورکشاپس (Sensitivity Training Workshops) کہا گیا۔ ان ورکشاپس میں زندگی کے مختلف شعبہ جات سے متعلق لوگوں کو شرکت کی دعوت دی گئی اور ان کے باہمی تعامل کا مشاہدہ کرتے ہوئے ان کی مثبت تربیت کا اس طرح اہتمام کیا گیا کہ انہیں شدید مثبت اور شدید منفی ہیجانی صورت حالوں کی حساسیت کی تربیت فراہم کی گئی اور ان کی ذاتی اور منتظمانہ قدروں کو مثبت انداز میں تبدیل کیا گیا۔ بنی (Benne ،1970ء) کے مطابق تقریباً" دس ملین لوگوں

نے حساسیت کی تربیت ان ورکشاپس میں حاصل کی۔

گروہی حرکیات کے اطلاقی پروگرام کے تحت قومی تربیت کی تجربہ گاہیں (National Training Laboratories) بھی قائم کی گئیں جہاں مختلف پیشوں سے وابستہ افراد کی ان کے پیشہ وارانہ شعبہ جات کے حوالے سے تربیت کا اہتمام کیا گیا۔ ان شعبہ جات میں تعلیم، افواج، ایڈمنسٹریشن، مینجمنٹ وغیرہ کے شعبہ جات شامل تھے۔ ان اراکین کی تربیت اس طرح کی گئی کہ وہ تربیت حاصل کرنے کے بعد اپنے شعبہ جات کی گروہی بنیادوں پر ترقی اور بہتری کے لئے کام کر سکیں۔

1960ء کے عشرے میں اور 1970ء کے عشرے کے ابتدائی سالوں میں گروہی تربیت کے پروگراموں کو انسانی صلاحیت پسندی کی تحریک کے اثرات کی بدولت ی حد تک منسوخ کر دیا گیا۔ انسانی صلاحیت پسندی کی تحریک میں گروہی کردار کو اہمیت دینے کی بجائے فرد کے کردار کو اہمیت دینے پر زور دیا گیا اور فرد کی ذاتی نشوونما پر توجہ مرکوز کی گئی۔ گروہی زندگی کے تناظر میں فرد کی ذات، اس کی انفرادیت اور اس کے ہیجانی تجربات کو زیادہ قابل اہمیت قرار دیا گیا اور اس کے لئے گروہوں کو مختلف صورت میں متعارف کرواتے ہوئے انہیں مصارفہ گروہ (Encounter Groups) کہا گیا۔ مصارفہ گروہ کے طریقے کے ذریعے عام لوگوں کے گروہ تشکیل دے کر انہیں بین الاشخاصی تعلقات کی تربیت فراہم کرنے کا اہتمام کیا گیا اور اس پروگرام کو قومی تربیت کی تجربہ گاہوں کے پروگرام کی اصلاح شدہ صورت قرار دیا گیا۔ مصارفہ گروہ کے طریقہ میں مشرقی تصوف اور مغربی نفسیات کی آمیزش سے ایسی تکنیکیں وضع کی گئیں جن کی بدولت عام افراد اپنے ذہنی دباؤ، بے چینی اور تشویش کو کم کر کے اپنی زندگی میں مثبت تبدیلی لا سکتے تھے اور اپنی بین الاشخاصی تعلقات کی اہلیت کو بہتر بنا سکتے تھے۔ اس طرح 1960ء کے عشرے کے آخر تک گروہی حرکیات کی نشوونما ایک معاشرتی تحریک کی صورت میں ہونا شروع ہو گئی اور 1970ء کے عشرے کے ابتدائی چند سالوں تک مصارفہ گروہ کے پروگرام کو گروہی حرکیات کی تحریک کا اہم اطلاقی پروگرام سمجھا جاتا رہا۔

موجودہ حالت

گروہی حرکیات کے سائنسی اور اطلاقی پروگراموں کو 1970ء کے عشرے کے آخری سالوں سے ترک کرنا شروع کر دیا گیا۔ اور اس کے گروہ کے بارے میں نظریہ اور تحقیقات میں بہت کم اضافہ کیا گیا ہے۔ جدید دور کے ماہرین اپنی زیادہ تر توجہ ایک فرد یا دو افراد کی تعاملی صورت حالوں پر

مرکوز کرتے ہیں اور اس کے علاوہ بڑے گروہوں میں افراد کے گروہی کردار پر تحقیقات کی جاتی ہیں۔ اس طرح دور حاضر میں معاشرے کو چھوٹے گروہوں کی بنیاد پر تعمیر کرنے کے نظریہ کو اہمیت نہیں دی جاتی۔ تاہم گروہی نفسی علاج کے حوالے سے چھوٹے گروہوں کی اہمیت کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ جدید معاشرتی نفسیات میں گروہی حرکیات کا نظریاتی اور تحقیقی مضمون معاشرتی نفسیات کے مختلف تعقلات کے ساتھ مدغم ہو گیا ہے۔

میدانی نظریہ

میدانی نظریہ (Field Theory) کو کرٹ لیون (1890ء-1947ء) نے پیش کیا۔ اس نظریہ کے ذریعے اس نے ان نفسیاتی اور معاشرتی قوتوں کی وضاحت کی جو کہ فرد کے کردار کو متعین کرتے ہوئے تعامل کرتی ہیں۔ میدانی نظریہ کا بنیادی تعقل فضائے حیات = ف ح (Life Space=L S) ہے جس سے مراد فرد اور ماحول کو متعین کرنے والے عناصر کا مجموعہ لیا جاتا ہے اور ایک فرد کے کردار = ک (Behavior=B) کو فضائے حیات کا وظیفہ = و (Function=F)
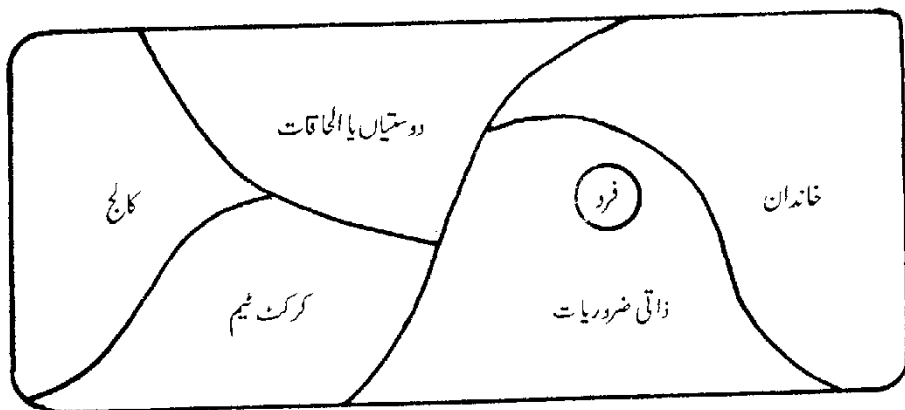
سمجھا جاتا ہے، جس میں فرد اور ماحولیاتی قوتیں شامل ہوتی ہیں اور اس کو تعاملی مساوات کی اصطلاح میں اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ ک = و (ف ح) یا B=F(L S)۔ مثال کے طور پر ہماری فضائے حیات ایک طرف تو ہمارے شخصیتی خصائص پر مشتمل ہوتی ہے یعنی ہمارے محرکات، عادات اور رویے وغیرہ اور دوسری طرف ہمارے معاشرتی سیاق و سباق پر مشتمل ہوتی ہے، یعنی ہم پر اپنے معاشرتی معیارات، قوانین اور متوقع کارمنصبوں کو ادا کرنے کا دباؤ وغیرہ۔

فضائے حیات کو مختلف کروں یا حلقوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً خاندان' پیشہ' دوستیاں یا الحاقات وغیرہ اور اس کی شکل کے ذریعے اس طرح وضاحت کی جاتی ہے۔

فضائے حیات ایک ایسا میدان ہوتا ہے جو کہ ہم وجود اور باہمی طور پر ایک دوسرے پر منحصر حقائق کا مجموعہ ہوتا ہے۔ اس نظریہ کو میدانی نظریہ کا نام اسی مناسبت سے دیا گیا ہے۔ کردار سے مراد فضائے حیات میں کسی بھی قسم کی حرکت مراد لی جاتی ہے جو کہ مختلف قوتوں کے تعامل کا نتیجہ ہوتی ہے۔ قوت یا قوتوں سے مراد کوئی بھی ایسی چیز جو تبدیلی کا باعث ہو مراد لی جاتی ہے۔ دو قسم کی قوتیں خاص طور پر اہمیت رکھتی ہیں۔ تحریکی قوتیں' جو کہ منزل حاصل کرنے کی جانب تحریک دیتی ہیں اور مزاحمتی قوتیں' جو کہ منزل حاصل کرنے کی راہ میں مزاحم ہوتی ہیں۔ یہ دو اقسام کی ایک دوسرے کے مخالف قوتیں فرد میں منزل حاصل کرنے کے بارے میں تناؤ کی حالت پیدا کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر درج ذیل شکل میں کچھ قوتیں ایک فرد کے کالج میں داخلہ لینے کے فیصلے یا کردار کو متاثر کر رہی ہیں۔
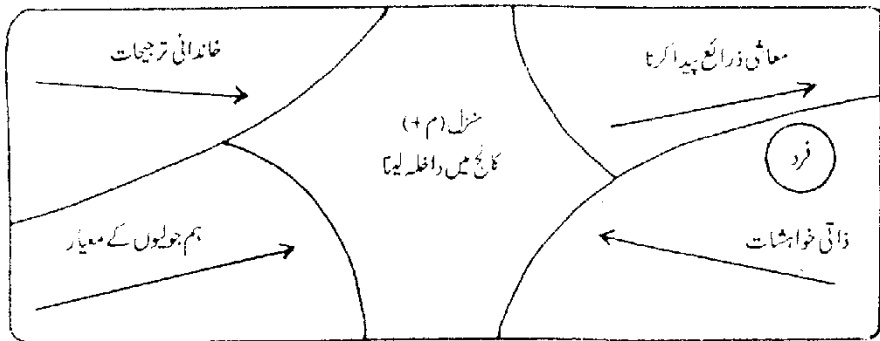
فرد کی ذاتی خواہشات' خاندان کی ترجیحات اور ہم جولیوں کے معیار فرد کے لئے تحریکی قوتوں کا کام کر رہے ہیں کہ وہ کالج میں داخلہ حاصل کرے۔ تاہم ایک اہم مزاحمتی قوت جو کہ فرد کے منزل پانے کی راہ میں مزاحمت پیدا کر رہی ہے وہ یہ ہے کہ وہ اپنی سکول کی تعلیم کے خاتمے پر بجائے کالج میں داخلہ لینے کے اپنے معاشی ذرائع پیدا کرے۔ یہ مثبت اور منفی قوتیں مشترکہ طور پر فرد کے کردار کو متعین کر رہی ہیں۔

میدانی نظریہ معاشرتی نفسیات کا ایک اہم نظریہ ہے اور اس نظریہ نے معاشرتی نفسیات کے علاوہ کئی دوسرے معاشرتی علوم پر بھی گہرے اثرات مرتب کئے ہیں۔ میدانی نظریہ کی اہم خوبیاں درج ذیل ہیں:

- : میدانی نظریہ ایک تجرباتی نظریہ ہے جس میں بہت چھوٹے تشکلات (Constructs) کو استعمال میں لاتے ہوئے انسانی کردار کے بارے میں عمومی قوانین کی وضاحت کی جا سکتی ہے۔
- : جب اس نظریہ کے تحت مختلف قوتوں اور تبدیلی کے عوامل کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو یہ نظریہ حرکیاتی صورت میں عیاں ہوتا ہے۔
- : جب اس نظریہ کے تحت میدان کی تعریف عامل کے نقطہ نظر سے کی جاتی ہے تو یہ نظریہ مظہریاتی صورت میں عیاں ہوتا ہے۔
- : یہ نظریہ بانظام نظریات میں سے ایک ہے جو کہ مکمل میدان کو بیان کرنے کے بعد اس کے مختلف حصوں کا تجزیہ کرتا ہے۔
- : یہ نظریہ ماضی کے تجربات اور مستقبل کی توقعات پر زور دینے کی بجائے زمانہ حال اور روبرو قوتوں کے تجزیہ پر زور دیتا ہے جو کہ انسانی کردار کو متاثر کرتی ہیں۔

لیون کے اطلاق میدانی نظریہ کا اطلاق مختلف اقسام کی معاشرتی صورت حالوں پر کیا گیا ہے جن میں بین الاشخاصی کشمکش اور گروہوں میں جارحیتی کردار کا اظہار جیسے موضوعات خاص طور پر شامل ہیں۔ تاہم معاشرتی نفسیات کی موجودہ دور کی تحقیقات میں میدانی نظریہ کے تعقل کو براہ راست اہمیت نہیں دی جاتی۔ لیکن اس کی خوبیوں نے معاشرتی نفسیات کی تاریخ اور دائرہ کار کو تبدیل کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

گیارھواں باب

قیادت

1- تعارف
2- قائدین یا قیادت کی اقسام
3- قائدین کے ذاتی خصائص
4- قائدین کے کردار کا تجزیہ
5- پیروکاروں کا قائد کے بارے میں ادراک
6- قیادت کے نظریات

تعارف

قیادت (Leadership) کے لفظ کو ہم عموماً "کسی گروہ یا تنظیم کی نگرانی کرنے، انتظام و انصرام چلانے اور ہدایات دینے کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔ قائدین ہر جگہ موجود ہوتے ہیں۔ کسی گروہ میں کوئی قائد اپنے شخصیتی خصائص کی بنیاد پر قیادت حاصل کرتا ہے۔ بعض گروہوں میں قائدین کو رائے شماری کے ذریعے منتخب کیا جاتا ہے یا کسی گروہ میں قائد کو اس تنظیم کی جانب سے نامزد کیا جاتا ہے جس تنظیم کا گروہ حصہ ہوتا ہے۔ اس طرح ایک سکول کا سربراہ بھی قائد ہوتا ہے۔ ایک بڑے تجارتی ادارے کا سربراہ بھی قائد ہوتا ہے۔ کسی سرکاری دفتر کا سربراہ بھی قائد ہوتا ہے اور کسی قوم یا ملک کا سربراہ بھی قائد ہوتا ہے۔ اگرچہ قیادت کا موضوع رقم شدہ تاریخ کے شروع ہی سے قابل اہمیت رہا ہے لیکن اس موضوع کا سائنسی بنیادوں پر جائزہ 1904ء سے لیا جا رہا ہے اور اس وقت سے یہ موضوع ماہرین کی توجہ کا مرکز بنتا چلا آ رہا ہے۔

مارون ای شاء (Morven E. Shaw 1971ء) کے مطابق گروہوں میں قیادت کے کار منصبی پر بے شمار تحقیقات کی گئیں ہیں اور قیادت کے موضوع کی مختلف طریقوں سے تعریف بیان کی گئی ہے۔ شاء نے قیادت کی تعریف بڑے سادہ اور جامع الفاظ میں بیان کی ہے کہ "قائد گروہ کا وہ رکن ہوتا ہے جو کہ دوسروں پر اُس سے زیادہ اثر انداز ہوتا ہے جتنا کہ دوسرے افراد اس پر اثر انداز ہوتے ہیں"۔

رابرٹ ایل (Robert L. 1975ء) کے مطابق قیادت کی اصطلاح معاشرتی سائنسز کے لٹریچر میں تین معنوں میں استعمال کی گئی ہے۔ اول یہ کہ قیادت رتبے اور مرتبے کی علامت ہوتی ہے، دوم یہ کہ قیادت ایک شخص کی شخصیت کا خاصہ ہوتی ہے، اور سوم یہ کہ قیادت ایک شخص کے کردار سے عیاں ہوتی ہے۔ عام طور پر قیادت کے یہ تینوں معنی اکٹھے استعمال میں لائے جاتے ہیں۔ یعنی قائد کئی منفرد شخصیتی خصائص کا حامل ہوتا ہے، وہ مختلف رتبوں اور مرتبوں کا مالک ہوتا ہے، اور وہ اپنا کردار قیادت کے عمومی معیاروں کے پرتو میں پیش کرتا ہے۔

بعض اوقات قیادت کی گروہ کے مقصد یا نصب العین کے حوالے سے بھی تعریف بیان کی جاتی ہے۔ بورنگ کے مطابق "قیادت سے مراد ایک فرد کا ایک گروہ کے ساتھ وہ تعلق ہے جو کہ

کسی خاص مقصد یا نصب العین کو حاصل کرنے کے لئے قائم ہوتا ہے"۔ یعنی قائد ایک گروہ کا رکن ہوتا ہے لیکن وہ گروہ کے دوسرے اراکین کی نسبت بہتر صلاحیتوں کا مالک ہوتا ہے۔ وہ اپنی صلاحیتوں کو استعمال میں لاتے ہوئے گروہ کے اراکین کے کردار میں مخصوص تبدیلیاں پیدا کرتا ہے' گروہ کی مختلف سرگرمیوں کو کنٹرول کرتا ہے اور گروہ کو کسی مقصد یا نصب العین کو حاصل کرنے کے لئے تیار کرتا ہے۔ اس طرح گروہ مشترکہ کوشش اور جدوجہد کی بدولت اپنے مقصد یا نصب العین کو حاصل کر لیتا ہے۔

قائدین یا قیادت کی اقسام

قائدین اپنی مختلف اقسام کی سرگرمیوں اور کارمنصبوں کی بدولت دوسروں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ قائدین کی ان مختلف اقسام کی سرگرمیوں اور کارمنصبوں کو قائدین یا قیادت کی اقسام قرار دیا جاتا ہے۔ درج ذیل میں ان اقسام کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

1: منتظم

منتظم (Administrator) کی وسیع اور عمومی اصطلاح قیادت کے بارے میں کئی ایک سرگرمیوں کی نشاندہی کرتی ہے جن میں گروہ میں انتظام و انصرام چلانا' لائحہ عمل طے کرنا' منصوبہ بندی کرنا' توازن برقرار رکھنا' رہنمائی فراہم کرنا اور تنظیم برقرار رکھنا جیسی سرگرمیاں شامل ہیں۔ منتظمین وہ لوگ ہوتے ہیں جو یہ دیکھتے ہیں کہ اشیاء اور واقعات کس طرح وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ وہ گروہوں یا تنظیموں میں ان اہم رتبوں اور مرتبوں کے حامل ہوتے ہیں جن کی ماتحتی میں گروہ اور تنظیمیں اپنے اہم امور پایہ تکمیل کو پہنچاتے ہیں۔ ایک منتظم کے لئے دو فرائض خاص طور پر قابل اہمیت ہوتے ہیں۔ پہلا یہ کہ وہ منتظمانہ اعمال کی خبرگیری کرے اور دوسرا یہ کہ وہ منتظمانہ پالیسیوں کو اپنی بہتر حکمت عملی کی بدولت جاری و ساری رکھے۔

2: ضابطہ پرست حاکم

ضابطہ پرست حاکم (Bureaucrat) کی اصطلاح عام طور پر ان افراد کے لئے استعمال کی جاتی ہے جو کسی گروہ یا تنظیم میں درمیانے درجے کے رتبوں اور مرتبوں کے حامل ہوتے ہیں اور ان کے ذمے تنظیمی اعمال کے حوالے سے کچھ مخصوص اقسام کے فرائض ہوتے ہیں۔ ایسی سرکاری یا غیر سرکاری تنظیمیں جو کہ حجم کے اعتبار سے بہت بڑی ہوتی ہیں' وہاں مختلف نوعیت کے کاموں کی انجام دہی کے لئے مختلف شعبہ جات موجود ہوتے ہیں۔ ان شعبہ جات کی خبرگیری اور بہتر استعداد کے

لئے مختلف ضابطہ پرست حاکم مقرر کئے جاتے ہیں جو کہ متعلقہ گروہ یا تنظیم کے قواعد و ضوابط کے مطابق اپنے اپنے شعبہ جات میں اپنے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ کسی بھی تنظیم کے وجود اور افادیت کا انحصار بڑی حد تک ضابطہ پرست حاکموں کی قابلیت اور استعداد پر ہوتا ہے۔

3: حکمت عملی وضع کار

ایک منتظم یا ایک ضابطہ پرست حاکم ایک حکمت عملی وضع کار (Policy Maker) بھی ہو سکتا ہے۔ بڑی تنظیموں میں بورڈز آف ڈائریکٹرز یا مجلس قانون ساز کے اراکین حکمت عملی وضع کرنے کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ منتظم عام طور پر حکمت عملی وضع کرنے والے ادارے کا سربراہ ہوتا ہے اور جب حکمت عملی وضع کرلی جاتی ہے تو اس کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کا ذمے دار ہوتا ہے۔ حکمت عملی وضع کرنے والے لوگ عموماً پوشیدہ قائدین ہوتے ہیں۔ یعنی وہ کسی گروہ یا تنظیم کے امور پر اپنے آپ کو ظاہر کئے بغیر اثر انداز ہوتے ہیں۔

4: ماہر

ماہرین (Experts) عام طور پر حکمت عملی وضع کاروں اور منتظمین کے مشیر کی حیثیت سے کام کرتے ہیں۔ ماہرین کسی ایسے مخصوص شعبہ میں ماہرانہ علم و فضیلت کے حامل ہوتے ہیں جو کہ تنظیمی قائدین کے لئے بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ بعض اوقات ماہرین حکمت عملی وضع کرنے اور منصوبہ بندی کرنے جیسے اعمال میں بھی شمولیت کرتے ہیں۔ لیکن عام طور پر ان کا کار منصبی تبصرہ نگار اور نقاد کا ہوتا ہے۔

ماہرین کو بعض اوقات اہل کاروں کی اصطلاح میں بھی بیان کیا جاتا ہے' کیونکہ ان پر ان نتائج کی ذمہ داری قبول کرنے کا دباؤ نہیں ہوتا جو کہ کسی کام کے نتیجے میں برآمد ہوتے ہیں۔

5: تفکر کار

ایک ماہر کی طرح ایک تفکر کار (Idealogist) بھی ماہرانہ علم و فضیلت رکھنے والا شخص ہوتا ہے۔ لیکن تفکر کار کی ماہرانہ علم و فضیلت اس کے خیالات اور اعتقادات کے حوالے سے ہوتی ہے۔ تفکر کار کا تعلق ان بنیادی نظریات سے ہوتا ہے جو کہ معاشرتی کردار کی مختلف صورتوں کے بارے میں ہوتے ہیں۔ سینٹ آگسٹائن' گلیلیو اور کارل مارکس کا شمار ان تفکر کاروں میں کیا جا سکتا ہے جن کی تعلیمات نے کئی ملین لوگوں کی زندگیوں کو تبدیل کر دیا۔ تمام قائدین کسی حد تک تفکر کار ہوتے ہیں اور وہ گروہ جن کے وہ قائدین ہوتے ہیں ان گروہوں کے مقاصد اور مقاصد کو حاصل

کرنے کے طریقہ کار ان قائدین کے خیالات اور اعتقادات کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔

6: علامتی قائد

قائد کے کار منصبی کی ایک اہم قابلیت یہ ہوتی ہے کہ وہ نہ صرف اپنے افکار اور خیالات کے ذریعے اپنے گروہ کی نمائندگی کرے بلکہ وہ اپنے گروہ کی نمائندگی کرتے ہوئے اپنا کردار گروہ کے علامتی قائد (Symbolic Leader) کی حیثیت سے پیش کرے۔ مختلف ممالک میں مختلف اقوام کے سفارت کار اپنا کردار اپنے ملک کے علامتی قائد کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں۔ ان کا رہن سہن، چال ڈھال اور طرز زندگی اپنے ممالک کے عوام کی ثقافتی اور معاشرتی قدروں اور معیاروں کا عکاس ہوتا ہے۔ علامتی قائد بعض اوقات اپنے گروہ کی رسوماتی اور روایتی قدروں کا اظہار بڑی شدت سے کرتے ہیں اور اس کے لئے انہیں تنقید کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔

7: والدینی قائد

سب سے پہلا گروہ جس کا ہم تجربہ کرتے ہیں وہ ہمارا خاندان ہوتا ہے اور اس سب سے پہلے گروہ کے قائدین ہمارے والدین ہوتے ہیں۔ جب ہم سکول جاتے ہیں تو ہمارے والدین کی جگہ ہمارے اساتذہ لے لیتے ہیں۔ بچپن اور نوجوانی میں بھی ہم میں یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ ہم تمام منصبوں کے ساتھ کسی قدر والدینی قیادت (Parental Leadership) کی مانند شناخت پیدا کریں۔ یہ رجحان تمام زندگی جاری رہتا ہے اور اس کی بدولت ہم اپنے قائدین کے ساتھ والدینی خصائص کی بنیاد پر شناخت پیدا کرتے ہیں۔ قائدین کے کار منصبی کئی طرح سے ہمارے والدین کے کار منصبوں سے مشابہت رکھتے ہیں۔

قائدین ایک طرف تو ہمارے والد کی طرح جزا اور سزا، نصیحت اور تلقین، روک ٹوک، حوصلہ افزائی اور ہدایات دینے جیسے طریقے کار استعمال کرتے ہیں اور دوسری جانب ہماری والدہ کی طرح احساس تحفظ، سمجھ بوجھ، مددگاری اور طمانیت بخشی فراہم کرتے ہیں۔ تمام اقسام کے قائدین بلا امتیاز جنس ان دونوں اقسام کے خصائص کے حامل ہوتے ہیں لیکن قیادت کی نوعیت کی بنیاد پر ان دونوں اقسام کے خصائص میں سے ایک قسم کچھ قائدین میں زیادہ یا کم ہو سکتی ہے۔ ایک مشیر یا ایک نفسی معالج مادرانہ خصوصیات کے حوالے سے ممیز ہو سکتا ہے اور ایک پولیس آفیسر پدرانہ خصوصیات کے حوالے سے ممیز ہو سکتا ہے۔

8: قائد قربانی کے بکرے کی حیثیت سے

قائدین کا قربانی کے بکرے کی حیثیت سے (Leader as a Scapegoat) ہونا قیادت کی ایک اہم بُعد ہے۔ لوگوں میں یہ بات عام طور پر پائی جاتی ہے کہ وہ اپنے قائدین کے بارے میں دو جذبیت' آزردگی اور مخاصمت کا اظہار کرتے ہیں۔ قائدین کے بارے میں مخاصمت کی بنیاد یہ ہوتی ہے کہ لوگ اکثر اوقات یہ چاہتے ہیں کہ انہیں قائدین کی پابندیوں سے آزاد ہونا چاہیے۔ یعنی وہ اپنی مرضی سے اور بغیر کسی مداخلت کے اپنے اعمال اور خیالات پیش کر سکیں۔ غالباً لوگ قائدین سے آزردگی یا کشیدہ خاطری اس لئے محسوس کرتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ قائدین کو ان سے زیادہ اہمیت دی جا رہی ہے اور قائدین اپنے اعمال خود کو دوسروں سے برتر ظاہر کرتے ہوئے پیش کرتے ہیں۔

قائدین کا ایک اہم وظیفہ یہ ہوتا ہے کہ ان پر اس گروہ کے اعمال کی ذمے داری سب سے زیادہ ہوتی ہے جس کے وہ سربراہ ہوتے ہیں اور اگر گروہ میں اراکین کی کارکردگی غیر تسلی بخش ہو تو وہ دوسروں کو موردِ الزام ٹھہرانے کے متلاشی ہوتے ہیں اور اس صورت میں ان کا نشانہ گروہ کے قائدین بنتے ہیں۔

قائدین سے کشیدہ خاطری یا آزردگی محسوس کرنے کی ایک وجہ یہ بھی سمجھی جاتی ہے کہ قائدین گروہ کے مختلف امور کے پایہ تکمیل کو پہنچنے کی صورت میں گروہ کے دوسرے اراکین کی نسبت زیادہ جزا حاصل کرتے ہیں۔ تحقیقات کی مدد سے یہ دیکھا گیا ہے کہ اس صورت میں جب گروہ کے تمام اراکین یکساں جزا حاصل کرتے ہیں تو گروہ میں اتصال کی کیفیت زیادہ بہتر ہوتی ہے۔

تاہم یہ دیکھا گیا ہے کہ گروہ کا اپنے قائد کے بارے میں مخاصمت کا اظہار گروہ کے اراکین کی کارکردگی پر کچھ مثبت اثرات بھی مرتب کرتا ہے۔ کچھ ماہرین کے مطابق اراکین کا اپنے قائد کے بارے میں منفی احساسات کا اظہار کرنا ان کے تنقیہ کا باعث بنتا ہے اور اراکین کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ اپنی توانائیوں کو تخلیقی کاموں پر مرکوز کر سکیں اور وہ اس کے نتیجہ میں باہمی تعاون کو پروان چڑھاتے ہیں اور بہتر پیداواریت ظاہر کرتے ہیں۔ تاہم کئی ایک ماہرین کی تحقیقات کے نتائج کے مطابق اراکین کا اپنے قائد کے بارے میں ضرورت سے زیادہ منفی احساسات کا اظہار بہت سے منفی اثرات بھی مرتب کرتا ہے۔

قائدین کے ذاتی خصائص

قائدین کس طرح بنتے ہیں؟ عقل سلیم اس سوال کا یہ جواب دیتی ہے کہ قائد بننے میں سب سے اہم خصوصیت قائد کا قیادت کے بارے میں تجربے کا حامل ہونا ہے۔ ایسے سیاسی امیدوار جو کہ کسی سرکاری شعبہ میں اپنی خدمات کو پیش کر کے اپنا لوہا منوا چکے ہوں وہ ہمارے لئے ووٹ کا حق استعمال کرتے ہوئے زیادہ پر کشش ہوتے ہیں۔ تاہم فریڈ ای فیلڈر (Fred.E.Fielder ء1970) نے اپنے تین تجربات کے ذریعے اور مختلف گروہوں کے مشاہدہ کے ذریعے عقل سلیم کے اس نظریہ کو غلط ثابت کیا ہے۔ فیلڈر کے مطابق قیادت کے موثر ہونے کا دارومدار قائد کے تجربہ کار ہونے پر نہیں ہوتا۔ اس کی تحقیقات کے نتائج کے مطابق قائد کے تجربے کا حامل ہونے میں اور قیادت کے موثر ہونے میں تضایف 0.12- پایا جاتا ہے۔ لیکن فیلڈر اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ وہ تمام اقسام کی قیادت کی صورت حالوں کے بارے میں تحقیقات نہیں کر سکا۔

قائدین کے ذاتی خصائص کے حوالے سے قائدین کے مندرجہ ذیل خصائص کے بارے میں تحقیقات کی گئیں ہیں جن کی تفصیل پیش کی جاتی ہے:

1: ذہانت

عقل سلیم کے نقطہ نگاہ کے مطابق جو لوگ قائدین بنتے ہیں ان میں ذہانت کی شرح دوسروں کے مقابلے میں بہتر ہوتی ہے۔ تحقیقات کی مدد سے عقل سلیم کا یہ نقطہ نگاہ درست ثابت ہوا ہے۔ من (Mann ء1959) کی تحقیقات کے نتائج کے مطابق ذہانت ایک ایسی خصوصیت ہے جو کہ قیادت کے ساتھ سب سے گہرا تعلق رکھتی ہے۔ کئی دوسری تحقیقات کے نتائج کے مطابق ذہانت کی خصوصیت اور قیادت میں 0.35 تک تضایف پایا جاتا ہے۔

2: غلبہ پانے کی صلاحیت

من کی تحقیقات کے مطابق دوسری اہم خصوصیت جس کا قیادت کے ساتھ بہت زیادہ تعلق پایا جاتا ہے وہ غلبہ پانے کی صلاحیت ہے۔ ایڈون میگرجی (Edwin Megargee ء1969) نے غلبہ پانے کی صلاحیت کی پیائش کرنے والے سکیل کو استعمال میں لاتے ہوئے یونیورسٹی کے ان طالب علموں کو منتخب کیا جن میں یہ صلاحیت بہت بلند درجے کی پائی جاتی تھی اور وہ جن میں یہ صلاحیت نچلے درجے کی پائی جاتی تھی۔ بعد میں گروہی تعامل کے دوران یہ دیکھا گیا کہ وہ معمول مرد

جن میں غلبہ پانے کی صلاحیت بلند درجے کی پائی جاتی تھی وہ پچھتر فیصد تک قیادت کی پوزیشنیں حاصل کرنے میں کامیاب رہے اور وہ معمول عورتیں جن میں غلبہ پانے کی صلاحیت بلند درجے کی پائی جاتی تھی وہ ستر فیصد تک قیادت کی پوزیشنیں حاصل کرنے میں کامیاب رہیں۔ اس طرح غلبہ پانے کی صلاحیت کا بھی قیادت کے ساتھ بہت زیادہ تعلق پایا جاتا ہے۔

3: تسویہ کا درجہ

یہ دیکھا گیا ہے کہ تسویہ (Adjustment) کے درجے کا تعلق بھی قیادت کے ساتھ بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔ لوگ قائدین کو قبول کرتے ہوئے اس بات پر بھی توجہ دیتے ہیں کہ قائدین کا تسویہ کا درجہ موزوں ترین ہو۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ کسی فرد میں پائے جانے والے عصبانیتی رجحانات اس کی بحیثیت قائد کارکردگی پر منفی اثرات مرتب کرتے ہیں۔ مَن کی تحقیقات کے نتائج کے مطابق قائدین کے تسویہ کے درجے کے بہتر ہونے کا قیادت کے ساتھ تعلق تیس فیصد تک مثبت پایا گیا ہے۔

4: مستعدی

قائد کی مختلف امور کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں مستعدی (Activity) کے درجے کا بھی اس کی قیادت کے ساتھ گہرا تعلق ہوتا ہے۔ ایک تحقیق کے نتائج کے مطابق مختلف گروہوں کے وہ افراد جن میں صوتی (Vocal) مستعدی کا بلند درجہ پایا جاتا ہے وہ اکثر اوقات گروہ کے قائدین منتخب ہوتے ہیں۔ ایک دوسری تحقیق کے نتائج کے مطابق عام طور پر گروہی قائدین کے لئے یہ معیار سمجھا جاتا ہے کہ وہ گروہ کی موثریت اور بہتر استعداد کے لئے مستعدی کی عمدہ صلاحیت کے حامل ہوں۔

5: عدم مطابقت

قائدین کے ذاتی خصائص کے حوالے سے بیان کئے گئے مندرجہ بالا خصائص یعنی اعلیٰ ذہانت' غلبہ پانے کی بہتر صلاحیت' تسویہ کے درجے کا بہتر ہونا اور عمدہ مستعدی کے درجے کا ہونا کو عقل سلیم کے نقطہ نگاہ سے بھی تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ خیال کہ قائدین دوسروں کی نسبت عمومی معیاروں سے زیادہ انحراف کرتے یعنی عدم مطابقت (Nonconfirmity) پیدا کرتے ہیں' کسی حد تک حیران کن ہے۔ کیونکہ انحرافیت کو نفسی امراضیات کے معنوں میں لیا جاتا ہے جو کہ اس تصور کے برخلاف ہے کہ قائدین تسویہ کا بہتر درجہ رکھتے ہیں۔

کئی ایک تحقیقات اس بات کو ثابت کرتی ہیں کہ قائدین دوسرے لوگوں کی نسبت معیاری دباؤ سے آزاد ہونے کا زیادہ رجحان رکھتے ہیں۔ ایک تحقیق کے نتائج کے مطابق قائدین اور گروہ کے نچلے درجے کے اراکین گروہ کے درمیانے درجے کے اراکین کی نسبت کم مطابقت پیدا کرتے ہیں۔ اس طرح کے نتائج کئی دوسری تحقیقات کی مدد سے بھی ظاہر ہوئے ہیں۔

یہ نتائج اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ قائدین اور گروہ کے نچلے درجے کے اراکین گروہ کے دباؤ سے کسی حد تک آزاد ہوتے ہیں۔ غالباً قائدین بہتر تسویہ کا درجہ رکھتے ہوئے اس قابل ہوتے ہیں کہ وہ اپنی آزادانہ سوچنے اور عمل کرنے کی قابلیت کو استعمال کرتے ہوئے گروہ کے لئے اپنی خدمات کو بہتر طور پر پیش کر سکیں۔ لیکن نچلے درجے کے اراکین کی کیفیت اس کے برعکس ہوتی ہے۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ اعلیٰ درجے کے حامل گروہ کے اراکین اپنے انحرافی خیالات اس طرح پیش کرتے ہیں کہ وہ دوسرے گروہ کے اراکین کے لئے پریشانی کا باعث نہ بنیں۔ جبکہ نچلے درجے کے اراکین یہ تکنیک نہیں جانتے ہوتے یا وہ ایسا کرتے نہیں ہیں۔

قائدین گروہ کے دوسرے اراکین کی نسبت گروہی اتحاد کو برقرار رکھنے میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں۔ ایک مطالعہ کی مدد سے یہ دیکھا گیا ہے کہ قائدین دوسروں سے زیادہ متفق ہوتے ہیں اور دوسروں سے زیادہ یہ کوشش کرتے ہیں کہ گروہ میں تناؤ کی کیفیت کم ہو۔ اس طرح یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ قائدین وہ لوگ ہوتے ہیں جو کہ گروہی اتصال کے سلسلے میں گروہ میں متوازن کیفیت برقرار رکھنے کے قابل ہوتے ہیں اور وہ عدم مطابقتی خیالات اور کردار پیش کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک گروہی اتحاد کو سب سے زیادہ اولیت دی جاتی ہے اور وہ گروہی اتحاد کو اپنے انحرافی خیالات اور کردار کی قیمت پر قربان نہیں کرتے۔

6: معاشرتی قرب وبُعد

یہ حقیقت ہے کہ قائدین گروہ میں اتحاد اور اتصال ہر ممکن طریقے سے برقرار رکھتے ہیں لیکن یہ اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ قائدین گروہ کے اراکین سے بہت زیادہ قربت رکھنے کے حق میں ہوتے ہیں۔ کئی ایک تحقیقات کی مدد سے یہ ثابت ہوا ہے کہ کارکردگی ظاہر کرنے کے حوالے سے موثر ترین قائدین اکثر وہ لوگ ہوتے ہیں جو کہ اپنے اور گروہ کے اراکین کے درمیان مناسب حد تک معاشرتی اور نفسیاتی بُعد یا فاصلہ (Distance) برقرار رکھتے ہیں اور ایسا زیادہ تر پیشہ ورانہ گروہوں میں ہوتا ہے۔ فریڈ ای فیلڈر کی تحقیقات کے نتائج کے مطابق اکثر پیشہ ورانہ

گروہوں کے قائدین اپنے اور گروہی اراکین کے درمیان مناسب حد تک معاشرتی اور نفسیاتی فاصلہ برقرار رکھتے ہیں۔

قائدین کے کردار کا تجزیہ

1940ء کے شروع سے قیادت کے موضوع پر جو سب سے زیادہ تحقیقات کی گئیں وہ اس موضوع کے بارے میں تھیں کہ قائدین کے کردار کے کون سے نمایاں پہلو ان کی بہتر استعداد کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ امریکہ میں اوہیو سٹیٹ یونیورسٹی میں ایک تحقیقاتی گروہ نے قائدین کے کردار کے دو ایسے عناصر کی نشاندہی کی جو کہ ان کی بہتر استعداد کا سبب بنتے ہیں۔ یعنی التفات (Consideration) اور ترکیبیت (Structuring)۔ بیلز (Bales 1953ء) اور زیلڈچ (Zelditch) نے قائدین کے کردار کی دو مختلف ابعاد کی وضاحت کی۔ یعنی ماہر خصوصی کار (Task Specialist) اور ماہر خصوصی استقامت (Maintainance Specialist)۔ اس کے علاوہ قائدین کے کردار کا تجزیہ تحکمانہ قیادت کے اور جمہوری قیادت کے حوالے سے بھی پیش کیا گیا۔ درج ذیل میں ہم اس سلسلہ میں کی گئیں تحقیقات کا جائزہ پیش کرتے ہیں۔

التفات اور ترکیبیت

ہالپن اور وینر (Halpin and Winer 1957ء) کی تحقیقات کے مطابق قائدین کے کردار کے یہ دو عناصر یعنی التفات اور ترکیبیت کسی گروہ میں گروہی تعامل کی صورت کو تشکیل کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ان ماہرین کے مطابق کسی گروہ میں قائد کی بہتر یا کم استعداد پائے جانے کا دارومدار قائد کے کردار کے ان دو عناصر کی نوعیت پر ہوتا ہے۔

التفاتی کردار سے مراد قائد کا ایسا کردار ہے جس کے تحت وہ اپنے ماتحتوں کی آراء، احساسات اور بھلائی کو مدنظر رکھتا ہے اور معاشرتی اور ہیجانی طور پر اس کا بوقت ضرورت اظہار کرتا ہے۔ نیز گروہ میں توازن برقرار رکھتا ہے اور اراکین کی تسکین کو اولیت دیتا ہے۔

ترکیبیتی کردار سے مراد قائد کا ایسا کردار ہے جس کے تحت وہ گروہ کے اراکین کو مختلف امور اور کار منصبی تفویض کرتا ہے اور ان کی کارکردگی کی جانچ پڑتال کے لئے معیار قائم کرتا ہے اور اراکین کی سرگرمیوں کو متوازن رکھتا ہے۔

ایک قائد جو کہ التفاتی کردار کی پیمائش میں بہتر سکور حاصل کرتا ہے، اس میں یہ خوبیاں پائی

جاتی ہیں کہ وہ گروہ کے اراکین کی قدر و قیمت کو پہچانتا ہے' بہتر کارکردگی ظاہر کرنے پر انہیں جزا دیتا ہے' اراکین کے باہمی تعلقات میں ہم آہنگی اور تسکین کی اہمیت پر زور دیتا ہے' بوقت ضرورت ہر رکن کو میسر ہوتا ہے' گروہ کی تجاویز کو قبول کرتا ہے' اور اراکین کو گروہی مقاصد حاصل کرنے کی منصوبہ بندی میں شریک کرتا ہے۔ جو قائد اس کردار میں کم سکور حاصل کرتا ہے وہ اراکین سے کم کارکردگی ظاہر کرنے پر سخت باز پرس کرتا ہے' اراکین کی قدر و قیمت کو نظرانداز کرتا ہے' کسی کام میں اراکین سے مشورہ لینا ضروری نہیں سمجھتا اور نہ ہی کسی کی تجاویز قبول کرتا ہے' اور وہ اپنے کردار کی تشریح کرنا ضروری نہیں سمجھتا۔

وہ قائد جو کہ ترکیبیتی کردار کی پیمائش میں بہتر سکور حاصل کرتا ہے وہ بحیثیت قائد کے حکمت عملی وضع کار' لائحہ عمل وضع کار' اور منتظم کے کار منصبی ادا کرتا ہے۔ وہ اراکین کو نئے نئے حل پیش کرتا ہے۔ اپنے رویہ جات کی وضاحت کرتا ہے اور اس بات کا بندوبست کرتا ہے کہ اس کے کردار کو گروہ کے اندر صحیح طرح سے سمجھا جائے۔ کسی مقصد کو حاصل کرنے کے جو بھی بہترین ذرائع ہوتے ہیں اس کی کارکردگی ان کے مطابق ہوتی ہے۔ جو قائد اس کردار میں کم سکور حاصل کرتا ہے اس کی کیفیت اس کے برعکس ہوتی ہے اور اس کی گروہ کے لئے کمتر کارکردگی ہوتی ہے۔

ہالپن اور ویبز نے قائدین کے کردار کے ان دو عناصر کے حوالے سے ایئر فورس کے کمانڈرز قائدین پر تحقیقات کیں۔ ان کے مطابق تراسی فیصد قائدین کے کردار کا تجزیہ ان دو عناصر کے امتیازات کی بنیاد پر کیا جا سکتا ہے۔

ماہر خصوصی کار اور ماہر خصوصی استقامت

بیلز کے مطابق اکثر گروہوں میں قائدین کے کردار کی دو اہم ابعاد انہیں موثر اور مستقل قائدین ثابت کرتی ہیں۔ یعنی ماہر خصوصی کار اور ماہر خصوصی استقامت۔ اگر ان ابعاد میں سے کسی ایک بعد کے وظائف کو سرانجام دینے میں کوئی قائد ناکام رہتا ہے تو اس صورت حال میں نظرانداز کی گئی بعد کے وظائف کو سرانجام دینے کے لئے کوئی دوسرا غیر رسمی قائد کار منصبی ادا کرتا ہے اور حقیقی قائد پس پشت چلا جاتا ہے۔

ماہر خصوصی کار سے مراد قائد کا یہ کار منصبی ہوتا ہے کہ وہ گروہ کے سامنے پیش کئے گئے مسائل کے بارے میں بہترین خیالات کا اظہار کرتے ہوئے گروہی مباحث کو جاری و ساری رکھے۔ وہ گروہ کو تفویض شدہ کام سرانجام دینے کی طرف مائل کرتا ہے اور گروہ کے سامنے پیش کیے گئے

مسائل کے حل کے لئے کوشش کرتا ہے۔ ماہر خصوصی استقامت سے مراد قائد کا یہ کار منصبی ہوتا ہے کہ وہ گروہ کو معاشرتی ہیجانی مسائل سے محفوظ رکھنے کی طرف بھی اپنی توجہ مبذول کرے۔ گروہ میں پیدا ہونے والی تناؤ اور کشمکش کی کیفیات کو ختم کرے اور گروہی اتحاد کو قائم رکھے۔ ماہر خصوصی استقامت کی حیثیت سے قائد گروہ کے اراکین کی باہمی منحصریت کو قائم رکھتا ہے اور گروہ کی بقاء کو یقینی بناتا ہے۔

بیلز نے قائدین کے کردار کی ان دو ابعاد کو تجرباتی گروہوں پر تحقیقات کے ذریعے ثابت کیا ہے۔ ایک گروہ کے اراکین کے سامنے انسانی تعلقات کے بارے میں کچھ مسائل پیش کئے گئے اور گروہ نے ان مسائل کا ایسا حل تجویز کرنا تھا جو کہ تمام گروہی اراکین کے لئے قابل قبول ہو۔ اس سلسلے میں گروہ کے چار مختلف اوقات میں اجلاس منعقد کئے گئے۔ ہر اجلاس کے خاتمے پر گروہ کے تمام اراکین کو یہ کہا گیا کہ وہ دوسرے اراکین کی بالترتیب شرح بندی چار مختلف پیمانوں کے تحت کریں۔ یعنی کون سے رکن نے سب سے بہترین خیالات پیش کئے؟ کون سے رکن نے گروہی مباحثے کو سب سے زیادہ رہنمائی فراہم کی؟ کون سے رکن کو آپ سب سے زیادہ پسند کرتے ہیں؟ اور کون سے رکن کو آپ ناپسند کرتے ہیں؟

پہلے اجلاس کے اختتام پر پتہ چلا کہ اس رکن کو سب سے زیادہ پسند کیا گیا جس نے گروہی مباحثے میں سب سے زیادہ بہترین خیالات پیش کئے اور بہترین رہنمائی فراہم کی۔ لیکن چوتھے اجلاس کے اختتام پر نتائج برعکس تھے۔ اس رکن کو ناپسند کیا گیا جس کو پہلے اجلاس کے خاتمے پر سب سے زیادہ پسند کیا گیا تھا اور پہلے اجلاس کے خاتمے پر ترتیب کے لحاظ سے دوسرے اور تیسرے نمبر پر آنے والے اراکین کو چوتھے اجلاس کے خاتمے پر سب سے زیادہ پسند کیا گیا۔

بیلز نے پہلے اجلاس کے خاتمے پر سب سے زیادہ پسند کئے جانے والے رکن کی بحیثیت قائد ناکامی کے بارے میں یہ نتیجہ اخذ کیا کہ وہ رکن ماہر خصوصی استقامت کی بُعد سے محروم تھا۔ پہلے اجلاس کے دوران جب اس رکن نے بہترین خیالات کے ذریعے گروہی مباحثے کو بہترین رہنمائی فراہم کی تو اسے سب سے زیادہ پسند کیا گیا۔ یعنی وہ ماہر خصوصی کار کی بُعد کے حوالے سے قائد منتخب ہوا۔ لیکن بعد کے اجلاسوں میں اس رکن نے گروہ کے سامنے پیش کئے گئے مسائل کے حل کے بارے میں اپنے نقطہ نظر کی ضرورت سے زیادہ وکالت کی اور تلخی اور زور کے ساتھ اپنے خیالات منوانے کی کوشش کی۔ اور اس طرح اس کو ناپسندیدہ رکن قرار دے دیا گیا۔ یعنی وہ ماہر

خصوصی استقامت کی بعد سے محروم تھا۔ پہلے اجلاس کے خاتمے پر ترتیب کے لحاظ سے دوسرے اور تیسرے نمبر پر آنے والے اراکین کو بالترتیب اس لئے زیادہ پسند کیا گیا کہ انہوں نے بھی گروہ کے سامنے پیش کئے گئے مسائل کے بارے میں کسی حد تک بہترین خیالات اور بہترین رہنمائی فراہم کی۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے ماہر خصوصی استقامت کی حیثیت سے گروہ کے معاشرتی ہیجانی مسائل کو بھی حل کیا۔ گروہ کو تناؤ اور کشمکش کی کیفیات سے دور رکھنے میں اور گروہی اتحاد کو برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کیا۔

زیلڈچ نے اپنی تحقیقات کی مدد سے قیادت کی ماہر خصوصی کار اور ماہر خصوصی استقامت ابعاد کو ایک قدیم اور وسیع مظہر ثابت کیا ہے۔ اس نے ان دو ابعاد کے حوالے سے 56 معاشروں میں بنیادی خاندانی گروہوں پر تحقیقات کیں۔ خاندانی گروہ کو اس طرح بیان کیا گیا کہ ایک خاندان ایک بالغ مرد، ایک بالغ عورت اور ان کے بچوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ نتائج کے مطابق 56 معاشروں میں ماہر خصوصی کار اور ماہر خصوصی استقامت کے کار منصبوں میں اختلافات پائے جاتے ہیں۔ تاہم عام طور پر ایک بالغ مرد ماہر خصوصی کار کا کار منصبی ادا کرتا ہے اور ایک بالغ عورت ماہر خصوصی استقامت کا کار منصبی ادا کرتی ہے۔

تحکمانہ اور جمہوری قیادت کی اقسام

قائد کے کردار کا تجزیہ کرتے ہوئے سب سے نمایاں اور معاشرتی طور پر قابل اہمیت جو قیادت کی اقسام ملتی ہیں وہ تحکمانہ (Authoritarian) اور جمہوری (Democratic) قیادت کی اقسام ہیں۔ آج کی دنیا میں قیادت کی یہ دو اقسام سب سے زیادہ عام ہیں اور ان دو اقسام کو اس قدر اہمیت حاصل ہے کہ جدید دور میں مختلف ممالک کے بارے میں علم اور معلومات قیادت کی ان اقسام کی بنیاد پر حاصل کی جاتی ہیں۔

تحکمانہ قیادت

جمہوری قیادت کے برعکس تحکمانہ قیادت مطلق طور پر اقتدار کی مالک ہوتی ہے۔ یعنی اس قیادت کی قسم کے تحت قائد مطلق طور پر گروہ کے معاملات میں سیاہ و سفید کا مالک ہوتا ہے۔ وہ گروہ کی حکمت عملیوں کو خود وضع کرتا ہے۔ وہ اکیلا ہی گروہ کے امور سے متعلق منصوبوں کی اختراع کرتا ہے۔ گروہ کی سرگرمیوں کے بارے میں فیصلے کرتا ہے۔ وہ گروہ کے اراکین کو مختلف کار منصبوں کو ادا کرنے کے لئے حکم دیتا ہے اور انہیں ہر طرح کی سزا اور جزا دینے کا حق رکھتا ہے۔ دوسرے

الفاظ میں گروہ کے ہر رکن کی قسمت اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔

تحکمانہ قائد اس قسم کے وظائف کے بارے میں اقتدار کو منصوبہ بندی کے ذریعے پروان چڑھاتا ہے اور اس کی تبدیلی میں فعال ہو کر مزاحمتیں پیدا کرتا ہے۔ وہ مختلف تکنیکوں کو استعمال کرتے ہوئے اپنے اقتدار کو تقویت پہنچاتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے۔ مثلاً وہ گروہ کے اراکین کو بنیادی قسم کے امور میں شمولیت سے دور رکھتا ہے اور انہیں ثانوی قسم کے امور میں مشغول رکھتا ہے۔ تحکمانہ قائد گروہ کے اراکین کو یہ باور کرواتا ہے کہ اس کی فراہم کردہ گروہ کو رہنمائی گروہ کے طویل عرصے کے وظائف میں مددگار ہوگی اور اس طرح وہ اپنی قیادت کو طول دیتا ہے۔ تحکمانہ قسم کی قیادت میں گروہ کے اراکین ہر کام کرنے کے لئے اپنے قائد پر انحصار کرتے ہیں اور گروہ کے مقاصد غیر واضح ہوتے ہیں۔

تحکمانہ قائد گروہ میں ایسی ساخت کی تشکیل کی حوصلہ افزائی کرتا ہے جس کے تحت گروہ کے اراکین کے درمیان ابلاغات کم از کم ہوں' اور جب کبھی ابلاغات کی نوبت آئے تو اس میں مرکزی وسیلہ وہ خود ہو یا اس کے معتبر ماتحت ہوں۔ اس طرح گروہ کی مجموعی استعداد بری طرح متاثر ہوتی ہے۔ تحکمانہ قیادت کے حامل گروہوں میں اراکین کے بین الاشخاصی تعلقات کم پروان چڑھتے ہیں اور گروہ عام افراد کے لئے پرکشش نہیں ہوتا۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ اس طرح کی قیادت کے تحت گروہ کے وجود کا انحصار قائد کے وجود کے ساتھ منسلک ہوتا ہے۔ اگر قائد کسی وجہ سے منظر سے ہٹ جائے تو گروہ کا شیرازہ بکھر جاتا ہے۔

جمہوری قیادت

جمہوری قائد اقتدار کے حوالے سے تحکمانہ قائد سے کم اقتدار کا مالک نہیں ہوتا لیکن اس کے اقتدار کو استعمال کرنے کے طریقے مختلف ہوتے ہیں۔ جمہوری قائد گروہ کی سرگرمیوں میں اور گروہ کے اپنے مقاصد حاصل کرنے کے عمل میں گروہ کے تمام اراکین کو حصے دار بناتا ہے اور ان سب اراکین کو مناسب رتبے اور مراتب عطا کرتا ہے۔ وہ اپنی قیادت کا اظہار احساس ذمہ داری کے معنوں میں کرتا ہے۔ وہ گروہ کے اندر اراکین کے بین الاشخاصی تعلقات کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور مختلف طریقے کاروں کی مدد سے گروہ کو مضبوط بناتا ہے۔ گروہ میں سے کشمکش اور تناؤ کی کیفیات کو دور کرنا وہ اپنا فرض سمجھتا ہے۔

تحکمانہ قائد کے برعکس جمہوری قائد گروہ کا منتخب نمائندہ ہوتا ہے۔ اسے گروہ کے مختلف

امور چلانے میں گروہ کے اراکین کا اعتماد حاصل ہوتا ہے اور وہ حتی الوسع یہ کوشش کرتا ہے کہ گروہ کے اراکین کا اس پر اعتماد بحال رہے۔ کیونکہ اس کی قیادت کا انحصار گروہ کے اراکین کے اعتماد میں مضمر ہوتا ہے۔

تحکمانہ قیادت اور جمہوری قیادت پر وائیٹ اور لپیٹ (White and Lippit ء1958) نے بہت سے تجربات کئے اور مختلف نتائج اخذ کئے۔ اس سلسلے میں انہوں نے کرٹ لیون کے اس موضوع پر کئے گئے تجربات سے استفادہ کیا جو کہ اس نے بچوں پر کئے تھے۔ وائیٹ اور لپیٹ نے بچوں کے حقیقی تجرباتی گروہ تشکیل دیئے اور ان کے قائدین تجربہ کار خود بنے۔ اور ان تجربہ کاروں نے تحکمانہ اور جمہوری قائدین کے کار منصبی ادا کئے۔ یہ تجرباتی گروہ ایک طویل عرصے تک مختلف گروہی سرگرمیوں میں سرگرم عمل رہے اور اس سلسلے میں مختلف مواقعوں پر ان گروہوں کے باقاعدگی سے اجلاس ہوتے رہے۔

تحکمانہ قیادت کے گروہ میں قیادت کی نوعیت اس طرح کی تھی: تمام اقسام کی حکمت عملیاں قائد خود وضع کرتا تھا۔ گروہی مقاصد کو حاصل کرنے کی مہارتوں اور طریقے کاروں کا تعین قائد خود کرتا تھا۔ قائد گروہ کے اراکین کو مختلف کار منصبوں کو ادا کرنے کے لئے احکامات جاری کرتا تھا اور ان کی کارکردگی کے بارے میں ان سے جواب طلبی کرتا تھا۔ اگر کسی رکن کے ساتھ قائد بدسلوکی بھی کرتا تھا تو وہ اس کے لئے کسی کو جواب دہ نہیں ہوتا تھا۔ قائد گروہ کی سرگرمیوں میں صرف اس وقت حصہ لیتا تھا جب اراکین کو اس سے مخصوص حکم نامے لینے ہوتے تھے۔

جمہوری قیادت کے گروہ میں قیادت کی نوعیت اس طرح کی تھی: مختلف اقسام کی حکمت عملیوں کو گروہی فیصلوں کی بنیاد پر وضع کیا جاتا تھا۔ گروہی مقاصد کو حاصل کرنے کی تکنیکوں اور طریقے کاروں کے بارے میں قائد اپنی تجاویز اراکین کے سامنے پیش کرتا تھا اور ان کے بارے میں مشترکہ طور پر فیصلہ کیا جاتا تھا۔ گروہ کے اراکین کو یہ آزادی حاصل تھی کہ وہ گروہ کے مختلف امور کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں اپنی مرضی کے ساتھی اراکین کے ساتھ مل کر کام کر سکتے تھے۔ قائد کو مختلف معاملات میں گروہ کے اراکین کی تنقید برداشت کرنا پڑتی تھی اور قائد کے لئے یہ لازم تھا کہ اس کا گروہ کے تمام اراکین کے ساتھ مستقل رابطہ رہے۔

دونوں طرح کے گروہوں میں قیادت کی ان دو اقسام کے حوالے سے بڑے واضح اختلافی اثرات سامنے آئے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

1: تحکمانہ قیادت کے گروہ میں جارحیت یا بے حسی نمایاں تھی۔ اس گروہ کے اراکین جب اپنی جارحیت کا اظہار کرنا چاہتے تھے تو وہ اپنے قائد کو نشانہ بنانے کے بجائے دوسرے اراکین کو نشانہ بناتے تھے۔ خاص طور پر وہ اراکین تنقید کا نشانہ بنے جو کہ گروہ کو چھوڑ چکے تھے۔ بعض صورتوں میں تحکمانہ گروہ میں بے حسی نمایاں تھی۔ اراکین نے قائد کے خوف سے خود کو بے حس یا سرد مہر باور کروایا۔ لیکن جب ان اراکین نے گروہ کو چھوڑ دیا تو اپنی جارحیت کا اظہار کیا۔ جمہوری قیادت کے گروہ میں اراکین میں جارحیت یا بے حسی کے ردِ اعمال ثابت نہ ہوئے۔

2: تحکمانہ قیادت کے گروہ میں اراکین کے باہمی تعلقات جارحانہ نوعیت کے تھے اور وہ ایک دوسرے پر غلبہ پانے کی جستجو میں لگے رہتے تھے۔ جبکہ جمہوری قیادت کے گروہ میں اراکین کے باہمی تعلقات مثبت نوعیت کے تھے اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے تھے۔

3: تحکمانہ قیادت کے گروہ میں اراکین کا اپنے قائد کی جانب رویہ فرمانبردارانہ تھا اور وہ قائد کی زیادہ سے زیادہ توجہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ اس کے برعکس جمہوری قیادت کے گروہ میں اراکین کا اپنے قائد کی جانب رویہ دوستانہ تھا اور وہ گروہی مقاصد کے حاصل کرنے کے امور کو دوسرے تمام امور پر ترجیح دیتے تھے۔

4: تحکمانہ قیادت کے ماحول میں گروہی اتحاد اور اتصال کی کیفیت کمزور نوعیت کی تھی جبکہ جمہوری قیادت کے ماحول میں گروہی اتحاد اور اتصال کی کیفیت اعلیٰ درجے کی تھی۔

5: تحکمانہ قائد کے گروہ میں قائد کی غیر موجودگی میں گروہ کی سرگرمیاں ماند پڑ جاتی تھیں جبکہ جمہوری قائد کے گروہ میں قائد کی غیر موجودگی کا گروہ کی سرگرمیوں پر کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔

6: تحکمانہ قیادت کے ماحول میں جب کبھی گروہ مشکلات سے دوچار ہوتا تو اراکین ایک دوسرے پر الزام تراشیاں کرتے اور موردِ الزام ٹھہراتے تھے۔ جبکہ جمہوری قیادت کے ماحول میں ایسی صورت حالوں میں گروہ کے اراکین مشترکہ لائحہ عمل اختیار کرتے ہوئے مشکلات پر قابو پا لیتے تھے۔

یہ نتائج اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ جمہوری قیادت کے ماحول میں تحکمانہ قیادت کے ماحول کی نسبت اراکین میں گروہی مقاصد کو حاصل کرنے کا اعلیٰ محرکاتی درجہ پایا جاتا ہے۔ تاہم وائیٹ اور لیپٹ کے مطابق تحکمانہ قیادت کے گروہ میں تمام بچوں نے قیادت کے بارے میں منفی

رد اعمال کا اظہار نہیں کیا تھا بلکہ وہ بچے جن کا تعلق مطلق العنان قیادت کے حامل خاندانوں سے تھا' انہوں نے تحکمانہ قیادت کے بارے میں مثبت رد اعمال کا اظہار کیا۔ اسی طرح جمہوری قیادت کے گروہ کے کچھ بچوں نے بھی جمہوری قیادت کے بجائے تحکمانہ قیادت کے بارے میں مثبت رد اعمال پیش کیے۔

اس سلسلے میں ایک دوسری تحقیق کے نتائج کے مطابق بعض اوقات کئی افراد جمہوری قیادت کی راہ میں مزاحمت پیدا کرتے ہیں۔ بایلی (Baily ء1953) کے مطابق وہ طالب علم جو کہ اپنے استاد کی تحکمانہ قیادت کے تحت کام کر رہے تھے اور انہیں ہر مسئلے کے حل کے لئے اپنے استاد کی رہنمائی پر انحصار کرنا پڑتا تھا' جب تجربہ کار نے انہیں خود انحصاری اور احساس ذمہ داری کی طرف مائل کیا تو انہوں نے اپنے استاد کی تحکمانہ قیادت کے تحت کام کرنے پر اصرار کیا۔ ایک اور تحقیق کے مطابق جمہوری قیادت سے متعلق لوگوں کو آموزش فراہم کر کے اس قیادت کی نشوونما کو پروان چڑھایا جا سکتا ہے۔ گولڈ مین (Goldman ء1954) کے مطابق انشقاق الذہن کے مریضوں میں گروہی مباحثے کی تکنیک اس صورت میں موثر اثرات مرتب کرتی ہے جب ابتداء میں تحکمانہ قیادت کے ماحول کو اپنایا جائے اور بعد میں آہستہ آہستہ مریضوں کو جمہوری قیادت کے ماحول کے بارے میں آموزش فراہم کرتے ہوئے جمہوری قیادت کے ماحول کا اطلاق کیا جائے۔

ایک اور تحقیق کے ذریعے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ افراد جب اپنے آپ کو ہیجانی طور پر غیر محفوظ یا اپنے آپ کو تنقیدی معاشرتی صورت حال سے دوچار پاتے ہیں تو ان میں تحکمانہ قیادت کی پیروی کرنے کا رجحان زیادہ پایا جاتا ہے۔ لانزیٹا (Lanzetta ء1953) نے تجرباتی گروہ کو دباؤ کی حالت میں رکھا اور ان کو ایسے امور حل کرنے کے لئے دیئے گئے جو کہ مبہم تھے اور معمولوں کو انہیں بہت تھوڑے عرصے میں مکمل کرنا تھا۔ اس نے دیکھا کہ دباؤ کی حالت میں سب سے زیادہ جارح شخص قائد بنا اور دوسرے اراکین نے اس کی پیروی کی۔ دوسری طرف کنٹرول گروہ میں جہاں دباؤ کی حالت نہیں تھی صورت حال برعکس تھی۔

پیروکاروں کا قائد کے بارے میں ادراک

ایک قائد کا پیروکاروں سے کیا فرق پایا جاتا ہے؟ پیروکار قائد کا کیسے ادراک کرتے ہیں؟ درج ذیل میں ہم اس سلسلے میں کی گئیں تحقیقات کا جائزہ لیتے ہیں:

قائد کے بارے میں یہ ادراک کہ وہ ہم میں سے ہو

کامیاب قائدین کے بارے میں کی گئیں تحقیقات کے نتائج کے مطابق قائدین میں اپنے گروہ کے اراکین سے مشابہہ کئی خصائص موجود ہوتے ہیں۔ قائد کا ادراک اس طرح کیا جاتا ہے کہ وہ ہم میں سے ہو' نہ کہ وہ کوئی بیرونی شخص ہو۔ اپنے گروہ کے باہر کے افراد کو قائد کی حیثیت سے قبول کرنے میں گروہ کے اراکین ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

براؤن کی تحقیقات کے مطابق کامیاب قائدین اپنے گروہ کے باقاعدہ رکن ہوتے ہیں۔ تمام اقسام کے منظم گروہوں میں یہ قواعد و ضوابط موجود ہوتے ہیں کہ ان کا قائد وہی شخص بن سکتا ہے جو کہ گروہ کا باقاعدہ رکن ہو۔ معاشرتی نفسیاتی نقطہ نگاہ سے قائد کے گروہ کا رکن ہونے سے یہ مراد لیا جاتا ہے کہ قائد گروہ کے اراکین سے مشابہہ رویے اور رد عمالی رجحانات رکھتا ہو۔

قائد کے بارے میں یہ ادراک کہ وہ ہم میں سے بڑھ کر ہو

پیروکار اپنے قائد سے ہمیشہ یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ گروہی معیاروں اور قدروں کو دوسرے اراکین سے بڑھ کر ترجیح دیتا ہو۔ ایک تحقیق کے نتائج کے مطابق قائد اپنے گروہ کی روایات' قدروں اور معیاروں کے مطابق اپنی قیادت کا انعکاس کرتا ہے۔ اگر کوئی گروہ اپنی کسی روایت یا قدر کو تبدیل کرنا چاہتا ہے تو قائد کو اس کام کے لئے معتبر خیال کیا جاتا ہے اور اگر صورت حال مختلف ہو تو قائد اپنے گروہ کی قدروں' روایات اور معیاروں کا دفاع کرتا ہے۔

قائد کے بارے میں یہ ادراک کہ وہ ہم میں سے بہترین ہو

پیروکار اپنے قائدین کا ادراک کرتے ہوئے ہمیشہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا قائد دوسرے تمام اراکین کے مقابلے میں بہتر صلاحیتوں اور قابلیتوں کا مالک ہو۔ قائد کا دوسرے اراکین سے بہتر ہونے کا دارومدار گروہی امور پایہ تکمیل تک پہنچانے پر ہوتا ہے۔ یعنی وہ تمام اراکین کے مقابلے میں بہتر طور پر گروہی امور کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی صلاحیتوں اور قابلیتوں کا حامل ہو جبھی وہ گروہ کا قائد ہونے کا حقدار ہے۔ جنکن (Jenkin ء1947) کی عسکری گروہوں پر تحقیقات کے نتائج کے مطابق عسکری گروہوں میں قائدین گروہی امور کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی قابلیت کے دوسروں سے زیادہ مالک ہوتے ہیں۔

قائدین کے ذاتی خصائص کے عنوان کے تحت کئی ایک ایسے خصائص کو زیر بحث لایا گیا ہے

جو کہ قائدین کو دوسروں سے ممتاز کرتے ہیں۔ بیلز کے مطابق گروہ کے اندر قیادت بہتر خیالات پیش کرنے اور بہتر رہنمائی فراہم کرنے کی بنیاد پر پیدا ہوتی ہے۔ ہالنگ ورتھ (Holling Worth ۱942ء) کی تحقیق کے نتائج کے مطابق جو کہ اس نے بچوں کے تجرباتی گروہ پر کی' قائد عموماً دوسرے اراکین کی نسبت زیادہ ذہین ہوتا ہے۔ لیکن اگر قائد دوسرے اراکین کے مقابلے میں بہت زیادہ ذہین ہو تو قائد اور پیروکاروں کے تعلقات صحیح طور پر نشوونما نہیں پاتے اور پسماندہ رہتے ہیں۔ اس کی کئی ایک وجوہات ہو سکتی ہیں۔ ایک بہت زیادہ ذہین شخص کا ادراک اس طرح نہیں کیا جا سکتا کہ وہ ہم میں سے ہے۔ ایک بہت زیادہ ذہین شخص کی دلچسپیاں گروہی امور کے برعکس ہو سکتی ہیں۔ گروہی اجلاسوں کے دوران ایک بہت زیادہ ذہین شخص کا ابلاغ دوسرے اراکین کے لئے مسئلے کا باعث بن سکتا ہے اور بہت زیادہ ذہین شخص کے خیالات اور اعتقادات گروہ کے دوسرے اراکین سے متضاد ہو سکتے ہیں۔

قائد کے بارے میں یہ ادراک کہ وہ پیروکاروں کی توقعات پر پورا اترے

تمام اقسام کے گروہوں کے اراکین اپنے قائدین کے بارے میں ہمیشہ یہ جانتے ہوتے ہیں کہ ان کے قائدین کو بحیثیت قائدین کون سے کار منصبوں کو ادا کرنا چاہئے اور بحیثیت قائدین کون سے امور سرانجام دینے چاہئیں۔ تمام گروہوں میں اراکین صرف ان لوگوں کو قائدین منتخب کرتے ہیں جو کہ ان کی توقعات پر پورا اترتے ہیں۔

مختلف تحقیقات کے نتائج کے مطابق پیروکاروں اور قائدین کے تعلقات اس بنیاد پر نشوونما پاتے ہیں کہ قائدین اپنے گروہ کے اراکین کی ذمے داریاں اپنے سر لیں۔ کامیاب قائدین اپنے پیروکاروں کی ذمے داریاں بخوبی نبھاتے ہیں۔ ان کو بوقت ضرورت میسر ہوتے ہیں اور ان کی خواہشات کی تکمیل کے لئے کام کرتے ہیں۔

بلان (Blan ۱975ء) کی تحقیق کے نتائج کے مطابق اکثر صنعتی اور کاروباری تنظیمیں اپنے لئے تحکمانہ قیادت کو ترجیح دیتی ہیں اور ان تنظیموں کے اراکین یہ سمجھتے ہیں کہ تحکمانہ قائدین ہی ان کی توقعات پر پورا اتر سکتے ہیں۔ اس کے برعکس سیاسی تنظیمیں اپنے لئے جمہوری قیادت کو ترجیح دیتی ہیں اور جمہوری قائدین کو اپنی توقعات پر پورا اترنے کے لئے مناسب خیال کرتی ہیں۔

قیادت کے نظریات

یہ سوال فلاسفروں' تاریخ دانوں' ماہرین سیاسیات اور معاشرتی نفسیات دانوں کے لئے ہمیشہ

اہمیت کا حامل رہا ہے کہ ایک فرد قائد کیسے بنتا ہے؟ کیا قائدین پیدائشی قائدانہ صلاحیتوں کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں؟ کیا مخصوص قسم کے حالات فرد کو قائد بناتے ہیں؟ کیا قائدین کے لئے مخصوص صلاحیتوں کا مالک ہونا ضروری ہے؟ معاشرتی نفسیات میں اس سلسلے میں بہت زیادہ کام کیا گیا ہے۔ ذیل میں ہم ان نظریات کا جائزہ لیں گے جو کہ قیادت کے بارے میں پیش کئے گئے ہیں:

عظیم شخص کا نظریہ

مشہور فلاسفر اور تاریخ دان تھامس کارلائیل کے مطابق "دنیا کی تاریخ دراصل قائدین کی تاریخ ہے"۔ معاشرتی نفسیات میں اس خیال کو کافی اہمیت حاصل ہے اور اس سلسلے میں اس سوال پر تحقیقات کی گئی ہیں کہ کیا قائدین پیدائشی قائدانہ صلاحیتوں کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں؟ اس نظریہ کو عظیم شخص کا نظریہ (Great Person Theory) کہا جاتا ہے۔

عظیم شخص کے نظریہ کے تحت قائدین کے کئی ایک شخصیتی خصائص بیان کئے گئے ہیں جو کہ انہیں دوسرے لوگوں سے ممتاز ثابت کرتے ہیں اور انہیں مختلف صورت حالوں میں کامیاب قائدین ثابت کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں قائدین کے کچھ شخصیتی خصائص قائدین کے ذاتی خصائص کے عنوان کے تحت بیان کئے گئے ہیں۔ جیب (Gibb ،1969ء) کی تحقیقات کے نتائج کے مطابق قائدین میں یہ شخصیتی خصائص پائے جاتے ہیں: وہ جسمانی طور پر لمبے اور بھاری بھر کم ہوتے ہیں۔ وہ دوسرے لوگوں سے ذہین ہوتے ہیں لیکن بہت زیادہ ذہین نہیں ہوتے۔ وہ زیادہ بیرون بین ہوتے ہیں اور دوسروں پر غلبہ پانے کی بہتر صلاحیت رکھتے ہیں۔ وہ بہتر معاشی مطابقت رکھتے ہیں اور انہیں دوسرے لوگوں کی نسبت زیادہ خود اعتمادی حاصل ہوتی ہے۔

سٹوگڈل (Stogdill ،1974ء) کے مطابق قائدین میں نمایاں شخصیتی خصائص کچھ اس طرح ہوتے ہیں: وہ مضبوط احساس ذمہ داری اور امور کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی بہتر صلاحیت کے مالک ہوتے ہیں۔ وہ مسائل کو دوسروں کی نسبت بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں اور انہیں حل کرنے کی بہتر استعداد رکھتے ہیں۔ وہ ہر قسم کی صورت حال سے مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ انہیں اپنی ذات کی بہتر طور پر شناخت ہوتی ہے اور اپنے اوپر بہت زیادہ اعتماد ہوتا ہے۔ وہ ہر وقت اپنے پیروکاروں کو مشکل حالات سے نکالنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ ان میں بہتر قوت برداشت ہوتی ہے اور ان میں دوسروں پر اثر انداز ہونے کی بہتر صلاحیت ہوتی ہے۔

عظیم شخص کے نظریہ کو بہت زیادہ تنقید کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ تحقیقات کے ذریعے قائدین

کے شخصیتی خصائص اور قائد ہونے میں جو تضایف پایا گیا ہے وہ بہت کم (یعنی 0.2+ سے لے کر 0.3+) ہے۔ یہ تضایف کسی حد تک مثبت ہے لیکن اس نظریہ کو مکمل طور پر سچ ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اس نظریہ کو ثابت کرنے کے لئے جو تحقیقات کی گئی ہیں ان میں بھی کئی ایک خامیوں کی نشاندہی کی جاتی ہے۔

درحقیقت عظیم شخص کا نظریہ جسے قائدین کے خصائص کا نظریہ (Trait Theory) بھی کہا جاتا ہے۔ قائدین کے ایسے مشترکہ شخصیتی خصائص ثابت کرنے میں ناکام رہا ہے جو کہ ہر قائد میں موجود ہوتے ہیں۔ تاہم اس حقیقت کو تسلیم کیا گیا ہے کہ قائد کی شخصیت کے کچھ خصائص اس کی قیادت کو متعین کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

صورت حال کا نظریہ

قائد کے شخصیتی خصائص کے نظریہ کی نامقبولیت کی وجہ سے ماہرین نے ان خاص ماحولی عناصر پر اپنی توجہ مرکوز کی جن میں ایک قائد عمل پذیر ہوتا ہے۔ کسی صورت حال کے ایسے عناصر کے مطالعہ پر زور دیا گیا جن کے تحت ایک فرد قائد کا کار منصبی ادا کرتا ہے۔

صورت حال کے نظریہ (Situational Theory) کے مطابق ایک خاص فرد ایک خاص صورت حال میں قائد ہو سکتا ہے' دوسری صورت حال میں وہ قائد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کوئی فرد صورتحالی خصوصیات کی بنیاد پر قائد بنتا ہے نہ کہ وہ اپنے شخصیتی خصائص کی بنیاد پر قیادت حاصل کرتا ہے۔ مختلف اقسام کی تحقیقات کی مدد سے ماہرین نے یہ ثابت کیا ہے کہ کسی خاص صورت حال میں کسی شخص کے قائد بننے کا دارومدار تفویض شدہ کام کی مخصوصیت اور گروہ کی ضروریات کی بنیاد پر ہوتا ہے۔

کئی ایک تحقیقات کے نتائج کے مطابق گروہ کا سائز قیادت کے پروان چڑھنے میں ایک اہم عنصر ہے۔ بڑے سائز کے گروہوں میں قائد کا ہونا گروہ کی ضرورت ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ قیادت کے پروان چڑھنے کا تعلق گروہ کی رکنیت کی نوعیت پر بھی ہوتا ہے۔ متجانس (Homogeneous) گروہ غیر متجانس (Hetrogeneous) گروہوں کی نسبت قائد کے موجود ہونے کی زیادہ ضرورت رکھتے ہیں۔

ایک اور تحقیق کے نتائج کے مطابق گروہ کا وہ فرد جسے گروہ کے دوسرے اراکین کے ساتھ

ابلاغ کرنے کے زیادہ مواقع میسر ہوں' اس فرد کو گروہ کے قائد کی حیثیت سے زیادہ پسندیدہ فرد سمجھا جاتا ہے۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ جنہیں ابلاغ کرنے کے زیادہ مواقع میسر ہوتے ہیں وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ دوسرے اراکین ان پر انحصار کرتے ہیں اور وہ اپنے آپ کو قیادت حاصل کرنے کے لئے پرکشش پاتے ہیں۔

اس کے علاوہ صورت حال کے نظریہ کے تحت کی گئیں دوسری تحقیقات کے نتائج کے مطابق کسی فرد کے قائد منتخب ہونے کا دارومدار گروہ کے اراکین کی ضروریات پر اور منتخب کئے جانے والے شخص کی ان ضروریات کو حاصل کرنے کی قابلیت پر ہوتا ہے۔ گروہ کے اراکین کی ضروریات کی مخصوصیت کسی فرد کے قائد بننے کے مواقع پیدا کرتی ہے اور اس فرد کی ان ضروریات کو حاصل کرنے کی قابلیت اسے کامیاب قائد ثابت کرتی ہے۔

مندرجہ بالا تحقیقات کے نتائج کی بنیاد پر ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ قائد کے پروان چڑھنے کی شرائط کیا ہو سکتی ہیں۔ لیکن قیادت کو صرف صورتحالی عناصر کی بنیاد پر بیان کرنے میں کئی مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں۔ سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ یہ نظریہ اس بات کی وضاحت پیش نہیں کرتا کہ کسی خاص صورت حال میں کون سا شخص قائد منتخب کیا جائے گا۔ اگر یہ بات مان لی جائے کہ قائد اس شخص کو منتخب کیا جائے گا جو کہ گروہ کے اراکین کی ضروریات کو پورا کرنے کی بہتر قابلیت رکھتا ہے' تو اس کے لئے ہمیں متوقع قائدین کے شخصیتی خصائص جاننے کی ضرورت ہوگی۔ تاکہ ہم جان سکیں کہ کون سا فرد گروہ کے اراکین کی ضروریات کو پورا کرنے کی قابلیت رکھتا ہے۔ بہرحال مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ قیادت کو بیان کرنے کے لئے صرف صورت حال کے نظریہ پر انحصار نہیں کیا جا سکتا۔

معاملہ کا نظریہ

عظیم شخص کا نظریہ قیادت کے بارے میں پہلی کڑی فراہم کرتا ہے کہ قائد بننے والا شخص مخصوص شخصیتی خصائص کا حامل ہوتا ہے۔ صورت حال کا نظریہ قیادت کے بارے میں ایک دوسری کڑی فراہم کرتا ہے کہ کسی خاص صورت حال کے عناصر کی مخصوصیت کی بدولت کوئی فرد قائد بنتا ہے۔ اور معاملہ کا نظریہ (Transactional Theory) قیادت کے بارے میں ایک تیسری کڑی فراہم کرتا ہے کہ قیادت قائدین اور پیروکاروں کے درمیان ایک پیچیدہ معاشرتی معاملے ہوتی ہے اور اس معاملے میں قائدین اور پیروکار ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

معاملہ کے نظریہ کے مطابق قائدین اپنے پیروکاروں پر اثر انداز ہوتے ہیں اور اس کے جواب میں پیروکار قائدین پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ معاملہ کے نظریہ کے مطابق کامیاب قائدین اپنے پیروکاروں کے رویوں، ترجیحات، ادراکات اور قدروں کا بہت زیادہ اثر قبول کرتے ہیں اور یہ بات انہیں کامیاب قائدین ثابت کرتی ہے۔ اگر کوئی قائد اپنے پیروکاروں کی خواہشات کو کم اہمیت دیتا ہے تو اس قائد کی قیادت ناکامی سے دوچار ہوتی ہے۔

معاملہ کے نظریہ کے تحت کی گئیں تحقیقات کے نتائج کے مطابق قائدین اپنے پیروکاروں کی خواہشات اور ادراکات کے مطابق اپنے رد اعمال پیش کرتے ہیں اور ان کی قیادت ان کے پیروکاروں کے خصائص کی عکاس ہوتی ہے۔ لیاری (Leary, 1986) کے ایک مطالعہ کے نتائج کے مطابق قائدین اپنے قیادت کے تاثرات کی تشکیل اپنے پیروکاروں کے ادراکات کے مطابق کرتے ہیں۔ اس مطالعہ میں کالج کے کچھ طالب علموں کو یہ کہا گیا کہ انہیں کچھ چھوٹے گروہوں کی قیادت سونپی جارہی ہے۔ ان معمولوں میں سے کچھ معمولوں کو یہ بتایا گیا کہ انہیں جس گروہ کی قیادت سونپی جارہی ہے اس گروہ کو ایسے قائد کی ضرورت ہے جو کہ مخصوص نوعیت کے امور کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی اہلیت رکھتا ہو۔ دوسرے معمولوں کو یہ بتایا گیا کہ انہیں جس گروہ کی قیادت سونپی جارہی ہے اس گروہ کو ایسے قائد کی ضرورت ہے جو کہ گروہ کے اراکین کے ساتھ بہتر تعلقات قائم کرتے ہوئے کام کرے۔ بعد میں تمام معمولوں کو ایک سوالنامہ پر کرنے کے لیے دیا گیا کہ وہ اپنے شخصیتی خصائص کو بیان کریں۔

سوالناموں کے تجزیہ سے یہ پتہ چلا کہ وہ معمول جنہیں یہ بتایا گیا تھا کہ گروہ کو ایسے قائد کی ضرورت ہے جو کہ مخصوص نوعیت کے امور کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی اہلیت رکھتا ہو، ان معمولوں نے اپنے شخصیتی خصائص کی شرح بندی اسی حوالے سے کی۔ یعنی اپنے آپ کو قابل، سرگرم عمل اور بہتر استعداد کا حامل ظاہر کیا اور وہ معمول جنہیں یہ بتایا گیا تھا کہ گروہ کو ایسے قائد کی ضرورت ہے جو کہ گروہ کے اراکین کے ساتھ بہتر تعلقات قائم کرتے ہوئے کام کرے، انہوں نے اپنے شخصیتی خصائص کی شرح بندی اسی حوالے سے کی۔ یعنی اپنے آپ کو بین الاشخاصی تعلقات کا ماہر، معاشرہ پسند اور دوستانہ رویہ اپنانے والا ظاہر کیا۔ اس طرح نتائج سے یہ ثابت ہوا کہ قائدین اپنے خیالات کے تاثرات کی تشکیل اپنے پیروکاروں کے ادراکات کے مطابق کرتے ہیں۔

مندرجہ بالا زیر بحث لائے گئے تینوں نظریات یعنی عظیم شخص کا نظریہ' صورت حال کا نظریہ اور معاملہ کا نظریہ قیادت کی معاشرتی نوعیت ہونے کے باعث قائدین' صورت حال' اور پیروکاروں کے درمیان پائے جانے والے پیچیدہ تعامل کو بیان کرتے ہیں۔ قیادت کے عمل کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک اور نظریہ پیش کیا گیا ہے جسے موقوفیت کا نظریہ (Contigency Theory) کہا جاتا ہے۔ موقوفیت کا نظریہ قیادت کے موثر ہونے یا موثر نہ ہونے کے عمل کی وضاحت کرتا ہے۔

موقوفیت کا نظریہ

تمام قائدین یقینی طور پر ایک جیسے نہیں ہوتے۔ کچھ اپنے پیروکاروں پر بہتر طور پر اثر انداز ہوتے ہیں اور ان کے اشتراک سے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ دوسروں کو اس سلسلے میں ممکن ہے کہ کم کامیابی حاصل ہو۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس سوال کا جواب ہمیں فیلڈر کا موقوفیت کا نظریہ فراہم کرتا ہے جو کہ اس نے 1978ء میں پیش کیا۔

فیلڈر نے اپنے نظریہ کو موقوفیت (Contigency) کا نام اس حوالے سے دیا ہے کہ اس کے مطابق قائدین کی کامیاب استعداد کار قائدین کے شخصیتی خصائص اور صورت حال کے نمایاں پہلوؤں پر موقوف ہوتی ہے۔ کسی قائد کی بہتر استعداد کار کو سمجھنے کے لئے ہمیں ان دونوں اقسام کے عناصر کا جائزہ لینا پڑتا ہے۔

فیلڈر کے مطابق قائدین کے ذاتی خصائص کے حوالے سے سب سے زیادہ اہم خصوصیت قائدین کی اپنے سب سے کم قابل ترجیح رکن (Least Preferred Co-worker) کے ساتھ کام کرنے کی صلاحیت ہے۔ اس سے مراد قائد کا ایسے رکن کے بارے میں پسندیدہ یا ناپسندیدہ رجحان ہے جس کے ساتھ کام کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ جو قائد ایسے رکن (سب سے کم قابل ترجیح رکن) کا ادراک منفی طور پر کرتا ہے وہ قائد گروہی امور کو نمٹانے کی کامیاب استعداد کار کا مظاہرہ کرنے کی قابلیت رکھتا ہے۔ اس کے برعکس وہ قائدین جو کہ سب سے کم قابل ترجیح رکن کا مثبت طور پر ادراک کرتے ہیں وہ قائدین اپنے ماتحتوں کے ساتھ بہتر تعلقات قائم رکھنے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ ان دو اقسام کے قائدین میں سے کون سی قسم کے قائدین زیادہ موثر ثابت ہوتے ہیں؟ فیلڈر اس سوال کا جواب یہ دیتا ہے کہ ایسا کئی صورتحالی عناصر پر موقوف ہوتا ہے۔

فیلڈر کے مطابق ان دونوں اقسام کے قائدین کے موثر ہونے کا دارومدار صورت حال کے

قائدین کے حق میں ہونے کے درجے پر ہوتا ہے۔ یا دوسرے الفاظ میں قائدین کے گروہ کے اراکین پر کنٹرول کے درجے پر موقوف ہوتا ہے۔ صورتحالی عناصر میں تین طرح کے عناصر سب سے زیادہ اہم ہوتے ہیں:

(1) قائدین کے گروہ کے اراکین کے ساتھ تعلقات کی نوعیت۔ یعنی وہ کس حد تک قائد کے مددگار اور وفادار ہیں۔

(2) تفویض شدہ کام کی ساخت کا درجہ۔ یعنی کس حد تک تفویض شدہ کام یا امور واضح یا غیر واضح ہیں۔

(3) قائدین کے اقتدار کی نوعیت۔ یعنی قائدین کے اقتدار کی اہلیت کہ وہ کس حد تک اپنے ماتحتوں کو فرمانبرداری کے لئے مجبور کرسکتے ہیں۔

ان تین عناصر کی مثبت طور پر موجودگی میں قائدین کو صورت حال پر بلند درجے کا کنٹرول ہوتا ہے اور ان تین عناصر کی منفی طور پر موجودگی کی صورت میں قائدین کو صورت حال پر نچلے درجے کا کنٹرول ہوتا ہے۔

اب ہم اپنے سابقہ سوال کی جانب دوبارہ آتے ہیں کہ ان دو اقسام کے قائدین کب زیادہ موثر ثابت ہوتے ہیں؟ فیلڈر کے مطابق وہ قائدین جو کہ اپنے سب سے کم قابل ترجیح رکن کا منفی طور پر ادراک کرتے ہیں ان قائدین کی نسبت برتر ہوتے ہیں جو کہ اپنے سب سے کم قابل ترجیح رکن کا مثبت طور پر ادراک کرتے ہیں۔ اپنے سب سے کم قابل ترجیح رکن کا منفی طور پر ادراک کرنے والے قائدین ہر صورت حال میں موثر ثابت ہوتے ہیں چاہے ان کا صورت حال پر بلند درجے کا یا نچلے درجے کا کنٹرول ہو۔ اس کے برعکس وہ قائدین جو کہ اپنے سب سے کم قابل ترجیح رکن کا مثبت طور پر ادراک کرتے ہیں وہ اسی صورت میں موثر ثابت ہوتے ہیں جب ان کا صورت حال پر درمیانے درجے کا کنٹرول ہو۔ اس کی وجوہات درج ذیل ہیں:

جب اپنے سب سے کم قابل ترجیح رکن کا منفی طور پر ادراک کرنے والے قائدین کا صورت حال پر نچلے درجے کا کنٹرول ہوتا ہے تو ان حالات میں گروہ کو اپنے امور پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے زیادہ رہنمائی اور زیادہ نگرانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس صورت میں اپنے سب سے کم قابل ترجیح رکن کا منفی طور پر ادراک کرنے والے قائدین کو گروہی امور نمٹانے کی بہتر قابلیت کا حامل ہونے کی وجہ سے دوسری قسم کے قائدین پر برتری حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح اپنے

سب سے کم قابل ترجیح رکن کا منفی طور پر ادراک کرنے والے قائدین کو اس صورت میں بھی دوسری قسم کے قائدین پر برتری حاصل ہوتی ہے جب ان کا صورت حال پر بلند درجے کا کنٹرول ہوتا ہے۔ اس صورت میں صورتحالی شرائط ان کے حق میں ہوتی ہیں اور وہ سکون اور آرام سے اپنے پیروکاروں کے اشتراک کی مدد سے گروہی امور کو پایہ تکمیل تک پہنچاتے ہیں۔ اس کے برعکس اپنے سب سے کم قابل ترجیح رکن کا مثبت طور پر ادراک کرنے والے قائدین کو جب صورت حال پر بلند درجے کا کنٹرول ہوتا ہے تو وہ پہلے ہی اپنے ماتحتوں سے اچھے تعلقات رکھنے کی وجہ سے جب گروہی امور کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی طرف توجہ دیتے ہیں تو ان کی اپنے ماتحتوں کو بہتر رہنمائی فراہم کرنے کی کوششیں ان کے ماتحتوں کی نظر میں غیر ضروری سمجھی جاتی ہیں اور گروہ کی کارکردگی میں مداخلت پیدا ہوتی ہے۔ جب قائدین کو صورت حال پر درمیانے درجے کا کنٹرول ہوتا ہے تو اس صورت میں صورتحالی شرائط ملی جلی ہوتی ہیں اور عموماً گروہ میں بین الاشخاصی تعلقات بہتر بنانے کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان حالات میں وہ قائدین جو کہ اپنے سب سے کم قابل ترجیح رکن کا مثبت طور پر ادراک کرتے ہیں، اپنی دوسروں سے بہتر تعلقات قائم کرنے کی قابلیت کی بدولت دوسری قسم کے قائدین سے برتر ثابت ہوتے ہیں۔ ان حالات میں ممکن ہے کہ اپنے سب سے کم قابل ترجیح رکن کا منفی طور پر ادراک کرنے والے قائدین گروہ کے امور کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کو سب سے زیادہ قابل اہمیت سمجھتے ہوئے اپنے ماتحتوں سے مطلق العنانی یا تحکمانہ رویہ اپنائیں اور انہیں اپنے ماتحتوں کے منفی ردعمال کا سامنا کرنا پڑے۔

مختصر یہ کہ فیلڈر کا نظریہ یہ پیشین گوئی کرتا ہے کہ اپنے سب سے کم قابل ترجیح رکن کا منفی طور پر ادراک کرنے والے قائدین ان قائدین کی نسبت جو کہ اپنے سب سے کم قابل ترجیح رکن کا مثبت طور پر ادراک کرتے ہیں، زیادہ موثر ثابت ہوتے ہیں چاہے ان کا صورت حال پر نچلے درجے کا یا بلند درجے کا کنٹرول ہو۔ اس کے برعکس اپنے سب سے کم قابل ترجیح رکن کا مثبت طور پر ادراک کرنے والے قائدین اسی صورت میں موثر ثابت ہوتے ہیں جب ان کا صورت حال پر درمیانے درجے کا کنٹرول ہو۔

موقوفیت کے نظریہ کو اس لحاظ سے دوسرے نظریات پر برتری حاصل ہے کہ یہ نظریہ قائدین کے ذاتی خصائص اور صورتحالی عناصر کے ساتھ ساتھ ماتحتوں کے ردعمال کو بھی اہمیت دیتا ہے۔ فیلڈر اپنے نظریہ کو معاملہ کے نظریہ کی جدید ترین شکل قرار دیتا ہے۔ اس نظریہ کی جانچ پڑتال کے لئے تقریباً 170 تحقیقات کی گئی ہیں اور زیادہ تر تحقیقات نے اس نظریہ کی تصدیق کی ہے۔ تاہم

میدانی تحقیقات کی نسبت تجربہ گاہ کی تحقیقات میں اس نظریہ کے بارے میں زیادہ مثبت نتائج سامنے آئے ہیں۔

اکثر ماہرین کے مطابق اس نظریہ کو پروان چڑھانے کے لئے اس پر مزید تحقیقات کی ضرورت ہے۔ بہرحال اس نظریہ کے بارے میں یہ بات تسلیم کی جاتی ہے کہ یہ نظریہ قیادت کی موثریت کے بارے میں علم حاصل کرنے کے لئے ایک اہم اثاثہ ہے۔

بارھواں باب

اجتماعی کردار

1- تعارف
2- ہجوم
3- ہجومی کردار سے متعلق نظریات
4- انبوہ
5- انبوؤں کی اقسام
6- معاشرتی تحریکیں

تعارف

اجتماعی کردار (Collective Behavior) کے موضوع کو معاشرتی نفسیات کی تاریخ کے آغاز سے ہی اہمیت دی جا رہی ہے۔ معاشرتی نفسیات کی سب سے پہلی کتاب جو کہ ای اے راس نے 1908ء میں شائع کی' اس کتاب میں اجتماعی کردار' ہجومی کردار' اور گروہی کردار کو تفصیل سے بیان کرتے ہوئے ان کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔

ملگرام اور ٹاچ (Milgram and Toch 1969ء) نے اجتماعی کردار کی تعریف اس طرح بیان کی ہے کہ اجتماعی کردار ایسا گروہی کردار ہوتا ہے جس کا آغاز خود بخود ہوتا ہے اور جو کسی حد تک غیر منظم ہوتا ہے' اس کے بارے میں پیشین گوئی کرنا ممکن نہیں ہوتا اور وہ بغیر کسی منصوبہ بندی کے پروان چڑھتا ہے' اور اس کے پروان چڑھنے یا نشوونما پانے کا دارومدار شرکاء کی باہمی تہیج (Interstimulation) پر ہوتا ہے۔

یہ تعریف ہمیں یہ موقع بہم پہنچاتی ہے کہ ہم اجتماعی کردار اور منظم کردار میں فرق بیان کر سکیں۔ سب سے پہلا فرق قواعد و ضوابط کے حوالے سے ہے۔ منظم کردار ایک ایسا گروہی کردار ہوتا ہے جو کہ پہلے سے قائم شدہ قواعد و ضوابط کے تحت واقع ہوتا ہے۔ منظم گروہی کردار کے اراکین کو قواعد و ضوابط کے بارے میں مکمل معلومات حاصل ہوتی ہیں اور انہیں پتہ ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنا کردار متعلقہ قواعد و ضوابط کے مطابق پیش کرنا ہے۔ اس کے برعکس اجتماعی کردار کسی قسم کے قواعد و ضوابط کا پابند نہیں ہوتا۔ وہ خود بخود اور بغیر کسی منصوبہ بندی کے واقع ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک انبوہ (Mob) کسی قسم کے قواعد و ضوابط یا تنظیم کا پابند نہیں ہوتا۔ انبوہ کے اراکین وہ ہوتے ہیں جو کہ اس میں شرکت کرتے ہیں اور قائدین وہ ہوتے ہیں جن کی عام اراکین پیروی کرتے ہیں۔

ایک دوسرا اہم فرق جو کہ منظم یا تنظیمی کردار اور اجتماعی کردار میں پایا جاتا ہے وہ ثقافتی معیاروں کے اثرات سے متعلق ہے۔ ایک تنظیم میں تنظیم کے قواعد و ضوابط ثقافتی معیاروں کے آئینہ دار ہوتے ہیں اور اس تنظیم کے اراکین ان معیاروں کی تائید کرتے ہیں۔ اجتماعی کردار کی کیفیت اس کے برعکس ہوتی ہے۔ اجتماعی کردار کے معیار وقت اور حالات کے مطابق وجود میں آتے ہیں اور عموماً اکثریتی معاشرے کے خلاف ہوتے ہیں۔

اجتماعی کردار کے بارے میں مختلف تحریریں معاشرتی نفسیات کے آغاز سے بھی دو سو سال پیشتر سے ملنا شروع ہو جاتی ہیں۔ اجتماعی کردار میں ایسی کون سی بات ہے کہ مفکرین نے اس کو اتنی زیادہ اہمیت دی ہے۔ ملگرام اور ٹاچ کے مطابق اس بات کے اجتماعی کردار کے چار مختلف خصائص ذمہ دار ہیں۔

پہلا یہ کہ اجتماعی کردار یا ہجومی کردار کے اعمال میں غیر عقلیت نمایاں ہوتی ہے، جس کی بدولت یہ استدلالی اعمال کی بجائے ہیجانی اعمال زیادہ پیش کرتا ہے۔ دوسرا یہ کہ افراد کے کردار کی نسبت اجتماعی یا ہجومی کردار میں تشدد اور تخریبی کارروائیاں کرنے کے زیادہ رجحانات ہوتے ہیں۔ تیسرا یہ کہ جو لائحہ عمل اجتماعی یا ہجومی کردار منتخب کرتا ہے وہ عموماً بہت زیادہ شدید نوعیت کا ہوتا ہے۔ اور چوتھا اور آخری یہ کہ اجتماعی یا ہجومی کردار جو اعمال پیش کرتا ہے ان کو افراد کے اعمال کی بجائے مجتمع یا ہجوم کے اعمال کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

اجتماعی کردار کے ابتداء کے مشاہدہ کاروں میں سے لی بان (Le Ban 1895ء) کے مطابق مجتمع یا ہجوم کے اراکین اس کے جسم کے مختلف حصے ہوتے ہیں جنہیں ایک اجتماعی دماغ کنٹرول کرتا ہے۔

معاشرتی نفسیات دان اجتماعی کردار کا درج ذیل تین ثانوی عنوانات کے تحت مطالعہ کرتے ہیں:

1- ہجوم: ہجوم کے عنوان کے تحت اجتماعی کردار کے نفسیاتی اور معاشرتی پہلوؤں کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔

2- انبوہ: انبوہ کے عنوان کے تحت سرگرم عمل اجتماعی کردار کی مختلف اقسام کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔

3- معاشرتی تحریکیں: معاشرتی تحریکوں کے عنوان کے تحت طویل عرصہ پر محیط اجتماعی کردار کی سرگرمیوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔

ہجوم

ماہرین کے مطابق ایک ہجوم (Crowd) چار خصوصیات کا حامل ہوتا ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

(I) ہجوم ایک مختصر عرصے کے لئے وجود میں آتا ہے۔

(2) ہجوم منظم قواعد و ضوابط کا پابند نہیں ہوتا۔

(3) ہجوم کے اراکین میں بہت زیادہ قریبی جسمانی تعلق پایا جاتا ہے۔

(4) ہجوم کے اراکین استدلالی طریقوں کے بجائے از خود تعامل کرتے ہیں۔

ایک ہجوم فعال یا انفعال نوعیت کا ہو سکتا ہے۔ لوگوں کا ایک گروہ جو کہ کوئی فلم یا کھیل دیکھ رہا ہو وہ انفعالی نوعیت کا ہجوم ہو گا۔ یہ ہجوم ممکن ہے کہ تالیاں بجا کر یا قہقہے لگا کر یا مختلف اقسام کی آوازیں نکال کر اپنے ہجومی کردار کا اظہار کرے۔

اس کے برخلاف ایک فعال ہجوم مختلف اقسام کے اعمال سرزد کرنے میں مشغول ہوتا ہے۔ یعنی عموماً اس کے پیش نظر کسی مقصد کو حاصل کرنا ہوتا ہے یا کسی منزل کو پانے کی جستجو ہوتی ہے۔ یعنی کسی وقت کسی فعال ہجوم کا مقصد خوف و ہراس کی وجہ سے اپنا بچاؤ ہو سکتا ہے۔ مثلاً کسی قدرتی آفت کی صورت میں لوگوں کا اپنا بچاؤ کرنا۔ بعض اوقات کسی فعال ہجوم کی منزل اپنے جذبات کا اظہار کرنا ہو سکتی ہے' مثلاً احتجاجی جلسے جلوس۔ یا کسی وقت کسی فعال ہجوم کی منزل تخریب کاری اور متشددانہ کارروائیاں کرنا ہو سکتی ہے' مثلاً بلوے۔

ہجومی کردار سے متعلق نظریات

ہجومی کردار کی غیر معمولی نوعیت کے باعث مختلف ماہرین نے ہجومی کردار کی تشریحات سے متعلق مختلف نظریات پیش کئے ہیں۔ ذیل میں ہم ان نظریات کو زیر بحث لاتے ہیں:

تعدیہ کا نظریہ

ہجومی کردار کے ابتداء کے محققین میں سے فرانسیسی ماہر عمرانیات لی بان نے تعدیہ یا متعدی اثر کا نظریہ (The Contagion Theory) پیش کیا۔ لی بان بنیادی طور پر انبوہ کے اعمال میں دلچسپی رکھتا تھا (اکثر ماہرین ایک مشتعل اور تخریبی رجحانات رکھنے والے یا شدت کے اعتبار سے شدید ترین اعمال پیش کرنے والے ہجوم کو انبوہ کہتے ہیں)۔ اس نے ہجوم کو متشددانہ خصوصیات کا حامل اور اجتماعی طور پر ذہنی حواس باختگی کا شکار قرار دیا۔ لی بان کے مطابق ہجوم فوری طور پر اپنی توجہ تبدیل کر سکتا ہے' شدید بیانات کو بغیر شہادت کے قبول کرتا ہے اور ایسے اعمال پیش کرنے کے قابل ہوتا ہے جو کہ افراد کی سوچ سے باہر ہوتے ہیں۔

لی بان کے مطابق ہجوم کا کردار تین وجوہات کی بنیاد پر شدید ترین ہوتا ہے:

(1) گمنامی جو کہ وہ اپنے اراکین کو عطا کرتا ہے۔

(2) اراکین کے درمیان بڑھتی ہوئی القاء پذیری (Suggestibility) کے تحت گروہی ذہن کا پیدا ہونا۔

(3) تعدیہ کی میکانیت۔

تعدیہ کی میکانیت سے مراد متعدی جذباتی کیفیات اور احساسات کا ہجوم میں پھیل جانا ہے۔ لی بان کے مطابق جس طرح ایک متعدی جسمانی بیماری سے ہر فرد متاثر ہوتا ہے اسی طرح ہجوم میں جذباتی کیفیات اور احساسات کا اثر ہر فرد پر ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ لی بان نے القاء پذیری کے عمل کو بھی بہت زیادہ اہمیت دی ہے لیکن بعد کے محققین نے تعدیہ کی میکانیت پر زیادہ زور دیا ہے۔

تعدیہ کے نظریہ پر کئی حوالوں سے تنقید کی جاتی ہے۔ کئی ماہرین نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ تعدیہ کا تعقل ہجوم کے کردار کی صحیح طور پر تشریح نہیں کرتا۔ اگر ہجوم میں جذباتی کیفیات اور احساسات ایک متعدی بیماری کی مانند پھیلتے ہیں تو اس صورت میں ہجوم کے ہر شخص کا ان سے متاثر ہونا ضروری ہے۔ لیکن ایسی شہادتیں میسر ہیں کہ حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ تعدیہ کا نظریہ اس بات کی تشریح کرنے میں ناکام رہا ہے کہ کیوں ایک اظہاری ہجوم (Expressive Crowd) اپنے قائد کے اعمال کو نظر انداز کرتے ہوئے مختلف اعمال پیش کرنے لگتا ہے۔ مزید یہ کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ایک فرد ایک ہجوم کے اعمال کو روک کر ان کا رخ دوسری سمت کو موڑ دے۔ اس کی واضح شہادتیں موجود ہیں۔ مثال کے طور پر مہاتما گاندھی نے "تشدد ممنوع" کے فلسفے کے تحت انڈیا اور پاکستان کی تحریک کے دوران متشددانہ ہجوموں کو تشدد کا اظہار نہ کرنے کی طرف مائل کیا۔ ان دلائل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر ہجوم میں متعدی اثر پھیلتا ہے تو وہ بہت معمولی نوعیت کا ہوتا ہے۔

فرائیڈ نے تعدیہ کے نظریہ میں ترمیم کرتے ہوئے اسے اس طرح بیان کیا کہ لوگوں کے کردار پر جو تہذیب و تمدن کی موٹی تہ موجود ہوتی ہے وہ ہجوم کے اندر غائب ہو جاتی ہے اور اس طرح ہجوم کا کردار نوعیت کے اعتبار سے متجانس ہو جاتا ہے اور لوگ معاشرتی پابندیوں کو بھول کر گروہی ذہن کے تحت اپنا کردار پیش کرتے ہیں۔

پینر اور ڈرٹک (Penner and Dertke ء1972) کے خیال میں ہجوم کے کردار کے

بارے میں تعدیہ کے نظریہ کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ یہ ہجوم کے کردار اور ہیجانی کیفیات کے ابتدائی ذرائع کو زیر بحث لاتے ہوئے یہ فرض کرلیتا ہے کہ یہ ہجوم میں متعدی اثر کی طرح پھیل جاتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اس بات کا جواب فراہم نہیں کرتا کہ سرایت (Infection) کے حقیقی ذرائع کیا ہوتے ہیں؟ اس سوال کا جواب ہمیں بعد میں زیر بحث لائے جانے والے دو نظریات یعنی استدقاق کا نظریہ اور ابھرتے ہوئے معیاروں کا نظریہ فراہم کریں گے۔

تعدیہ کے نظریہ کی جدید صورت کو انفرادیت کے خاتمہ کا نظریہ (Deindividuation Theory) کہا جاتا ہے۔ اس نظریہ کے مطابق ایک بڑے ہجوم میں لوگوں کا اس بات سے تعلق نہیں ہوتا کہ دوسرے ان کی انفرادیت کے حوالے سے ان کی پہچان کر رہے ہیں یا انہیں دوسروں پر اپنا ایک مثبت تاثر قائم کرنا چاہیے' بلکہ ہجوم کے اراکین اپنے آپ کو گمنام محسوس کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے بارے میں افراد کی صورت میں سوچتے ہوئے رد اعمال پیش نہیں کرتے۔ لوگوں کے موزوں طرز عمل پیش کرنے کے اندرونی معیار پس پشت چلے جاتے ہیں اور ہر فرد یہ سوچتا ہے کہ وہ سماج دشمن اور متشددانہ کردار پیش کرنے میں آزاد ہے۔

استدقاق کا نظریہ

استدقاق کے نظریہ (Convergence Theory) کے مطابق ہجوم کے اراکین کے کچھ مشترکہ خصائص یا مقاصد ہوتے ہیں جن کی بدولت وہ ہجوم کی صورت میں اکٹھے ہوتے ہیں اور ہجوم کا کردار اس کے اراکین کی مشترکہ رغبتوں کے نکاس کا باعث ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک تحقیق کے مطابق لاس اینجلس کے واٹز کے علاقہ کے تمام رہائشیوں نے 1965ء کے نسلی بلووں میں حصہ نہیں لیا تھا۔ بلکہ ان نسلی بلووں میں حصہ لینے والے زیادہ تر وہ لوگ تھے جو کہ تنہائی اور احساس محرومی کا شکار تھے۔ یا کئی کمیونسٹ ممالک میں برپا ہونے والے سوشلسٹ خونی انقلابوں کو مثال کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ ان ممالک میں برپا ہونے والے یہ انقلابات سرمایہ دارانہ نظام کی بدولت پیدا ہونے والی احساس محرومی کا نتیجہ تھے اور ان انقلابات کے ذریعے سرمایہ دارانہ نظام کا خاتمہ کرکے سوشلسٹ نظام کی بنیاد رکھی گئی۔

استدقاق کا نظریہ اس بارے میں مفید معلومات فراہم کرتا ہے کہ ایک ہجوم کس طرح تشکیل پاتا ہے اور ہجومی کردار دراصل ہجوم میں شامل افراد کے جذبات کے نکاس کا ذریعہ ہوتا ہے۔ تاہم یہ نظریہ اس بات کی وضاحت فراہم نہیں کرتا کہ کیوں ایک ہجوم ایک اظہاری ہجوم کی صورت

اختیار کرتے ہوئے متشددانہ کارروائیوں پر اتر آتا ہے۔ غالباً اس بات کی وضاحت تعدیہ کا نظریہ فراہم کرتا ہے۔ کچھ ماہرین کے خیال میں تعدیہ کا نظریہ اور استدقاق کا نظریہ اکٹھے مل کر ایک دوسرے کی خامیوں کو دور کرتے ہیں۔ استدقاق کا نظریہ یہ بیان کرتا ہے کہ ہجوم کیوں تشکیل پاتا ہے اور تعدیہ کا نظریہ ہجوم کے کئی اعمال کی تشریح فراہم کرتا ہے۔

ابھرتے ہوئے معیاروں کا نظریہ

کچھ ماہرین استدقاق کے نظریہ پر اس حوالے سے تنقید کرتے ہیں کہ ہجوم ہمیشہ ایسے لوگوں سے تشکیل پاتا ہے جن کی سوچ اور عمل میں یکسانیت پائی جاتی ہے۔ ان ماہرین کے مطابق ایسا بہت کم صورت حالوں میں ہوتا ہے۔ عام طور پر ہجوم مختلف طریقے سے تشکیل پاتا ہے۔ ابتدائی مرحلہ میں ہجوم ایسے لوگوں سے تشکیل پاتا ہے جو کہ مختلف وجوہات کی بنیاد پر ایک جگہ اکٹھے ہوتے ہیں اور وہ مختلف طریقوں سے عمل کرتے ہیں۔ لیکن بظاہر دیکھنے میں ہجوم یکسانیت کا حامل نظر آتا ہے اور حقیقت میں ہجوم کی نظر آنے والی یکسانیت ایک التباس ہوتا ہے۔ اور یہ التباس ہجوم میں موجود ایک ثانوی گروہ کے اعمال کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ ثانوی گروہ کے افراد کے اعمال میں یکسانیت موجود ہوتی ہے اور یہ ثانوی گروہ موقع پر موجود تماشائیوں اور دوسرے افراد کی توجہ اپنی جانب مبذول کروالیتا ہے۔ بعد میں تماشائی اور دوسرے افراد یہ محسوس کرنے لگتے ہیں کہ ثانوی گروہ تمام ہجوم کے احساسات کی نمائندگی کررہا ہے اور وہ بھی اپنے آپ کو ہجوم کا حصہ سمجھنے لگتے ہیں۔

یہ ثانوی گروہ ہجوم کے کردار پر ایک دوسرے اہم طریقے سے بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ یہ ہجوم کے معیار قائم کرتا ہے، یعنی ہجوم سے وابستہ توقعات یا معیاری کردار کے معیار۔ یہ معیار کسی حد تک اس صورت حال سے بھی متعلق ہوتے ہیں جس میں ہجوم موجود ہوتا ہے۔ ان معیاروں کو ابھرتے ہوئے معیار (Emergent Norms) کہا جاتا ہے۔ یہ معیار ہجوم کے ماحول اور حالات کی بنیاد پر ابھرتے ہیں اور ہجوم ان معیاروں کے مطابق اپنا کردار پیش کرتا ہے۔ اس طرح ابھرتے ہوئے معیاروں کا نظریہ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ کس طرح ہجوم تشکیل پاتا ہے اور اپنا کردار پیش کرتا ہے۔ تاہم یہ نظریہ اس بات کی تشریح فراہم نہیں کرتا کہ کیوں ایک ہجوم کچھ معیار اپنا لیتا ہے اور دوسرے نہیں اپناتا۔ غالباً اس بات کی تشریح تعدیہ کا نظریہ فراہم کرتا ہے۔ اس طرح یہ کہا جا سکتا ہے کہ مندرجہ بالا زیر بحث لائے گئے تینوں نظریات کی آمیزش سے ہجوم کے کردار کی تشریح کرنے کے لئے ایک جامع نظریہ کی ضرورت ہے۔

مختلف نظریات کی مدد سے ہجوم کے کردار کو سمجھنے کو ایک طریقہ خیال کیا جاتا ہے۔ اکثر

دوسرے محققین ہجوم کے طبعی خصائص پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے یہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ ہجوم حقیقت میں کس طرح عمل پذیر ہوتا ہے۔

ہجوموں کی طبعی ساخت

ہجوم اس وقت تشکیل پانا شروع ہوتا ہے جب لوگ ایک خاص مقام پر اپنی کسی چیز یا واقعہ میں دلچسپی کی بدولت اکٹھے ہوتے ہیں۔ ایسا کوئی حادثہ رونما ہونے کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے یا موقع محل کے مطابق ایک بہترین سپیکر بھی ایک ہجوم اکٹھا کر سکتا ہے یا کوئی مختلف قسم کا واقعہ ہو سکتا ہے۔ ابتداء میں جتنے زیادہ لوگ اکٹھے ہوں گے وہ اتنے ہی زیادہ لوگوں کو بعد میں اکٹھا کرنے کی اہلیت کے حامل ہوں گے۔

ابتدا میں ہجوم کے اراکین ایک دوسرے کے ساتھ گھل مل کر معلومات اور افواہوں کا تبادلہ کرتے ہیں۔ جوں جوں ہجوم کی توجہ کا باعث بننے والا واقعہ یا مسئلہ واضح ہوتا جاتا ہے توں توں ہجوم کے اراکین قریب سے قریب تر اکٹھا ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور محل وقوع کی مناسبت سے ایک دائرے یا نیم دائرے کی صورت میں اکٹھے ہوتے ہیں۔

ہجوم میں متحرک اور غیر متحرک اراکین بغیر کسی ترتیب کے یا بے تکے اکٹھے نہیں ہوتے۔ بلکہ سب سے زیادہ متحرک اراکین دائرے کی صورت میں دائرے کے مرکز میں موجود ہوتے ہیں اور نیم دائرے کی صورت میں نیم دائرے کے آگے کی طرف موجود ہوتے ہیں۔ اراکین کی یہ پوزیشنیں ہجوم کے ابھرتے ہوئے معیاروں کو قائم کرنے کا باعث بنتی ہیں۔ اس کے علاوہ ہجوم کی ایک حد بھی ہوتی ہے۔ یہ حد اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ کون سے لوگ ہجوم میں داخل ہو سکتے ہیں اور کون سے ہجوم میں داخل نہیں ہو سکتے۔

تقطیب (Polarization) اور کثافت (Density) کے تعلقات کا ہجوم کے ساتھ گہرا تعلق ہوتا ہے۔ تقطیب اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ ہجوم کے اراکین اپنی توجہ کا باعث بننے والے واقعہ یا مسئلے پر کس قدر توجہ مرکوز کرتے ہیں۔ ایک ہجوم میں تقطیب جتنی زیادہ ہو گی اس کے اراکین اتنے زیادہ متحرکیت کے ساتھ ہجوم میں شامل ہوں گے۔ کثافت کا تعلق ہجوم کے احساسات کی شدت سے ہوتا ہے۔ ہجوم کے جتنے زیادہ شدید احساسات ہوں گے اس کے اراکین اتنے زیادہ جسمانی طور پر قریب قریب کھڑے ہوں گے۔

ہجوم کے ان طبعی خصائص کا اطلاق ایک ساکن ہجوم پر ہوتا ہے۔ ممکن ہے ایک ہجوم ہجومی

کردار کے خصائص مثلاً تعدیہ کے اثر' القا پذیری' گروہی ذہن' ابھرتے ہوئے معیاروں اور افواہوں جیسے خصائص کے تحت اپنا کردار پیش کرکے منتشر ہو جائے یا ایک مشتعل ہجوم یعنی انبوہ کی صورت اختیار کر جائے۔

انبوہ

انبوہ (Mob) کے عنوان کے تحت متحرک یا سرگرم عمل اجتماعی کردار جو کہ شدید ترین اعمال پیش کرتا ہے اس کی مختلف اقسام کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ انبوہ کی اصطلاح کا اطلاق ایک قدرتی طور پر اکٹھے ہوئے فعال شرکاء یا اراکین کے ہجوم پر کیا جاتا ہے۔ انبوہ کے اراکین دو خصوصیات کے حامل ہوتے ہیں:

(1) اراکین کی سوچ اور عمل میں یک رنگی پائی جاتی ہے' اور

(2) اراکین کی جانب سے اضطراری اور غیر عقلی اعمال کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔

انبوہ میں جو یک رنگی پائی جاتی ہے اس کو بیان کرنے کے لئے اجتماعی القا پذیری کا تعقل استعمال کیا جاتا ہے۔ لی بان' فرائیڈ اور کئی دوسرے ماہرین اس مظہر کی تشریح اجتماعی تنویمی القاء پذیری کے حوالے سے کرتے ہیں۔ یعنی انبوہ کے اندر ایسے حالات پیدا ہوتے ہیں کہ انبوہ کے اراکین اجتماعی القاء پذیری کے اثر کے تحت تنویم زدگی کی حالت میں ایک جیسے اعمال پیش کرتے ہیں۔ لیکن اس کے برعکس ٹارڈی کا خیال یہ ہے کہ لوگوں میں پائی جانے والی تقلید کی جبلت کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے۔ کرداری نظریہ اس مظہر کی تشریح مختلف طریقے سے کرتا ہے۔ کرداری نظریہ کے مطابق انبوہ میں یک رنگی ایک مہیج کو بار بار دہرانے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اور انبوہ میں ایک مہیج کو بار بار دہرانے کا عمل تمام وقت جاری رہتا ہے اور یہ یک رنگی کی شدید صورت میں عیاں ہوتا ہے۔

انبوہ میں اراکین کی اضطراری کیفیات کو ہیجانی اور غیر عقلی ہونے کی حیثیت سے بیان کیا جاتا ہے۔ ایک فعال انبوہ میں شدید تہیج اور جوش و خروش اس میں شدید اضطراری پن اور بے قابو کردار کا رجحان پیدا کرتا ہے اور اس طرح اس کا اضطراری پن عقل و استدلال کو پس پشت ڈالتے ہوئے اعمال پیش کرنے کی جانب تبدیل ہو جاتا ہے۔ کرداری نظریہ کے مطابق انبوہ کے اندر مہیج کو بار بار دہرانے کی وجہ سے پیدا ہونے والی شدید تہیج ایسے حالات پیدا کر دیتی ہے جن کی بدولت ایک

فرد کے لئے اپنی کرداری انگیختوں کو قابو میں رکھنا مشکل ہو جاتا ہے جن کو وہ عام حالات میں قابو میں رکھ سکتا ہے اور روک سکتا ہے۔ معاشرتی اثر کا مظہر بھی انبوہ میں پائی جانے والی اضطراری پن کی کیفیت کو بیان کرتا ہے۔ معاشرتی اثر کے مظہر کے مطابق ایک مبہم صورت حال میں لوگ اپنے اردگرد کے لوگوں کے کردار کا شدید اثر قبول کرتے ہیں اور اس طرح ایک پر جوش اور گوں مگوں کی کیفیات رکھنے والے انبوہ میں فرد میں بے سمتی اور وقوفی مبہمیت پیدا کرنے کا رجحان پیدا ہوتا ہے۔ ایک باعزت قائد کی انگیختیں بھی ان حالات میں بے قابو ہو جاتی ہیں اور وہ اپنے پیروکاروں میں بھی یہ رجحان پیدا کرتا ہے کہ وہ بھی اپنی انگیختوں کو آزاد چھوڑ دیں۔ کرداری متعدی اثر اور غیر دانستہ معاشرتی طاقت کا مظاہرہ انبوہ کی سرگرمی میں شدت پیدا کرتے ہیں۔ عام طور پر انبوہ کے اندر شہ دینے والے اراکین جرائم پیشہ اور سماج دشمن خصوصیات کے حامل افراد ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی پیروی کرنے والے لوگ عموماً قانون کی پابندی کرنے والے اور اپنے آپ پر قابو رکھنے والے لوگ ہوتے ہیں۔ تاہم ایک انبوہ میں لوگوں میں یہ تاثر موجود ہوتا ہے کہ انبوہ کے اعمال صحیح اور ضرورت کے مطابق ہیں۔ انبوہ کے اراکین یہ خیال کرتے ہیں کہ انبوہ میں موجود اتنے زیادہ لوگ بغیر کسی وجہ کے کوئی غلط یا برا کام نہیں کرسکتے۔ انبوہ کے اعمال حالات اور وقت کے مطابق ابھرتے ہوئے معاشرتی معیاروں کے مطابق ہوتے ہیں اور یہ معاشرتی معیار عام طور پر ممنوع اور معاشرتی طور پر ناقابل قبول ہوتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ محبت' جنگ اور انبوہ کے اعمال میں سب کچھ جائز ہوتا ہے۔

انبوؤں کی اقسام

انبوؤں کے مختلف اقسام کے اعمال کو پیش نظر رکھتے ہوئے یا انبوؤں کے اعمال کے مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے انبوؤں کی مختلف قسمیں بیان کی جاتی ہیں' جن کا ہم ذیل میں جائزہ لیتے ہیں:

حصول کوش انبوے

حصول کوشی (Acquisition) یا کسی شے' فرد یا علاقے پر ملکیت اور کنٹرول حاصل کرنا کسی انبوہ کے اعمال کا مقصد ہو سکتا ہے۔ گوریلا جنگ کے چھاپہ مار جو کہ کسی فوجی تنظیم کے اراکین نہیں ہوتے' کسی گاؤں میں لوٹ مار کرتے ہیں یا کسی فوجی ہیڈ کوارٹر کو اسلحہ بارود حاصل کرنے کے لئے لوٹتے ہیں' انہیں حصول کوش انبوہ کی قسم کے تحت بیان کیا جا سکتا ہے۔

عام طور پر قدرتی آفات برپا ہونے کی صورت میں یعنی کسی علاقے میں آگ لگنے کی صورت

میں یا سیلاب آ جانے کی صورت میں یا طوفان کی تباہی مچانے کی صورت میں لوٹ مار کرنے والوں کا انبوہ یعنی حصول کوش انبوہ ٹوٹے ہوئے مکانوں اور دکانوں پر ہلہ بول دیتا ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے زندگی میں کبھی چوری نہیں کی ہوتی اور نہ کبھی کسی کی چیز پر حق جتایا ہوتا ہے' ان حالات میں وہ بھی اپنا کردار ابھرتے ہوئے معاشرتی معیاروں کے مطابق پیش کرتے ہیں۔ ان حالات میں عام طور پر اس طرح کے معاشرتی معیار پیدا ہوتے ہیں کہ قدرتی ابتری برپا ہونے کی صورت میں ٹوٹی ہوئی کھڑکیوں اور دروازوں میں عوام کا مال ہوتا ہے اور اسے حاصل کرنا جائز ہے۔

دفاعی انبوے (ہراسانی)

حصول کوش انبوؤں کے برعکس دفاعی انبوؤں (Defensive Mobs) کے اعمال کا مقصد کسی خطرے سے دفاع یا بچاؤ کرنا ہوتا ہے۔ خطروں سے بچاؤ کے لئے طبعی گروہی کردار بھی پیش کیا جاتا ہے جس میں گروہ کے اراکین خطرے سے بچاؤ کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے ہیں اور اس سلسلے میں گروہ کے معیار اور قواعد و ضوابط وضع کرتے ہیں اور ان کے مطابق اپنے اعمال پیش کرتے ہیں۔ لیکن کئی صورت حالوں میں خطرے کے پیدا ہوتے ہی خطرے کو قبل از وقت اجتماعی طور پر اپنے اوپر طاری کر لیا جاتا ہے اور غیر منظم اور غیر تعاونی اعمال پیش کئے جاتے ہیں اور فسادی انبوی سرگرمی وجود میں آتی ہے۔ خطرے کی جانب غیر منظم اور غیر تعاونی دفاعی رد اعمال پیش کرنے کی صورت اسے ہراسانی (Panic) کی اصطلاح میں بیان کیا جاتا ہے۔ جب ایک فوج کو شکست کا خطرہ یقینی ہو تو ممکن ہے کہ وہ صلح کے مقصد سے اپنی فوجیں پیچھے ہٹا لے یا دوسری صورت میں فوج میں ہراسانی پھیل جائے اور ہر فرد اپنی جان بچانے کی کوشش کرے۔ ہراسانی کے بارے میں پیشین گوئی کرنا ناممکن ہوتا ہے اور اس طرح اس کا قدرتی حالات میں مطالعہ کرنا بھی ممکن نہیں ہوتا۔ تاہم کچھ ماہرین نے قدرتی آفات کی صورت میں برپا ہونے والی ہراسانیوں کے بارے میں کچھ مواد فراہم کیا ہے۔ شکاگو کے ایروکوس تھیٹر میں آٹھ منٹ سے بھی کم وقت تک لگنے والی آگ کی صورت میں ہراسانی میں پانچ سو افراد مارے گئے اور زیادہ تر افراد شدید بھاگ دوڑ کی کیفیت میں ایک دوسرے کے نیچے آ کر کچلے گئے۔ حالانکہ تھیٹر کا آگ کے نتیجے میں معمولی نقصان ہوا۔ اسی طرح بوسٹن کے ایک نائٹ کلب میں بھی آگ لگنے سے ایسی کیفیت پیدا ہوئی اور ہراسانی میں کئی سو افراد مارے گئے۔

ہراسانی پر کئے گئے تجربہ گاہ کے تجربات کے نتائج کے مطابق ہراسانی کی حالت میں لوگ بد نظمی سے تعامل کرتے ہیں اور بین الاشخاصی تعلقات کو فراموش کر دیتے ہیں۔ وہ اپنی زندگیوں کو

بچانے کے لئے دوسروں کی زندگیوں کو داؤ پر لگانے سے دریغ نہیں کرتے اور اسی طرح دفاعی انبوہ جہاں ہراسانی کی کیفیت انبوہ کا حصہ ہوتی ہے، وہاں ابتداء میں لوگوں کے غیر منظم مجمعے موجود ہوتے ہیں اور انبوہی عناصر کے تحت یعنی تہیج کی شدت، وقوفی مبہمیت، شدید بین الاشخاصی اثر کرداری متعدی اثر، اور القاء پذیری لوگوں میں ہراسانی اور دفاعی انبوہی اعمال پیدا کرتے ہیں۔

جارحیتی انبوے (سزائے لنچ اور بلوے)

انبوہ کی ایک خطرناک قسم وہ ہے جب کوئی جارحیتی انبوہ (Aggressive Mob) اپنے اعمال میں کسی شخص یا گروہ کو زخمی کرنے، نقصان پہنچانے اور تباہ کرنے کا مقصد اپناتا ہے۔ اس صورت میں انبوہ کی جارحیت غیر منطقی بھی ہو سکتی ہے مثلاً کوئی طالب علموں کی تنظیم کا گروہ غیر منطقی جارحیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کسی پراپرٹی کو نقصان پہنچائے یا بسیں وغیرہ جلا دے، اور دوسری طرف ظالمانہ اور وحشیانہ بھی ہو سکتی ہے مثلاً امریکہ میں گورے لوگوں اور کالے لوگوں کی چپقلش میں گورے لوگوں کے ایک انبوہ نے کالے لوگوں کی جیل پر حملہ کر دیا اور بہت سے قیدیوں کو ہلاک کر دیا۔

امریکہ میں گورے لوگوں کی کالے لوگوں کے خلاف متشددانہ کارروائیوں کو بیان کرنے کے لئے اصطلاح سزائے لنچ (Lynching) استعمال کی جاتی ہے۔ اس اصطلاح کو امریکہ میں انقلاب کی جنگ کے ایک محب وطن چارلس لنچ کے نام سے اخذ کیا گیا ہے۔ انقلابی جنگ کے دوران چارلس لنچ اور اس کے ساتھیوں نے خود ساختہ عدالتوں کے ذریعے دہشت گردوں کو سزا دینے کے طریقہ کو اپنایا اور یہ سزائیں عموماً حکومتی قوانین کے مطابق ہوتی تھیں۔ ان خود ساختہ عدالتوں کی ضرورت اس لئے پیش آئی کیونکہ حکومتی عدلیہ کے دفاتر کئی علاقوں سے بہت فاصلے پر تھے۔ بعد میں عوامی سزائے لنچ کی اصطلاح وجود میں آئی۔

عوامی سزائے لنچ سے مراد گورے لوگوں کی کالے لوگوں کے خلاف اجتماعی تشدد آمیز جارحیت اور غیر انسانی اعمال لئے جاتے ہیں۔ امریکہ میں انیسویں صدی کے آخر میں اور بیسویں صدی کے شروع میں عوامی سزائے لنچ کی کارروائیاں بہت عام تھیں۔ ان کارروائیوں میں گورے لوگ انبوہ کی صورت میں کالے لوگوں کے خلاف تشدد آمیز جارحیت کا مظاہرہ کرتے اور انہیں مالی اور جانی نقصان پہنچاتے۔ اور اکثر اوقات ان کارروائیوں کو بغیر کسی وجہ کے صرف کالے لوگوں پر اپنی دہشت قائم رکھنے کے لئے کیا جاتا۔

بلوہ (Riot) کے اعمال کئی طرح سے لنچ انبوہ سے مشابہہ ہوتے ہیں۔ تاہم بلووں کے اعمال میں جو جارحیت واقع ہوتی ہے اس کی وسعت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ بے شمار اشیاء اور جائیدادوں کو تباہ کیا جاتا ہے اور بین الاشخاصی تشدد کا شمار ممکن نہیں ہوتا۔ مثلاً پاکستان کی آزادی کے موقع پر ہندوؤں اور سکھوں کے بلووں نے بے شمار اشیاء اور جائیدادوں کو تباہ کیا اور کئی ہزار لوگ مارے گئے۔ بلووں کے ذرائع میں عموماً بلوے برپا کرنے والے انبوؤں میں بے اطمینانی اور بے چینی نمایاں ہوتی ہے۔ بلووں کا نشانہ بننے والی اقلیت کو بے کار اور بے اثر سمجھا جاتا ہے اور اسے دشمنی اور جارحیت کا نشانہ بناتے ہوئے ممکن حد تک مالی اور جانی نقصان پہنچایا جاتا ہے۔

امریکہ میں برپا ہونے والے نسلی بلووں پر کئے گئے تجزیے کے مطابق تاریخی طور پر بحران کے ادوار میں بلووں کی شرح بہت زیادہ رہی۔ مثلاً 1930ء کے عشرے کے معاشی بحران میں، دونوں عظیم جنگوں کے دوران پیدا ہونے والے غیر محفوظ اور ذاتی تشویش کے حالات میں' اور 1960ء اور 1970ء کے عشروں کے رسمی اور غیر رسمی نسلی تسویہ کے حالات میں نسلی بلووں کی شرح بہت زیادہ رہی۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ بلوے برپا کرنے میں افواہ سازی بنیادی کردار ادا کرتی ہے اور نسلی گروہوں کو اضطراری تشدد آمیز جارحیت پیش کرنے کی جانب راغب کرتی ہے۔ اس کے علاوہ قانون شکن اور جرائم عناصر لوگوں کو بلوہ سازی کے لئے شہ دیتے ہیں اور قانون کی پیروی کرنے والے شہری بھی انبوہ کے عمل کے شدید دباؤ کی وجہ سے مثلاً تہیج کی شدت' اختر تعامل' افواہوں کے پھیلنے اور نئے ابھرتے ہوئے اجتماعی معیاروں کے اثر کی بدولت مجرمانہ تشدد اور جارحیت کا مظاہرہ کرتے ہیں اور نشانہ بننے والی اقلیت کے خلاف دشمنی کے براہ راست اظہار کے موقع کو ضائع نہیں کرتے۔

معاشرتی تحریکیں

معاشرتی تحریکوں (Social Movements) کے عنوان کے تحت طویل عرصہ پر محیط اجتماعی کردار کی سرگرمیوں کو زیر بحث لایا جاتا ہے۔ معاشرتی تحریک ایک بہت بڑی تعداد میں لوگوں کی اجتماعی طور پر کسی مسئلے کو حل کرنے کی کوشش ہوتی ہے۔ لوگ اجتماعی طور پر درپیش مسئلے کو محسوس کرتے ہیں اور اسے حل کرنے کے لئے لائحہ عمل اپناتے ہیں۔ مقلاھنگ (Mclaughing 1976ء) کے مطابق معاشرتی تحریک کا مقصد کسی مسئلے کو معاشرتی تغیر یا تبدیلی پیدا کر کے حل کرنا ہوتا ہے۔ ہجوموں اور انبوؤں کے برعکس معاشرتی تحریکوں کا دورانیہ لمبے عرصے پر محیط ہوتا ہے۔ کئی معاشرتی تحریکیں کچھ ہفتوں کے لئے وجود میں آتی ہیں مثلاً ہفتے صفائی کی مہم یا

بین الاشخاصی تعلقات کو فروغ دینے کی تحریک۔ اس کے برخلاف بنی نوع انسان کے بنیادی حقوق کی تحریک یا حقوق نسواں کی تحریک سو سال کے عرصہ کے لئے وجود میں آ سکتی ہیں۔

معاشرتی تحریکوں کے وجود میں آنے کی شرائط

معاشرتی تحریکیں اس وقت وجود میں آتی ہیں جب لوگوں کا ایک گروہ یہ محسوس کرتا ہے کہ ان کی ضروریات کو حاصل کرنے میں اور معاشرے کی ان کی ضروریات کو پورا کرنے کی اہلیت میں وسیع خلا پایا جاتا ہے۔ یعنی لوگوں کے پیش نظر کوئی ایسا مسئلہ ہوتا ہے جس کو حل کرنا ضروری ہوتا ہے' مثلاً مزدور طبقہ متحد ہو کر یہ مطالبہ کرتا ہے کہ بڑھتی ہوئی مہنگائی کے مقابلے میں ان کی تنخواہوں میں اضافہ کیا جانا چاہئے یا پاکستان میں ماحول کو آلودگی سے پاک کرنے کی تحریک کے تحت یہ مطالبہ کیا جاتا ہے کہ ماحول کو آلودگی سے پاک رکھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کے لئے واضح قانون سازی کی جائے۔

صرف خالی ایک مسئلے کا موجود ہونا ہی معاشرتی تحریک کو وجود میں لانے کے لئے کافی نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے تین اہم باتوں کا ہونا ضروری ہے۔ پہلی یہ کہ معاشرتی تحریک کی ضرورت محسوس کرنے والا گروہ درپیش مسئلہ کو سنجیدگی سے لیتا ہے اور اس کے حل کے لئے لائحہ عمل مرتب کرنے کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔ گروہ کے اندر درپیش مسئلے کا ادراک بالمقابلہ محرومی کے طور پر کیا جاتا ہے۔ بالمقابلہ محرومی سے مراد یہ عقیدہ ہے کہ معاشرے کے دوسرے گروہوں کے مقابلے میں ہمارا گروہ کسی معاملے میں محروم ہے اور اس کے لئے دوسرے گروہوں سے مقابلہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر حقوق نسواں کی تحریک میں بالمقابلہ محرومی کے تعقل کے تحت یہ تجزیہ کیا جاتا ہے کہ خواتین کے ساتھ مردوں کی نسبت متعصبانہ سلوک کیا جاتا ہے۔ بالمقابلہ محرومی کا احساس اس وقت شدت سے ہوتا ہے جب معاشرہ مجموعی طور پر بہتری کی طرف گامزن ہوتا ہے۔ مقلاھنگ کے مطابق معاشرتی تحریکوں کے جنم لینے کا رجحان معاشی خوشحالی کے زمانے میں زیادہ ہوتا ہے۔

دوسری یہ کہ معاشرتی تحریک کے بانی اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ ان کا مسئلہ پہلے سے موجود ذرائع کی مدد سے حل نہیں ہو سکتا۔ مثلاً ماحول کو آلودگی سے پاک رکھنے کی معاشرتی تحریک کے بانی اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ حکومت ماحول کو آلودگی سے پاک رکھنے کے بارے میں واضح اور ٹھوس اقدامات کرنے میں ناکام رہی ہے۔

تیسری اور سب سے اہم بات جو کہ معاشرتی تحریک کو وجود میں لانے کے لئے ضروری ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ عقیدہ اپنایا جاتا ہے کہ مسئلے کو اجتماعی عمل کے ذریعے ہی حل کیا جا سکتا ہے۔

جب یہ تینوں شرائط موجود ہوتی ہیں تو ایک معاشرتی تحریک وجود میں آتی ہے اور اس کے اراکین اجتماعی طرز عمل پیش کرتے ہیں۔ درج ذیل میں معاشرتی تحریکوں سے وابستہ اراکین کے خصائص کو زیر بحث لایا جا رہا ہے:

معاشرتی تحریکوں سے وابستہ اراکین کے خصائص

ان لوگوں کے بارے میں جو کہ مختلف اقسام کی معاشرتی تحریکوں سے وابستہ ہوتے ہیں ان کے بارے میں مختلف اقسام کے عقائد پائے جاتے ہیں۔ درج ذیل میں ان عقائد کو زیر بحث لایا جا رہا ہے۔

معاشرتی تحریکوں سے وابستہ لوگوں کے بارے میں پہلا عقیدہ یہ پایا جاتا ہے کہ صرف پسماندہ اور مغلوب طبقوں سے تعلق رکھنے والے لوگ ہی معاشرتی تحریکوں سے وابستہ ہوتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں یہ خیال درست نہیں ہے۔ کئی معاشرتی تحریکیں اونچے طبقے سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے لئے بھی پر کشش ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر حقوق نسواں اور ماحول کو آلودگی سے پاک رکھنے کی تحریکوں سے وابستہ زیادہ تر لوگوں کا تعلق خوشحال طبقے سے ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ نچلے طبقے کی معاشرتی تحریکوں کے اکثر قائدین اونچے طبقے یا درمیانے طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔ مثال کے طور پر گاندھی کا تعلق ہندوؤں کی اونچی ذات سے تھا اور وہ ایک تعلیم یافتہ وکیل تھا۔ چین میں کسانوں کی بغاوت کا قائد ماؤ ایک امیر کسان کا بیٹا تھا اور خود ایک کامیاب بزنس مین تھا۔

دوسرا عقیدہ یہ پایا جاتا ہے کہ معاشرتی تحریکیں سیاسی تعصبات کی بنیاد پر پر کشش ہوتی ہیں۔ لیکن حقیقت میں یہ خیال بھی درست نہیں۔ نچلے طبقے سے وابستہ لوگ کسی معاشرتی تحریک میں اس لئے کشش محسوس کرتے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ وہ معاشرتی تحریک ان کی ضروریات کی تکمیل کا باعث بنے گی۔ چین کی اشتراکی تحریک کے ایک قائد کے مطابق شروع میں اشتراکی تحریک سے جو لوگ وابستہ ہوئے انہیں اشتراکیت کی الف ب کے بارے میں بھی پتہ نہیں تھا۔ بلکہ انہوں نے یہ سمجھا کہ یہ تحریک انہیں ناجائز ٹیکسوں سے نجات دلائے گی اور ان کے خاندانوں کے لئے بہتر کھانے پینے کا بندوبست کرے گی۔

کئی لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ معاشرتی تحریکیں کٹر' متعصب اور انتہا پسند لوگوں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ اسی وجہ سے معاشرتی تحریکیں متعصب لوگوں کے لئے زیادہ پر کشش ہوتی ہیں اور یہ متعصب لوگ ان تحریکوں میں استدلالی لوگوں کی نسبت جلد اور زیادہ توجہ حاصل کر لیتے ہیں۔ کئی تحقیقات کے نتائج سے یہ ثابت ہوا ہے کہ کئی معاشرتی تحریکیں اپنے اراکین میں ایک حد تک تعصب ضرور پیدا کرتی ہیں۔ درج ذیل میں معاشرتی تحریکوں کے ان کے اراکین پر اثرات کا جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

ایک معاشرتی تحریک سے وابستہ ہونے کے اثرات

کئی معاشرتی تحریکیں کئی طرح سے اپنے اراکین میں تعصب پیدا کرتی ہیں۔ ان معاشرتی تحریکوں کے پیش نظر سب سے پہلا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے اراکین کی شخصیتوں' رویوں اور قدروں میں تبدیلی پیدا کریں۔ یہ معاشرتی تحریکیں اس بات پر یقین رکھتی ہیں کہ معاشرے میں تبدیلی پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ لوگوں کی شخصیتوں کو تبدیل کیا جائے اور جب بہت زیادہ لوگوں کی شخصیتوں میں تبدیلی پیدا ہو جائے گی تو معاشرے میں بھی تبدیلی پیدا ہو گی۔ اس نظریہ کے تحت آزادی نسواں کی تحریک کو زیر بحث لایا جا سکتا ہے۔

آزادی نسواں کی تحریک میں عورتوں کے ان کے اپنے بارے میں اور دنیا کے بارے میں خیالات کو تبدیل کیا جاتا ہے۔ جب کوئی خاتون اپنے آپ پر عورت ہونے کے باعث فخر کرتی ہے اور اپنے آپ کو صرف بنیادی طور پر ایک بیوی اور ماں کے روپ میں دیکھنا بند کر دیتی ہے تو یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ اس تحریک نے اپنی ایک رکن کی شخصیت کو تبدیل کرنے کا مقصد حاصل کر لیا ہے۔

اگر کسی رکن میں یہ تبدیلی پیدا نہیں کی جاتی تو تبدیلی پھر بھی ہو جاتی ہے۔ جب ایک عورت اس تحریک میں شامل ہوتی ہے اور تحریک کے اغراض و مقاصد کی تصدیق کرتی ہے اور اس سلسلے میں تحریک کے قائدین اور دوسرے اراکین سے تقویت حاصل کرتی ہے تو رویوں کی تبدیلی کے نظریات کے مطابق اس کے رویے تحریک کے اغراض و مقاصد کے بارے میں بڑی شدت اور مضبوطی سے تشکیل پاتے ہیں۔ مزید یہ کہ اس معاشرتی تحریک کی اراکین اپنے قائدین پر مکمل انحصار کرتی ہیں' قائدین کے خیالات کو بغیر تنقید کے قبول کرتی ہیں اور اپنے خیالات کا اظہار بھی تحریک کے نقطہ نظر سے کرتی ہیں۔

جوں جوں ایک رکن کی اس طرح کی معاشرتی تحریک میں شمولیت بڑھتی جاتی ہے تو اس کی

نظریاتی وابستگی کے ساتھ ساتھ تحریک کے ساتھ ہیجانی وابستگی بھی بڑھتی جاتی ہے اور اس طرح ممکن ہے کہ وہ رکن اس تحریک کا ایک کٹر، متعصب اور انتہاپسند رکن بن جائے اور وہ دنیا کو تحریک کے فلسفے کی عینک سے اور اعتقادی نظر سے دیکھے۔

حصہ چہارم

(اطلاقی معاشرتی نفسیات کے اہم موضوعات)

باب 13 تا 16

تیرہواں باب

تعصّب

1- تعصّب کیا ہے؟
2- تعصّب کے مآخذ
3- تعصّب کی پیمائش
4- تعصّب کا خاتمہ کرنا
5- تعصّب کی ایک اہم قسم : جنسی تعصّب

تعصب کیا ہے؟

(What is Prejudice?)

تعصب کو عام طور پر رویے کی صورت میں بیان کیا جاتا ہے کہ تعصب سے مراد کسی شخص کا پہلے سے قائم شدہ ایسا رویہ ہے جس کے تحت وہ شخص کسی دوسرے شخص یا گروہ کے حق یا مخالفت میں سوچتا' ادراک کرتا اور عمل کرتا ہے۔ تاہم عام طور پر تعصب کو کسی دوسرے شخص یا گروہ کی مخالفت میں سوچنے' ادراک کرنے اور عمل کرنے کے معنوں میں سمجھا جاتا ہے۔ کئی معاشرتی نفسیات دان تعصب کو رویے کے علاوہ بھی اپنے اپنے انداز میں بیان کرتے ہیں۔ کچھ کے خیال میں تعصب پہلے سے قائم شدہ رائے ہے۔ دوسروں کے خیال میں تعصب ایک جارحیتی انداز ہے۔ اور کچھ دوسروں کے خیال میں تعصب سے مراد کسی موزوں کردار کے بارے میں دوسروں کے ادراکات کا مجموعہ ہے۔ بہرحال اکثر معاشرتی نفسیات دان اس بات سے متفق ہیں کہ تعصب ایک جارحیتی رویہ ہے جو کہ کسی شخص یا گروہ کے بارے میں قائم ہوتا ہے۔

تعصب کو رویے کی صورت میں بیان کرنا اس لئے بھی بہتر خیال کیا جاتا ہے کہ تعصب کو ایک رویے کی صورت میں سمجھتے ہوئے رویے کے ساختی نظریہ کے تحت اس کا تجزیہ کیا جا سکتا ہے (رویے کے ساختی نظریہ کو ہم رویوں کے باب میں تفصیل سے پیش کر چکے ہیں)۔ رویوں کے ساختی نظریہ کے مطابق رویے تین اجزا پر مشتمل ہوتے ہیں: وقوفی جز' احساساتی جز اور عملی جز۔ وقوفی جز کسی شے یا شخص جس کے بارے میں رویہ قائم کیا گیا ہوتا ہے' اس کے متعلق ہمارے خیالات اور عقائد پر مشتمل ہوتا ہے۔ احساساتی جز کسی شے یا شخص جس کے بارے میں رویہ قائم کیا گیا ہوتا ہے اس کے بارے میں ہمارے احساسات پر مشتمل ہوتا ہے' اور عملی جز' کسی شے یا شخص جس کے بارے میں رویہ قائم کیا گیا ہوتا ہے اس کے بارے میں ہمارے عمل یا کرداری رجحانات پر مشتمل ہوتا ہے۔

تعصب کی صورت میں وقوفی جز نوعیت کے اعتبار سے سادہ اور حقیقت کے برخلاف ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر عموماً گاؤں کے لوگوں کو کم عقل' گنوار اور پسماندہ سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ ہم یہ جانتے ہیں کہ گاؤں کے تمام لوگ ایسے نہیں ہوتے۔ تعصب کے اس غیر عقلی پہلو کو تسبیک کے تعقل کے تحت بیان کیا جاتا ہے۔ تسبیک ہمارے سادہ نوعیت کے اور کٹر قسم کے خیالات ہوتے

ہیں جو کہ کسی شخص یا گروہ کے بارے میں ہوتے ہیں۔ تسبیکات کی بنیاد غلط معلومات ہوتی ہیں اور تسبیک کرتے ہوئے انفرادی اختلافات کو فراموش کردیا جاتا ہے۔ اگر تسبیکات کو تبدیل کرنے کے لئے نئی معلومات مہیا کی جائیں تو ان معلومات کو قبول کرنے میں مزاحمت کی جاتی ہے۔

تعصب کا احساساتی جز مضبوط قسم کے منفی احساسات پر مشتمل ہوتا ہے اور ان احساسات کے ساتھ جارحیت، خوف اور نفرت کے ہیجانات وابستہ ہوتے ہیں۔ احساساتی جز میں جتنی زیادہ ہیجانی کیفیت نمایاں ہوگی اتنا زیادہ اس میں تبدیلی پیدا کرنا مشکل ہوگا۔ یہ منفی احساسات تعصب کو محرکاتی بنیادیں فراہم کرتے ہیں اور جب تعصب کو کم کرنے کے حالات پیدا ہوں تو مضبوط دفاع مہیا کرتے ہیں۔

تعصب کا عملی جز کرداری رجحانات پر مشتمل ہوتا ہے۔ یعنی یہ جز متعصبانہ رویہ رکھنے والے گروہ کے افراد کے موزوں ردِاعمال کا باعث ہوتا ہے اور یہ ردِاعمال اس گروہ کے افراد کی ضرورت ہوتے ہیں۔ اس جز کے تحت کسی گروہ کے افراد کسی دوسرے گروہ کے افراد کی جانب سخت برتاؤ اور جارحیتی کردار کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر مہاجروں کی کراچی میں آبادکاری کے خلاف مزاحمت کی جاتی ہے یا مہاجر دوسری قوموں کی کراچی میں آبادکاری کے خلاف مزاحمت کرتے ہیں۔

یہ بات واضح ہے کہ تعصب کو رویے کے ساختی نظریہ کے تحت بہتر طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔ معاشرتی نفسیات میں تعصب کو بیان کرتے ہوئے کئی دوسری اصطلاحات بھی استعمال کی جاتی ہیں۔ ان اصطلاحات میں تفریق (Discrimination)، اقلیتی گروہ (Minority Group) اور نسلی گروہ یا رویہ (Ethnic Group or Attitude) کی اصطلاحات شامل ہیں۔

تعصب اور تفریق میں اس طرح فرق کیا جاتا ہے کہ تعصب کسی گروہ یا گروہ کے افراد کا ایک خاص رویہ ہوتا ہے جو عام طور پر منفی نوعیت کا ہوتا ہے اور کسی دوسرے گروہ یا گروہ کے افراد سے متعلق ہوتا ہے۔ اس کے برخلاف تفریق کو کردار کے معنوں میں لیا جاتا ہے۔ یعنی تفریق سے مراد کسی گروہ یا گروہ کے افراد کے منفی اعمال ہیں جو کہ کسی دوسرے گروہ یا گروہ کے افراد سے متعلق ہوتے ہیں۔ یعنی جب تعصب عمل پذیر صورت میں عیاں ہوتا ہے تو وہ تفریق کہلاتا ہے۔ رویوں کے متعلق یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ ضروری نہیں ہوتا کہ رویوں کو ہمیشہ اعمال کی صورت میں ہر صورت حال میں عیاں کیا جائے۔ ایسا ممکن ہو سکتا ہے کہ افراد کے خیالات اور اعمال ایک

دوسرے کے برعکس ہوں، مثال کے طور پر بہت سی معاشرتی صورت حالوں میں ایسا ممکن ہو سکتا ہے کہ کسی دوسرے گروہ یا گروہ کے افراد کے بارے میں منفی رویے رکھنے والا شخص اپنے خیالات کا آزادانہ اظہار قانون کی فرمانبرداری کرتے ہوئے یا معاشرتی دباؤ کا سامنا کرتے ہوئے نہ کر سکے۔ لیکن دوسری صورتحالوں میں ممکن ہے ایسا نہ ہو۔ اس صورتحال میں ممکن ہے ایک فرد اپنے عقائد اور احساسات کو اپنے ظاہری کردار کے ذریعے عیاں کرے۔ ایسی صورت حال میں فرد کے کردار کو تفریقی کردار کہا جائے گا۔

اقلیتی گروہ کی اصطلاح کو تعصب کا شکار ہونے والے اور تعصب سے متاثر ہونے والے گروہ کے معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہوتا کہ ایک معاشرے میں تعصب کا شکار ہونے والا اقلیتی گروہ عددی اعتبار سے بھی اقلیت میں ہو، ممکن ہے کہ وہ عددی اعتبار سے اکثریت میں ہو۔ مثال کے طور پر ہمارے ہاں گاؤں کے لوگوں کے بارے میں تعصب پایا جاتا ہے حالانکہ وہ اکثریت میں ہیں۔ معاشرتی نفسیات دان اقلیتی گروہ کو عددی خصائص کے حوالے سے بیان نہیں کرتے بلکہ اقلیتوں کو معاشرے کے طبیعی اور ثقافتی خصائص کے حوالے سے بیان کیا جاتا ہے۔ اقلیتی گروہ معاشرتی اقتدار کے حوالے سے کم معاشرتی اقتدار کے حامل ہوتے ہیں بہ نسبت غالب گروہ کے جو زیادہ معاشرتی اقتدار کا حامل ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اقلیتیں اپنے اقلیتی رتبے سے واقف ہوتی ہیں اور ان میں ایسے معیار موجود ہوتے ہیں جن کے تحت وہ دوسرے درجے کے شہریوں کی حیثیت سے معاشرے میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔

تعصب کا مطالعہ کرتے ہوئے نسلی گروہ یا نسلی رویے کی اصطلاحات بھی استعمال کی جاتی ہیں۔ نسلی گروہ سے مراد ایسا گروہ لیا جاتا ہے جو کہ یکساں مذہب، نسل، قوم، زبان اور ثقافتی روایات کا حامل ہو۔ نسلی رویے سے مراد ایسا رویہ لیا جاتا ہے جو کہ ایک نسلی گروہ دوسرے نسلی گروہ کے بارے میں رکھتا ہو۔ نسلی رویوں کو بعض اوقات بین الگروہی رویے بھی کہا جاتا ہے۔ عام طور پر تعصب پر تجرباتی مطالعات کرتے ہوئے اور تجرباتی وضاحتیں فراہم کرتے ہوئے نسلی گروہ، نسلی رویہ اور نسلی تعلقات جیسی اصطلاحات استعمال کی جاتی ہیں۔

تعصّب کے مآخذ

(Origins of Prejudice)

کسی گروہ میں تعصب کی کوئی ایک وجہ یا مآخذ یا بہت سے وجوہات ہو سکتی ہیں۔ تعصب کا

مطالعہ تمام سوشل سائنسز میں کیا جاتا ہے اور ہر سوشل سائنس اپنے دائرہ کار کی مناسبت سے تعصب کی وجوہات بیان کرتی ہے۔ معاشرتی نفسیات میں تعصب کی جن وجوہات کا تجزیہ پیش کیا جاتا ہے اسے کئی حوالوں سے دوسری سوشل سائنسز پر فوقیت حاصل ہے۔ معاشرتی نفسیات دان ایک طرف تو معاشرتی عناصر کے حوالے سے یعنی معاشرے 'جمعیت اور گروہ کے حوالے سے تعصب کی وجوہات بیان کرتے ہیں اور دوسری طرف فرد کے حوالے سے یعنی شخصیت کی تشکیل اور فرد کے ذہنی افعال کے حوالے سے تعصب کی وجوہات بیان کی جاتی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ کئی دوسرے مضامین کے نظریات کو بھی قابل اہمیت سمجھتے ہوئے زیر بحث لایا جاتا ہے۔ ان مضامین میں تاریخ اور انسانیات خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اس طرح تعصب کی وجوہات کا تفصیلی تجزیہ پیش کیا جاتا ہے۔ ذیل میں تعصب کے مآخذ کے حوالے سے معاشرتی نفسیات میں زیر بحث لائے جانے والے نظریات کا جائزہ پیش کیا جا رہا ہے:

وقوفی نظریات (Cognitive Theories)

تعصب سے متعلق جدید ترین نظریات میں تعصب کا مطالعہ وقوفی نقطہء نظر سے کیا جاتا ہے۔ وقوفی نقطہء نظر اس بات پر روشنی ڈالتا ہے کہ متعصب لوگ تعصب کے ہدف کا کس طرح ادراک کرتے اور نتائج اخذ کرتے ہیں۔ وقوفی نظریات تعصب زدہ صورت حال کے خارجی حقائق کو زیر بحث نہیں لاتے اور اپنی توجہ متعصب شخص کی دنیا اور لوگوں کے بارے میں سمجھ بوجھ اور فہم پر مرکوز کرتے ہیں۔ وقوفی نظریات میں دو نظریات شامل ہیں۔ پہلا تعلیل کا نظریہ اور دوسرا اندرون گروہ اور بیرون گروہ کے مظہر کا نظریہ ہے۔

تعلیلی نظریہ (Attributional Theory)

تعلیلی نظریہ اس بات کی وضاحت پیش کرتا ہے کہ لوگ اقلیتی گروہ کے اراکین کے کردار کی وجوہات کا کس طرح ادراک کرتے ہیں۔ اس نظریے کے مطابق متعصب لوگوں کی تعلیلات دانستہ طور پر تعصب زدہ ہوتی ہیں۔ وہ اکثریتی گروہ کے حق میں تعلیلات کرتے ہیں جبکہ ان کی تعلیلات اقلیتی گروہ کی مخالفت میں ہوتی ہیں۔

پیٹیگریو اور جوہنسن (Pettigrew+Johnson, 1983ء) کے مطابق متعصب لوگ مطلق تعلیلی خطا (Ultimate Attribution Error) کا شکار ہوتے ہیں۔ مطلق تعلیلی خطا کو تعلیلی

خطا کی وسعت قرار دیا جاتا ہے (تعلیلی خطا کو ہم شخصی ادراک کے باب میں زیر بحث لا چکے ہیں)۔
تعلیلی خطا سے مراد یہ رجحان ہے کہ ایک مشاہدہ کار دوسروں کے کردار کی تعلیل ان کے ذاتی خصائص اور میلانات کے حوالے سے کرتا ہے جبکہ اپنے کردار کی وجوہات خارجی یا ماحولی عناصر کو سمجھتا ہے۔ مطلق تعلیلی خطا کے نقطہء نظر کے مطابق جب متعصب لوگوں کا ایسے حالات سے واسطہ پڑتا ہے جہاں اقلیتی گروہ کا کوئی رکن منفی عمل کر رہا ہو تو یہ لوگ اس عمل کو اقلیتی گروہ کے اراکین کے خصائص اور میلانات سے منسوب کرتے ہیں۔ مثال کے طور ایسے بیانات دیے جاتے ہیں کہ "یہ لوگ ایسے ہی کرتے ہیں" یا "ان کی فطرت ہی یہی ہے"۔ لیکن اس کے برعکس جب متعصب لوگوں کو ایسے حالات سے واسطہ پڑتا ہے جہاں اقلیتی گروہ کا کوئی رکن کوئی مثبت عمل کر رہا ہو تو ان حالات میں یہ لوگ اس عمل کی تعبیر اقلیتی گروہ کے اراکین کے خصائص اور میلانات کے حوالے سے نہیں کرتے۔ بلکہ ان حالات میں چار طرح سے حالات سے نبرد آزما ہوتے ہوئے تعلیلات کی جاتی ہیں:

1- غیر معمولی وقوعہ

پہلی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ مثبت عمل کو غیر معمولی وقوعہ قرار دیا جائے اور مثبت عمل کرنے والے شخص کا اقلیتی گروہ سے امتیاز کیا جائے اور اس کے عمل کو انحرافی کردار سمجھا جائے۔

2- خاص فائدہ یا قسمت

دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ اقلیتی گروہ کے رکن کے مثبت عمل کی تعبیر اس فیصلے پر پہنچتے ہوئے کی جائے کہ یہ عمل اقلیتی گروہ کا رکن ہونے کے ناطے کوئی خاص فائدہ حاصل کرتے ہوئے اور قسمت کی بار آوری کی بدولت واقع ہوا ہے۔

3- صورتحالی سیاق وسباق

تیسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ مثبت عمل کی تعبیر صورتحالی عناصر کے حوالے سے کی جائے۔ مثال کے طور پر یہ بیان کیا جائے کہ "ان حالات میں جو کوئی بھی ہوتا' ایسا ہی کرتا"۔

4- بلند محرک اور جستجو

چوتھی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ اقلیتی گروہ کے رکن کے مثبت عمل کی تعبیر اس کے بلند

محرک اور جستجو کے حوالے سے کرتے ہوئے یہ ثابت کیا جائے کہ ایک معذور اقلیتی گروہ کے رکن کا یہ مثبت عمل اس کے بلند محرک اور جستجو کا نتیجہ ہے۔ یعنی اس صورت میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ اقلیتی گروہ میں منفی خصائص موجود ہیں لیکن اقلیتی گروہ کے رکن نے اپنے بلند محرک اور جستجو کی بدولت وہ مقام حاصل کیا ہے جس کا وہ مستحق تھا۔

یہ چار صورتیں اس بات کی وضاحت کرتی ہیں کہ متعصب لوگ کسی بھی صورت میں تعصب سے پاک تعلیلات نہیں کرتے۔ اگر اقلیتی گروہ کا شخص منفی عمل کرتا ہے تو اس کے عمل کی تعبیر اس کی ناقص شخصیت کی حوالے سے کی جاتی ہے۔ اگر وہ مثبت عمل کرتا ہے تو اس کے عمل کے مثبت ہونے کو حقیقی طور پر تسلیم نہیں کیا جاتا اور تعصب کا اظہار تمام صورتوں کی تعلیلات میں کیا جاتا ہے۔

مطلق تعلیلی خطا کے نظریے پر کی جانے والی تحقیقات میں اس نظریے کی معتبری سے متعلق واضح شہادتیں ملی ہیں۔ ان تحقیقات کے نتائج کے مطابق متعصب لوگوں میں تعصب کا ہدف واضح ہوتا ہے اور اقلیتی گروہ کا یا اقلیتی گروہ کے کسی رکن کا کوئی بھی مثبت عمل متعصب شخص کے ادراک کو تبدیل نہیں کر سکتا۔

اندرون گروہ اور بیرون گروہ کا مظہر

(Ingroup and Outgroup Phenomenon)

فرض کریں کہ آپ دس افراد پر مشتمل ایک گروہ کا حصہ ہیں۔ آپ کے گروہ کا ایک شخص یہ تجویز پیش کرتا ہے کہ اس دس افراد پر مشتمل گروہ کو دو برابر ٹیموں یعنی پانچ پانچ افراد پر مشتمل دو گروہوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ ایسا بغیر کوئی چناؤ کی شرائط لگاتے ہوئے کر لیا جاتا ہے۔ ایک گروہ کو ٹیم اے اور دوسرے کو ٹیم بی کہا جاتا ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ آپ فوری طور پر ان اراکین کی جانب زیادہ مثبت رد عمل ظاہر کرنا شروع کر دیں گے جو کہ آپ کی ٹیم کے رکن ہیں اور آہستہ آہستہ آپ اپنے گروہ کا دوسرے گروہ سے امتیاز کرنا شروع کر دیں گے۔ آپ کے گروہ کو اندرون گروہ اور دوسرے گروہ کو بیرون گروہ کہا جائے گا۔ آپ پر اندرون گروہ اور بیرون گروہ کے بارے میں بڑے واضح اختلافی بین الاشخاصی ادراک کے اثرات مرتب ہوں گے۔ معاشرتی نفسیات دانوں کے مطابق اندرون گروہ اور بیرون گروہ کے درمیان ابتدا میں ظاہر ہونے والے معمولی اختلافات بعد میں زیادہ واضح اور شدید صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔

مختلف قسم کی تحقیقات کی مدد سے اندرون گروہ اور بیرون گروہ کے مظہر کا مطالعہ کیا گیا ہے۔ تعصب کے حوالے سے اندرون گروہ اور بیرون گروہ پر کی گئیں تحقیقات کے نتائج کے مطابق اندرون گروہ کے اراکین اور بیرون گروہ کے اراکین میں جتنے زیادہ واضح امتیازات موجود ہوں گے ان میں اتنا زیادہ تعصب بھی پایا جائے گا۔ کچھ دوسرے نتائج کے مطابق اندرون گروہ کے اراکین اور بیرون گروہ کے اراکین کے مابین رابطے کے مواقع جتنے کم ہوں گے اتنا ہی زیادہ تعصب موجود ہو گا۔

وقوفی نظریات اندرون گروہ اور بیرون گروہ کے مابین پائے جانے والے تعصب کی وجوہات پر بھی روشنی ڈالتے ہیں۔ ان نظریات کے مطابق اندرون گروہ اور بیرون گروہ کے مابین تعصب کی ایک وجہ یہ ہوتی ہے کہ گروہوں میں لوگوں میں یہ وقوفی رجحان پایا جاتا ہے کہ وہ اپنے اردگرد کی معاشرتی دنیا کی غیر معمولی پیچیدگی کو کم کرتے ہوئے اسے سمجھیں۔ معاشرتی دنیا کی غیر معمولی پیچیدگی کو کم کرتے ہوئے لوگ دوسروں کو منظم جماعتوں یا زمروں میں تقسیم کرتے ہیں اور اپنے اردگرد کی معاشرتی دنیا کو بہتر طور پر سمجھنے کے قابل ہوتے ہیں۔ دوسروں کو منظم جماعتوں یا زمروں میں تقسیم کرتے ہوئے تسیکات تشکیل دینے کا سہارا لیا جاتا ہے اور تسیکات کو تشکیل دیتے ہوئے زیادہ تفصیلی معلومات حاصل نہیں کی جاتیں۔ بلکہ دوسروں سے یا اپنے گروہ کے اراکین کی مدد سے تسیکات سیکھ لئے جاتے ہیں۔ یوں لوگ تسیکات کو استعمال میں لاتے ہوئے اپنے اردگرد کی معاشرتی دنیا کی غیر معمولی پیچیدگی کو کم کرتے ہوئے اسے سادہ صورت میں سمجھتے ہیں اور اس سے نبرد آزما ہوتے ہیں۔

بیرون گروہوں کا ادراک کرتے ہوئے خاص طور پر تسیکیت یا معاشرتی زمرہ بندی کو استعمال میں لایا جاتا ہے۔ تحقیقات کی مدد سے یہ دیکھا گیا ہے کہ بیرون گروہ کا ادراک کرتے ہوئے لوگ ان مہیجات پر زیادہ توجہ مرکوز کرتے ہیں جو کہ غیر معمولی' انوکھے یا امتیازی نوعیت کے ہوتے ہیں۔ اس طرح بیرون گروہ کی نسل' چہرے کے خدوخال اور رہن سہن کے مختلف طریقوں کی وجہ سے اندرون گروہ ان سے امتیاز کرنا شروع کر دیتا ہے اور مختلف اقسام کے تسیکات کو استعمال کیا جاتا ہے جو کہ تعصب کا باعث ہوتے ہیں۔

پارک اور روتھبارٹ (1982ء) کے مطابق اندرون گروہ کی بیرون گروہ کے بارے میں زمرہ بندی میں ایک اور وقوفی رجحان بھی کارفرما ہوتا ہے۔ اندرون گروہ کے اراکین میں یہ رجحان موجود

ہوتا ہے کہ وہ بیرون گروہ کے اراکین کو اپنے گروہ کے اراکین کی نسبت اس طرح سمجھیں کہ وہ زیادہ متجانس (Homogeneous) ہیں یا وہ ایک جیسے ہیں۔ جبکہ بیرون گروہ کے اراکین کے درمیان بہت کم اختلافات پائے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک تحقیق میں یہ دیکھا گیا کہ نوجوانوں کے خیالات میں عمر رسیدہ لوگوں کے بارے میں یہ رجحان پایا جاتا تھا کہ عمر رسیدہ لوگوں کے خیالات ایک جیسے ہوتے ہیں اور وہ ایک ہی طرح سے عمل کرتے ہیں۔ لیکن وہ اپنے اندرون گروہ یعنی دوسرے نوجوان لوگوں کے بارے میں یہ سمجھتے تھے کہ وہ غیر متجانس (Hetrogeneous) ہیں اور نوجوانوں میں بہت زیادہ اختلافات پائے جاتے ہیں۔ بیرون گروہ کے بارے میں اس متجانسی اصول کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ لوگوں کو اپنے اندرون گروہ سے رابطے کے مواقع بہت زیادہ میسر ہوتے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے اندرون گروہ کے اراکین کے امتیازی خصائص زیادہ یاد رکھنے کے قابل ہوتے ہیں۔ جبکہ بیرون گروہ سے رابطے کے مواقع بہت کم میسر ہونے کی وجہ سے وہ بیرون گروہ کے اراکین کے امتیازی خصائص سے یا تو واقفیت ہی حاصل نہیں کرتے یا بھول جاتے ہیں۔

بنیادی طور پر وقوفی نظریات تعصب کے بارے میں یہ دلائل دیتے ہیں کہ تعصب ان امتیازی معلومات کے تحت عمل کرنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے جو کہ اکثریتی گروہ اور اقلیتی گروہ یا اندون گروہ اور بیرون گروہ کے اراکین حاصل کرتے ہیں۔ نہ صرف اقلیتی گروہ کے اراکین کے خصائص تعصب پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں بلکہ وقوفی تعلیلات کا عمل بھی تعصب کی ایک اہم وجہ ہے۔

نفسی حرکی نظریات (Psychodynamic Theories)

متعصب لوگوں کے ادراک کے عمل اور حاصل کی گئیں معلومات پر عمل کرنے کے موضوع کو زیر بحث لانے کے بجائے نفسی حرکی نظریات اس بات پر زور دیتے ہیں کہ لوگوں کی نفسیاتی اعمال کو سرانجام دینے کی قابلیتوں میں پائی جانے والی خامیوں کی وجہ سے تعصب پیدا ہوتا ہے۔ فرائیڈ کے تحلیل نفسی کے نظریہ کو بنیاد بنا کر یہ نظریات ایسی لاشعوری نفسیاتی کشمکشوں اور الجھنوں کو زیر بحث لاتے ہیں جن کی وجہ سے ایک فرد تعصب کا ظاہری طور پر اظہار کرتا ہے۔ نفسی حرکی نظریات میں خیبت کا نظریہ (Frustration Theory) اور تحکمانہ شخصیت کا نظریہ (Authoritarian Personality Theory) خاص طور پر اہم ہیں۔ یہ دونوں نظریات اس بات پر زور دیتے ہیں کہ تعصب جارحیت کے انتقال کی وجہ سے واقع ہوتا ہے۔

خیبت کے نظریہ کے مطابق تعصب خیبت کا شکار ہونے کی وجہ سے پیدا ہوئے الی جارحیت کے انتقال کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اس نظریے کے تحت یہ سمجھا جاتا ہے کہ جب کوئی فرد اپنے مقصد کو پانے میں ناکام رہتا ہے تو خیبت کا تجربہ کرتا ہے اور یہ خیبت فرد کے اندر خیبت پیدا کرنے والے ذریعے سے متعلق جارحیت کے احساسات پیدا کرتی ہے۔ اکثر حالات میں ایسا ممکن نہیں ہوتا کہ خیبت پیدا کرنے والے ذریعہ پر جارحیت کا اظہار کیا جائے۔ نفسی حرکی نظریہ کے مطابق جب فرد اپنے بار بار کے تجربات میں خیبت پیدا کرنے والے ذرائع پر اپنی جارحیت کا اظہار نہیں کرپاتا تو اس کی جارحیت آزاد سیال جارحیت میں تبدیل ہو جاتی ہے اور اپنے اظہار کے لئے کوئی متبادل اور آسان ہدف تلاش کرتی ہے۔ ان حالات میں اقلیتی گروہوں کی جانب تعصب کا اظہار کرکے اپنی خیبت کو کم کیا جاتا ہے۔

محققین کے ایک گروہ نے ہزاروں شخصیات کے انٹرویو کرکے اور مختلف آزمائشوں اور شرحی پیانوں کی مدد سے پیائش کرکے تحکمانہ شخصیت کا نظریہ پیش کیا۔ ان محققین کے مطابق تحکمانہ شخصیتوں کا تعصب کے ساتھ گہرا تعلق ہوتا ہے۔ تعصب تحکمانہ شخصیات میں پائے جانے والے مخصوص خصائص کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ تحکمانہ شخصیت کے نظریے کے مطابق تحکمانہ شخصیات کے حامل افراد بچپن میں اپنے سخت گیر اور شدید نظم و ضبط کے پابند والدین کے خلاف جارحیت کے احساسات کی نشوونما کرتے ہیں۔ لیکن ان احساسات کا براہ راست اظہار کرنے سے انہیں یہ احساس روکتا ہے کہ مرتبہ یا منصب ہمیشہ درست ہوتا ہے۔ جوں جوں یہ بچے عمر میں بڑھتے ہیں وہ اپنے جارحیتی احساسات کا انتقال ایسے گروہ کی جانب کرتے ہیں جسے وہ کمزور سمجھتے ہیں۔ عام طور پر ان حالات میں نشانہ اقلیتی گروہوں کو بنایا جاتا ہے اور ان کے خلاف تعصب کا اظہار کیا جاتا ہے۔ تحکمانہ شخصیات کے حامل لوگ سیاسی اور معاشرتی طور پر قدامت پرست ہوتے ہیں اور ان کے دنیا کے بارے میں خیالات شدید نوعیت کے ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ "جس کی لاٹھی اس کی بھینس" کا قانون ہی دنیا کا افضل ترین قانون ہے۔

تحکمانہ شخصیت کے نظریے پر کی گئیں تحقیقات میں اس نظریے کی معتبری سے متعلق کم شہادتیں ملی ہیں۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ ایسے لوگ بھی متعصب ہوتے ہیں جن کے والدین بہت زیادہ سخت گیر اور شدید نظم و ضبط کے پابند نہیں ہوتے۔ اور ایسے لوگ بھی تعصب کا مظاہرہ کرتے ہیں جو کہ تحکمانہ شخصیت کے پیائش کے پیانوں پر کم سکور حاصل کرتے ہیں۔

ایک اہم مسئلہ جو کہ خیست کے نظریے اور تحکمانہ شخصیت کے نظریے سے متعلق ہے، یہ ہے کہ ہمارے پاس ایسا کوئی پیمانہ نہیں کہ جس کو استعمال میں لاتے ہوئے ہم یہ پیشین گوئی کر سکیں کہ کس طرح اور کیوں ایک متعصب شخص کی جارحیت کا انتقال ہو گا۔ تاہم ایسے کئی شخصیتی خصائص کی پیائش کی گئی ہے جو کہ تعصب کو پیدا کرنے کا سبب بنتے ہیں۔

صورتحالی نظریات (Situational Theories)

تعصب کے بارے میں صورتحالی نظریات ان ماحولیاتی عناصر کے مطالعہ پر زور دیتے ہیں جن کی وجہ سے ایک شخص متعصبانہ رویے اختیار کرتا ہے۔ ان نظریات کے تحت اس قسم کے موضوعات کو زیر بحث لایا جاتا ہے کہ لوگ متعصبانہ اشیاء کی جانب تعصب زدہ رویے کیسے اختیار کرتے ہیں اور کیا علاقائی ماحولیاتی عوامل بھی تعصب کے اسباب پیدا کرتے ہیں۔

اس بات کی ٹھوس شہادتیں موجود ہیں کہ بچے اپنے متعصبانہ رویے والدین، عزیز و اقارب اور ہمجولیوں سے اپنے معاشرت کے عمل کے ذریعے براہ راست تقویتی اصولوں کے تحت اپنی ابتدائی عمر کے دوران سیکھتے ہیں۔ مثال کے طور پر پی اے کاٹز (P.A. Katz ،1976ء) کے مطابق تین اور چار سال کی عمر کے دوران بچے اس قابل ہو جاتے ہیں کہ وہ کالے لوگوں اور گورے لوگوں کے درمیان فرق کر سکیں اور اسی عمر میں وہ ان لوگوں سے امتیازی احساسات پیدا کرنا بھی سیکھ جاتے ہیں۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ متعصب والدین کے بچے تعصب کا اظہار کرنے پر اپنے والدین سے جزا حاصل کرتے ہیں اور وہ خود بھی دوسروں کے متعصبانہ کرداروں کے اظہار پر جزا دینا سیکھ جاتے ہیں۔

صورتحالی نظریات کے تحت اس موضوع پر بھی تحقیقات کی گئیں ہیں کہ کیا علاقائی ماحولیاتی عوامل بھی تعصب کے اسباب پیدا کرتے ہیں؟ یہ تحقیقات اس نظریے کی بنیاد پر کی گئی ہیں کہ مختلف علاقوں میں مخصوص اقسام کے معیار ہوتے ہیں اور ان علاقوں میں مختلف قسم کے گروہ ان معیاروں کا کم یا زیادہ اثر قبول کرتے ہوئے تعصب اختیار کرتے ہیں۔

امریکہ میں اس سلسلے میں کی گئیں تحقیقات کے نتائج کے مطابق گوروں کے کالوں کے خلاف تعصب میں تین طرح کے علاقائی ماحولیاتی پہلو نمایاں تھے: یعنی جغرافیائی حدود اربعہ، تعلیم کا پست معیار اور عمر۔ ان نتائج کی تفصیل کے مطابق مجموعی طور پر جنوبی علاقوں کے لوگ شمالی علاقوں

کے لوگوں کی نسبت کالوں کے بارے میں زیادہ متعصب تھے۔ وہ لوگ جو کہ کم تعلیم یافتہ تھے' زیادہ متعصب تھے۔ اور عمر رسیدہ لوگ نوجوانوں کی نسبت زیادہ متعصب تھے۔

اگرچہ علاقائی ماحولیاتی عوامل کا نظریہ اس حوالے سے مفید معلومات فراہم کرتا ہے کہ تعصب میں علاقائی ماحولیاتی عوامل بھی کارفرما ہوتے ہیں' لیکن یہ نظریہ اس بات کی تشریح فراہم نہیں کرتا کہ مختلف علاقوں کے لوگوں میں تعصب کی کمی یا زیادتی کے بارے میں کون سی وجوہات کارفرما ہوتی ہیں۔ اس طرح یہ نظریہ اپنے دائرہ کار کے حوالے سے محدود سمجھا جاتا ہے۔

تاریخی نظریات (Historical Theories)

نسلی گروہوں کی باہمی کشمکشوں میں تاریخی اعتبار سے اہم عوامل مثلاً خراب تعلقات' معاشی کشمکش اور ماضی کی زیادتیاں وغیرہ جیسے عوامل کارفرما ہوتے ہیں۔ تعصب کے بارے میں تاریخی نظریات ان معاشی فوائد کے حوالے سے تعصب کا تجزیہ پیش کرتے ہیں جو کہ ایک اکثریتی گروہ اقلیتی گروہ کے بارے میں تعصب کا مظاہرہ کرتے ہوئے حاصل کرتا ہے۔ تاریخی نظریات کے مطابق امریکہ میں گورے کالوں کے خلاف تعصب کا مظاہرہ کرتے ہوئے یعنی کالوں کے طویل غلاموں کی حیثیت سے تاریخی پس منظر کی وجہ سے' ان کی معاشرتی اور تعلیمی علیحدگی کی وجہ سے اور روزگار حاصل کرنے میں ان کے بارے میں پائے جانے والے امتیازی سلوک کی وجہ سے بہت سے معاشی فوائد حاصل کر رہے ہیں۔

تاریخی نظریات کے مطابق تعصب پیدا کرنے میں تعصب سے وابستہ واقعات کے بجائے تاریخی عوامل زیادہ اہم ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر نسلی گروہوں کے درمیان پائے جانے والے تعصب میں تاریخی عوامل زیادہ طاقت ور ہوتے ہیں۔ تاہم تاریخی نظریات اس بات کی تشریح فراہم نہیں کرتے کہ کیوں نسلی گروہوں کے تمام اراکین تعصب کا مظاہرہ نہیں کرتے اور کیوں تعصب اس صورت میں بھی پایا جاتا ہے حالانکہ تعصب کا اظہار کرتے ہوئے کوئی معاشی فوائد پیش نظر نہیں ہوتے۔

معاشرتی ثقافتی نظریات (Sociocultural Theories)

ماہرین عمرانیات اور ماہرین انسانیات تاریخی نظریات دانوں کی طرح تعصب کی وجوہات کا تجزیہ مکمل معاشرتی سیاق و سباق کے حوالے سے کرتے ہیں۔ ان نظریات دانوں کے مطابق بہت

سی معاشرتی اور ثقافتی قوتوں کو تعصب کی وجوہات قرار دیا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر دیہاتوں سے ہجرت کرکے شہروں میں بسنے کا بڑھتا ہوا رجحان' آبادی میں روز افزوں اضافہ اور بڑھتی ہوئی بیروزگاری جیسے عناصر اقلیتی گروہوں کے بارے میں تعصب پیدا کرنے کے اہم اسباب ہیں۔ دیہاتوں سے ہجرت کرکے شہروں میں بسنے کے رجحان کے تحت تعصب اس طرح پیدا ہوتا ہے کہ شہروں میں آج کل جس طرح کا ماحول میسر ہے وہ کئی طرح سے ایک مثالی ماحول ہونے کے برعکس ہے۔ بے تحاشہ شوروغل' گندگی' بڑھتے ہوئے جرائم اور معاشرتی اجنبیت جیسے مسائل شہروں میں عام ہیں۔ معاشرتی ثقافتی نقطۂ نظر کے مطابق شہروں کے لوگ ان مسائل کا ذمے دار ان اقلیتی گروہوں کو سمجھتے ہیں جو کہ زیادہ سے زیادہ شہروں میں بسنے کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ چنانچہ ان کے خلاف تعصب کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔

اسی طرح ان حالات میں جب بہت زیادہ بیروزگاری کا مسئلہ ہوتا ہے اور روزگار کے تھوڑے سے مواقع کے لئے بہت زیادہ مقابلہ کا سامنا ہوتا ہے تو اقلیتی گروہوں کو تعصب کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اکثریتی گروہ کے اراکین یہ سمجھتے ہیں کہ اقلیتی گروہ ان کے روزگار کے مواقع پر قابض ہو رہے ہیں۔

معاشرتی ثقافتی نظریات کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ یہ نظریات تعصب کی وجوہات کا تجزیہ سطحی طور پر کرتے ہیں اور زیادہ گہری وجوہات کو بیان نہیں کرتے۔ یہ نظریات تعصب کے بارے میں جن عناصر کا ذکر کرتے ہیں یعنی بڑھتا ہوا شہروں میں بسنے کا رجحان' آبادی میں اضافہ اور بیروزگاری جیسے مسائل' اگر یہ نہ بھی ہوں تو تعصب تب بھی موجود ہوتا ہے۔ تاہم یہ سمجھا جاتا ہے کہ معاشرتی ثقافتی نظریات تعصب کی وجوہات کے سلسلے میں ایک اہم پہلو سے روشناس کرواتے ہیں۔

تعصّب کے ہدف کے تجزیہ کا نظریہ

(Theory of Prejudice's Target Analysis)

تعصب کے ماٰخذ کے بارے میں ایک آخری نظریہ تعصب کے ہدف کا جائزہ لینے پر زور دیتا ہے۔ اس نظریے کے تحت یہ سوال اٹھایا جاتا ہے کہ کیا تعصب کے ہدف میں ایسے خصائص پائے جاتے ہیں جو کہ متعصبانہ رویوں کو تقویت دینے کا باعث بنتے ہیں؟ اس سوال کا جواب دو حوالوں سے دیا جاتا ہے: پہلا یہ کہ ان عقائد کا تجزیہ پیش کیا جاتا ہے جو کہ تعصب کے ہدف کے بارے میں

موجود ہوتے ہیں۔ اور دوسرا یہ کہ تعصب کے ہدف یعنی اقلیتی گروہ کے خصائص کی نوعیت بیان کی جاتی ہے۔

وقوفی نظریات کے تحت ہم تسیکات کے وجود کو زیر بحث لا چکے ہیں جو کہ تعصب کے ہدف کے بارے میں عقائد کی صورت میں موجود ہوتے ہیں۔ تعصب کے ہدف کا تجزیہ کرتے ہوئے یہ ضروری سمجھا جاتا ہے کہ اس بات کا جائزہ لیا جائے کہ کیا تسیکات کی مدد سے تعصب کے ہدف کے خصائص کی درست نمائندگی کی جاتی ہے' یا تسیکات کس حد تک درست ہوتے ہیں؟

زیادہ تر محققین کی تحقیقات کے نتائج کے مطابق تسیکات کسی حد تک درست ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر ٹرائی اینڈز (Triands ء1967) اور اس کے ساتھیوں نے یونان کے لوگوں کے بارے میں پائے جانے والے تسیکات کا اس حوالے مطالعہ کیا کہ وہ کس حد تک درست ہیں۔ نتائج کے مطابق تسیکات مکمل طور پر غلط نہیں تھے اور ان میں بڑی حد تک صداقت موجود تھی۔ کئی دوسرے ماہرین بھی اس نظریے کی تصدیق کرتے ہیں کہ تسیکات مکمل طور پر غلط نہیں ہوتے اور ان میں ایک حد تک درستگی موجود ہوتی ہے۔ ان ماہرین کے مطابق ہمارے وہ وقوفی اعمال جو تسیکات کی نشوونما کا باعث ہوتے ہیں' ان میں یہ رجحان موجود ہوتا ہے کہ تعصب کے ہدف کے بارے میں ادراک کیئے جانے والے امتیازات میں مبالغہ آمیزی پیدا کریں۔

مختصر یہ کہ اکثر تحقیقات یہ ثابت کرتی ہیں کہ تسیکات میں درستگی موجود ہوتی ہے لیکن یہ درستگی ایک حد تک ہوتی ہے۔ کیونکہ تسیکات ماہیت کے اعتبار سے بہت زیادہ سادہ نوعیت کے ہوتے ہیں۔ اس لئے ہم ان کی مدد سے دوسروں کے کردار کے بارے میں مکمل طور پر صحیح پیشین گوئی نہیں کرسکتے۔

تعصب کے ہدف کے تجزیے کے نظریے کے حوالے سے تعصب کے ہدف کے خصائص کے لئے جانے والے معنوں کا تجزیہ اس طرح سے کیا جاتا ہے کہ کیا تعصب کے ہدف کے خصائص کے جو معنی ادراک کرنے والے لیتے ہیں' وہی معنی تعصب کا ہدف یعنی اقلیتی گروہ بھی لیتا ہے۔ تاہم اقلیتی گروہ کے خصائص کے لئے جانے والے معنوں کی پیچیدگی مختلف صورت عیاں کرتی ہے۔ یعنی اقلیتی گروہ کے بارے میں پائے جانے والے عقائد ایک حد تک درست ہوتے ہیں۔ لیکن اقلیتی گروہ کے خصائص کے جو معنی لئے جاتے ہیں ان کے بارے میں بہت زیادہ اختلافات پائے جاتے ہیں۔ اقلیتی گروہ کے اراکین کے لئے ان کے خصائص کے کچھ اور معنی ہوتے ہیں جبکہ

اکثریتی گروہ اقلیتی گروہ کے خصائص کے جو معنی لیتا ہے وہ مختلف ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ معاشرتی طور پر انگریز سرد مہر اور امریکی پرجوش ہوتے ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ انگریز اور امریکی اپنے ان خصائص سے متفق ہوتے ہیں اور ان خصائص کے معنی مثبت طور پر لیتے ہیں۔ جب انگریز اپنے آپ کو سرد مہر ظاہر کرتے ہیں تو وہ سرد مہری کو ایک مثبت خصوصیت سمجھتے ہیں۔ اسی طرح جب امریکی اپنے آپ کو پرجوش ظاہر کرتے ہیں تو وہ پرجوشی کو ایک مثبت خصوصیت سمجھتے ہیں۔ دوسری طرف انگریز امریکیوں کی پرجوشی کو منفی معنوں میں لیتے ہیں اور امریکی انگریزوں کی سرد مہری کو منفی معنوں میں لیتے ہیں۔ یوں انگریز اور امریکی اپنی اپنی جگہ درست ہوتے ہوئے ایک دوسرے کے بارے میں تعصب پیدا کرتے ہیں۔

تعصب کی پیمائش

(Measurement of Prejudice)

معاشرتی نفسیات دان متعصب فرد یا اکثریتی گروہ میں پائے جانے والے تعصب کی پیمائش بھی کرتے ہیں۔ اطلاقی معاشرتی نفسیات دانوں کے لئے تعصب کی پیمائش کا موضوع خاص طور پر قابل اہمیت ہے کیونکہ جب وہ کسی گروہ یا جمعیت کو تعصب کے خاتمے کے لئے اپنی خدمات فراہم کرتے ہیں تو سب سے پہلے تعصب میں مبتلا گروہ یا جمعیت میں تعصب کی شدت کی پیمائش کرتے ہیں۔ پیمائش کئے جانے والے تعصب کی مقدار کی روشنی میں ہی اس کے خاتمے کے لئے لائحہ اعمال مرتب کئے جاتے ہیں۔

تعصب کی پیمائش کا ایک اہم طریقہ یہ ہے کہ تعصب کو رویوں کی صورت میں سمجھتے ہوئے مختلف براہ راست پیمائش کاروں کو استعمال میں لاتے ہوئے اس کی پیمائش کی جائے۔ اس سلسلے میں کئی ایک تحقیقی طریقے جن میں سروے کا طریقہ 'انٹرویو کا طریقہ' تجرباتی طریقہ 'منظم مشاہدہ کرنے کے طریقے اور معاشرہ پیمائی کا طریقہ شامل ہیں' خاص طور پر استعمال کئے جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ رویوں کی پیمائش کے شرحی پیمانوں کو بھی استعمال کیا جاتا ہے (رویوں کی پیمائش کے شرحی پیمانے تشکیل دینے کے طریقے ہم رویوں کے باب میں زیر بحث لا چکے ہیں)۔

تاہم ماہرین کے خیال میں تعصب کی مختلف تحقیقی طریقوں اور پیمائش کاروں کے ذریعے صرف اسی صورت میں پیمائش کی جا سکتی ہے جب تعصب کا آزادانہ ظاہری طور پر اظہار کیا جاتا ہے۔ لیکن کئی مختلف معاشرتی صورت حالوں میں لوگ کھلے عام تعصب کا اظہار نہیں کرتے حالانکہ

وہ متعصب ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں معاشرتی نفسیات دان غیر لفظی کرداروں کا مشاہدہ کرتے ہوئے تعصب کی پیمائش کرتے ہیں۔

تعصب کے اظہار کے ان غیر لفظی کرداروں کی پیمائش کو زیادہ اہم سمجھا جاتا ہے جو کہ متعصب لوگ تعصب کے ہدف کے ساتھ تعامل کرتے ہوئے ظاہر کرتے ہیں۔ کئی ایک تحقیقات کے ذریعے یہ ثابت ہوا ہے کہ ایسا ممکن ہو سکتا ہے کہ متعصب لوگ تعصب کے ہدف کے ساتھ تعامل کرتے ہوئے گفتگو کے ذریعے تعصب کا اظہار نہ کریں۔ لیکن ایسا ہونا ناممکن ہے کہ وہ اپنے غیر لفظی کرداروں کے ذریعے تعصب کو ظاہر کرنے سے روک سکیں۔ مثال کے طور پر فیلڈ مین (Feldman ،1981) اور اس کے ساتھیوں نے ایک تحقیق کے دوران گورے طالب علموں کے لفظی کرداروں کو کنٹرول کرتے ہوئے انہیں کالے اور گورے طالب علموں کے ساتھ تعامل کرنے کے مواقع فراہم کیے۔ معمولوں کو یہ ہدایت کی گئی کہ وہ گفتگو کے لئے تحقیق کاروں کے بتائے ہوئے مثبت اقسام کے بیانات کے تحت کالے اور گورے طالب علموں کے ساتھ تعامل کریں۔ تحقیق کاروں نے ویڈیو ٹیپ کے ذریعے معمولوں کے چہرے اور کندھوں کے غیر لفظی کرداروں کو محفوظ کیا۔ یہ دیکھا گیا کہ ایک ہی طرح کی گفتگو کے ساتھ کالے اور گورے طالب علموں سے تعامل کرتے ہوئے معمولوں کے چہرے اور کندھوں کے غیر لفظی کرداروں میں واضح اختلافات تھے۔ جب معمول گورے طالب علموں کے ساتھ تعامل کر رہے تھے تو ان کے غیر لفظی کردار مثبت نوعیت کے تھے۔ جبکہ کالے طالب علموں کے ساتھ تعامل کرتے ہوئے ان کے غیر لفظی کردار منفی نوعیت کے تھے۔

لطیف غیر لفظی کرداروں کے علاوہ متعصب لوگ واضح غیر لفظی کرداروں کے ذریعے بھی اپنے تعصب کا اظہار کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک تحقیق میں گورے معمولوں کو ان کے مددگار کردار اور جارحیتی کردار کے تحت کالے اور گورے لوگوں کے ساتھ تعامل کے مواقع فراہم کیے گئے۔ یہ دیکھا گیا کہ معمولوں نے ان کرداروں کے ساتھ کالے اور گورے لوگوں سے تعامل امتیازات برتتے ہوئے کیا۔ مددگار کردار کے تحت اقلیتی گروہ کے اراکین کے ساتھ تعامل کرتے ہوئے ایسے امور سرانجام دینے کی کوشش کی جن میں کم کوشش درکار تھی۔ ایسے امور جن میں زیادہ کوشش درکار تھی' ان کو سرانجام دینے سے احتراز کیا گیا۔ جبکہ اپنے گروہ سے تعامل کرتے ہوئے کم کوشش یا زیادہ کوشش کے حوالے سے امور میں امتیاز نہ کیا گیا۔ جارحیتی کردار کے تحت بھی نتائج اسی طرح کے تھے۔

تعصب کا خاتمہ کرنا
(Combating the Prejudice)

اس بات میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ آج ہم جس دنیا میں رہ رہے ہیں اس میں تعصب اور تفریقات کا دور دورہ ہے۔ دنیا کی مختلف اقوام کے درمیان پائے جانے والے تعصب کو ایک بین الاقوامی مسئلہ سمجھا جاتا ہے۔ قومی سطح پر بھی تعصب کے مسئلے کی اہمیت کچھ کم نہیں ہے۔ ایسے معاشرے جو کہ ترقی پذیر مراحل میں ہیں' ان میں پایا جانے والا تعصب دیمک کی طرح ان کی جڑیں کھوکھلی کر رہا ہے۔ اس کی ایک واضح مثال پاکستانی معاشرے میں پائے جانے والے تعصبات ہیں۔ کراچی جیسا خوبصورت شہر بین الگروہی تعصبات کی وجہ سے شدید مسائل سے دوچار ہے۔ اس کے علاوہ صوبائی' علاقائی' سیاسی' مذہبی' فرقہ وارانہ' گروہی اور جنسی تعصبات پاکستانی معاشرے کے پھلنے پھولنے میں اہم رکاوٹیں پیدا کر رہے ہیں۔

معاشرتی نفسیات دان کئی ایک ایسی تکنیکیں اور طریقے کار بیان کرتے ہیں جن کی مدد سے تعصب کو آہستہ آہستہ کم کرتے ہوئے اس کا مکمل طور پر خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں ذیل میں کچھ ایسے نظریات کو زیر بحث لایا جائے گا جو یہ وضاحت پیش کرتے ہیں کہ کس طرح تعصب کو آہستہ آہستہ کم کرتے ہوئے اس کا مکمل طور پر خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔ ان نظریات میں رابطے کا نظریہ' وقوفی نظریات اور تعلیمی نظریات شامل ہیں۔

رابطے کا نظریہ (Contact Theory)

معاشرتی نفسیات دانوں کے مطابق تعصب کو کم کرنے کے لئے سب سے مفید تکنیک اور طریقہ کار یہ ہے کہ متعصب شخص اور تعصب کے ہدف کے درمیان زیادہ سے زیادہ رابطے کے مواقع پیدا کئے جائیں۔ متعصب شخص اور تعصب کے ہدف کے درمیان رابطوں کے فروغ سے متعصب شخص کے متعصبانہ رویے مثبت رویوں میں تبدیل ہو سکتے ہیں۔ رابطے کا نظریہ پہلی دفعہ آلپورٹ (1954ء) نے پیش کیا۔ اس کے مطابق اگر رابطے کے نظریے کے تحت بین الگروہی رابطے پیدا کر دیئے جائیں تو گروہوں کے درمیان پائے جانے والے تعصب میں کمی واقع ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ رابطے موزوں طریقے استعمال میں لاتے ہوئے پیدا کئے جائیں۔ رابطے کا نظریہ موزوں رابطے کے طریقے کاروں پر بہت زور دیتا ہے۔ کیونکہ یہ ضروری

نہیں ہے کہ صرف رابطے پیدا کر دینے سے تعصب میں کمی واقع ہو جائے۔ بعض صورتحالوں میں یہ دیکھا گیا ہے کہ تعصب ان علاقوں میں بھی پایا جاتا ہے جہاں اقلیتی اور اکثریتی گروہوں کے اراکین کے درمیان بہت زیادہ تعامل کے مواقع موجود ہوتے ہیں۔

معاشرتی نفسیات دانوں کے مطابق بین الگروہی روابط پیدا کرتے ہوئے موزوں رابطے کے طریقے کاروں کے تحت کئی ایک عناصر کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلا عنصر رتبے یا مرتبے سے متعلق ہے۔ بین الگروہی روابط پیدا کرتے ہوئے مثبت نتائج حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ دونوں گروہوں کے اراکین کو ایک جیسے رتبے میسر ہوں۔ مثال کے طور پر ایک متعصب کارخانہ دار اگر ایک اقلیتی گروہ کی خاتون کو کارخانے کی صفائی کے لئے ملازم رکھ لیتا ہے تو یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ کارخانہ دار اور اقلیتی گروہ کی خاتون کے مابین پیدا ہونے والے روابط سے متعصب کارخانہ وار کے تعصب میں کمی واقع ہو گی۔ لیکن اگر وہ اس خاتون سے برابری کے رتبے کے تحت روابط پیدا کرتا ہے تو اس کے تعصب میں کمی ہونے کے مواقع زیادہ ہوں گے۔

ایک دوسرا اہم عنصر دونوں گروہوں کے اراکین کے مابین روابط کا بہت زیادہ قریبی ہونا ہے۔ بین الگروہی روابط اختیار کرتے ہوئے گروہوں کے اراکین کے درمیان زیادہ سے زیادہ قربت زیادہ سے زیادہ تعصب کم کرنے کا باعث بنتی ہے۔ لیکن قربت کے زیادہ ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ لوگ مکانی طور پر ایک دوسرے کے نزدیک ہو جائیں بلکہ وہ کسی مشترکہ مصروفیت میں شمولیت اختیار کریں۔ سطحی روابط کے تحت ایک متعصب شخص اپنی مخاصمت برقرار رکھتا ہے اور تعصب میں کمی واقع نہیں ہوتی۔ رابطے کے زیادہ قریبی ہونے کی وجہ سے ایک ناپسندیدہ گروہ کے رکن کا ادراک ایک فرد کی حیثیت سے کیا جاتا ہے۔ یعنی اس کا تسیکاتی اصطلاحات میں ادراک کرنے کے بجائے ایک فرد کی حیثیت سے زیادہ ادراک کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر ہم ایک گورے مرد سے اس بات کی توقع نہیں کر سکتے کہ وہ ایک اقلیتی گروہ کی رکن خاتون جو کہ اس کی دفتر کی ساتھی ہے' اس کے بارے میں اپنے منفی رویے ترک کر دے۔ جب تک کہ وہ خاتون گورے مرد کے ساتھ کسی مشترکہ پراجیکٹ پر کام نہ کرے اور اپنے ذاتی خصائص اور قابلیتوں کی بنیاد پر اس پراجیکٹ کو پایہ تکمیل تک نہ پہنچائے۔

اس سلسلے میں ایک آخری عنصر یہ بھی ہے کہ روابط پیدا کرنا اسی صورت میں زیادہ سودمند ہو سکتا ہے جب دونوں افراد ایک دوسرے پر انحصار کرتے ہوئے اور تعاون کرتے ہوئے کوئی کام سر

انجام دیتے ہیں اور اس کام میں کامیابی کا انحصار دونوں کی قابلیتوں پر موقوف ہوتا ہے۔ جب دو افراد کے پیش نظر مشترکہ مقصد کا حصول ہوتا ہے تو ان حالات میں بین الگروہی مثبت رویے بہتر طور پر پروان چڑھتے ہیں۔

کئی ایک تجربہ گاہ کی اور میدانی تحقیقات سے یہ ثابت ہوا ہے کہ بین الگروہی روابط پیدا کرنا اسی صورت میں زیادہ سودمند ہوتا ہے جب یہ تین معیاروں کے تحت یعنی رتبہ کی برابری، قربت اور باہمی انحصار کے تحت واقع ہو۔ مثال کے طور پر کوک (Cook ء1978) نے ایک میدانی تجربے کے تحت ایک گوری متعصب خاتون کو ایک ماہ تک کل چالیس گھنٹوں کے لئے ایک بناوٹی کھیل (Simulation Game) کھیلنے کا موقع فراہم کیا۔ کھیل میں خاتون کے ساتھی کالے اور گورے مرد و خواتین تھے۔ کھیل میں شمولیت اختیار کرتے ہوئے ان لوگوں کے درمیان قریبی روابط پیدا ہوئے اور کھیل میں تمام اراکین کے رتبے برابر تھے۔ تحقیق کار نے کھیل کے دوران وقفوں کا بھی انتظام کیا تاکہ معمول کو اپنے ساتھیوں سے گفتگو کا موقع میسر ہو۔ ایک ماہ بعد کھیل سے پہلے کی گئی رویوں کی پیمائش کا موازانہ کھیل کے بعد کے رویوں کی پیمائش سے کیا گیا۔ یہ دیکھا گیا کہ معمول کے چالیس فیصد منفی رویے مثبت طور پر تبدیل ہو چکے تھے۔

وقوفی نظریات (Cognitive Theories)

تعصب کے خاتمے سے متعلق وقوفی نظریات اس بات پر زور دیتے ہیں کہ لوگوں کے قلیتی گروہوں اور بیرون گروہوں سے متعلق رویوں اور تعلیلات میں تبدیلی پیدا کر کے تعصب کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔ وقوفی نظریات رویوں اور تعلیلات کی تبدیلی کے لئے ترغیب کے اصول (Persuation Principal) کو استعمال میں لاتے ہوئے کئی ایک تکنیکوں کو استعمال کرنے پر زور دیتے ہیں جن میں تبلیغ یا وعظ (Exhortation) کی تکنیک اور تعصب کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کی تکنیک خاص طور پر شامل ہیں۔

تبلیغ یا وعظ کی تکنیک ایک قدیم ترین تکنیک ہے۔ اس تکنیک کو تعصب کے خاتمے کے لئے بہت زیادہ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس تکنیک کے تحت تعصب کے خلاف تبلیغ اور وعظ کرنے کے علاوہ مختلف عوامی مظاہروں اور سٹریٹ ریلیوں کا اہتمام کیا جاتا ہے اور تعصب کے خلاف لوگوں کو راغب کیا جاتا ہے۔ تبلیغ اور وعظ کرتے ہوئے، عوامی مظاہروں اور سٹریٹ ریلیوں کا اہتمام کرتے ہوئے لوگوں کی جمہوریت، آزادی اور فرد کے حقوق جیسی قدروں کو ابھارا جاتا ہے اور انہیں اس

طرف مائل کیا جاتا ہے کہ وہ نسلی اور مذہبی بنیادوں پر موجود تعصبات سے چھٹکارا حاصل کریں۔ اس سلسلے میں اخلاقی' استدلالی اور انسانیتی اپیلوں کو خاص طور پر استعمال کیا جاتا ہے اور عوامی مظاہروں اور سٹریٹ ریلیوں کو اس لئے مفید سمجھا جاتا ہے کہ اس تاثر کو تقویت پہنچائی جائے کہ تعصب کے خاتمے کے لئے وسیع عوامی حمایت حاصل ہے۔

تبلیغ اور وعظ کی تکنیک کو استعمال میں لانے میں یہ بنیادی خیال کارفرما ہے کہ لوگوں کی جمہوریت' آزادی اور فرد کے حقوق جیسی قدروں کو نمایاں کرکے لوگوں کے کردار کو تعصب کے خاتمے کے حق میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ اس خیال کے حق میں روکیچ (Rokeach ء1971) کی تحقیق کے مطابق کسی شخص کی قدروں' رویوں اور کردار میں پائی جانے والی غیراستقامت پذیری ظاہر کرکے اس شخص کے اقلیتی گروہوں کے بارے میں رویوں اور کردار کو تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

وقوفی نظریات کے تحت تعصب کے خاتمے کے لئے ایک دوسری تکنیک تعصب کے خلاف پروپیگنڈہ ہے۔ پروپیگنڈہ کی تعریف اس طرح کی جاتی ہے کہ پروپیگنڈہ سے مراد ایسے خیالات' آراء اور رویہ جات کی اشاعت ہے جس کا اصل مقصد سامع یا قاری پر واضح نہیں کیا جاتا۔ تعصب کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے ہوئے ایسے خیالات' آراء اور رویہ جات لوگوں تک پہنچانے کا انتظام کیا جاتا ہے جس کی مدد سے بالواسطہ طور پر لوگوں میں تعصب کم ہو۔ تاہم پروپیگنڈہ کی تکنیک استعمال میں لاتے ہوئے ایک اہم مشکل درپیش ہوتی ہے۔ تحقیقات کی مدد سے یہ دیکھا گیا ہے کہ تعصب کے خاتمے کے لئے کیا گیا پروپیگنڈہ عام طور پر صرف ان لوگوں تک ہی پہنچ پاتا ہے جو کہ پروپیگنڈہ کے پیغامات سے متفق ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ جو متعصب ہوتے ہیں وہ یا تو پروپیگنڈہ کے پیغامات کو نظرانداز کر دیتے ہیں یا ان کی غلط تشریح کرتے ہوئے یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ پیغامات ان کے لئے نہیں دیئے گئے۔

تعلیمی نظریات (Educational Theories)

تعصب کے خاتمے سے متعلق آخری قسم کے نظریات اس بات پر زور دیتے ہیں کہ تعصب کے خاتمے سے متعلق لوگوں کو براہ راست تعلیم دی جانی چاہئے۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ لوگوں کو ایسی تعلیم دینا ممکن ہے جس کی مدد سے وہ مختلف گروہوں سے تعلق رکھنے والے افراد کے بارے میں زیادہ مثبت رویے اپنا سکتے ہیں۔

تعلیمی نظریات کے تحت تعلیمی نظام کی جانب سے عام لوگوں کو دی جانے والی تعلیم کا اس

حوالے سے تجزیہ کیا گیا ہے کہ یہ تعلیم کس حد تک عام لوگوں میں تعصب پیدا کرنے اور تعصب کم کرنے کا باعث بنتی ہے۔ اس سلسلے میں نتائج کے مطابق یہ تعلیم دونوں طرح کے اثرات کی حامل ہے۔ مثال کے طور پر امریکہ میں کئی کورسز صرف کالے لوگوں کے لئے مخصوص ہیں۔ اس قسم کے رجحانات اقلیتی گروہوں کے بارے میں تعصب پیدا کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ دوسری طرف ایسے کورسز بھی متعارف کروائے جاتے ہیں جو کہ تعصب کو کم کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ مثلاً انسانی تعلقات کی تربیت کے کورسز تعصب میں کمی کے اسباب پیدا کرتے ہیں۔

تعلیمی نظریات بنیادی طور پر اس بات پر زور دیتے ہیں کہ لوگوں کو ایسی تعلیم دینا ممکن ہے جس کی مدد سے وہ مختلف گروہوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے بارے میں زیادہ مثبت رویے اپنا سکیں۔ اس سلسلے میں ایک اہم تکنیک جو استعمال کی جاتی ہے' اسے ثقافتی مشابہت کار (Cultural Assimilator) تکنیک کہا جاتا ہے۔ اس تکنیک کے ذریعے لوگوں کو تحریری مواد استعمال میں لاتے ہوئے اقلیتی گروہوں کے معیاروں اور طرز زندگی کے بارے میں تعلیم دی جاتی ہے تاکہ وہ اقلیتی گروہوں کے اراکین کے کردار کے بارے میں زیادہ درست تعلیلات کر سکیں اور سابقہ غلط تعقلات کو ختم کر سکیں۔ ثقافتی مشابہت کار تحریری صورت میں بین الگروہی تعامل کی مختلف داستانوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ داستانیں ایسی ہوتی ہیں جن کی متعصب لوگوں نے اپنی اقلیتی گروہ سے ناواقفیت کی بنا پر غلط تشریحات کی ہوتی ہیں۔ ایک متعصب شخص بین الگروہی تعامل کے بارے میں ایک داستان پڑھتا ہے اور اس کی تشریح کرتا ہے۔ ثقافتی مشابہت کار متعصب شخص کی یہ رہنمائی کرتا ہے کہ اس کی تشریح کس حد تک درست یا غلط ہے اور درست تشریح کی وضاحت کرتا ہے۔ اس طرح بین الگروہی تعامل کی ایک حقیقی صورتحال کے حوالے سے جو کہ ایک داستان کی صورت میں ہوتی ہے' متعصب شخص کو درست تعلیم بہم پہنچا کر اس کے تعصب میں کمی کی جاتی ہے۔

کئی ایک تحقیقات کی مدد سے یہ دیکھا گیا ہے کہ ثقافتی مشابہت کاروں کی تربیت حاصل کرنے سے لوگوں کے تعصب میں کمی واقع ہوتی ہے اور وہ اقلیتی گروہوں کے اراکین کے بارے میں زیادہ مثبت رویے اختیار کر لیتے ہیں۔ اس طرح ثقافتی مشابہت کار تکنیک کو تعصب کا خاتمہ کرنے کے لئے اہم تکنیک سمجھا جاتا ہے۔

تعصّب کی ایک اہم قسم: جنسی تعصّب
(sexism)

خواتین کے خلاف پایا جانے والا تعصب، تعصب کی ایک قدیم ترین قسم ہے۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ خواتین کے بارے میں تعصب تمام زمانوں میں پایا جاتا رہا ہے تاہم اس کی شدت اور نوعیت میں تبدیلیاں واقع ہوتی رہی ہیں۔ آج بھی خواتین تعداد کے اعتبار سے دنیا کے نصف سے زیادہ ہیں۔ لیکن دنیا کے تمام معاشروں میں کم وبیش ان کے ساتھ اقلیتی گروہوں کا سا برتاؤ کیا جاتا ہے۔ ان کو اکثر معاشی اور سیاسی معاملات سے الگ رکھا جاتا ہے اور مختلف اقسام کے تبیکات کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ زندگی کے کئی ایک شعبہ جات کے دروازے ان کے لئے بند ہوتے ہیں۔ انہیں کئی پیشوں کے قابل نہیں سمجھا جاتا اور مختلف اقسام کی تربیتوں کے لئے ناموزوں قرار دیا جاتا ہے۔ کئی معاشروں میں یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ایسی تبدیلیاں پیدا کی جا رہی ہیں جن کی مدد سے خواتین اور مردوں میں تفریق کا سلسلہ ختم ہو سکے۔ لیکن ان تبدیلیوں کے باوجود جنسی تعصب کئی طرح کی صورت حالوں میں پایا جاتا ہے۔ کئی دوسرے ممالک میں جنسی تعصب شدید ترین صورت میں پایا جاتا ہے۔

معاشرتی نفسیات دان جنسی تعصب پر خاص طور پر توجہ مرکوز کرتے ہیں اور اسے دوسری تمام اقسام کے تعصّبات سے زیادہ خطرناک قسم قرار دیتے ہیں۔ معاشرتی نفسیات دانوں کے مطابق خواتین کے بارے میں پائے جانے والے تعصب سے نہ صرف خواتین پر گہرے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں بلکہ مرد بھی اس تعصب کے برے اثرات سے محفوظ نہیں رہتے۔ جنسی تعصب کو ایک سنجیدہ مسئلہ قرار دیا جاتا ہے اور اس پر بھرپور توجہ مرکوز کرنے پر زور دیا جاتا ہے۔

جنسی تعصّب کے مآخذ (Origins of Sexism)

جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے، خواتین کو تبیکات کا خاص طور پر نشانہ بنایا جاتا ہے۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مردوں کے کئی ایک خصائص کے حوالے سے ان کا بھی تبیکاتی ادراک کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر اس سلسلے میں اس طرح کی تبیکات اہم ہیں کہ "مرد سب کچھ کرنے کے قابل ہوتے ہیں"۔ تاہم خواتین کو جن تبیکات کا نشانہ بنایا جاتا ہے وہ نوعیت کے اعتبار سے منفی ہوتی ہیں، مختلف تحقیقات کے نتائج کے مطابق اکثر معاشروں میں مردوں اور خواتین کے خصائص

کے بارے میں اس طرح کی تسیکات ہوتی ہیں کہ مردوں میں زیادہ خود اعتمادی' زیادہ حوصلہ مندی اور زیادہ مستقل مزاجی پائی جاتی ہے اور ان میں غلبہ پانے کی صلاحیت زیادہ موجود ہوتی ہے۔ جبکہ خواتین کے بارے میں یہ تسیکات پائی جاتی ہیں کہ وہ زیادہ فرمانبردار' دوسروں پر زیادہ انحصار کرنے والی اور کم فعال ہوتی ہیں۔

جیسا کہ ان تحقیقات کے نتائج سے ظاہر ہے اکثر معاشروں میں مردوں اور خواتین کے خصائص کے بارے میں اختلافی تسیکات پائی جاتی ہیں۔ ان تحقیقات کے نتائج پر دو حوالوں سے مزید تحقیقات کی گئی ہیں کہ

(i) مردوں اور خواتین کے بارے میں پائی جانے والی اختلافی تسیکات کس حد تک درست ہیں؟

(ii) اور کیوں یہ تسیکات مستقل طور پر موجود ہیں؟

پہلے سوال کو مدنظر رکھتے ہوئے اس موضوع پر تحقیقات کی گئی ہیں کہ مرد اور خواتین حقیقت میں کس حد تک ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور کیا یہ اختلافات کردار کے حوالے سے ہیں یا خصائص کے حوالے سے ہیں؟ اس سوال کا جواب بہت پیچیدہ سمجھا جاتا ہے اور اس سلسلے میں عقل سلیم کے نقطہء نگاہ کو زیادہ وزنی سمجھا جاتا ہے کہ مرد اور خواتین کئی حوالوں سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ لیکن تحقیقات کے نتائج کے مطابق یہ اختلافات تعداد کے اعتبار سے اور کثافت کے اعتبار سے ان تسیکات سے کم ہیں جو کہ مردوں اور خواتین کے اختلاف کے بارے میں پائی جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر رائیس (Rice 1984ء) اور اس کے ساتھیوں نے امریکن ملٹری اکیڈمی میں زیر تربیت مردوں اور خواتین میں پائے جانے والے اختلافات کا مطالعہ کیا۔ نتائج کے مطابق اختلافات موجود تھے لیکن بہت کم تھے۔ اسی طرح کچھ دوسری تحقیقات میں مرد مینجروں اور خواتین مینجروں کی شخصیتوں کے خصائص کی پیمائش کی گئی اور موازنہ کیا گیا تو خصائص کے حوالے سے بھی بہت کم اختلافات پائے گئے۔

اس طرح ان تحقیقات کی مدد سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ مردوں اور خواتین کے اختلافات کے بارے میں پائی جانے والی تسیکات ایک حد تک درست ہیں' مکمل طور پر درست نہیں ہیں۔ اگرچہ مردوں اور خواتین کے کردار کے حوالے سے کچھ اختلافات پائے جاتے ہیں لیکن یہ اختلافات تعداد اور کثافت کے اعتبار سے ان تسیکات کی نسبت کم ہیں جو کہ مردوں اور خواتین کے اختلافات کے بارے میں پائی جاتی ہیں۔

دوسرے سوال کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ سوال اٹھایا جاتا ہے کہ اگر مختلف معاشروں میں پائے جانے والے مردوں اور خواتین کے اختلافی خصائص زیادہ تر غلط ہیں تو کیوں یہ اس کے باوجود بھی مستقل طور پر موجود ہیں؟ یہ بھی ایک پیچیدہ سوال سمجھا جاتا ہے جس کا کوئی سادہ سا جواب نہیں ہے۔ تاہم ایگلی (Eagly 1986ء) اور اس کے ساتھیوں کی اس سلسلے میں تحقیقات کے نتائج کے مطابق یہ تسبیکات مختلف معاشروں میں اس لئے مستقل طور پر موجود ہیں کہ ان کی بنیادیں اس حقیقت میں پائی جاتی ہیں کہ مرد اور خواتین معاشرے میں اختلافی کار منصبی یا کردار ادا کرتے ہیں۔ ترقی یافتہ معاشروں کے ساتھ ساتھ ترقی پذیر معاشروں میں بھی عام طور پر مرد گھر کے باہر روزگار فراہم کرنے کا کردار سرانجام دیتے ہیں اور عورتوں کی اکثریت گھر میں گھرداری کا فریضہ سرانجام دینے کا کردار ادا کرتی ہے۔ اس طرح ایگلی اور اس کے ساتھیوں کی مزید تحقیقات کے نتائج کے مطابق جب کسی جگہ خواہ مرد یا عورت گھر سے باہر روزگار فراہم کرنے کا کردار سرانجام دیتے ہیں تو لوگوں میں ان سے خود اعتمادی، حوصلہ مندی اور مستقل مزاجی کے خصائص وابستہ کرنے کا رجحان پایا جاتا ہے۔ جبکہ خواتین کی اکثریت گھر میں گھرداری کا فریضہ سرانجام دینے کا کردار ادا کرتی ہے۔ لہٰذا لوگ اجتماعی طور پر تجزیہ کرتے ہوئے خواتین سے فرمانبرداری، خود انحصاری کی کمی اور کم فعال ہونے جیسے خصائص وابستہ کرتے ہیں۔ چنانچہ یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ مختلف معاشروں میں مردوں اور خواتین کے اختلافی کردار یا کار منصبی ان سے وابستہ کئے جانے والے تسبیکاتی خصائص کو مستقل طور پر برقرار رکھنے کا سبب بنتے ہیں۔

ایگلی اور اس کے ساتھیوں کی تحقیقات کے مزید نتائج کے مطابق ان ثقافتی گروہوں میں جہاں عورتیں بھی گھر کے باہر روزگار فراہم کرنے کا کردار سرانجام دیتی ہیں، ان تسبیکات کی نوعیت مدھم ہے۔ اس طرح حتمی نتیجہ یہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ تسبیکاتی ادراک صرف اور صرف خواتین اور مردوں کے کار منصبوں یا کرداروں کے حوالے سے کیا جاتا ہے جو کہ وہ اکثر معاشروں میں ادا کرتے ہیں۔ تاہم ان تسبیکات کو مکمل طور پر ختم کرنے کے لئے صرف یہ ضروری نہیں کہ عورتوں کے گھر کے باہر روزگار فراہم کرنے کے کردار کی حوصلہ افزائی کی جائے بلکہ کئی اور معاشرتی اصلاحات کی بھی ضرورت ہے۔

عورتوں کے خلاف تفریقی کردار کا اظہار (The Expression of Discriminative Behaviour Against Females)

جنسی تعصب کا نمایاں پہلو عورتوں کے خلاف تفریقی کردار کا اظہار ہے۔ عورتوں کے خلاف تفریقات کا مظاہرہ ثقافتی اعتبار سے تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ ترقی پذیر ثقافتوں میں یہ شدید نوعیت کا ہے۔ ان ثقافتوں میں عورتوں کو دوسرے درجہ کی مخلوق سمجھا جاتا ہے۔ ان کے بنیادی انسانی حقوق مثلاً آزادی کا حق، تعلیم حاصل کرنے کا حق اور رائے دینے کا حق جیسے حقوق سلب کر لئے جاتے ہیں۔ انہیں اکثر اوقات جسمانی اور ذہنی جارحیت کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ ان پر ان کے حقوق اور فرائض مقرر کر دیئے جاتے ہیں اور ان سے ان کا اپنی مرضی سے جینے کا حق بھی چھین لیا جاتا ہے۔ ان کو مختلف پیشوں کے لئے نااہل سمجھا جاتا ہے اور کئی ایک شعبہ جات کے دروازے ان پر بند ہوتے ہیں۔ اکثر معاشرتی صورت حالوں میں ان سے ایک جنسی شے (Sexual Object) کی مانند سلوک کیا جاتا ہے۔

ترقی یافتہ ثقافتوں میں بہت سی قانونی، اخلاقی اور معاشرتی پابندیوں کے باوجود عورتوں کے خلاف تفریقی کردار کا کھلے عام مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ اکثر اوقات حکومتی اور غیر حکومتی ادارے ملازمتوں کے مواقع فراہم کرتے ہوئے جنسی بنیادوں پر امتیاز برتتے ہیں اور بہت سے پیشوں کے لئے عورتوں کو ناموزوں سمجھا جاتا ہے۔ ایک تحقیق کے نتائج کے مطابق خواتین کی اکثریت کمتر منصب کے حامل اور کمتر معاوضہ کے حامل روزگار کے مواقع حاصل کرتی ہے۔ تعلیم کے میدان میں بھی تفریقی کردار کا اظہار کیا جاتا ہے۔ ایک حالیہ تحقیق کے نتائج کے مطابق صرف چھ فیصد خواتین کو انجینئرنگ کی ڈگریاں اور اٹھارہ فیصد خواتین کو کمپیوٹر سائنس میں ڈگریاں دی گئیں۔ حالانکہ دونوں شعبوں میں تعلیم حاصل کرنے والی خواتین کی تعداد مردوں کے برابر تھی۔ عورتوں کے خلاف اس طرح کے تفریقی کرداروں کے اظہار کی مثالیں ترقی یافتہ ثقافتوں میں بھی عام ہیں۔

عورتوں کے خلاف تفریقی کرداروں کے اظہار کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ عورتیں مردوں کی نسبت کمتر توقعات کی حامل ہوتی ہیں۔ مثلاً" ماجر اور کونر (Major and Konar 1984ء) نے ایک ثانوی قسم کی منتظمانہ ملازمت کا موقع فراہم کرتے ہوئے متوقع امیدواروں سے جن میں خواتین اور مرد شامل تھے، یہ پوچھا کہ وہ اس ملازمت کے لئے قابل قبول تنخواہ بتائیں۔ خواتین نے مجموعی طور پر مردوں کے مقابلے میں کمتر تنخواہ کا مطالبہ کیا۔ اگرچہ خواتین

کمتر توقعات کی حامل ہوتی ہیں لیکن وہ اپنے اردگرد کی دنیا کی حقیقت کا ادراک کرتے ہوئے یہ توقعات اپناتی ہیں۔

ایک خوش امیدانہ اختتام (An Optimistic Conclusion)

اگرچہ عورتوں کے خلاف تعصب کے اظہار کی تاریخ کافی طویل ہے' لیکن دور حاضر کی دنیا میں ایسا ہوتا ممکن نظر آرہا ہے کہ مرد حضرات عورتوں کے متعلق اپنے رویوں پر نظرثانی کر رہے ہیں اور روز بروز ایسے حالات پیدا ہو رہے ہیں جو کہ اس امید کا پیش خیمہ ہیں کہ عورتوں کے خلاف پائے جانے والے تعصب میں کمی ہو رہی ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ اس میں مزید کمی ہوتی جائے گی۔ ترقی یافتہ معاشروں میں اس سلسلے میں واضح تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں اور نتائج حوصلہ افزا ہیں۔ مثال کے طور پر 1986ء کی ایک تحقیق کے نتائج کے مطابق دو عشرے پیشتر امریکہ میں پہلے درجہ کی خواتین مینجروں کی تعداد پانچ فیصد تھی جو اب بڑھ کر تیس فیصد سے زیادہ ہو گئی ہے۔ اسی پس منظر میں ایک اور تحقیق کے نتائج کے مطابق کچھ عرصہ پیشتر جن شعبہ جات میں خواتین کے تعلیم حاصل کرنے کی حوصلہ شکنی کی جاتی تھی' مثلاً انجینئرنگ اور کمپیوٹر سائنس کے شعبہ جات' ان شعبہ جات میں بھی اب صورت حال حوصلہ افزا ہے اور خواتین ان شعبہ جات میں بھی اپنی صلاحیتیں منوا رہی ہیں۔ تاہم ترقی یافتہ معاشروں میں پیدا ہونے والی ان تبدیلیوں کو کافی نہیں سمجھا جاتا اور اس سلسلے میں مزید کئی اقدامات کرنے پر زور دیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ خواتین کے زیادہ سے زیادہ برسرروزگار ہونے کی وجہ سے ان کے خلاف جنسی ایذا رسانی کی وارداتیں بڑھ گئی ہیں۔ ترقی یافتہ ثقافتوں میں یہ خیال کیا جا رہا ہے کہ عورتوں کے خلاف پائے جانے والے تعصب کو کم کرنے کی تحریک صحیح سمت پر جاری و ساری ہے لیکن اس تحریک کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے وسیع اقدامات کرنے پڑیں گے۔

ترقی یافتہ ثقافتوں میں عورتوں کے خلاف تعصب میں ہونے والی کمی کے واضح اثرات ترقی پذیر ثقافتوں پر بھی مرتب ہو رہے ہیں۔ ان ثقافتوں میں ایسی تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں جن کی بدولت یہ امید کی جا سکتی ہے کہ آنے والے کچھ عشروں تک عورتوں کے خلاف پائے جانے والے تعصب میں خاصی کمی ہو جائے گی۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ان ثقافتوں کی عورتوں میں یہ شعور پیدا ہو کہ وہ اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کریں اور اپنے آپ کو عملی زندگی کے حوالے سے کسی طور بھی مردوں سے کمتر ثابت نہ کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ بے شمار ایسی معاشرتی اصلاحات

کی ضرورت ہے جن کی مدد سے عورتوں کے خلاف پائے جانے والے تعصب میں کمی کی جا سکے۔
ایک خوش امیدانہ توقع قائم کرتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ ترقی پذیر ثقافتوں میں بھی عورتوں کے خلاف تعصب میں کمی کی ایک کرن نمودار ہو چکی ہے اور یہ کرن آہستہ آہستہ مکمل روشنی میں تبدیل ہو جائے گی۔

چودھواں باب

صنعتی معاشرتی نفسیات

1۔ تعارف
2۔ تنظیمیں کیا ہیں؟
3۔ تنظیم میں فرد
4۔ تنظیم میں گروہ
5۔ تنظیم میں ابلاغ اور کشمکش
6۔ تنظیموں کی موثریت کو بہتر بنانا

تعارف

نفسیات دان آج سے تقریباً سات عشرے پیشتر سے صنعتی تنظیموں میں واقع ہونے والے انسانی کردار کے بارے میں تشریحات کر رہے ہیں۔ 1930ء کے عشرہ کی ابتدا میں نفسیات کی ایک نئی شاخ کا آغاز ہوا جسے صنعتی نفسیات (Industrial Psychology) کہا جاتا ہے۔ صنعتی نفسیات کے موضوعات میں اس قسم کے موضوعات شامل ہیں کہ موزوں پیشے کے لئے موزوں افراد کا انتخاب کیا جائے' موزوں افراد کے انتخاب کے لئے مختلف اقسام کی آزمائشیں تشکیل دی جائیں' صنعتی تنظیموں میں افراد کے مختلف کاموں کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کا فرد اور ماحولیاتی عناصر کے حوالے سے تجزیہ کیا جائے اور صنعتی تنظیموں کی ترقی کے لئے اصلاحات تجویز کی جائیں۔ صنعتی نفسیات دان صنعتی تنظیموں کے حوالے سے تحقیقات کرتے ہوئے تجربہ گاہ کا تجرباتی طریقہ اور میدانی تجرباتی طریقہ استعمال کرتے ہیں۔ صنعتی نفسیات کو نفسیات کی ایک اہم شاخ کی حیثیت حاصل ہے۔

نفسیات کی کئی دوسری شاخوں سے وابستہ نفسیات دان بھی اپنے نظریات' طریقے کاروں اور مہارتوں کا اطلاق صنعتی تنظیموں پر کرتے ہیں۔ تجرباتی نفسیات دان اپنے نظریات اور طریق کاروں کا اطلاق صنعتی تنظیموں پر کرتے ہوئے مشین اور انسانی عناصر' اور صنعتی نظام کے ڈیزائن جیسے موضوعات پر مطالعات کرتے ہیں۔ کلینکی نفسیات دان اپنے نفسی تشخیص اور نفسی علاج کے طریقے کاروں کا استعمال صنعتی صورتحالوں میں کرتے ہیں اور معاشرتی نفسیات دان صنعتی معاشرتی نفسیات کے موضوع کے تحت صنعتی تنظیموں میں کار فرما معاشرتی عوامل اور ان کے اثرات کا مطالعہ کرتے ہیں۔

اطلاقی معاشرتی نفسیات دانوں کا ایک اہم موضوع صنعتی معاشرتی نفسیات ہے۔ اس باب میں ہم صنعتی معاشرتی نفسیات کو زیر بحث لائیں گے۔ یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ 1961ء تک کے اطلاقی معاشرتی نفسیات دانوں نے تنظیموں سے متعلق اپنے مطالعات صنعتی تنظیموں کے حوالے سے کئے۔ لیکن بعد میں بدلتے ہوئے حالات اور تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس میدان کو وسعت دی گئی اور اطلاقی معاشرتی نفسیات دانوں نے صنعتی تنظیموں کے علاوہ دوسری

تمام اقسام کی تنظیموں کو بھی اپنے مطالعات کا مرکز بنایا۔ اس طرح "تنظیمی نفسیات" (Organizational Psychology) کی اصطلاح کا استعمال شروع ہوا۔ صنعتی معاشرتی نفسیات کی جدید صورت کو تنظیمی نفسیات کہا جاتا ہے۔ تنظیمی نفسیات کے موضوع کے تحت حجم کے اعتبار سے بڑی بڑی تمام اقسام کی تنظیموں کا مطالعہ ان میں واقع ہونے والے معاشرتی عوامل اور ان کے اثرات کو جاننے کے لئے کیا جاتا ہے۔ اس باب میں زیر بحث لائے جانے والے تمام موضوعات اور ان کی تشریحات صنعتی معاشرتی نفسیات کی جدید صورت یعنی تنظیمی نفسیات کے حوالے سے ہوں گی۔

تنظیمیں کیا ہیں؟

اطلاقی معاشرتی نفسیات دان تنظیموں کے بارے میں اپنے نظریات اور تحقیقات کی بنیاد پر اس بات کی وضاحت پیش کرتے ہیں کہ تنظیمیں کیا ہیں یا تنظیمیں کیا ہوتی ہیں؟ اطلاقی معاشرتی نفسیات دانوں کے مطابق ایک رسمی تنظیم ایک معاشرتی نظام کی ہم شکل ہوتی ہے جس میں ایک بڑی تعداد میں لوگ کچھ مخصوص مقاصد کے حصول کے لئے متوازن سرگرمیاں پیش کرتے ہیں۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ تنظیموں کی ماہیت کے بارے میں واضح فہم و بصیرت حاصل کرنے کے لئے تنظیموں کے مندرجہ ذیل خصائص کو سمجھنا ضروری ہے:

پہلا یہ کہ تنظیمیں اپنے مقاصد کے حصول کے لئے سرگرم عمل ہوتی ہیں۔ یعنی کسی جگہ پر ایک تنظیم اپنا کوئی مقصد حاصل کرتے ہوئے کسی شے کو پیدا کرنے کا کام سرانجام دیتی ہے یعنی فٹ بال یا ٹی وی سیٹ یا کوئی اور مصنوعات تیار کرتی ہے۔ یا کسی جگہ پر ایک دوسری تنظیم کا مقصد عوام کو اپنی خدمات بہم پہنچانا ہوتا ہے، یعنی وہ تنظیم پیشہ ورانہ مشاورت، حفظان صحت کے پروگراموں یا عوامی فلاح و بہبود کے پروگراموں کے لئے اپنی خدمات فراہم کرتی ہے۔ یا کسی جگہ پر ایک اور تنظیم کا مقصد مختلف تعمیرات کرنا یعنی کسی دریا پر پل بنانا یا کوئی عمارت تعمیر کرنا ہو سکتا ہے۔

دوسرا یہ کہ تنظیموں سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ کارگزار اور اہل ہوں۔ کوئی بھی تنظیم چاہے وہ کاروباری ہو یا غیر کاروباری ادارہ، یا کوئی حکومتی یا غیر حکومتی ادارہ ہو، اس سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنے مقاصد کے حصول میں سرگرم عمل ہوتے ہوئے کارگزاری اور اہلیت کا مظاہرہ کرے۔ یعنی ایک صنعتی تنظیم سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ کسی شے یا مصنوعات کو پیدا کرتے ہوئے کم سے کم نقصان کرے اور زیادہ سے زیادہ منافع کمائے۔ یا ایک عوامی فلاح و بہبود کی تنظیم

سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ عوام کو بہتر سے بہتر عوامی فلاح و بہبود کی خدمات فراہم کرے۔ کسی تنظیم کی بقاء کا دارومدار اس کی کارگزاری اور اہلیت پر ہوتا ہے۔ اگر کوئی تنظیم ان توقعات پر پوری نہیں اترتی جو کہ اس کے بارے میں قائم کی جاتی ہیں تو اس تنظیم کے وجود کا برقرار رہنا مشکل ہوتا ہے۔

تیسرا یہ کہ تنظیموں میں جو مختلف امور سرانجام دیئے جاتے ہیں ان میں تخصص (Specialization) کا عمل نمایاں ہوتا ہے۔ تنظیموں کے پیش نظر جن مقاصد کا حصول ہوتا ہے' ان کو حاصل کرتے ہوئے تنظیموں کے اراکین تخصصی امور سرانجام دیتے ہیں۔ جب تنظیموں میں ان کے اراکین تخصصی امور سرانجام دیتے ہیں تو تنظیمی مقاصد حاصل کرنے کے لئے سازگار فضا وجود میں آتی ہے۔ یوں تنظیموں کے اندر تمام اراکین کا کردار تنظیمی مقاصد کے حصول کے پس منظر میں ظاہر ہوتا ہے اور تنظیمیں ایک معاشرتی نظام کی صورت میں عمل پذیر ہوتی ہیں۔

چوتھا اور آخری یہ کہ تنظیمیں ایک مکمل معاشرتی نظام کی ہم شکل ہوتی ہیں۔

اطلاقی معاشرتی نفسیات دان تنظیموں کے ایک مکمل معاشرتی نظام کی مانند ہونے کے حق میں تین دلائل دیتے ہیں:

(1)۔ تنظیموں میں ان کے اراکین جو کار منصبی یا کردار ادا کرتے ہیں وہ ایک دوسرے پر انحصار کرنے کی بنیاد پر وجود میں آتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک کارکن کو جب رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ اپنے سپروائزر سے استفادہ کرتا ہے۔

(2)۔ تنظیموں میں اراکین کے قابل قبول کرداروں کے لئے جو معیار موجود ہوتے ہیں وہ منصب کی جانب سے لاگو کئے جاتے ہیں اور ان کے بارے میں واضح سزا و جزا یا قانون و قواعد جیسے لوازمات موجود ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک سکول میں ایک طالب علم کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مستقل طور پر سکول میں لیٹ آنا' سکول کے ہیڈ ماسٹر یا پرنسپل کے لئے قابل قبول نہیں ہوگا۔

(3)۔ تنظیموں میں ایسی قدریں اور نظریاتی پس منظر موجود ہوتے ہیں جو کہ اراکین کے کرداروں کے لئے مددگار ہوتے ہیں اور اراکین کے لئے تنظیموں کے ساتھ ذاتی لگاؤ کا باعث بنتے ہیں۔ مثال کے طور پر اکثر پروفیسرز اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ علم کے لئے تخلیقی جستجو کرنا ضروری ہے۔

ان تین دلائل کی بنیاد پر یہ کہا جاتا ہے کہ تنظیمیں ایک مکمل معاشرتی نظام کی مانند ہوتی

ہیں۔ لیکن ایسا ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ زیادہ یا کم موثریت کے ساتھ اپنے مقاصد کے حصول میں سرگرم عمل ہوں۔

تنظیموں کی قسمیں (Types of Organizations)

کسی معاشرے میں پائی جانے والی تنظیموں میں تین اقسام کی بنیاد پر فرق کیا جاتا ہے:

1- غیر سرکاری منافع کمانے والی تنظیمیں

(Private-Profit-making Organizations)

2- سرکاری انسانی فلاح و بہبود کی تنظیمیں

(Governmental Human Service Organizations)

3- تیسرے درجے کی انسانی فلاح و بہبود کی تنظیمیں

(Third-sector Human Service Organizations)

غیر سرکاری منافع کمانے والی تنظیمیں کسی شے یا مصنوعات کو پیدا کرتی ہیں اور اس کی فروش کاری (Marketing) میں کامیابی حاصل کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر کوئی فرنیچر فیکٹری' جائداد کی خرید و فروخت کا ادارہ یا بچوں کے گارمنٹس بنانے والی کوئی فرم۔ سرکاری انسانی فلاح و بہبود کی تنظیمیں حکومت کی ماتحتی میں کام کرتی ہیں اور ان کو چلانے کے لئے فنڈز عوام فراہم کرتے ہیں۔ مثلاً ایک شہر' ملک' ریاست' وفاق' صوبہ وغیرہ۔ یہ تنظیمیں عوام کو مختلف انسانی فلاح و بہبود کی خدمات فراہم کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر عوام کو جان و مال کا تحفظ فراہم کیا جاتا ہے' ان کی جسمانی و ذہنی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے ہسپتال یا ادارے قائم کئے جاتے ہیں یا عوام کی خوشحالی کے لئے اقدامات کئے جاتے ہیں۔ تیسرے درجے کی انسانی فلاح و بہبود کی تنظیمیں نہ تو مکمل طور پر سرکاری ہوتی ہیں اور نہ ہی مکمل طور پر غیر سرکاری ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر ایک خود مختار کارپوریشن یا ایک سرکاری تعاون سے تشکیل دی جانے والی ماحول کو آلودگی سے محفوظ رکھنے والی غیر سرکاری تنظیم۔ یہ تنظیمیں بھی انسانی فلاح و بہبود کے لئے مختلف قسم کی خدمات فراہم کرتی ہیں۔

تنظیم میں فرد

(The Individual in the Organization)

تنظیمیں افراد پر مشتمل ہوتی ہیں۔ ان میں افراد کا کردار مخصوص ماحولیاتی' معاشرتی اور ذاتی

عناصر کے حوالے سے ظاہر ہوتا ہے۔ تنظیموں کے بارے میں پائے جانے والے مختلف نظریات تنظیموں میں افراد کے ظاہر ہونے والے کردار کے بارے میں اپنے اپنے انداز میں تشریحات فراہم کرتے ہیں۔ ان نظریات میں مشینی نظریہ (Machine Theory)' انسانی تعلقات کا نظریہ (Human Relation Theory) اور کشادہ نظام کا نظریہ (Open System Theory) شامل ہیں۔

مشینی نظریہ کے مطابق تنظیم ایک مشین کی مانند ہوتی ہے اور اس میں پائے جانے والے مختلف شعبہ جات یا ثانوی نظام مشین کے حصوں کی مانند ہوتے ہیں۔ تنظیموں میں کام کرنے والے افراد کی حیثیت مشین کے چھوٹے پرزوں کی سی ہوتی ہے اور اس طرح تنظیم ایک مشین کی طرح عمل پذیر ہوتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں مشینی نظریہ تنظیم کے منتظمانہ پہلوؤں کو سب سے زیادہ قابل اہمیت سمجھتا ہے۔ اس نظریہ کے مطابق تنظیموں میں افراد استدلالی معاشی لوگوں کی حیثیت سے کام کرتے ہیں اور ان کا کردار اسی پس منظر میں ظاہر ہوتا ہے۔ وہ استدلالی طور پر تنظیم کے فائدے کے لئے سرگرم عمل ہوتے ہیں اور اپنے غیر استدلالی احساسات کو کنٹرول کرتے ہیں۔ وہ صرف اس مقصد کو پیش نظر رکھتے ہیں کہ وہ تنظیموں کے مقاصد کے حصول کے لئے کام کریں اور اپنی ذاتی دلچسپیوں کو پس پشت ڈال دیں۔

انسانی تعلقات کا نظریہ تنظیموں میں کام کرنے والے افراد کے بارے میں تحقق ذات (Self-actualizing) اور معاشرتی نقطہء نظر اپناتا ہے۔ اس نظریے کے مطابق تنظیموں میں افراد آزادی سے باہم مل جل کر اپنی تخلیقی قوتوں اور قابلیتوں کا اظہار کرتے ہیں اور ان کا کردار ان کی معاشرتی ضروریات کے پس منظر میں ظاہر ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر لوگوں کی دوسروں سے الحاق کی ضرورت اور ہمجولی گروہوں میں سرگرم عمل ہونے کی ضرورت ایسی طاقت ور معاشرتی قوتیں ہیں جو کہ ان کے تنظیموں کے کردار کو متعین کرتی ہیں۔

کشادہ نظام کا نظریہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ انسانی کردار بہت پیچیدہ ہوتا ہے اور کئی طرح کی انسانی ضروریات تنظیموں میں واقع ہونے والے انسانی کردار میں کارفرما ہوتی ہیں۔ یہ انسانی ضرورتیں تنظیموں کے مخصوص صورتحالی عناصر کے ساتھ تعامل کرتے ہوئے انسانی کردار کو متعین کرتی ہیں۔ اس نظریے کے مطابق تنظیموں کو ہمیں ایک ایسے کشادہ نظام کی مانند سمجھنا چاہئے جس میں بے شمار عناصر ایک دوسرے پر انحصار کرتے ہوئے عمل پذیر ہوتے ہیں۔ ایک عنصر میں ہونے

والی تبدیلی دوسرے عناصر کو متاثر کرتی ہے۔ اس طرح انسانی کردار تنظیموں میں پیچیدہ ترین صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

مندرجہ بالا زیر بحث لائے جانے والے نظریات تنظیموں میں واقع ہونے والے مجموعی انسانی کردار کے بارے میں اپنے اپنے انداز میں تشریحات فراہم کرتے ہیں اور ان تشریحات کی مدد سے ہمیں تنظیمی انسانی کردار کے بارے اہم فہم وبصیرت حاصل ہوتی ہے۔ اطلاقی معاشرتی نفسیات دان تنظیموں کی حقیقی صورت حال کے حوالے سے فرد کے کردار کا مطالعہ بھی کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں فرد کے انتخاب' فرد کی تنظیمی معاشریت اور فرد کا محرک اور اس کی طمانیت (Satisfaction) جیسے موضوعات پر توجہ مرکوز کی جاتی ہے۔ ذیل میں فرد کے تنظیم میں کردار کو ان موضوعات کے تحت زیر بحث لایا جا رہا ہے:

تنظیم میں فرد کا انتخاب

(Selection of Individual in Organization)

تنظیم کے مختلف کار منصوبوں کو سرانجام دینے کے لئے مختلف افراد کا انتخاب صنعتی نفسیات سے منسلک ایک شعبہ نفسیات عملہ (Personnel Psychology) کے تحت کیا جاتا ہے۔ نفسیات عملہ میں مختلف نوعیت کی تنظیموں میں افراد کے انتخاب کے لئے مختلف طریقے کار موجود ہیں۔ ان طریقے کاروں کو استعمال میں لاتے ہوئے مختلف اقسام کی ذہانت' دلچسپیوں اور صلاحیتوں کی آزمائشوں اور فہرستوں کے تحت تنظیموں کے مختلف کار منصوبوں کے لئے موزوں افراد کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ اطلاقی معاشرتی نفسیات دانوں کے نقطہء نظر سے تنظیموں میں افراد کا انتخاب ایک دو پہلو عمل ہے اور یہ اسی صورت میں کامیابی سے پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے جب منتخب کیا جانے والا فرد اور تنظیم دونوں اس کے نتائج سے مطمئن ہوتے ہیں۔ اس طرح یہ سمجھا جاتا ہے کہ تنظیم میں فرد کا انتخاب منتخب کئے جانے والے فرد کے لئے بھی اتنا ہی اطمینان کا حامل ہونا چاہیے جتنا کہ تنظیم کے لئے ہونا چاہیے۔

تنظیم میں فرد کی معاشریت

(Socialization of Individual in Organization)

تنظیم میں منتخب ہونے والا ہر نیا فرد منتخب ہونے کے بعد تعلیم میں معاشریت حاصل کرتا

ہے۔ تنظیمی معاشریت ایک ایسا معاشرتی آموزش کا عمل ہے جس کے ذریعے تنظیم کے اراکین تنظیم کے بارے میں ضروری علم' رویے اور تنظیم کے معاشرتی نظام میں بقاء حاصل کرنے کے لئے ضروری کردار سیکھتے ہیں۔ تنظیم میں ہر نئے شامل ہونے والے رکن کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ بین الاشخاصی تعلقات اور گروہی تعامل کے ذریعے تنظیم کے معاشرتی معیاروں کو سمجھے۔ اس سلسلے میں اسے تنظیم کے ساتھی اراکین کی جانب سے موزوں اور غیر موزوں کرداروں کے متعلق جزا اور سزا یا پسندیدگی اور ناپسندیدگی کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یوں اس کی تنظیمی معاشریت کا عمل پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے۔

فرد کے انتخاب اور اس کی معاشریت کے عمل کی تکمیل کے بعد فرد اور تنظیم کے مابین ایک نفسیاتی معاہدے کی صورت پیدا ہوتی ہے۔ اس نفسیاتی معاہدے کے تحت اس فہم و بصیرت اور توقعات کا تعین ہوتا ہے جو کہ تنظیم اور فرد ایک دوسرے کے بارے میں قائم کرتے ہیں۔ یہ فہم و بصیرت اور توقعات تنظیم اور فرد کے موزوں کرداروں کو پیش کرنے کے بارے میں ہوتی ہیں۔ نفسیاتی معاہدے کی قوت اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب تنظیم کی جانب سے یا فرد کی جانب سے اس سے انحراف کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک کارکن کی اس وقت ترقی نہ کی جائے جبکہ وہ اس کا استحقاق رکھتا ہو یا تنظیم کا ایک ماتحت کسی اہم تنظیمی راز کو افشاء کر دیتا ہے۔

تنظیم میں فرد کا محرک اور اس کی طمانیت

(Motivation and Satisfaction of Individual in Organization)

اس بارے میں فہم و فراست حاصل کرنے کے لئے کہ تنظیموں میں ملازمین کن محرکات کے تحت تسلی بخش کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہیں' تنظیموں کے نفسیات دان انسانی محرک کے بارے میں تشریحات فراہم کرنے والے تمام نظریات کو زیر بحث لاتے ہیں۔ میکل لینڈ اور ماسلو (McClelland and Maslow) کے محرک کے نظریات کی فرد کی ذاتی ضروریات کو خاص طور پر زیر بحث لایا جاتا ہے۔

میکل لینڈ کے محرک کے نظریہ کی دو بنیادی ضروریات یعنی الحاق کی ضرورت (Need of Affiliation) اور تحصیل کی ضرورت (Need of Achievement) کا فرد کے تنظیم میں محرکاتی کردار کو سمجھنے کے لئے اطلاق کیا جاتا ہے۔ الحاق کی ضرورت اس لحاظ سے اہم ہے کہ ایک تنظیم کی نشوونما کے عمل میں یہ اہم کردار ادا کرتی ہے۔ تنظیمیں اپنے اراکین کی دوسروں کے ساتھ

روابط اور تعامل کی ضروریات بھی پوری کرتی ہیں۔ کئی تنظیمیں اس بات کی شکایت کرتی ہیں کہ ایسے کار خدمات (Jobs) جو کہ اراکین کو معاشرتی روابط کے مواقع فراہم نہیں کرتے' ان میں غیر حاضریوں کی شرح زیادہ ہوتی ہے کیونکہ لوگ تنہائی میں کام کرنا پسند نہیں کرتے۔

اس طرح تحصیل کی ضرورت اس لحاظ سے اہم ہے کہ یہ فرد کی تنظیم میں کارکردگی میں تحریک کا باعث ہوتی ہے۔ جن لوگوں میں یہ ضرورت اعلیٰ درجہ کی پائی جاتی ہے وہ بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ تاہم اس کے لئے ضروری ہے کہ تنظیم میں ادا کیا جانے والا کار خدمات متعلقہ فرد کی قابلیتوں کے لئے چیلنج کی حیثیت رکھتا ہو۔ دوسری صورت میں جب کار خدمت روزمرہ کا ہو اور اس میں تکراری امور زیادہ ہوں تو تحصیل کی ضرورت کا اس کار خدمت سے تعلق نہیں پایا جاتا۔ مزید یہ کہ اعلیٰ تحصیل کی ضرورت کا ان صورت حالوں میں مظاہرہ کیا جاتا ہے جہاں باہمی مقابلے کے حالات ہوں اور امور کو سرانجام دینے کے لئے خاص مہارتوں کی ضرورت ہو۔

تنظیموں کے نفسیات دان ماسلو کے نظریات تحقق ذات (Self-actualizing) اور ضرورت کے مدارج (Hierarchy of Needs) کے تعقلات پر بھی خاص توجہ مرکوز کرتے ہیں۔ ماسلو نے یہ وضاحت کی ہے کہ لوگ پہلے اپنی بنیادی درجے کی ضروریات کی طمانیت چاہتے ہیں۔ یعنی بھوک' تحفظ اور یگانگت (Belongingness) کی ضروریات' اور بعد میں وہ اپنی اعلیٰ درجے کی ضروریات کی طمانیت کے لئے جستجو کرتے ہیں' یعنی توقیر ذات اور تحقق ذات کی ضروریات۔ تنظیموں کے نفسیات دانوں کے مطابق مختلف صورت حالوں کے حوالے سے ملازمین کے پیش نظر ہونے والی اہم ترجیحات کو اس حوالے سے سمجھا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر ایک شخص کی ملازمت خطرے میں ہو تو ان حالات میں اس کے لئے تحقق ذات کی ضرورت اہمیت نہیں رکھتی ہو گی۔ جب فرد کی بھوک' تحفظ' یگانگت اور توقیر ذات کی ضروریات کی طمانیت ہو رہی ہو گی تو وہ تحقق ذات کی ضرورت کے لئے جستجو کرے گا۔ تاہم اس حوالے سے ایک دوسرے نقطہ نظر کے مطابق تنظیم میں ملازمین کبھی بھی اپنے کار خدمت کے حوالے سے مکمل اطمینان حاصل نہیں کرتے۔ جب ان کی بنیادی درجے کی ضروریات ان کے لئے آسودہ ہو جاتی ہیں تو وہ ان کے لئے کم اہمیت اختیار کر جاتی ہیں اور وہ تحقق ذات کی ضرورت کی طمانیت کے لئے جستجو کرتے ہیں۔ تاہم تحقق ذات ایک ایسی ضرورت ہے جو کبھی بھی آسودہ نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس کی طمانیت فرد کے داخلی تجربہ کی بدولت ہوتی ہے اور اس داخلی طمانیت کی کوئی حد نہیں ہوتی اور اس طرح فرد اپنے کار خدمت کی مکمل طمانیت حاصل نہیں کرتا۔ کار خدمت کی طمانیت اور عدم طمانیت کی وضاحت

ہرزبرگ (Herzberg 1966ء) کار خدمت کی طمانیت (Job Satisfaction) کا دو عنصری نظریہ پیش کرتا ہے۔ اس نظریے کے مطابق کار خدمت کی طمانیت اور عدم طمانیت دو علیحدہ علیحدہ ابعاد ہیں۔ ایک شخص ایک ہی وقت میں پر اطمینان اور بے اطمینان ہو سکتا ہے۔ تاہم مجموعی طمانیت کے لئے خارجی اور داخلی عناصر کا قابل قبول سطح تک ہونا ضروری ہے۔

کار خدمت کی طمانیت کی وضاحت دو اور نظریات بھی کرتے ہیں۔ ان نظریات میں معدلت کا نظریہ (Equity Theory) اور تناقض کا نظریہ (Discrepancy Theory) شامل ہیں۔ دونوں نظریات مختلف طریقوں سے فرد کے اپنے کار خدمت سرانجام دینے کے بدلے میں ادراک کئے جانے والے حاصلات (Outcomes) کو اہمیت دیتے ہیں اور فرد کے کار خدمت کی طمانیت کی وضاحت کرتے ہیں۔ معدلت کے نظریہ کے مطابق فرد اپنے کار خدمت سرانجام دینے کے بدلے میں ادراک کئے جانے والے حاصلات کا موازنہ اپنے سے مشابہہ دوسرے افراد کے حاصلات سے کرتا ہے۔ اگر ان میں فرق پایا جاتا ہے تو فرد اپنے کار خدمت کی عدم طمانیت کا اظہار کرتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک کارکن اگر اپنے جیسے دوسرے کارکنوں سے کم تنخواہ حاصل کرتا ہے تو وہ اپنے کار خدمت کی عدم طمانیت کا شکار ہوگا۔ تناقض کے نظریہ کے مطابق فرد اپنے کار خدمت سرانجام دینے کے بدلے میں ادراک کئے جانے والے حاصلات کا موازنہ ان حاصلات سے کرتا ہے جو کہ وہ فرد چاہتا ہے یا یہ یقین رکھتا ہے کہ اسے اس قدر حاصلات ملنے چاہئیں۔ یا دوسرے الفاظ میں وصول کئے جانے والے حاصلات کا موازنہ فرد اپنے داخلی معیاروں سے کرتا ہے اور تناقض کی موجودگی میں عدم طمانیت نمایاں ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر ایک کارکن اپنی وصول کی جانے والی تنخواہ کا موازنہ اپنے متوقع تخمینہ سے کرتا ہے اور کمی کی صورت میں عدم طمانیت کا شکار ہوتا ہے۔ لالر (Lawler 1973ء) نے ان دونوں نظریات کے اشتراک سے ایک جامع نظریہ پیش کیا ہے۔ اس نظریئے کے تحت فرد سے مشابہہ دوسرے افراد کے حاصلات' فرد کے حاصلات اور فرد کے خواہش کئے جانے والے حاصلات کا تجزیہ کیا جاتا ہے اور فرد کی مجموعی طمانیت کو متعین کرنے کے لئے فرد جو محسوس کرتا ہے' جو وصول کرنا چاہتا ہے اور جو حقیقی طور پر وصول کرتا ہے' ان کے درمیان فرق کر کے کیا جاتا ہے۔

تنظیموں کے نفسیات دان اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ تنظیموں کے اندر فرد کا محرک اور اس کی طمانیت پیچیدہ نوعیت کی ہوتی ہے۔ کاٹز اور کاہن (Katz and Kahn 1978ء) نے تنظیموں کی حقیقی صورت حال کے حوالے سے فرد کے محرک اور اس کی طمانیت کی پیچیدگی کو تین

طرح کے محرکاتی نمونوں (Motivational Patterns) کے تحت بیان کیا ہے۔ یہ محرکاتی نمونے تنظیم کے حوالے سے ایسے اہم کرداروں کی نشاندہی کرتے ہیں جن کی بدولت ایک فرد تنظیم میں شمولیت اختیار کرتا ہے' اس میں قیام کرتا ہے' اپنے کار خدمات کو قابل اعتماد طریقے سے سرانجام دیتا ہے' اور اپنے کار خدمت کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی تخلیقی اور مددگار قوتوں کو بروئے کار لاتا ہے۔

پہلا محرکاتی نمونہ قواعد کے نفاذ (Rule Enforcement) کا ہے۔ تنظیم کے اندر جب منتظمین کی جانب سے نافذ کئے گئے قواعد و قوانین کو مطلق حیثیت حاصل ہوتی ہے تو اراکین اپنے کار خدمات ان قواعد و قوانین کے تحت سرانجام دیتے ہیں اور ان کے محرک کی تشکیل بھی انہی قواعد و قوانین کے تحت ہوتی ہے۔ اس حوالے سے فرد کی محرکاتی بنیاد مشین کا نظریہ قرار پاتا ہے۔ یعنی فرد کے کارخدمت کے حوالے سے کم از کم قابل قبول کارکردگی کو موزوں سمجھا جاتا ہے۔ اس محرکاتی نمونے کو تنظیم کی بقاء کے حوالے سے کمزور ترین نمونہ سمجھا جاتا ہے' کیونکہ یہ نمونہ تنظیم میں کام کرنے والے افراد کے لئے اور باہر کے افراد کے لئے پرکشش نہیں ہوتا۔

دوسرا محرکاتی نمونہ خارجی جزا (External Reward) کا ہے۔ اس نمونے میں تنخواہ' ترقی اور دوسرے فوائد کے ساتھ ساتھ معاشرتی پسندیدگی جیسے طاقت ور عناصر موجود ہوتے ہیں جو کہ عام افراد کے لئے پرکشش ہوتے ہیں۔ اس طرح اس نمونے کا انفرادی جزا کا عنصر لوگوں کے تنظیم میں شامل ہونے کے لئے پرکشش ہوتا ہے اور وہ تنظیم میں قیام کرنا چاہتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ان انفرادی جزاؤں کی بدولت کارکنان اپنے کار خدمات سرانجام دیتے ہوئے موزوں کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ تاہم یہ دیکھا گیا ہے کہ کارکنان کی کارکردگی ایک خاص حد سے زیادہ نہیں بڑھتی۔ ایسا ان کے درمیان بہت زیادہ گروہی اتصال کے ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس گروہی اتصال کے پس منظر میں اگر کوئی کارکن مقررہ حد سے زیادہ کارکردگی کا مظاہرہ کرتا ہے تو اسے اپنے ساتھی کارکنان کی نظر میں ناپسندیدہ سمجھا جاتا ہے۔ یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس نے اوسط پیداوار کے معیار سے انحراف کیا ہے اور کارکنوں کے اتصال کو مجروح کیا ہے۔ بہرحال مجموعی طور پر خارجی جزا کا نمونہ تنظیم کے اندر کئی مثبت اثرات مرتب کرتا ہے۔

تیسرا محرکاتی نمونہ باطنی محرک (Internal Motivation) کا ہے۔ یہ نمونہ کارکنوں کی باطنی یا داخلی کارخدمت کی طمانیت کی نشاندہی کرتا ہے۔ اس نمونے کے تحت تنظیم کے مقاصد کے

حصول کو کارکنوں کے قدروں کے نظام کا حصہ بنایا جاتا ہے۔ کچھ کار خدمات فرد کی خود اظہاری اور خود اختیاری کے استعمال کے مواقع فراہم کرتے ہیں۔ ایسے کار خدمات سرانجام دیتے ہوئے کارکنان اپنی تخلیقی قوتوں کو استعمال میں لاتے ہیں اور کار خدمات کو چیلنج کی حیثیت سے قبول کرتے ہیں۔ ایسی تنظیمیں جہاں افراد کو ایسے مواقع میسر ہوتے ہیں' ان تنظیموں میں قیام کرتے ہوئے زیادہ طمانیت کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر کالج پروفیسرز اکثر اس بات کا تذکرہ کرتے ہیں کہ ان کے تدریس کے کار خدمت کو چننے میں ان کی عالمانہ اور ادیبانہ دلچسپیاں تھیں اور اس کار خدمت کو سرانجام دیتے ہوئے وہ اپنی ان دلچسپیوں کے مطابق کام کر سکتے ہیں۔ کار خدمت کی طمانیت کے مطالعات یہ ثابت کرتے ہیں کہ فرد کی خود اختیاری کے ساتھ قبول کی گئی ذمہ داری میں زیادہ طمانیت حاصل ہوتی ہے' کام کا معیار بڑھ جاتا ہے اور پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے۔

تنظیم میں گروہ

(The Group in the Organization)

ہم یہ بات جانتے ہیں کہ چھوٹے گروہ اپنے اراکین پر گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ تنظیمی صورت حال بھی چھوٹے گروہوں کے اثرات سے مبرا نہیں ہوتی۔ تنظیموں میں چھوٹے گروہ ایک دوسرے سے وابستہ کارکنان اور سپروائزروں کی صورت میں پائے جاتے ہیں۔ ان چھوٹے گروہوں کو تنظیمی خاندان یا تنظیمی گھرانے کہا جاتا ہے۔ یہ تنظیمی گھرانے تنظیم کے اعمال پر گہرے اثرات مرتب کرنے کے حامل ہوتے ہیں۔ یہ بنیادی معاشریت کے عامل کا کردار ادا کرتے ہیں اور معاشرتی الحاق بہم پہنچاتے ہیں۔ نیز جزا اور سزا کے کرداروں کے ذریعے تنظیم میں شامل ہونے والے نئے اراکین کے محرک کو تشکیل دینے میں اور ان کے کار خدمت کی استعداد کو تشکیل دینے میں براہ راست اثرات مرتب کرتے ہیں۔

تنظیم میں چھوٹے گروہوں کے کردار کے حوالے سے کئے گئے ابتدائی مطالعات اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ تنظیم میں چھوٹے گروہوں کی مدد' بہتر مطابقت اور تنظیم کی پیداواریت کے حق میں تشکیل دیئے گئے ان کے معیار تنظیم کی پیداواریت پر گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ تاہم اس سلسلے میں بعد میں کئے گئے مطالعات چھوٹے گروہوں کے کردار کے حوالے سے زیادہ تر مخالف اثرات کی وضاحت کرتے ہیں۔ ان مطالعات کے مطابق عام طور پر چھوٹے گروہوں میں تشکیل دیئے گئے معیار ان کے اراکین کی کارکردگی کو محدود کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک ٹیلی

فون انڈسٹری کے چھوٹے گروہ کا مشاہدہ کرنے پر یہ معلوم ہوا کہ وہ اپنے سپروائزر کی موجودگی میں تو معیاری کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہیں لیکن اس کی غیر موجودگی میں ان کی کارکردگی کم ہو جاتی ہے اور وہ زیادہ وقت گپ شپ میں اور آرام کرنے میں گزارتے ہیں۔

تنظیموں میں چھوٹے گروہوں میں پائے جانے والے معیاروں اور تنظیم کی پیداواریت کے حوالے سے کیئے گئے اکثریتی مطالعات یہ ثابت کرتے ہیں کہ عام طور پر زیادہ تر معیار ایسے تشکیل دیئے جاتے ہیں جو کہ تنظیم کی پیداواریت پر منفی اثرات کے حامل ہوتے ہیں۔ بہت کم ایسے معیار موجود ہوتے ہیں جو کہ تنظیم کے مقاصد کے حصول میں ممد و معاون ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ تنظیموں کے چھوٹے گروہوں میں گروہی اتصال اعلیٰ درجے کا پایا جاتا ہے۔ اس طرح تشکیل دیئے گئے معیاروں کا اراکین کے کردار پر بہت گہرا اثر ہوتا ہے۔ ایک رکن جو گروہ کے معیاروں سے انحراف کرتا ہے' خاص طور پر ان معیاروں سے جو کہ گروہ کے مقاصد کے برعکس ہوتے ہیں تو اس شخص کو بہت زیادہ منفی معاشرتی اثر کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ نہ صرف اسے ساتھی کارکنوں کی ناپسندیدگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے بلکہ گالیوں اور جسمانی تشدد کا بھی شکار ہونا پڑتا ہے۔

ٹیننبام کے مطابق اس طرح ہمیں تنظیموں میں پائے جانے والے چھوٹے گروہوں کا الٹی طرح سے سامنا کرنا پڑتا ہے۔ گروہ جو کہ اپنے اراکین کے رویوں اور اعمال کو متعین کرنے میں اہم حیثیت کے حامل ہوتے ہیں لیکن ان کی تنظیموں میں یہ قوت تنظیموں کے مقاصد کے برخلاف ہوتی ہے۔ خاص طور پر ان حالات میں جہاں تنظیموں کو اپنی پیداواریت بڑھانے کا مسئلہ درپیش ہوتا ہے۔ ان حالات کے تحت تنظیموں کے نقطہء نظر سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیسے اتصالی گروہ کی قوت تقویت حاصل کرتی ہے؟ خوش قسمتی سے یہ سوال فرد کے حوالے سے ایک دوسرے سوال کو جنم دیتا ہے کہ کیسے ایک تنظیم اپنے اراکین کی ذاتی اور معاشرتی ضروریات کو زیادہ موثر طریقے سے پورا کر سکتی ہے تاکہ ان میں تنظیم کے مقاصد کے برخلاف معیار تشکیل دینے کا رجحان کم ہو؟ تنظیموں کے نفسیات دان اس سلسلے میں قیادت اور کارکنوں کے اشتراک کے اعمال کو قابل اہمیت تصور کرتے ہیں۔

تنظیمی قیادت (Organizational Leadership)

تنظیموں کے نفسیات دانوں کے مطابق تنظیمی قیادت کو تنظیموں میں کام کرنے والے گروہوں کی نگرانی اور انتظام و انصرام تک ہی اپنی سرگرمیاں محدود نہیں رکھنی چاہئیں بلکہ کئی مزید

قیادتی خصائص کو بھی استعمال میں لانا چاہیے۔ ان قیادتی خصائص میں اس طرح کے امور سرانجام دینا شامل ہے کہ تنظیمی قیادت ایسے غیرواضح اور مبہم معاملات میں بھی کارکنوں کی رہنمائی کرے جو کہ تنظیم کے قواعد و ضوابط میں مذکور نہ ہوں۔ وہ ماحولیاتی شرائط میں ضرورت کے مطابق تبدیلیاں پیدا کرے، تنظیم کے مختلف ثانوی نظاموں کے درمیان توازن برقرار رکھنے کا وسیلہ بنے اور کئی طرح کے انسانی عناصر جو کہ تنظیمی ساخت میں تعامل کرتے ہیں' مثال کے طور پر مختلف معاملات کو نمٹانے میں کارکنوں کی شمولیت 'ان کو قابل اہمیت سمجھتے ہوئے اختیار کرے۔

کائز اور کاہن نے اس سلسلے میں تین ایسے تنظیمی قیادت کے نمونے پیش کئے ہیں جن کے تحت تنظیمی قیادت یہ اقدامات کر سکتی ہے۔ پہلا یہ کہ تنظیم میں ساختی تبدیلی پیدا کرنے کے لائحہ اعمال کو متعارف کروایا جائے یا ایسی نئی پالیسی تشکیل دی جائے جس کی بدولت مختلف وظائف کامیابی سے پایہ تکمیل تک پہنچ سکیں۔ عموماً تنظیمی قیادت ایسی تبدیلیاں لانے کی اس وقت کوشش کرتی ہے جب ماحولیاتی دباؤ کے تحت ایسی تبدیلیاں ناگزیر ہو جاتی ہیں اور تنظیم کو اپنی بقاء عزیز ہوتی ہے' مثال کے طور پر جب ایک تنظیم میں پیدا کی جانے والی مصنوعات کی فروخت میں اچانک کمی ہو جائے۔ دوسرا نمونہ یہ ہے کہ قیادت ایسی تنظیمی پالیسیوں کو بہتر بنائے جن میں خامیاں پائی جاتی ہوں۔ تاہم یہ نمونہ اسی صورت میں کامیابی حاصل کرتا ہے جب پالیسی کی خامیاں دور کرنے کے نتیجہ میں مثبت نتائج برآمد ہوں۔ قیادت کا تیسرا نمونہ یہ ہے کہ معمول کے نظم و نسق کے تحت کام کیا جائے، یعنی تنظیم کی پہلے سے موجود پالیسوں اور طریقے کاروں کی مدد سے تنظیم کے وظائف کو متوازن طور پر خطرات سے بچاتے ہوئے چلایا جائے۔ تنظیموں کے نظام کے نقطہء نظر سے قیادت کی یہ تینوں اقسام کسی بھی تنظیم کی بقاء کے لئے لازی ہوتی ہیں۔

کارکنوں کا اشتراک (Worker Participation)

کئی ایک مطالعات کی مدد سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ تنظیم کے معاملات چلاتے ہوئے اگر کارکنوں کے اشتراک سے فیصلے کئے جائیں تو اس سے نہ صرف کارکنان زیادہ طمانیت کا مظاہرہ کرتے ہیں بلکہ تنظیم کی پیداواریت پر بھی مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ تاہم کچھ دوسرے مطالعات کے نتائج اس سے مختلف ہیں۔ ان مطالعات کے نتائج کے مطابق کارکنان کے اشتراک سے جب فیصلے کئے جاتے ہیں تو اس سے وہ کار خدمت کی طمانیت کا بہتر طور پر مظاہرہ کرتے ہیں لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ اس سے تنظیم کی پیداواریت میں بھی اضافہ ہو۔ غالباً اس وجہ سے کہ

یہ فیصلے معیار کے اعتبار سے بہتر نہیں ہوتے یا اس وجہ سے کہ تنظیم کی پیداواریت کو کئی ایک عناصر متاثر کرتے ہیں جن میں سے ایک اہم عنصر تنظیم میں سرانجام دیئے جانے والے کام کی پیچیدگی ہو سکتی ہے۔ تاہم یہ بات واضح ہے کہ کارکنوں کے اشتراک کے کئی اہم فوائد حاصل ہوتے ہیں' جن میں ان کی طمانیت کا بہتر ہونا' ذاتی مطابقت کا بڑھنا اور ان کے محرک کا بہتر صورت میں تشکیل پانا شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ انسانیت پسندی کے نظریہ کے مطابق وہ اراکین جو ایک تنظیم میں کام کرتے ہیں' ان کو یہ حق حاصل ہونا چاہئے کہ وہ تنظیم کے معاملات چلانے میں اشتراک کے حامل ہوں۔ تاہم اطلاقی معاشرتی نفسیات میں کارکنوں کے اشتراک کی اہمیت کا مسئلہ ایک اہم متنازعہ مسئلہ ہے۔

تنظیم میں ابلاغ اور کشمکش

(Communication and Conflict in Organization)

تنظیموں کا فرد اور گروہ کی سطحوں کے حوالے سے تجزیہ کرتے ہوئے اب ہم تنظیم کی سطح پر ٓتے ہیں۔ تنظیم ایک ایسا نام ہے جو کہ ایک دوسرے پر منحصر اجزا کا مجموعہ یا کل ہے۔ تنظیم کے بارے میں ایک مجموعہ یا کل کی صورت میں نقطہء نظر اپنانا ہماری یہ مدد کرتا ہے کہ ہم تنظیم کو ایک ایسا نظام سمجھیں جس میں معاشرتی اعمال وسیع بنیادوں پر عمل پذیر ہوتے ہیں۔ خاص طور پر ابلاغ اور کشمکش کے اعمال جو کہ تنظیم میں مختلف سطحوں اور ثانوی نظاموں میں عمل پذیر ہوتے ہیں۔ ایک طرف ان کا تعلق تنظیم کے اراکین کی طمانیت سے ہوتا ہے اور دوسری طرف تنظیم کی موثریت سے ہوتا ہے۔

ابلاغی اعمال تنظیموں میں ہر جگہ ہوتے ہیں۔ سپروائیزر اپنے ماتحتوں سے بات کرتا ہے۔ گروہ اپنی کارکردگی کے بارے میں تبادلہ خیالات کرتے ہیں۔ یونین کے قائدین منتظمین سے سودے بازی کرتے ہیں۔ تنظیم کا صدر اپنی پیشہ ورانہ مصروفیات میں ابلاغ کا سلسلہ جاری رکھتا ہے۔ تنظیموں کے نفسیات دان تنظیم کے وظائف کی سرانجام دہی میں ابلاغ کی مرکزی حیثیت کو تسلیم کرتے ہیں۔ یہ سمجھا جاتا ہے کہ ابلاغ ماحولیاتی اثرات' داخلی تنظیمی عناصر اور تنظیموں کی موثریت کے درمیان وسیلہ کا وظیفہ سرانجام دیتا ہے۔

تنظیموں کے نفسیات دانوں کے مطابق تنظیموں میں تمام سطحوں کے حوالے سے یعنی بین

الاشخاصی، گروہی اور بین الگروہی سطحوں کے حوالے سے ابلاغ کو بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ یہ ماہرین ان مختلف سطحوں کے حوالے سے ابلاغ کے عمل کا تجزیہ کرتے ہیں اور ابلاغ کے عمل میں ظاہر ہونے والی خامیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے رجعی تغذیہ (Feed-back) کی مدد سے ابلاغ کے عمل کی موثریت کے لئے اقدامات کرتے ہیں۔ تنظیموں میں کئی ایک مسائل صرف غیر موثر ابلاغ کی وجہ سے درپیش ہوتے ہیں اور ابلاغ کو موثر بنیادوں پر استوار کر کے ان مسائل کو ختم کیا جا سکتا ہے۔ ایک تنظیم کے اندر ابلاغ ان وسیلوں (Channels) تک محدود ہوتا ہے جو کہ تنظیم کے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے معاون ہوتے ہیں۔ کارکنان سپروائیزر سے بات چیت کرتے ہیں نہ کہ تنظیم کے صدر یا مینیجر سے۔ اس طرح تنظیم کی سطح کے بجائے بین الاشخاصی سطح مثلاً کارکنان اور سپروائیزر کے درمیان ابلاغ کو موثر بنیادوں پر استوار کرنا زیادہ موثر اور آسان سمجھا جاتا ہے۔

ایک تنظیم میں ابلاغ عمودی (Vertical) اور افقی (Horizontal) صورتوں میں واقع ہوتا ہے۔ عمودی صورت میں ابلاغ دو صورتوں میں واقع ہوتا ہے، یعنی اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر۔ اوپر سے نیچے کے ابلاغ میں تنظیم کے منتظمین اعلیٰ نچلی سطح کے افراد کو ان کے کارخدمات کے بارے میں ہدایات، طریقے کاروں کے بارے میں معلومات اور ان کی کارکردگی سے آگاہی فراہم کرتے ہیں۔ جبکہ نیچے سے اوپر کے ابلاغ کے تحت ماتحتوں کو کنٹرول کرنے کے امور کے بارے میں معلومات حاصل کی جاتی ہیں۔ تنظیموں کے نفسیات دان تنظیموں میں پائے جانے والے مسائل کو جاننے کے لئے اور ان کے حل کے لئے نیچے سے اوپر کے ابلاغ پر توجہ مرکوز کرتے ہیں۔ افقی صورت میں ابلاغ ایک تنظیم کے اندر تمام سطحوں پر پایا جاتا ہے۔ یہ صورت اس وقت قابل توجہ ہوتی ہے جب تنظیم کے اندر منصب یا قیادت کو خطرات لاحق ہوں اور تنظیم کے چھوٹے گروہوں میں تنظیم کے مقاصد کے برخلاف معیار تشکیل پا چکے ہوں۔ تاہم جب تنظیم کے چھوٹے گروہوں کو ان کے کارخدمات کے بارے میں خود اختیاری اور ذمہ داری حاصل ہو تو افقی ابلاغ ان حالات میں مددگار ثابت ہوتا ہے اور تنظیم بذات خود اور تنظیم کے اراکین فوائد حاصل کر رہے ہوتے ہیں۔

تنظیم کے اندر کشمکش اور تصادم کی کیفیت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب تنظیم کے مختلف ثانوی نظام باہمی تعامل کرتے ہوئے ایک دوسرے کے مقاصد کے حصول میں رکاوٹ پیدا کرتے ہیں۔ تنظیم کے اندر کشمکش کی کیفیت تمام سطحوں پر پیدا ہو سکتی ہے، یعنی بین الاشخاصی، گروہی، بین الگروہی اور تنظیم کی سطح کے حوالے سے، یعنی ایک تنظیم اور دوسری تنظیموں کے درمیان یا تنظیم

اور ماحولیاتی عناصر کے درمیان کشمکش کی کیفیات پیدا ہو سکتی ہیں۔

کاٹز اور کاہن کے مطابق ایک تنظیم میں کشمکش پیدا کرنے کے اتنے اسباب ہو سکتے ہیں کہ ان کا شمار ممکن نہیں۔ تاہم ایک تنظیم میں کشمکش کی نوعیت اور حد کو متعین کرنے میں ماحولیاتی عناصر یعنی تنظیم کی املاک اور حصہ داری کے تنازعات جیسے عناصر کے ساتھ ساتھ نفسیاتی معاشرتی عناصر یعنی ایک دوسرے کے کار منصوبوں کے بارے میں قائم کی گئیں توقعات' شخصیتوں کی انفرادیت' قواعد و قوانین کی پیچیدگیاں اور مختلف ثانوی نظاموں کے درمیان پائے جانے والے تعامل کی کیفیات جیسے عناصر اہم ہوتے ہیں۔

تنظیموں کے نفسیات دان تنظیموں میں پیدا ہونے والی کشمکش کی کیفیات کو ایک ایسا مسئلہ سمجھتے ہیں جسے حل کیا جانا ضروری ہوتا ہے۔ تاہم ایسی کیفیات سے نبرد آزما ہونے کے لئے کچھ مخصوص طریقے کار وضع کرنے کی بجائے یہ ضروری سمجھا جاتا ہے کہ ایسے عملی اقدامات کئے جائیں جن کی مدد سے تنظیموں کی مجموعی موثریت میں بہتری پیدا کی جا سکے۔ تنظیمیں نہ صرف کشمکش اور تصادم جیسی کیفیات سے محفوظ رہیں بلکہ وہ تمام طرح کے مسائل سے بچتے ہوئے موثریت کے ساتھ اپنے وظائف سرانجام دے سکیں اور تنظیم میں کام کرنے والے ہر فرد کے لئے تنظیم بار آور ثابت ہو سکے۔

تنظیموں کی موثریت کو بہتر بنانا

(Improving Organizational Effectiveness)

تنظیموں کے نفسیات دان تنظیموں کے بارے میں اپنے نظریات اور تحقیقات کی بنیاد پر کئی ایک ایسے اقدامات تجویز کرتے ہیں جن کی مدد سے تنظیموں کی موثریت کو بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ یہ اقدامات ایسے لائحہ اعمال مرتب کرتے ہیں جن کی مدد سے ایک طرف تو تنظیم کے اراکین کی ذاتی اور معاشرتی ضروریات کو پورا کیا جا سکے اور دوسری طرف تنظیمیں اپنے مقاصد کو موثر طریقے سے حاصل کر سکیں۔ مندرجہ ذیل میں ان اقدامات کا مختصر جائزہ پیش ہے:

مشاورت اور عملی رہنمائی

(Consultation and Practical Guidance)

ایسی تنظیمیں جو کہ مختلف مسائل سے دوچار ہوتے ہوئے اپنے افعال موثر طور پر سرانجام

نہیں دے رہی ہوتیں' تنظیموں کے نفسیات دان اپنی ماہرانہ قابلیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ان تنظیموں کو مشاورت اور عملی رہنمائی کی خدمات فراہم کرتے ہیں۔ تنظیموں کے نفسیات دانوں سے مشاورت اور عملی رہنمائی حاصل کرتے ہوئے ایک طرف تو تنظیمیں اپنے مسائل سے چھٹکارا حاصل کرتی ہیں اور دوسری طرف اپنی موثریت کو بہتر بناتی ہیں۔ ایک مشیر (Consultant) تنظیم کے منتظمین کے تعاون سے تنظیم کو درپیش مسائل کا تجزیہ کرتا ہے اور ان مسائل کے حل کے لئے منصوبہ بندی کرتا ہے۔ مشیر کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ معاشرتی اعمال میں ماہر ہو اور اس میں دوسروں کے ساتھ مددگارانہ تعلق قائم کرنے کی قابلیت موجود ہو۔ تاکہ وہ تنظیم کے مسائل کا معاشرتی اعمال کے حوالے سے تجزیہ کر سکے اور ان کے حل کے لئے تنظیم کے مختلف لوگوں کے ساتھ مناسب نوعیت کے تعلقات استوار کر سکے۔ مشاورت اور عملی رہنمائی بہم پہنچاتے ہوئے عام طور پر تین طرح کے اقدامات کئے جاتے ہیں۔ پہلا یہ کہ تنظیم میں پائے جانے والے ابلاغ کو بہتر بنیادوں پر استوار کیا جاتا ہے۔ دوسرا یہ کہ تنظیم کے مختلف نظاموں سے وابستہ لوگوں کا ایک دوسرے پر اعتماد بڑھانے کے لئے عملی رہنمائی فراہم کی جاتی ہے۔ اور تیسرا یہ کہ تنظیم کی اپنے معاملات چلانے کے بارے میں فیصلے کرنے کی اہلیت کو بہتر بنانے پر زور دیا جاتا ہے اور نظریاتی مدد اور عملی رہنمائی فراہم کی جاتی ہے۔

سروے رجعی تغذیہ (Survey Feed-back)

سروے کے طریقے (Survey Method) اور عملی تحقیق (Action Research) کے طریقے کے اشتراک سے سروے رجعی تغذیہ کا طریقہ تشکیل دیا گیا ہے۔ اس طریقے کو استعمال میں لاتے ہوئے شروع میں سوالناموں یا سروے انٹرویوز کی مدد سے تنظیم کے منتظمین اور ملازمین سے ان کی رائے مختلف تنظیمی اعمال کے بارے میں مثال کے طور پر نگرانی' مورال اور بین الاشخاصی تعلقات کے اعمال کے بارے میں دریافت کی جاتی ہے۔ بعد میں رجعی تغذیہ کے عمل کے تحت تنظیم کے مختلف نظاموں سے وابستہ سرکردہ لوگوں کی ایک کانفرنس کا انعقاد کیا جاتا ہے اور سروے کی مدد سے حاصل کئے گئے نتائج کو زیر بحث لایا جاتا ہے۔ تنظیم کے منتظمین اور دوسرے سرکردہ اراکین کو یہ دعوت دی جاتی ہے کہ سروے کے نتائج کی روشنی میں اپنا تجزیہ کریں۔ سروے کے نتائج تنظیم کے ہر نظام سے متعلق ہوتے ہیں اور ان نتائج میں مختلف قسم کے تجزیوں کے ساتھ ساتھ مختلف نظاموں کے باہمی موازنے کے تجزیئے بھی شامل ہوتے ہیں۔ ان نتائج میں ظاہر ہونے والی خامیوں اور کمیوں کو مد نظر رکھتے ہوئے گروہی مباحثوں کے ذریعے قابل عمل فیصلے کئے جاتے ہیں

اور ایسے لائحہ اعمال مرتب کئے جاتے ہیں جن کی مدد سے تعمیری تبدیلیاں پیدا کی جا سکیں۔ محقق اس سارے عمل میں یعنی سوالنامے کے سوالات کی تشکیل کے عمل میں، نتائج کے تجزیات اور تشریحات کے عمل میں اور رجعی تغذیہ اور منصوبہ بندی کے عمل میں فعال کردار ادا کرتا ہے اور اپنی ماہرانہ قابلیتوں کو استعمال میں لاتا ہے۔

تاہم سروے رجعی تغذیہ پر اس حوالے سے تنقید کی جاتی ہے کہ سروے کی مدد سے ہم کسی تنظیم کو درپیش مسائل اور ان کی وجوہات کو جان لیتے ہیں۔ لیکن تمام صورت حالوں میں ایسا ضروری نہیں ہوتا کہ رجعی تغذیہ کے عمل کے ذریعے تنظیم کے افعال میں یا تنظیم کے اراکین کے افعال میں تبدیلیاں پیدا کی جا سکیں۔

انسانی تعلقات کی تربیت (Human Relations Training)

تنظیموں کی موثریت بہتر بنانے کو پیش نظر رکھتے ہوئے تنظیموں کے مختلف قسم کے اراکین کو انسانی تعلقات کی تربیات بھی فراہم کی جاتی ہیں۔ ان تربیات کو اس طرح ڈیزائن کیا جاتا ہے کہ تنظیموں کے مختلف طرح کے اراکین تنظیموں میں تعامل کرتے ہوئے مختلف اقسام کے انسانی معاشرتی عناصر کو مدنظر رکھ سکیں اور موثر طور پر تعامل کر سکیں۔ اس سلسلے میں گروہی تعلقات کی تربیات اور قیادت کی تربیات خاص طور پر اہم ہیں۔

تنظیموں میں پائے جانے والے چھوٹے گروہوں یعنی تنظیمی گھرانوں کے اراکین کی تربیت اس طرح کی جاتی ہے کہ وہ ایک طرف تو تنظیمی گھرانوں کو کار خدمات سرانجام دینے کے حوالے سے ایک ٹیم کی صورت میں پروان چڑھائیں اور دوسری طرف ان کی بین الاشخاصی استعداد تنظیم کی موثریت میں اضافے کا سبب بنے۔ اسی طرح تنظیموں کی مخصوص صورت حالوں کی مناسبت سے قیادت کی تربیات بھی فراہم کی جاتی ہیں جن میں مینجروں اور سپروائیزروں کی تربیات خاص طور پر اہم ہیں۔

فنی معاشرتی یا ساختی حوالے سے بہتری کے اقدامات

(Improving the Sociotechnical or Structural Aspects)

تنظیموں کی موثریت کو بہتر بنانے کے لئے فنی معاشرتی اور ساختی تبدیلیاں اس طرح پیدا کی جاتی ہیں کہ یا تو تنظیموں کے فنی اور غیر فنی امور میں ایسی تبدیلیاں پیدا کی جاتی ہیں کہ جن کی مدد سے

تنظیموں کی موثریت میں اضافہ ممکن ہو سکے یا تنظیموں کی مجموعی ساخت میں ایسی تبدیلیاں لائی جاتی ہیں جو کہ تنظیموں کی موثریت میں اضافے کا سبب بن سکیں۔ فنی معاشرتی یا ساختی تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے ایسے جامع لائحہ اعمال مرتب کئے جاتے ہیں جن کی مدد سے تنظیموں کی موثریت میں تیز رفتاری سے اضافہ کیا جاتا ہے۔

فنی معاشرتی تبدیلیاں پیدا کرنے کے حوالے سے نہ صرف جدید ٹیکنالوجی سے متعلق نئے سازوسامان کی تنصیب کا اقدام سرانجام دیا جاتا ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ کئی ایک معاشرتی تبدیلیاں بھی پیدا کی جاتی ہیں۔ ان معاشرتی تبدیلیوں میں گروہی اعمال کو بہتر بنانے' کارخدمت کی توسیع (Job Enlargement)' کارخدمت کی آراستگی (Job Enrichment) اور جزا کے نظام کو موثر بنانے جیسے اقدامات شامل ہیں۔ فنی معاشرتی تبدیلیوں کے پس منظر میں چھوٹے گروہوں کے گروہی اعمال میں اس طرح تبدیلیاں پیدا کی جاتی ہیں کہ چھوٹے گروہوں کے اراکین کی ذاتی اور معاشرتی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے انہیں مشترکہ کارخدمات سونپے جاتے ہیں اور گروہ کے اراکین باہمی اشتراک سے وہ کارخدمات سرانجام دیتے ہیں اور جزا یا معاوضہ بھی گروہی بنیادوں پر وصول کرتے ہیں۔ کارخدمت کی توسیع کے سلسلے میں ایسے لائحہ اعمال مرتب کئے جاتے ہیں جن کے ذریعے کارکنان کے کارخدمات میں ایسی سرگرمیاں شامل کی جاتی ہیں جن سے کارکنان میں اپنے کارخدمات کے بارے میں تنوع اور ذمہ داری کے احساسات پیدا ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک صنعتی تنظیم میں ایک کارکن ایک مشین کی اسمبلنگ (جڑاؤ) کا کام کرتا ہے' کارخدمت کی توسیع کے سلسلے میں اسے ایک ساتھی کارکن مدد کے لئے فراہم کیا جاتا ہے' اور ان دونوں کو یہ اجازت دی جاتی ہے کہ وہ اپنا کام سرانجام دینے کے حوالے سے ایسے فیصلے کر سکتے ہیں جن کی مدد سے ان کا کام ان کے لئے زیادہ دلچسپ ہو جائے۔ کارخدمت کی آراستگی کے حوالے سے کارکنوں کو اس بات کی بھی اجازت دی جاتی ہے کہ وہ تنظیم کی سطح کے حوالے سے ایسے فیصلوں کے کرنے میں اشتراک کر سکتے ہیں جن کی مدد سے ان کے کارخدمات کی انجام دہی میں ان کی آراء کو بھی دخل ہو۔ مثال کے طور پر مندرجہ بالا مثال کے تحت مشین کی اسمبلنگ کا کام کرنے والے کارکنوں سے اس کام میں استعمال ہونے والے میٹیریل کی کوالٹی کے بارے میں رائے دریافت کی جاتی ہے اور ان کی آراء کے تحت میٹیریل کی کوالٹی میں تبدیلیاں لائی جاتی ہیں۔ جزا کے نظام کو موثر بنانے کے سلسلے میں تنظیم کے اراکین کی تنخواہوں اور جزاؤں کے ساتھ ساتھ یہ اقدام کیا جاتا ہے کہ تنظیم کے اراکین کو تنظیم کے منافع میں بھی حصہ دار بنایا جاتا ہے اور اس کے لئے تنظیم کے سالانہ منافع میں

سے کچھ حصہ تنظیم کے اراکین کے لئے وقف کر دیا جاتا ہے۔ کئی ایک تحقیقات کی مدد سے یہ ثابت ہوا ہے کہ فنی معاشرتی پہلوؤں کے حوالے سے تنظیم کی موثریت کے لئے کئے گئے اقدامات سے نہ صرف تنظیم کے اراکین کی طمانیت میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ وہ بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور تنظیم کی موثریت بڑھ جاتی ہے۔ تاہم فنی معاشرتی پہلوؤں کے حوالے سے لائی جانے والی تبدیلیاں صنعتی اور منافع کمانے والی تنظیموں میں زیادہ بار آور ثابت ہوتی ہیں۔

تنظیموں کی موثریت کو بہتر بنانے کے سلسلے میں تنظیموں کی مجموعی ساخت میں بھی تبدیلیاں پیدا کی جاتی ہیں۔ اس سلسلے میں سکانلان پلان (Scanlon Plan 1974ء) کے تحت یورپ اور امریکہ میں کئے گئے اقدامات کے مفید نتائج بر آمد ہوئے ہیں۔ اس پلان کے تحت تنظیموں کی مجموعی ساخت میں ایسی تبدیلیاں پیدا کی جاتی ہیں جن کی مدد سے تنظیموں میں صنعتی جمہوریت کی فضا قائم ہو۔ اس کے لئے تنظیموں کے اراکین کو تنظیموں کے معاملات چلانے میں زیادہ سے زیادہ اشتراک کے مواقع فراہم کئے جاتے ہیں' انہیں مختلف قسم کے فیصلے کرنے کے عمل میں شامل کیا جاتا ہے' ان کے کارخدمات کو ان کی مرضی کے مطابق تبدیلیاں لا کر ان کے لئے اطمینان بخش بنایا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ تنظیم کی جزا اور منصب کی ساختوں کے حوالے سے معاونتی (Cooperative) ساختوں کی تشکیل کی جاتی ہے۔ سکانلان پلان کے تحت تنظیموں کی مجموعی ساخت میں کی جانے والی تبدیلیاں تمام قسم کی تنظیموں کی موثریت میں اضافہ کرتی ہیں۔

پندرھواں باب

تعلیم کی معاشرتی نفسیات

1۔ تعارف
2۔ تعلیم کی معاشرتی نفسیات کی ماہیت
3۔ تعلیمی عمل اور تعلیم کی معاشرتی نفسیات
4۔ تعلیم کے حاصلات کو بہتر بنانا

تعارف

ہم اپنی زندگی کا ایک طویل عرصہ تعلیم حاصل کرتے ہوئے گزارتے ہیں۔ پانچ یا چھ سال کی عمر سے بھی پہلے سے لے کر بائیس یا چوبیس سال کی عمر تک ہم سکول، کالج اور یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اس عرصے کے دوران ہماری وہ زندگی جو کہ جاگنے میں گزرتی ہے، اس کا زیادہ حصہ تعلیم حاصل کرتے ہوئے گزرتا ہے۔ تعلیم حاصل کرتے ہوئے ہم مختلف اہم نوعیت کے تعلیمی اعمال میں مشغول رہتے ہیں۔ حقیقت میں ہم اپنی دنیا سے متعلق مختلف اقسام کے حقائق سیکھ رہے ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہم اپنی ثقافت کی قدروں اور کارمنصبوں کے بارے میں بھی تہذیب یافتہ ہو رہے ہوتے ہیں۔ اس عرصے کے دوران میں ہم اپنی زندگی کو بہت زیادہ متاثر کرنے والے اہم لوگوں یعنی اپنے اساتذہ اور ہمجولی گروہوں کے ساتھ تعامل کر رہے ہوتے ہیں۔ ہمارا اپنے اساتذہ کے ساتھ تعامل بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہوتا ہے جو کہ ہمارے مستقبل پر دور رس نتائج مرتب کرتا ہے۔ ہم اپنے ہمجولی گروہوں سے بین الاشخاصی تعلقات قائم کرتے ہیں اور ان گروہوں کے رکن ہونے کے ناطے ہماری زندگی پر بہت گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ مزید یہ کہ تعلیم حاصل کرنے کے عرصہ کے دوران ہم کئی مختلف اقسام کی تنظیموں کی رکنیت حاصل کرتے ہیں اور ہمارے ان تنظیموں کے رکن ہونے کی حیثیت سے تجربات بھی ہماری آئندہ زندگی کے لئے بہت زیادہ اہم ہوتے ہیں۔ مختصراً یہ کہ ہمارا تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کرنے کا تجربہ حرکیاتی نوعیت کا ہوتا ہے اور اس کے اثرات ہمارے مستقبل کو تشکیل کرنے میں بڑے گہرے مرتب ہوتے ہیں۔

تعلیمی اداروں کے معاشرتی تعامل کی اہمیت کے پیش نظر اطلاقی معاشرتی نفسیات دان تعلیم حاصل کرنے کے عمل کا خاص طور پر مطالعہ کرتے ہیں۔ اطلاقی معاشرتی نفسیات دانوں کی تعلیم کے شعبہ میں گہری دلچسپی کا آغاز 1970ء کے عشرے کی ابتدا سے ہوا۔ اس سے پیشتر معاشرتی نفسیات میں جو تعلیم کے حوالے سے کام کیا گیا وہ زیادہ تر تعلیم اور معاشرتی نفسیات کے تعلق کے بارے میں ہے۔ ستر کے عشرے کی ابتدا سے تعلیم کے شعبہ میں پائے جانے والے معاشرتی اعمال اور معاشرتی ساختوں کا مطالعہ کرنے پر خاص طور پر زور دیا گیا۔ اطلاقی معاشرتی نفسیات دانوں نے تعلیم کی معاشرتی نفسیات کے موضوع کے تحت تعلیمی عمل کا معاشرتی نفسیات کے حوالے سے تجزیہ

پیش کیا اور تعلیمی عمل کے معاشرتی عوامل کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کی بہتری کے لئے اقدامات کرنے پر زور دیا۔ اس طرح آج اطلاقی معاشرتی نفسیات دان تعلیم کے شعبہ کے لئے اپنے نظریات اور تحقیقات کی بنیاد پر مفید کردار سرانجام دے رہے ہیں۔

تعلیم کی معاشرتی نفسیات کی ماہیّت

(The Nature of Social Psychology of Education)

تعلیم کی معاشرتی نفسیات تعلیم کے شعبہ کو ایک معاشرتی نظام سمجھتی ہے۔ تعلیم کے شعبہ کو ایک ایسا معاشرتی نظام قرار دیا جاتا ہے جس میں کئی طرح کے معاشرتی اعمال اور معاشرتی سانحیں قوع پذیر ہوتی ہیں۔ اس نظام میں انسانی معاشرتی کردار ان مخصوص خصائص کی بنیاد پر واقع ہوتا ہے جو کہ اس معاشرتی نظام سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس معاشرتی نظام میں بین الاشخاصی کردار اور گروہی کردار کے پہلو سب سے نمایاں ہیں۔ اس طرح ماہیت کے اعتبار سے تعلیم کی معاشرتی نفسیات تعلیم کے شعبہ کو ایک معاشرتی نظام سمجھتے ہوئے اس میں واقع ہونے والے بین الاشخاصی کردار اور گروہی کردار پر اپنی توجہ مرکوز کرتی ہے اور بحیثیت اطلاقی علم اپنے نظریات اور تحقیقات کی بنیاد پر ایسے اقدامات تجویز کرتی ہے جن کی مدد سے اس معاشرتی نظام کی بہتری اور ترقی ممکن ہو سکے۔

تعلیم کی معاشرتی نفسیات کی ماہیت کو بہتر طور پر تعلیم کے شعبہ کے معاشرتی نظام کا مختلف سطحوں کے حوالے سے تجزیہ کر کے سمجھا جا سکتا ہے۔ یعنی فرد کی سطح، بین الاشخاصی سطح، تنظیمی سطح اور معاشرے کی سطح اس معاشرتی نظام کے اہم حصے ہیں۔ اور اطلاقی معاشرتی نفسیات دان تعلیم کے شعبہ کے معاشرتی نظام کا ان مختلف سطحوں کے حوالے سے تجزیہ کرتے ہوئے تعلیم کی معاشرتی نفسیات کے امور اور دائرہ کار کا تعین کرتے ہیں۔ یہ تجزیہ مندرجہ ذیل ہے:

فرد کی سطح کے حوالے سے تعلیمی نفسیات (Educational Psychology) کے میدان کو اہم سمجھا جاتا ہے۔ اس میں تعلیم کے نظام کو فرد کی سطح کے حوالے سے زیر بحث لایا جاتا ہے۔ تعلیمی نفسیات میں تعلیم کے عمل میں معلم (Teacher) اور متعلم (Student) کے موزوں خصائص، بہتر تعلیمی ماحول کے خصائص اور موزوں ترین آموزشی اعمال جیسے موضوعات کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔

بین الاشخاصی سطح کا تعلق خالصتاً تعلیم کی معاشرتی نفسیات سے ہے۔ اس سطح کے حوالے سے معلم اور متعلم کے تعلقات کی نوعیت' ان کی ایک دوسرے کے کرداروں کے بارے میں توقعات اور ان کے معاشرتی تعامل کی کیفیات تعلیم کی معاشرتی نفسیات کے مطالعہ کے اہم موضوعات ہیں۔

گروہ کی سطح بھی تعلیم کی معاشرتی نفسیات کے لئے بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔ ایک کلاس روم کا کلاس روم گروہ کی حیثیت سے مطالعہ کیا جاتا ہے اور کلاس روم گروہ کے افعال کو سمجھنے کے لئے گروہی حرکیات کے اصولوں کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں قیادت کے پہلو کو خاص طور پر اہمیت دی جاتی ہے جو کہ کلاس روم گروہ کے افعال کو شدت سے متاثر کرتا ہے۔ اسی طرح تعلیمی صورت حال (Educational Setting) کے حوالے سے بین الگروہی رد اعمال کا مطالعہ کیا جاتا ہے جو کہ تعلیمی صورتحال میں گہرے اثرات کے حامل ہوتے ہیں۔

تنظیمی سطح کے حوالے سے تعلیمی اداروں کو مختلف تنظیمیں قرار دیا جاتا ہے' جہاں منتظمین منتظمانہ طریقے کار استعمال میں لاتے ہوئے ان تنظیموں کے اعمال کو جاری و ساری رکھتے ہیں۔ تعلیمی اداروں کو تنظیموں کی حیثیت سے سمجھنا تعلیم کی معاشرتی نفسیات کے ماہرین کی اس اعتبار سے بھی مدد کرتا ہے کہ وہ مفید تعلیمی تبدیلیاں پیدا کرنے کے لئے تعلیمی اداروں کے منتظمانہ پہلوؤں کو بروئے کار لاسکیں۔

معاشرے کی سطح کے حوالے سے یہ نقطۂ نظر اپنایا جاتا ہے کہ کسی معاشرے کے موزوں اعمال کے لئے اس معاشرے میں تعلیمی اعمال کا موزوں بنیادوں پر استوار ہونا نہایت ضروری ہے۔ اس طرح تعلیم کی معاشرتی نفسیات کے ماہرین تعلیمی اعمال کو موزوں بنیادوں پر استوار کرنے کا بیڑہ معاشرے کی سطح کے حوالے سے اٹھاتے ہیں۔ تاکہ وہ ایک طرف تو معاشرتی نفسیات کے اصولوں کو بروئے کار لاتے ہوئے تعلیمی اعمال کی بہتری کے لئے اقدامات کر سکیں اور دوسری طرف اطلاقی معاشرتی نفسیات دان کی حیثیت سے معاشرے کے معاشرتی اعمال کو موزوں بنیادوں پر استوار کر سکیں۔

اس طرح تعلیمی نظام کا مختلف سطحوں کے حوالے سے مندرجہ بالا معاشرتی تجزیہ یہ سمجھنے میں ہماری مدد کرتا ہے کہ تعلیم کی معاشرتی نفسیات کے تحت تعلیم کے شعبہ کے معاشرتی پہلوؤں پر زور دیا جاتا ہے اور ایسے اقدامات کئے جاتے ہیں کہ جن کی مدد سے تعلیمی اعمال کے معاشرتی پہلوؤں کی

وساطت سے تعلیمی اعمال کی بہتری اور ترقی کی جا سکے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ معاشرے کی بھلائی اور ترقی ممکن ہو سکے۔

تعلیمی عمل اور تعلیم کی معاشرتی نفسیات

(Educational Process and Social Psychology of Education)

جیسا کہ یہ بات واضح ہے کہ تعلیم کی معاشرتی نفسیات کا تعلیمی عمل کے بارے میں اپنا ایک نقطۂ نظر ہے، تعلیم کی معاشرتی نفسیات کے ماہرین تعلیمی عمل کے بارے میں سمجھ بوجھ اور فہم و بصیرت کردار ادا کرنے کے نظریئے یا کار منصبی کے نظریئے (Role Theory) اور تعامل کے تجزیہ کے طریقے (Interaction Analysis Method) کا اطلاق کرتے ہوئے حاصل کرتے ہیں۔ (کردار ادا کرنے کے نظریہ کو ہم پہلے باب میں معاشرتی نفسیات کے نظریات کے عنوان کے تحت زیر بحث لا چکے ہیں اور تعامل کے تجزیہ کے طریقہ کو دوسرے باب میں منظم مشاہدہ کرنے کے طریقوں کے عنوان کے تحت بیان کیا گیا ہے۔)

کردار ادا کرنے کا نظریہ (Role Theory)

کردار ادا کرنے کے نظریئے کا دائرہ کار اس لحاظ سے منفرد ہے کہ یہ نظریہ اس بات کی وضاحت پیش کرتا ہے کہ مختلف معاشرتی صورت حالوں میں مختلف شخصیات کے اعمال دوسروں کی توقعات اور اپنی ذمہ داریوں کے تحت کس طرح متعین ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے تعلیمی صورت حالوں کو اس نظریئے کا اطلاق کرکے بہتر طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔ کیونکہ ان صورت حالوں میں ایک محدود تعداد میں کردار اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ ان کرداروں میں معلمین اور متعلمین کے کردار سب سے اہم ہیں۔

تعلیمی صورت حالوں میں معلم جو کردار ادا کرتا ہے وہ کئی دوسرے کرداروں یعنی منتظمین، دوسرے معلمین اور متعلمین کے والدین کی توقعات کا متقاضی ہونے کے ساتھ ساتھ معلم کے اپنے عقائد کا بھی متقاضی ہوتا ہے۔ معلم کے کردار سے منسوب کی جانے والی یہ مختلف اقسام کی توقعات معلم کے کردار ادا کرنے کے حوالے سے اس کے لئے کشمکش پیدا کرنے کا پیش خیمہ ہو سکتی ہیں۔ معلم کے کردار کی کشمکش کا مطالعہ تعلیم کی معاشرتی نفسیات کے لئے ایک اہم موضوع ہے۔

متعلمین کے والدین معلم کے کردار ادا کرنے کے حوالے سے نظم و ضبط کے پہلوؤں کے متقاضی ہوتے ہیں۔ متعلمین یہ توقع کرتے ہیں کہ ان کا استاد ان کی نگرانی پر کم وقت صرف کرے اور زیادہ وقت دوسری مصروفیات یعنی امتحانی پرچوں کی جانچ پڑتال کرتے ہوئے اور دوسرے اساتذہ کے ساتھ گپ شپ لگاتے ہوئے صرف کرے۔ منتظمین جو کہ خود بھی معلم کا کردار ادا کر چکے ہوتے ہیں وہ یہ توقع کرتے ہیں کہ معلم اپنا کردار اس طرح ادا کرے کہ جس طرح وہ بحیثیت معلم ادا کر چکے ہیں۔ معلم کے کردار ادا کرنے سے متعلق متعلمین کی توقعات اس کے کردار کو زیادہ متاثر نہیں کرتیں۔ کیونکہ اکثر تعلیمی صورتحالوں میں معلمین کے منصب کو متعلمین کو کنٹرول کرنے کے حوالے سے مطلق برتری حاصل ہوتی ہے اور متعلمین معلمین کے کردار کو بہت کم متاثر کر سکتے ہیں۔ تاہم معلم ان حالات میں اپنا کردار ادا کرتے ہوئے ذہنی تناؤ اور ظاہری مخاصمت (Overt Hostility) کا مظاہرہ کرتا ہے جب متعلمین اعلیٰ منصبوں کی اشیرباد حاصل کرتے ہوئے معلم کے کردار کو متاثر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس طرح ایک تعلیمی صورت حال میں معلم کا کردار ادا کرنا نوعیت کے اعتبار سے کشمکشانہ خصائص کا حامل ہوتا ہے۔

تعلیمی صورت حالوں میں متعلم کے کردار ادا کرنے کے حوالے سے معلم کی توقعات خاص طور پر اہم حیثیت رکھتی ہیں۔ معلم کو اپنے منصب کے حوالے سے متعلمین پر مطلق برتری حاصل ہوتی ہے اور وہ سزا اور جزا کے طریقے کاروں کو استعمال میں لاتے ہوئے متعلمین کے کردار کو کنٹرول کرتا ہے۔ اس طرح معلم کی متعلمین کے کردار ادا کرنے کے بارے میں توقعات ان کی کارکردگی کو بڑی شدت سے انفرادی طور پر اور گروہی طور پر متاثر کرتی ہیں۔ کئی ایک مطالعات میں یہ دیکھا گیا ہے کہ وہ متعلمین جن کے بارے میں معلم کی مثبت توقعات ہوتی ہیں وہ تعلیمی تحصیلات (Academic Achievements) کا بہتر طور پر مظاہرہ کرتے ہیں اور معلمین انہیں پسند کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں یہ تاثر موجود ہوتا ہے کہ وہ تعلیمی امور میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں اور تعلیمی صورت حالوں میں بہتر مطابقت اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اس سلسلے میں کوپر (Cooper 1979ء) کے ایک مطالعہ کے نتائج کے مطابق وہ متعلمین جن کے کردار ادا کرنے کے بارے میں معلمین کمتر توقعات اپناتے ہیں، انہیں اپنے معلمین کے ساتھ تعامل میں زیادہ تنقید کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور یہ تنقید بھی جانبدارانہ نوعیت کی ہوتی ہے۔ اس کے برعکس وہ متعلمین جن کے کردار ادا کرنے کے بارے میں معلمین اعلیٰ توقعات اپناتے ہیں انہیں اپنے معلمین کے ساتھ تعامل میں تعمیری تنقید اور تعریف و سند حاصل ہوتی ہے۔ جب معلم کی کلاس روم گروہ کے متعلمین کے بارے میں اختلافی

نوعیت کی توقعات ہوتی ہیں تو یہ دیکھا گیا ہے کہ کلاس روم گروہ کی تعلیمی ادارے کی سطح پر کارکردگی پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

کردار ادا کرنے کے نظریہ کا تعلیمی عمل پر اطلاق اس لحاظ سے اہم ہے کہ یہ نظریہ ایک طرف تو تعلیمی عمل کا تجزیہ مختلف ادا کئے جانے والے کرداروں اور ان سے وابستہ کی جانے والی توقعات کے حوالے سے کرتا ہے اور دوسری طرف اس بات کی بھی نشاندہی کرتا ہے کہ ان ادا کئے جانے والے کرداروں کے کردار اور ان سے وابستہ کی جانے والی توقعات کو کس طرح تبدیل کیا جا سکتا ہے اور تدریسی اور آموزشی عمل کو بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر برونی اور گڈ (Brophy and Good 1974ء) کی معلم اور متعلمین کے تعلقات پر تحقیقات کے نتائج کے مطابق جب کئی معلمین پر ان کی مختلف متعلمین کے بارے میں کمتر توقعات واضح کی گئیں تو انھوں نے ان متعلمین کے ساتھ اپنے رابطوں پر نظر ثانی کی اور متعلمین کی کارکردگی میں بہتری پیدا ہوئی۔

تعلیم کی معاشرتی نفسیات کے ماہرین کلاس روم میں معلم اور متعلم کے کردار کو کردار ادا کرنے کے نظریئے کے حوالے سے بیان کرتے ہوئے اس کا تجزیہ تعامل کے عمل کے تجزیہ کے طریقہ کی مدد سے کرتے ہیں۔ یعنی یہ تجزیہ کیا جاتا ہے کہ حقیقی صورت حال کے حوالے سے مختلف ادا کئے جانے والے کردار کس طرح تفویض ہوتے ہیں اور وہ کس طرح تعلیمی عمل کو متاثر کرتے ہیں؟ اس کی وضاحت تعامل کے عمل کے تجزیہ کا طریقہ استعمال کرتے ہوئے بیان کی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں بیلز کے تعامل کے عمل کے تجزیہ کے طریقے میں تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے ایسی رمز بندیاں بنائی گئی ہیں جن کی مدد سے کلاس روم کے اندر معلم اور متعلم کے لفظی اور غیر لفظی کرداروں کی زمرہ بندیاں کرتے ہوئے ان کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔

تعامل کا تجزیہ (Interaction Analysis)

فلانڈرز (Flanders 1970ء) کا تعامل کے تجزیہ کا طریقہ معلم کے کردار کے تجزیئے کے حوالے سے اہم حیثیت کا حامل ہے اور اسے ایک معتبر طریقہ سمجھا جاتا ہے۔ اس طریقے کو کئی ایک مقاصد پیش نظر رکھتے ہوئے استعمال میں لایا گیا ہے۔ ان مقاصد میں معلم کے کردار کو بہتر طور پر سمجھنا، معلم کے طریقہ ء تدریس کو بہتر بنانا، مستقبل میں معلمین کو بہتر تربیت فراہم کرنا اور تعلیمی حاصلات کے بارے میں پیشین گوئی کرنا جیسے مقاصد شامل ہیں۔ اس طریقے کے دو زمروں کو وضاحت کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے جن کی مدد سے معلم کی متعلمین پر بلاواسطہ اور بالواسطہ اثر

انداز ہونے کی کوششوں کا تجزیہ کیا جا سکتا ہے۔

معلم کے متعلمین پر بلاواسطہ اثر انداز ہونے کی کوششوں کا تجزیہ اس طرح کے کرداروں کا تجزیہ کرتے ہوئے کیا جاتا ہے کہ وہ لیکچر دینے پر کس حد تک انحصار کرتا ہے' یعنی وہ تدریسی موضوع کو مدنظر رکھتے ہوئے کس قدر اور کس حد تک حقائق اور تشریحات فراہم کرتا ہے۔ وہ ناقدانہ ابلاغ کا اظہار کس حد تک کرتا ہے' یعنی وہ ایسے بیانات کا اظہار کس قدر اور کس حد تک کرتا ہے جن کے ذریعے وہ متعلمین کے ناقابل قبول کرداروں کو قابل قبول بنانا چاہتا ہے۔ نیز اس کے ابلاغ میں رہنمائی اور احکامات کس حد تک ہوتے ہیں' یعنی ایسی ہدایات جن کی بجا آوری متعلمین کے لئے لازمی ہوتی ہے۔

معلم کی متعلمین پر بالواسطہ اثر انداز ہونے کی کوششوں کا تجزیہ اس طرح کے کرداروں کا تجزیہ کرتے ہوئے کیا جاتا ہے کہ وہ متعلمین کے ابلاغ پر جو ردِ اعمال پیش کرتا ہے ان کے تحت وہ متعلمین کے خیالات اور احساسات کو کس حد تک قبول کرتا ہے' یعنی وہ ایک رویے یا سوال کی وضاحت کرنے میں ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کرتا ہے یا نہیں کرتا۔ اور وہ تعریف و سند اور حوصلہ افزائی کو کس قدر استعمال کرتا ہے' یعنی وہ متعلمین کے مثبت کردار اور اعمال پیش کرنے پر تعریف و سند اور حوصلہ افزائی کا اظہار کرنے میں ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کرتا ہے یا نہیں کرتا۔

فلانڈرز کے تعامل کے تجزیہ کے طریقے کے مندرجہ بالا دو زمروں کی وضاحت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تعامل کے تجزیہ کا یہ نظام مطلق العنان بمقابلہ جمہوری طرز قیادت کا تجزیہ کرنے کے ساتھ ساتھ ہدایتی بمقابلہ غیر ہدایتی تعلقات کی وضاحت بھی پیش کرتا ہے۔ فلانڈرز معلم کے عمومی کردار کو منفی سمجھتا ہے۔ اس کے مطابق کلاس روم کے اندر معلمین اس سے زیادہ بات کرتے ہیں جتنی کہ مجموعی طور پر متعلمین کرتے ہیں۔ عام طور پر متعلمین کے خیالات اور احساسات کو نظر انداز کیا جاتا ہے اور معلمین کلاس روم کے تعامل کی ساخت اور اعمال کو مکمل طور پر کنٹرول کرتے ہیں۔ اکثر کلاس روموں میں ایسی تدریسی سرگرمیاں ہوتی ہیں جو کہ متعلمین کے ذہن میں نئے نئے خیالات اجاگر کرنے کے برخلاف ہوتی ہیں اور متعلمین ایسی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ تاہم اس کے برعکس کئی معلمین متعلمین کے خیالات کو قابل اہمیت سمجھتے ہوئے ان پر بھرپور توجہ دیتے ہیں اور ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ وہ اپنے ذہن میں پیدا ہونے والے ہر خیال کا بلاچون و چرا اظہار کرسکتے ہیں اور اسے زیر بحث لاسکتے ہیں۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ ایسے کلاس روموں

کے متعلمین کی تعلیمی تحصیلات دوسروں سے بڑھ کر ہوتی ہیں اور ان متعلمین کا اپنے ادارے کے بارے میں رویہ زیادہ مثبت ہوتا ہے۔

فلانڈرز یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ زیادہ تر متعلمین کلاس روم کے اندر جن واقعات کا تجزیہ کرتے ہیں وہ معاشرے کی تعلیمی نظام کے بارے میں توقعات کے برخلاف ہوتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں ایک جمہوری معاشرہ اپنے اراکین سے یہ توقع کرتا ہے کہ وہ آزادی سے اپنے خیالات اور احساسات کا اظہار کریں اور اپنی ذمہ داریوں کو قبول کریں۔ اس کے برعکس اکثر متعلمین کا کلاس روم میں کردار انفعالی نوعیت کا اور بے وقعت ہوتا ہے۔ فلانڈرز کے خیال میں تعلیم کی معاشرتی نفسیات کو ایسے مسائل پر خاص طور پر توجہ دینی چاہئے جو کہ تعلیمی نظام میں نظرانداز کئے جا رہے ہیں۔

تاہم فلانڈرز خوش امیدانہ رویہ اپناتے ہوئے اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ معلمین کو ایسی تربیت بہم پہنچائی جا سکتی ہے جس کی مدد سے ان کا تدریسی کردار زیادہ مثبت اور موثر ہو سکتا ہے۔ اس سلسلے میں فلانڈرز ایک تربیتی پروگرام تجویز کرتا ہے جس کے تحت معلمین کو یہ موقع فراہم کیا جاتا ہے کہ وہ تعامل کا طریقہ استعمال میں لاتے ہوئے کلاس روم کے تعامل کا مطالعہ کریں اور اپنے کردار میں تبدیلیاں پیدا کریں۔ اس پروگرام کے تحت معلمین دو دو کے جوڑوں میں چار یا آٹھ معلمین کی ایک ٹیم کی صورت میں کام کرتے ہیں۔ کلاس روم کے تعامل کے بارے میں یہ نظریہ اپنایا جاتا ہے کہ کلاس روم کا تعامل وقوفی اور احساساتی ابزا کا حامل ہوتا ہے اور اس پروگرام کی تربیت کی مدد سے ان دونوں اجزا کے حوالے سے معلمین کے کردار میں موثر تبدیلیاں پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ پروگرام پانچ مراحل پر مشتمل ہوتا ہے۔ پہلے مرحلے میں ہر جوڑے کا معلم دوسرے معلم کے ساتھ کلاس روم کے تعامل کے متعلمین کے ایسے کرداروں کو زیر بحث لاتا ہے جو کہ وہ تعامل کے تجزیہ کے طریقے کی مدد سے جان چکا ہوتا ہے۔ عموماً یہ کردار متعلمین کے تعلیمی محرک کے بارے میں، تدریسی عمل میں اشتراک کے بارے میں، کسی بات پر اظہار خیال کرنے کے اختیار کے بار میں یا ذمہ داری قبول کرنے کے بارے میں ہوتے ہیں۔ دوسرے مرحلے میں ہر معلم دوسرے معلم کی اس سلسلے میں مدد کرتا ہے کہ وہ معلم کے ایسے کرداروں کی نشاندہی کرے جو کہ پروگرام کے نظریہ اور تحقیق کے مطابق موزوں ترین ہیں۔ مثال کے طور پر یہ کہ متعلمین کو رائے دینے کی آزادی ہونی چاہئے یا متعلمین کی یہ حوصلہ افزائی کی جانی چاہئے کہ وہ اپنے خیالات اور احساسات کا اظہار بلا جھجک کر سکیں۔ تیسرے مرحلے میں معلمین کو مصنوعی ماحول میں موزوں

ترین کرداروں کے حوالے سے مشق کروائی جاتی ہے اور تعامل کے تجزیہ کے طریقے کی مدد سے ہر معلم دوسرے معلم کے کرداروں کا ریکارڈ مرتب کرتا ہے اور رمز بندی کرتا ہے' اور بعد میں واضح ہونے والی خامیوں اور کمیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے دوبارہ مشق کی جاتی ہے۔ چوتھے مرحلے میں حاصل کی گئی تربیت کی آزمائش کے لئے معلم کا کردار حقیقی کلاس روم میں تعامل کرتے ہوئے ریکارڈ کیا جاتا ہے اور اس کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔ اس مرحلے میں اگر معلم حاصل کی گئی تربیت کے مطابق کردار پیش کرتا ہے تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس کی تربیت مکمل ہو چکی ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو پانچویں مرحلے میں معلم کی تربیت از سر نو کی جاتی ہے۔

تعلیم کی معاشرتی نفسیات کے ماہرین کے مطابق یہ تربیتی پروگرام جس میں ایک طرف تو تجربے کی بنیاد پر آموزش حاصل کرنے کا عمل کارفرما ہے اور دوسری طرف تعامل کے تجزیہ کی منظم ٹیکنالوجی شامل ہے' متعلمین کی تربیت کے لئے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اس پروگرام کے ساتھ ساتھ اور دوسرے تربیتی پروگرام جو کہ تعلیم کی معاشرتی نفسیات کے ماہرین تخلیق کر چکے ہیں' معلمین کو تربیت فراہم کرنے کے لئے ضروری سمجھے جاتے ہیں۔ یہ تجویز کیا جاتا ہے کہ ان پروگراموں کے تحت نہ صرف تعلیم کے شعبے سے وابستہ معلمین کی تربیت کی جانی چاہئے بلکہ بحیثیت معلم تربیت کے مراحل سے گزرنے والے معلمین کی بھی تربیت کی جانی چاہئے۔

تعلیم کے حاصلات کو بہتر بنانا

(Improving the Outcomes of Education)

مندرجہ بالا بحث سے یہ بات ظاہر ہے کہ معلمین اور متعلمین کے کلاس روموں کے تعامل میں کئی ایک خامیاں پائی جاتی ہیں اور یہ ایسی خامیاں ہیں جو کہ متعلمین کی آزادانہ سوچنے کی اہلیت اور ان کی تعلیمی تحصیلات میں رکاوٹیں پیدا کرتی ہیں۔ کئی ایک ناقدین تعلیمی نظام پر ان خامیوں کے حوالے سے سخت تنقید کرتے ہیں اور ان ناقدین میں کئی ایک تجربہ کار معلمین بھی شامل ہیں۔ مثال کے طور پر ایک مشہور تجربہ کار معلم جوہن ہالٹ (John Holt 1976ء) اپنی مشہور کتاب "بچے کیسے فیل ہوتے ہیں" میں ان روایتی تدریسی طریقے کاروں کی وضاحت کرتا ہے جو کہ متعلمین کی حقیقی آموزش میں حائل ہوتے ہیں۔ ہالٹ اس بات کا تذکرہ کرتا ہے کہ کس طرح تعلیمی ادارے ذہین بچوں کی آموزشی اور ذہانتی نشوونما کو تباہ کرتے ہیں۔ اس کے مطابق معلمین متعلمین پر ضرورت سے زیادہ کنٹرول حاصل کرتے ہیں' انہیں غلطیاں کرنے سے محفوظ رکھنے کے لئے خوف

زدہ کرتے ہیں اور ان پر فیل ہونے کا خوف طاری کر کے ان کی قابلیتوں پر منفی اثرات مرتب کرتے ہیں۔ ان باتوں سے متعلمین کا تجسس کا محرک بری طرح متاثر ہوتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو بے اختیار اور معلمین کے رحم و کرم پر سمجھتے ہیں۔ یوں ان کی اس قابلیت کی نشوونما رک جاتی ہے کہ تجربے سے سیکھنا ہی تدریسی نشوونما کی اساس ہے۔ بچوں میں فیل ہونے کا خوف اس لئے پیدا کیا جاتا ہے تاکہ انہیں نظم و ضبط سے رکھا جا سکے۔ تحقیقات کی مدد سے یہ دیکھا گیا ہے کہ اکثر کلاس روموں میں یہ عنصر بہت زیادہ موجود ہوتا ہے۔

اس قسم کی وجوہات کے حوالے سے کئی ایک دوسرے ناقدین بھی موجودہ تعلیمی نظام پر سخت تنقید کرتے ہیں اور یہ تجویز کیا جاتا ہے کہ بچوں کے حقیقی آموزش حاصل کرنے کے عمل کے لئے متبادل انتظامات کئے جانے چاہئیں۔ موجودہ تعلیمی نظام پر اس قسم کی تمام تنقید میں جو بنیادی مسئلہ کارفرما ہے وہ یہ ہے کہ تعلیم کے میدان میں مثبت تبدیلیاں پیدا کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ ظاہر ہے جتنی زیادہ تنقید کی جائے گی اتنی ہی جلد تبدیلیاں پیدا ہونے کے مواقع زیادہ ہوں گے۔

اس طرح کے حالات کے تحت تعلیم کی معاشرتی نفسیات کے ماہرین موجودہ تعلیمی نظام کی حقیقت کو قبول کرتے ہیں اور اس نظام کی خامیوں کو سمجھتے ہوئے کئی ایک ایسے لائحہ اعمال پیش کئے جاتے ہیں جن کی مدد سے معلمین اور متعلمین کے لئے ان کا تعلیمی تجربہ مثبت بنیادوں پر پروان چڑھایا جا سکتا ہے اور تعلیم کے حاصلات کو بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ اس کے لئے تین سطحوں کے حوالے سے ایسے اقدامات تجویز کئے جاتے ہیں جن کی مدد سے مفید تعلیمی تغیر پیدا کیا جا سکتا ہے۔ ان سطحوں میں معلم اور متعلم کے درمیان بین الاشخاصی تعلقات کی سطح، تدریسی عمل میں گروہی طریقے کاروں کے استعمال کی سطح اور تعلیمی اداروں کی تنظیموں کی حیثیت سے موثریت بڑھانے کی سطح شامل ہیں۔ ذیل میں ان کی تفصیل پیش کی جا رہی ہے:

بین الاشخاصی تعلقات (Interpersonal Relations)

معلم اور متعلم کے تعلق کو ایک مددگارانہ تعلق سمجھا جاتا ہے۔ یعنی تدریسی عمل میں نہ تو متعلمین کو رہنمائی فراہم کی جاتی ہے اور نہ ہی ہدایات بہم پہنچائیں جاتی ہیں۔ بلکہ ان میں تحریک پیدا کی جاتی ہے کہ وہ آموزش حاصل کرنے میں خود پیش قدمی کریں اور معلم ان کے لئے آموزش کو آسان بناتا ہے۔ اس قسم کے خیالات کا اظہار سب سے پہلے کارل راجرز (Carl Rogers 1969ء) نے اپنے تدریس اور آموزش کے بارے میں معلم۔ مرکز نظریہ (Student-Centered Theory) کے

تحت کیا۔ اس کے مطابق آموزش حاصل کرنے میں آزادی دینا معلم اور متعلم کے مددگارانہ تعلق کی بنیادی خصوصیت ہے اور اس کے ذریعے یہ مددگارانہ تعلق زیادہ موثر ثابت ہوتا ہے۔ ایک معلم جو کہ اپنے آپ کو حقیقی معلم ثابت کرنا چاہتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے متعلمین کی تدریسی عمل میں حقیقی اور فعال شمولیت کو ضروری سمجھے۔ ایک معلم کا اپنے متعلمین کو سست روی سے قبول کرنا اور سردمہری سے حوصلہ افزائی کرنا معلمین کی تدریسی نشوونما پر منفی اثرات مرتب کرتا ہے۔ اس کے برعکس ایک معلم کا اپنے متعلمین کے خیالات، احساسات اور نقطہ ہائے نظر کو فعال ہو کر اہمیت دینا کلاس روم میں ایسا ماحول تشکیل کرنے کا سبب بنتا ہے جس کے تحت متعلمین خود پیش قدمی کرتے ہوئے آموزش حاصل کرتے ہیں اور ان کا آموزش حاصل کرنے کا محرک اور اس کی طمانیت مثبت طور پر پھلتی پھولتی ہے۔

راجرز تجربہ کار معلمین کے حوالے سے کئی ایک ایسی مثالیں پیش کرتا ہے جو کہ یہ ثابت کرتی ہیں کہ کس طرح معلم کے یہ تین خصائص یعنی حقیقت پسندی (Genuineness)، بے تصرفانہ گرمجوشی (Nonpossessive Warmth) اور ہم احساساتی فہم (Empathic Understanding) سکول کی سطح سے لے کر یونیورسٹی کی سطح تک تعلیم کے حاصلات کو بہتر بنا سکتے ہیں۔ اسی حوالے سے کارکھف (Carkhuff 1969ء) اور اس کے ساتھیوں کی تحقیقات کے نتائج کے مطابق معلم کے کلاس روم میں حقیقت پسندی، عزت اور ہم احساسی کے خصائص کا گہرا تعلق متعلمین کی تعلیمی تحصیلات سے ہے۔ ان حوالہ جات کی بنیاد پر تعلیم کی معاشرتی نفسیات کے ماہرین نے کئی ایک تربیتی پروگرام ترتیب دیئے ہیں۔ مثال کے طور پر تھامس گورڈون (Thomas Gordon 1974ء) نے ایک تربیتی پروگرام کے ذریعے معلمین کی بین الاشخاصی مہارتوں کو بہتر بنانے کے سلسلے میں انہیں فعال سننے اور باہم مل جل کر مسائل حال کرنے کی مہارتوں کی تربیت دی۔ یہ دیکھا گیا کہ وہ معلمین جنہوں نے یہ تربیت حاصل کی تھی ان کی بین الاشخاصی موثریت بہتر ہو گئی تھی اور وہ اپنے بارے میں اور اپنے متعلمین کے بارے میں زیادہ پر اعتماد اور مطمئن تھے۔

تدریسی عمل کے بارے میں معلم۔ مرکز نظریہ کئی خوبیوں کا حامل ہے۔ تاہم قیادت کے بارے میں موقوفیت کا نظریہ (گیارھواں باب ملاحظہ کیجئے) ہمیں اس بارے میں چوکنا کرتا ہے کہ مختلف کلاس روموں میں تدریسی عمل کو بہتر بنانے کے بارے میں مختلف قسم کی تدریسی ساختیں درکار ہو سکتی ہیں۔ کچھ کلاس روموں میں ممکن ہے کہ متعلمین کو زیادہ کنٹرول کرنے کی ضرورت پڑے۔

مثال کے طور پر ایسے کلاس روموں میں جہاں متعلمین کا محرک کمتر نوعیت کا ہوتا ہے جبکہ تفویض شدہ کام سادہ نوعیت کا ہو۔ دوسرے کلاس روم جمہوری اور معلم۔ مرکز ساختوں کے لئے موزوں ہو سکتے ہیں۔

چھوٹے گروہ کے اعمال (Small Group Processes)

اکثر کلاس روموں میں ایک چھوٹا گروہ شامل ہوتا ہے، یعنی ایک معلم اور بیس یا تیس متعلمین پر ایک کلاس روم گروہ مشتمل ہوتا ہے۔ اطلاقی معاشرتی نفسیات دان گروہی حرکات کے اصولوں کا اطلاق کلاس روم گروہوں پر کرتے ہیں۔ گروہی حرکیات کے کئی موضوعات مثلاً گروہی ابلاغ، گروہی فیصلے کرنا، گروہی معیار اور قیادت جیسے موضوعات کا کلاس روم گروہوں پر اطلاق نہایت مفید ثابت ہوا ہے۔ ان موضوعات کے تحت کلاس روم کے کردار کا مفید تجزیہ کرتے ہوئے ایسے موثر تدریسی طریقوں کی نشاندہی کی گئی ہے جن کی مدد سے تعلیم کے حاصلات کو بہتر بنایا جا سکتا ہے۔

گروہی اعمال کے حوالے سے کلاس روم گروہ کو لوگوں کا ایک ایسا گروہ سمجھا جاتا ہے جس میں گروہ کے اراکین کی مشترکہ توقعات، مترکہ معیار اور مشترکہ مقاصد ہوتے ہیں۔ سکمک (Schumuck 1979ء) اور اس کے ساتھیوں نے کلاس روم کے کردار کا گروہی اعمال کے حوالے سے تجزیہ کرتے ہوئے معلم کے لئے کئی ایک ایسے لائحہ اعمال مرتب کئے ہیں جن کا اطلاق سودمند ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر کلاس روم گروہ کے معیاروں کے حوالے سے انہوں نے اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ متعلمین کے ہمجولی گروہ کے معیار عام طور پر معلم اور ادارے کے منتظمین کے مقاصد کے برخلاف ہوتے ہیں۔ لیکن گروہی مباحثہ کے طریقوں کو استعمال کرتے ہوئے معلم اور متعلمین کے باہم مل جل کر کوششیں کرنے سے اس طرح کے معیاروں کو تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ مزید یہ کہ اس طرح کے امور میں شمولیت متعلمین میں ٹیم کی صورت میں کوششیں کرنے کا سیاق و سباق پیدا کرتی ہیں۔

سٹینفورڈ (Stanford 1977ء) کے مطابق ہر کلاس روم گروہ میں اس طرح کے گروہی خصائص نہیں پائے جاتے کہ وہ باہم مل جل کر آموزش حاصل کرنے والے گروہ کی صورت اختیار کر سکے۔ وہ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ ایسا کیوں ہوتا ہے اور کون سی قوتیں اس سلسلہ میں برسرپیکار ہوتی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ سٹینفورڈ ایسے حل بھی تجویز کرتا ہے جن کی مدد سے ایک کلاس روم گروہ گروہی بنیادوں پر آموزش حاصل کرنے والے گروہ کی صورت اختیار کر سکتا ہے۔

سٹینفورڈ کے مطابق ایک کلاس روم کے لوگ ضروری نہیں ہے کہ ایک آموزشی گروہ کی صورت اختیار کریں۔ اگر کلاس روم کے افراد ایک دوسرے کے بارے میں پرسکون حالت میں نہیں ہیں تو ان میں گروہ کی صورت میں شناخت حاصل کرنے کا احساس پیدا نہیں ہوتا۔ وہ ایک دوسرے کے ساتھ تضحیک یا پریشانی کے خوف سے تعاون کرنے سے ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ان میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے کی سرگرمیاں نمایاں ہوتی ہیں۔ جب انہیں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے کے لئے کہا جاتا ہے تو ایسی کوششیں عام طور پر غیر موثر ثابت ہوتی ہیں۔ کیونکہ ان میں آپس میں تعاون کرنے کی ضروری مہارتوں کی کمی ہوتی ہے۔

لیکن بعض کلاس روم گروہ کچھ عرصے کے بعد اپنے اندر ایسی تبدیلیاں پیدا کر لیتے ہیں جن کی مدد سے ان کلاس روموں میں کلاس روم گروہ کے خصائص نمایاں ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ ایسا ممکن ہے کہ معلم کی وساطت سے ہو یا ایک کلاس روم گروہ خود بخود ایسی تبدیلیاں پیدا کر لے اور موثر طور پر اپنے آپ کو باہم مل جل کر کام کرنے والے گروہ کی صورت میں ظاہر کرے۔

تاہم اکثر کلاس روم گروہ کبھی بھی ایسے گروہی خصائص پیدا کرنے میں کامیاب نہیں ہوتے جن کی مدد سے وہ باہم مل جل کر اپنے لئے آموزشی ثقافت پیدا کریں اور موثر آموزشی گروہ کی صورت اختیار کریں۔ یہ کلاس روم افراد کے ایک مجموعہ کی صورت میں ہوتے ہیں اور ان افراد میں ایسے رویوں اور مہارتوں کی کمی ہوتی ہے جن کی مدد سے وہ باہم مل جل کر موثر طور پر کام کر سکیں۔ اس طرح ان گروہوں میں گروہی مباحثے کے ذریعے مسائل حل کرنے کی نوبت کم ہی آتی ہے اور معلمین کی گروہی اعمال کے حوالے سے تعلیم کے ماحصلات کو بہتر بنانے کی کوششیں رائیگاں جاتی ہیں۔ کلاس روم میں اکٹھے وقت گزارتے ہوئے ہر فرد اپنے آپ کو بہت اچھا محسوس نہیں کرتا۔

اس قسم کی مشکلات پر قابو پانے کے لئے سٹینفورڈ ایک تربیتی پروگرام متعارف کرواتا ہے جس کے ذریعے مختلف انسانی تعلقات کی مشقیں استعمال میں لا کر کلاس روم گروہ کو کلاس روم آموزشی گروہ کی صورت میں پروان چڑھایا جا سکتا ہے۔ گروہی اعمال کے اس پروگرام کے چار مدارج ہیں: یعنی معیاروں کا قائم کرنا، کشمکش پر قابو پانا، پیداواریت اور خاتمہ۔ ہر درجے کے حوالے سے سٹینفورڈ معلم کے مددگار کردار کے لئے نظریاتی رہنمائی فراہم کرتا ہے اور ایسی ساختی مشقیں تجویز کرتا ہے جن کی مدد سے کلاس روم گروہوں کو تسلسل کے ساتھ آموزشی گروہوں کی صورت میں پروان چڑھایا جا سکتا ہے۔ مختلف تحقیقات کی مدد سے سٹینفورڈ کے پروگرام کو اکثر تعلیمی صورت

حالوں میں قابل عمل اور مفید نتائج کا حامل پایا گیا ہے۔

سٹینفورڈ کے پروگرام کے ایک درجے یعنی معیار قائم کرنے کو وضاحت کے ساتھ مثال کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ کلاس روم میں مشترکہ ذمہ داری کا معیار قائم کرنے کے لئے متعلمین معلم کے مددگار کردار اور ساختی مشقوں کے ایک سلسلے کی مدد سے ایک دوسرے کے ساتھ واقفیت حاصل کرتے ہیں' اپنی توقعات کا اشتراک عملی صورت میں کرتے ہیں اور ایک دوسرے پر اعتماد کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ مشترکہ ذمہ داری کے معیار کو پروان چڑھانے کے لئے گروہ کو یہ موقع فراہم جاتا ہے کہ وہ ضروری مہارتیں سیکھے اور اپنی مختلف سرگرمیوں کے حوالے سے ان کی مشق کرے۔ معلم گروہ کے تربیتی پروگرام کا اطلاق کرتے ہوئے گروہ پر کنٹرول حاصل نہیں کرتا بلکہ پروگرام سے متعلقہ ضروری سرگرمیوں کی تکمیل کے لئے فعال ہو کر کردار ادا کرتا ہے۔

معلم کے فعال کردار کے لئے مندرجہ ذیل امور ہوتے ہیں:

- وہ کلاس روم سرگرمیوں کو معلم۔ مرکز سرگرمیوں سے گروہ۔ مرکز سرگرمیوں میں تبدیل کرتا ہے۔
- متعلمین کے بیٹھنے کا انتظام دائرے کی شکل میں ترتیب دیتا ہے۔
- متعلمین کو آموزشی مقاصد کے حصول کے لئے مشغول رکھتا ہے۔
- گروہ کی کارکردگی کی گروہ کی صورت میں درجہ بندی کرتا ہے۔

ساختی مشقوں کی ایک مثال جو کہ گروہ میں مشترکہ ذمہ داری پیدا کرنے کے عمل کو تقویت پہنچاتی ہے' معمہ حل کرنے کے کھیل (Mystery Games) ہیں۔ مختلف مضامین یعنی ادب' شماریات' نفسیات' کیمسٹری یا فزکس سے متعلقہ معموں کو حل کرنے کے لئے کلاس روم گروہ کے اراکین باہمی اشتراک اور تعاون کرتے ہیں۔ معلم ایسے اشاروں (Clues) کو پہلے ہی تخلیق کر چکا ہوتا ہے جو کہ معمے کے حل میں ممد و معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔ ابتدا میں کلاس روم متعلمین کو اکٹھے گروہ کی صورت میں کام کرنے کے نمایاں فوائد کے بارے میں بتایا جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ دائرے کی شکل میں بیٹھ جاتے ہیں۔ ہر متعلم کو معمہ کے حل سے متعلقہ اشارے دیئے جاتے ہیں اور انہیں یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ ان اشاروں کا آپس میں تبادلہ نہیں کریں گے۔ اس کے بعد کلاس روم گروہ معمے کے حل کے لئے باہمی اشتراک اور تعاون سے اپنی سرگرمیاں پیش کرتا ہے۔ گروہ کے اراکین گروہی مباحثے میں حصہ لیتے ہوئے اور ایک دوسرے کی بالواسطہ مدد کرتے ہوئے گروہ کی

صورت میں معمے کا حل تلاش کرتے ہیں۔ گروہ جتنے کم وقت میں معمہ کو حل کر لیتا ہے اس کی کارکردگی کی درجہ بندی کم وقت میں معمہ حل کرنے کے حوالے سے کی جاتی ہے۔ اس دوران معلم گروہ کے اعمال کا مشاہدہ کرتا ہے اور اس کی کارکردگی کی درجہ بندی کرتا ہے۔ جب گروہ معمہ حل کرنے کا کام سرانجام دے لیتا ہے تو معلم معمہ حل کرنے کے حوالے سے گروہ کی صورت میں کام کرنے کے فوائد کے تحت ایک مباحثے کا انعقاد کرتا ہے۔ اس گروہی مباحثے میں متعلمین کو یہ موقع فراہم کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے معمہ حل کرنے کے گروہی کردار کا تجزیہ کریں اور معمے کو حل کرنے کی آموزشی سرگرمی کا موازنہ کلاس روم کی دوسری آموزشی سرگرمیوں سے کریں۔ اس طرح جب متعلمین ایک حقیقی صورت حال کے حوالے سے باہمی اشتراک اور تعاون سے کام کرنے کی اہمیت سے باخبر ہو جاتے ہیں تو ان کا گروہ کی صورت میں کام کرنے کا محرک اور قابلیت بڑھ جاتی ہے۔

تعلیم کی معاشرتی نفسیات کے ماہرین کے مطابق آموزشی عمل میں گروہی اعمال کے طریقوں کو بروئے کار لاتے ہوئے تعلیم کے حاصلات کو بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ ان کے مطابق ایک تعلیمی نظام جو کہ آموزشی گروہوں کی بنیادوں پر استوار ہو گا' اس میں سے وہ تمام اقسام کی کامیاں ختم کی جا سکتی ہیں جن کا اظہار اکثر ناقدین کرتے ہیں۔ ایسے تعلیمی نظام میں معلمین اور متعلمین باہم مل جل کر ایسے آموزشی مقاصد حاصل کر سکتے ہیں جن کی ان سے توقع کی جاتی ہے۔

تنظیمی اعمال (Organizational Processes)

اطلاقی معاشرتی نفسیات دان تعلیم کے حاصلات کو بہتر بنانے کے سلسلے میں تعلیمی اداروں پر تنظیمی نفسیات کے اصولوں کا اطلاق کرتے ہیں (تنظیمی نفسیات کو چودھویں باب میں زیر بحث لایا جا چکا ہے)۔ تنظیمی نفسیات کے پس منظر میں تعلیمی اداروں کو مختلف تنظیمیں قرار دیا جاتا ہے اور تنظیم کی سطح کے حوالے سے ان اداروں سے مفید نتائج حاصل کرنے کے لئے تنظیموں کی موثریت کو بہتر بنانے کے طریقے کاروں کا اطلاق کرنے پر زور دیا جاتا ہے۔ ان طریقے کاروں میں مشاورت اور عملی رہنمائی فراہم کرنے کا طریقہ' سروے رجعی تغذیہ' انسانی تعلقات کی تربیت کا طریقہ اور ساختی تبدیلیاں پیدا کرنے کا طریقہ شامل ہیں۔

تنظیم کی سطح کے حوالے سے تعلیمی حاصلات کو بہتر بنانے کے اقدامات کرتے ہوئے بھی متعلمین کی وکالت کا نقطہ نظر اپنایا جاتا ہے اور ایسی تنظیمی اصلاحات تجویز کی جاتی ہیں کہ متعلمین روایتی تدریسی آموزشی طریقے کاروں کا شکار نہ ہوں اور تعلیمی صورتحالیں ان کی قابلیتوں اور

اہلیتوں کو نکھارنے کا ماحول پیدا کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ معلمین کے کردار کو مثبت بنیادوں پر استوار کرنے کے اقدامات کئے جاتے ہیں اور ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے آموزشی گروہوں کے اعمال کو موزوں ترین خیال کیا جاتا ہے۔

اطلاقی معاشرتی نفسیات دانوں کے مطابق تنظیمی اعمال کے حوالے سے موجودہ تعلیمی نظام میں مثبت تبدیلیاں پیدا کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ جن تعلیمی صورت حالوں میں تعلیمی اداروں کی تنظیموں کے حوالے سے استعداد کار بڑھائی گئی ہے اور مثبت تبدیلیاں پیدا کی گئی ہیں وہاں کافی حوصلہ افزا نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ اس طرح تعلیمی حاصلات کو ممکن حد تک بہتر بنانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ موجودہ تعلیمی نظام میں وسیع پیمانے پر تنظیمی اعمال کو بہتر بنانے کے اقدامات کئے جائیں اور مثبت تبدیلیاں پیدا کی جائیں۔

سولھواں باب

ذہنی صحت کی معاشرتی نفسیات

1- تعارف
2- ذہنی صحت کا تعقل
3- ذہنی علالت کی معاشرتی وجوہات کا تجزیہ
4- ذہنی صحت کے لئے تربیت اور مشاورت
5- ذہنی علالت کا تدارک

تعارف

آج کے دور کے جدید معاشروں میں ایک مسئلہ یہ ہے کہ معاشرے کے افراد کی ذہنی صحت (Mental Health) کے لئے مختلف اقدامات کئے جائیں اور انہیں ذہنی علالت (Mental Illness) سے محفوظ رکھا جائے۔ ایک حالیہ تحقیق کے نتائج کے مطابق شمالی امریکہ کے ہر تین افراد میں سے ایک فرد اپنی زندگی میں کبھی نہ کبھی ذہنی یا ہیجانی نوعیت کے مسائل سے دوچار ہوا ہے اور ان مسائل کی وجہ سے اس کی زندگی مختلف مسائل سے دوچار رہی ہے۔ امریکہ میں ذہنی صحت کے صدارتی کمیشن کی 1978ء کی رپورٹ کے مطابق ہر سات امریکیوں میں سے ایک امریکی کو ذہنی علالت کے علاج کی ضرورت ہے۔ اس رپورٹ کے ساتھ اعداد و شمار کی تفصیل اس طرح پیش کی گئی ہے کہ اگلے آنے والے سالوں میں ہر سال دو ملین افراد شدید اضمحلال (Depression) میں مبتلا ہوں گے، چھ ملین بچے اور کم عمر نوجوان ہیجانی مسائل کا شکار ہوں گے، بیس ملین افراد خفیف ذہنی امراض میں مبتلا ہوں گے اور ایک ملین کے قریب کالج طلبہ اپنے ہیجانی مسائل کی وجہ سے اپنی تعلیم ادھوری چھوڑ دیں گے۔

ان اعداد و شمار سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ امریکہ جیسے ترقی یافتہ معاشرے میں ذہنی صحت کا مسئلہ کس قدر گمبھیر ہے۔ اس حقیقت کو تسلیم کرنے میں کوئی عار نہیں ہونی چاہئے کہ دوسرے معاشروں میں اور خاص طور پر ترقی پذیر ممالک کے معاشروں میں جن میں پاکستان بھی شامل ہے، ذہنی صحت کا مسئلہ اس سے بھی زیادہ شدید نوعیت کا ہو سکتا ہے۔ اطلاقی معاشرتی نفسیات دان ذہنی صحت کے مسئلے کو ایک معاشرتی مسئلہ سمجھتے ہوئے، ذہنی صحت کے موضوع کا خاص طور پر مطالعہ کرتے ہیں۔ وہ اپنے نظریات اور تحقیقات کی بنیاد پر ایسے اقدامات تجویز کرتے ہیں جن کی مدد سے معاشرے کے افراد کو ذہنی علالت سے محفوظ رکھا جا سکے اور زیادہ سے زیادہ ذہنی طور پر صحت مند بنایا جا سکے۔ کیونکہ اطلاقی معاشرتی نفسیات دان اس حقیقت سے باخبر ہیں کہ کسی معاشرے کے بہتر طور پر کام کرنے اور اس کی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ اس معاشرے کے افراد زیادہ سے زیادہ ذہنی طور پر صحت مند ہوں۔

ذہنی صحت کا تعقل

(Concept of Mental Health)

ذہنی صحت کی معاشرتی نفسیات کو بیان کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ ذہنی صحت کے تعقل کی وضاحت کی جائے۔ ذہنی صحت کا موضوع کئی ایک شعبہ جات کے ماہرین کے لئے قابل اہمیت ہے۔ ماہرین طب ذہنی صحت کی تعبیر اپنے انداز میں کرتے ہیں۔ ماہرین نفسیات ذہنی صحت کے تعقل کی وضاحت اپنے انداز میں کرتے ہیں۔ اور ماہرین معاشرتی نفسیات ذہنی صحت کے تعقل کی وضاحت کرتے ہوئے اس کے طبی اور نفسیاتی پہلوؤں کو بھی اہمیت دیتے ہیں' لیکن معاشرتی نقطہ ہائے نگاہ کو زیادہ قابل اہمیت سمجھتے ہیں۔ ذیل میں ان تین نقطہء ہائے نگاہ کو تفصیل سے پیش کیا جا رہا ہے:

1- ذہنی صحت طبی نقطہء نظر سے

تاریخی اعتبار سے ذہنی صحت کے تعقل پر طبی نقطہء نظر کا اثر بہت گہرا رہا ہے۔ طبی نقطہ نظر سے ذہنی صحت ہونے یا نہ ہونے کی تعبیر حیاتیاتی اور فعلیاتی اعمال کی کارکردگی کی بنیاد پر خاص طور پر انسانی جسم کے مختلف نظاموں کی کارکردگی کے تسلی بخش یا غیر تسلی بخش ہونے کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔ ذہنی علالت کی تشخیص کرنے کے لئے ابتدائی مرحلے میں یہ ضروری سمجھا جاتا ہے کہ جسم کا کوئی نظام غیر تسلی بخش طور پر کام کر رہا ہو اور اس کی اس غیر تسلی بخش کارکردگی کی وجہ سے کئی ایک ظاہری علامتیں پیدا ہو رہی ہوں جو کہ ذہنی طور پر علیل ہونے کا سبب بنیں۔ دوسرے مرحلے میں فرد کے نفسی افعال کے نظام کی کارکردگی کے تسلی بخش یا غیر تسلی بخش ہونے کی جانچ کی جاتی ہے۔ ذہنی علالت کی حتمی تشخیص کرتے ہوئے فرد کے نفسی افعال کے نظام کی غیر تسلی بخش کارکردگی کو جسم کے کسی اندرونی نظام کی غیر تسلی بخش کارکردگی سے مربوط کیا جاتا ہے اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ جسم کے اندرونی نظام کی غیر تسلی بخش کارکردگی کی وجہ سے فرد کا نفسی افعال کا نظام غیر تسلی بخش کارکردگی کا مظاہرہ کر رہا ہے اور فرد ذہنی علالت میں مبتلا ہے۔ فرد کی ذہنی صحت کے لئے یہ ضروری خیال کیا جاتا ہے کہ اس کے جسم کے اندرونی نظام کی کارکردگی کو تسلی بخش بنایا جائے اور فرد کا نفسی افعال کا نظام صحیح طور پر کام کرے۔

ذہنی صحت نفسیاتی نقطہ ءِ نظر سے

ماہرین طب اور ماہرین نفسیات کے ذہنی صحت کے تعقل کی تعبیر کرنے کے بارے میں خیالات میں بڑا واضح فرق پایا جاتا ہے۔ تاریخی پس منظر میں ذہنی صحت اور ذہنی علالت کی تشخیص کے عمل پر ماہرین نفسیات کا اتنا اختیار نہیں رہا جتنا کہ ماہرین طب کا رہا ہے۔ ابتدا میں ماہرین نفسیات نے فرد کے نفسیاتی افعال کے عمومی قواعد و قوانین دریافت کرنے پر اپنی توجہ مرکوز کی' مثال کے طور پر فرد کی ادراکی تنظیم کے قوانین یا فرد تعقلات کی تشکیل کس طرح کرتا ہے۔ بعد میں ماہرین نفسیات نے فرد کے نفسیاتی افعال کے عمومی قواعد و قوانین کی افادیت کو مدنظر رکھتے ہوئے فرد کے ذہنی صحت کے عمل کو اپنا موضوع بنایا' اور ذہنی صحت کے نفسیاتی پہلوؤں کی وضاحت کی۔

ماہرین نفسیات فرد کی ذہنی صحت کی وضاحت اس کی شخصیت کی تشکیل کے نظام کے حوالے سے کرتے ہیں۔ اگر فرد کی شخصیت کی تشکیل مثبت طور پر ہوئی ہو تو فرد ذہنی صحت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ لیکن اس کے برعکس اگر شخصیت کی تشکیل منفی طور پر ہوئی ہو تو فرد ذہنی علالت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ مختلف ماہرین نفسیات شخصیت کی تشکیل کے نظام کی اپنے اپنے انداز میں وضاحت کرتے ہیں۔ کچھ ماہرین نفسیات کے مطابق شخصیت مختلف ابعاد کی صورت میں تشکیل پاتی ہے اور ان ابعاد کا صحیح طور پر کام کرنا ذہنی صحت پر دلالت کرتا ہے۔ دوسروں کے مطابق شخصیت مختلف اوصاف کے مجموعہ کی صورت میں تشکیل پاتی ہے۔ یہ ماہرین ایسی نفسیاتی آزمائشیں بنا چکے ہیں جن کی مدد سے شخصیت کے مختلف اوصاف کی پیائش کی جا سکتی ہے اور فرد کی ذہنی صحت یا ذہنی علالت کے بارے میں علم حاصل کیا جا سکتا ہے۔ کئی دوسرے ماہرین نفسیات کے خیال کے مطابق شخصیت کو مختلف ابعاد یا اوصاف کی مدد سے نہیں سمجھا جا سکتا' بلکہ شخصیت کو ایک کل کی صورت میں ہی سمجھا جا سکتا ہے اور اگر شخصیت ایک کل یا اکائی کی صورت میں درست طور پر کام کر رہی ہو تو یہ ذہنی صحت کی علامت ہے۔ بعض ماہرین نفسیات شخصیت کی تشکیل کی تعبیر آموزشی کرداروں کے حوالے سے کرتے ہیں۔ ان ماہرین کے نزدیک غلط طور پر آموز کئے گئے کردار شخصیت کی ذہنی علالت کا سبب بنتے ہیں اور درست طور پر آموز کئے گئے کردار شخصیت کی ذہنی صحت کی نشانی ہیں۔

ذہنی صحت معاشرتی نقطہ ءِ نظر سے

ماہرین طب اور ماہرین نفسیات فرد کے مختلف نظاموں کے حوالے سے یعنی جسمانی اور

نفسیاتی افعال کے نظاموں کے حوالے سے اور شخصیت کی تشکیل کے نظاموں کے حوالے سے فرد کے ذہنی صحت کے عمل کی وضاحت کرتے ہیں۔ اس کے برعکس معاشرتی نقطہ ء نظر کے مطابق فرد کی ذہنی صحت پر اس کے ظاہری اور معاشرتی کردار کے حوالے سے توجہ مرکوز کی جاتی ہے۔ اس نقطہ ء نظر کے مطابق انسان کو ایک معاشرتی حیوان سمجھا جاتا ہے اور یہ دیکھا جاتا ہے کہ فرد کا معاشرتی کردار اس کے اپنے لئے اور دوسروں کے لئے کس قدر مفید یا مضر ہے۔ فرد کے معاشرتی کردار کے اس کے اپنے لئے اور دوسروں کے لئے مفید ہونے کی صورت میں اسے ذہنی صحت کی علامت قرار دیا جاتا ہے اور دوسری صورت میں اسے ذہنی علالت سمجھا جاتا ہے۔ ایک ذہنی طور پر صحت مند شخص سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنا کردار معاشرے کے معیاروں اور قدروں کے مطابق پیش کرے، معاشرتی رسوم و رواج کی پیروی کرے، معاشرتی قواعد و قوانین کی پابندی کرے اور معاشرے کی توقعات پر پورا اترے۔

معاشرتی نقطہ ء نظر کے تحت ذہنی علالت کو ایک معاشرتی مسئلہ سمجھا جاتا ہے۔ ایک فرد جب ذہنی طور پر علیل ہوتا ہے تو اس کی ذہنی علالت کی وجہ سے اس کا اپنا خاندان اور کئی دوسرے افراد بھی متاثر ہوتے ہیں۔ اگر کسی معاشرے میں ذہنی طور پر علیل افراد کی تعداد بڑھ جاتی ہے تو اس سے معاشرے پر گہرے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ معاشرتی نقطہ ء نظر سے ذہنی صحت کو معاشرے کی بقاء کے لئے ضروری خیال کیا جاتا ہے اور ایسے معاشرتی اقدامات کئے جاتے ہیں جن کی بدولت معاشرے کے افراد ذہنی طور پر صحت مند ہوں۔

ذہنی صحت اطلاقی معاشرتی نفسیات دانوں کے نقطہ ء نظر سے

دوسرے ماہرین کی طرح اطلاقی معاشرتی نفسیات دان بھی اس بات سے متفق ہیں کہ ذہنی صحت کے عمل میں حیاتیاتی، نفسیاتی اور معاشرتی عناصر مختلف صورتوں میں کارفرما ہوتے ہیں۔ تاہم اطلاقی معاشرتی نفسیات دان نفسی معاشرتی عناصر کو سب سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ اطلاقی معاشرتی نفسیات دان ذہنی علالت کو صرف عصبانیت اور اختلال الذہن کے امراض کی حیثیت سے سمجھنے سے اجتناب کرتے ہیں۔ ان کے خیال میں ذہنی علالت انحرافی بین الاشخاصی کردار ہے جو کہ معاشرتی طور پر نامناسب اور غیر موزوں ہوتا ہے اور دوسروں کے لئے مسائل پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے۔ مزید یہ کہ معاشرے کی سطح پر ذہنی صحت مندی کے عمل کو پروان چڑھانے کے لئے ضروری ہے کہ ذہنی علالت کو انحرافی بین الاشخاصی کردار سمجھتے ہوئے معاشرتی نوعیت کے اقدامات کے

ذریعے اس سے چھٹکارا حاصل کیا جائے۔ اطلاقی معاشرتی نفسیات دان اس حقیقت سے باخبر ہیں کہ ذہنی علالت کو دور کرنا اور زیادہ سے زیادہ ذہنی صحت پروان چڑھانا ایک معاشرتی مسئلہ ہے اور اس کو صرف معاشرتی اقدامات کے ذریعے ہی بہتر طور پر حل کیا جا سکتا ہے۔

بحیثیت اطلاقی ماہرین اطلاقی معاشرتی نفسیات دان ذہنی صحت کے عمل کو پروان چڑھانے کے لئے فرد کی سطح کے حوالے سے اور معاشرے کی سطح کے حوالے سے مختلف اقدامات تجویز کرتے ہیں۔ فرد کی سطح کے حوالے سے ایسے اقدامات کرنے پر زور دیا جاتا ہے جن کی مدد سے ان افراد کو جو کہ ذہنی علالت کا شکار ہو چکے ہوتے ہیں' ایسی معاشرتی مہارتیں سکھائی جاتی ہیں جن کی مدد سے وہ ایک طرف تو ذہنی طور پر صحت مند ہو جاتے ہیں اور دوسری طرف مستقبل میں پرفشار (Stressful) حالات کا مقابلہ کرنے کی اہلیت بھی حاصل کر لیتے ہیں۔ فرد کی سطح کے حوالے سے ہی عام لوگوں کی ایسی تعلیم و تربیت پر زور دیا جاتا ہے جو کہ ذہنی صحت کی ضامن ہو۔ خاص طور پر بچوں کو ایسی معاشریت فراہم کرنے پر زور دیا جاتا ہے جس کی بدولت بچے ذہنی صحت کے مسائل سے محفوظ رہیں۔ معاشرے کی سطح کے حوالے سے ایسے سیاسی اور معاشرتی اقدامات پر زور دیا جاتا ہے جن کی مدد سے ایسے ماحولیاتی حالات پیدا ہوں جو کہ عام لوگوں کے لئے کم از کم ہیجانی مسائل اور ذہنی علالت کا سبب بنیں۔ اطلاقی معاشرتی نفسیات دانوں کے مطابق ایسے اقدامات کے ذریعے ذہنی صحت کے عمل کو پروان چڑھایا جا سکتا ہے۔

ذہنی علالت کی معاشرتی وجوہات کا تجزیہ

(Social Analysis of Mental Illness' Causes)

اطلاقی معاشرتی نفسیات دان ذہنی صحت کے عمل کو پروان چڑھانے کے لئے یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ ذہنی علالت کی معاشرتی وجوہات کا تجزیہ کیا جائے۔ ذہنی علالت کی معاشرتی وجوہات کا تجزیہ معاشرتی نظام کی چار سطحوں کے حوالے سے کیا جاتا ہے: یعنی معاشرے کی سطح کے حوالے سے' گروہ کی سطح کے حوالے سے' بین الاشخاصی سطح کے حوالے سے اور فرد کی سطح کے حوالے سے۔ ماہرین یہ سمجھتے ہیں کہ معاشرتی نظام کی یہ چار سطحیں فرد کے ذہنی صحت اور ذہنی علالت کے عمل میں بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہیں۔ ایک طرف تو فرد معاشرتی نظام کی ان چار سطحوں کے مثبت طور پر عمل پذیر ہونے سے ذہنی صحت کے رجحانات حاصل کرتا ہے اور دوسری طرف وہ ان چار سطحوں کے منفی طور پر عمل پذیر ہونے سے ذہنی علالت کے رجحانات حاصل کرتا ہے۔ یہ چار

سطحیں کس طرح فرد کی ذہنی علالت کی وجوہات کا باعث بنتی ہیں' ذیل میں اس کی تفصیل پیش کی جاتی ہے:

○ معاشرے کی سطح پر معاشرے کا معاشرتی پس منظر' معاشرے میں ہونے والے معاشرتی تغیر (Social Change) کا عمل اور معاشرے کا پیچیدہ ہونا ذہنی علالت کی اہم وجوہات ثابت ہوتی ہیں۔ ایسے معاشرے جو کہ معاشرتی پس منظر کے حوالے سے بہت زیادہ منظم ہوتے ہیں وہ اپنے اراکین سے ان کی ذاتی ضروریات کی تسکین کو پس پشت ڈالتے ہوئے ان سے زیادہ سے زیادہ مطابقت پیدا کرنے کی توقع رکھتے ہیں۔ اس طرح ان معاشروں کے اراکین میں فشار (Stress) کی حالت اور غیر صحت مندانہ نفسیاتی اعمال ظاہر کرنے کے زیادہ رجحانات پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح معاشرتی تغیر کے عمل کے تحت معاشرے کے اراکین کے لئے یہ مشکل ہوتا ہے کہ وہ تیزی سے بدلتے ہوئے معاشرے کے معیاروں اور قدروں کے مطابق اپنے آپ کو اسی رفتار سے ڈھال سکیں۔ اس طرح معاشرتی تغیر کا عمل ذہنی علالت کا سبب بنتا ہے۔ بڑے معاشروں میں جوں جوں معاشرہ پیچیدہ ہوتا جاتا ہے تو ایک فرد کی اہمیت کم ہوتی جاتی ہے۔ معاشرتی پیچیدگی کی وجہ سے فرد کی استعداد کار کے مقابلے میں معاشرتی جزا کی نوعیت کمتر ہو جاتی ہے اور فرد مناسب معاشرتی جزا حاصل کرنے کا حق رکھتے ہوئے بھی اس سے محروم رہتا ہے اور اس طرح معاشرتی پیچیدگی ذہنی علالت کا سبب بنتی ہے۔

○ اطلاقی معاشرتی نفسیات دانوں کے مطابق معاشرے کی سطح پر پیدا ہونے والے ذہنی علالت کے اسباب کا گہرا تعلق گروہ کی سطح سے ہے۔ گروہ کی سطح پر یہ ذہنی علالت کے اسباب اس صورت میں کم ہو جاتے ہیں اگر مختلف گروہ مثبت طور پر اپنے افعال سرانجام دے رہے ہوں۔ اس سلسلے میں بنیادی گروہ جن میں خاندان سب سے اہم ہے' کا کردار بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ اگر خاندان مثبت طور پر اپنے افعال سرانجام دے رہا ہو تو نہ صرف فرد ذہنی علالت کے ان اسباب سے بلکہ دوسرے اسباب سے بھی محفوظ رہتا ہے۔ اس کے برعکس اگر گروہ کی سطح پر بھی فرد کو پر فشار حالات اور ہیجانی مسائل کا سامنا کرنا پڑے تو گروہ کی سطح فرد کی ذہنی علالت میں شدت پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے اور فرد کی ذہنی صحت سے متعلق مزید مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔

○ بین الاشخاصی سطح بھی ذہنی علالت پیدا کرنے کا سبب بنتی ہے۔ اگر فرد کو مثبت بین الاشخاصی کشش کے تجربات بار بار حاصل ہوں تو اس کے اپنے توقیر ذات کے تصور اور اس کی بین الاشخاصی

مہارتوں کو تقویت ملتی ہے اور وہ ذہنی صحت کے رجحانات کے تحت پرفشار حالات اور ہیجانی مسائل سے نبرد آزما ہونے کا مظاہرہ کرتا ہے۔ لیکن اس کے برعکس اگر اسے بین الاشخاصی مستردی کے تجربات بار بار حاصل ہوں تو اس کی نفسی معاشرتی نشوونما منفی طور پر ہوتی ہے اور یوں بین الاشخاصی سطح فرد کے لئے ذہنی علالت کے اسباب کا باعث بنتی ہے۔ اسی طرح ایسی اقلیتیں جن کے اراکین کو مسلسل طور پر اکثریتوں کی جانب سے بین الاشخاصی منفی ردِاعمال کا سامنا کرنا پڑے تو ان اقلیتوں کے اراکین کے محرکات، ذہنی استعدادوں اور بین الاشخاصی مہارتوں پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں اور ان اقلیتوں میں ذہنی علالت کی شرح زیادہ ہوتی ہے۔

○ فرد کی سطح کے حوالے سے فرد کی اپنی صلاحیتوں اور استعدادوں سے باخبری کے احساسات، توقیرِ ذات کے احساسات، معاشرتی اقتدار اور معاشرتی رتبے کے احساسات اس کی ذہنی صحت اور ذہنی علالت کو متعین کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ معاشرتی اقتدار کی بعد کو سب سے اہم خیال کیا جاتا ہے۔ معاشرتی اقتدار کی بعد سے یہ مراد لیا جاتا ہے کہ ایک فرد اپنے لئے قابلِ اہمیت ذرائع پر کس حد تک کنٹرول حاصل کر سکتا ہے۔ وہ لوگ جو معاشرتی اقتدار کی قابلیت کے حامل ہوتے ہیں وہ اپنے لئے قابلِ اہمیت نفسیاتی، معاشرتی اور مادی ذرائع پر کنٹرول حاصل کرنے کا تجربہ کرتے ہیں اور ان ذرائع کا دوسروں سے آزادانہ تبادلہ کرتے ہیں اور ذہنی صحت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اس کے برعکس وہ لوگ جو کمتر معاشرتی اقتدار کے حامل ہوتے ہیں ان کو اپنی بنیادی ضروریات حاصل کرنے میں بھی دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور دوسروں کی نظروں میں ان کا کمتر معاشرتی اقتدار کے حامل ہونے کی حیثیت سے ادراک کیا جاتا ہے۔ یہ لوگ بار بار اپنے لئے قابلِ اہمیت ذرائع کے حصول میں ناکامی کا سامنا کرتے ہیں اور مسلسل پرفشار حالات اور ہیجانی مسائل کی وجہ سے ذہنی علالت کے شدید رجحانات ظاہر کرتے ہیں۔ اس طرح فرد کی سطح کے حوالے سے ذہنی علالت کی وجوہات پیدا ہوتی ہیں۔

ذہنی صحت کے لئے تربیت اور مشاورت

(Training and Consultation for Mental Health)

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے، آج کے دور کے جدید معاشروں میں معاشرے کے افرد کی ذہنی صحت کو برقرار رکھنا ایک اہم معاشرتی مسئلہ سمجھا جاتا ہے۔ اطلاقی معاشرتی نفسیات دان بہت سے ایسے عملی اور اطلاقی اقدامات تجویز کرتے ہیں جن کی مدد سے ایک طرف تو روز بروز بڑھتی ہوئی ذہنی

علالت کو کم کیا جا سکتا ہے اور دوسری طرف فرد اور معاشرتی نظام میں ایسی اہلیتیں اور قابلیتیں پیدا کی جا سکتی ہیں جن کی مدد سے معاشرے کے افراد میں زیادہ سے زیادہ ذہنی صحت کے رجحانات پیدا کیے جا سکتے ہیں۔ اطلاقی معاشرتی نفسیات دان مختلف اقسام کے لوگوں کے لئے ایسے تربیتی اور مشاورتی پروگراموں کا اہتمام کرتے ہیں جو کہ تربیت اور مشاورت حاصل کرنے کے بعد معاشرے کے عام افراد کی ذہنی صحت کے لئے کام کرتے ہیں۔ ان پروگراموں میں انفرادی مہارتوں کی تربیت کا پروگرام، غیر پیشہ وارانہ افراد کی تربیت کا پروگرام، جمعیتی مددگاروں کی تربیت کا پروگرام اور ذہنی صحت کے لئے مشاورت جیسے پروگرام شامل ہیں۔

1- انفرادی مہارتوں کی تربیت کا پروگرام
(Individual Skills Training Programme)

انفرادی مہارتوں کی تربیت کے پروگرام کے تحت معاشرے کے ایسے افراد جن میں ذہنی علالت کی ابتدائی علامات ظاہر ہو چکی ہوتی ہیں انہیں مختلف اقسام کی انفرادی مہارتوں کی تربیت فراہم کی جاتی ہے جن کی مدد سے ان میں پیچیدہ معاشرتی اور ہیجانی مسائل اور پر فشار حالات سے نبرد آزما ہونے کی قابلیتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ وہ ذہنی علالت کی علامات سے چھٹکارا حاصل کر لیتے ہیں اور ذہنی صحت مندی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ایسے پروگراموں کا اطلاق ان سکول کے بچوں پر بھی کیا جاتا ہے جو کہ ذہنی صحت کے مسائل سے دوچار ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں ایک مثال پیش کی جاتی ہے جو کہ نیویارک سٹی میں بنیادی ذہنی صحت کے ڈویژن کے تحت سکول کے بچوں کے ذہنی صحت کے مسائل حل کرنے سے متعلق ہے۔ محققین کے ایک گروہ نے کلاس رومز مشاہدات، والدین کے انٹرویوز، اساتذہ کی رپورٹوں اور نفسیاتی آزمائشوں کے ذریعے ایک سکول کے ایسے بچوں کی شناخت کی جو کہ سکول میں مطابقت اختیار کرنے کے بارے میں اپنے معاشرتی اور ہیجانی اعمال کے بارے میں مسائل سے دوچار تھے۔ ان بچوں کو پہلے مرحلے میں ایک گروہ کی صورت میں منتخب اساتذہ کے ساتھ بین الاشخاصی تعلقات کی مہارتوں کی تربیت حاصل کرنے کا موقع فراہم کیا گیا۔ اساتذہ گروہ کے قائد کی حیثیت سے گروہ کے ساتھ تعامل کرتے تھے اور انہیں بین الاشخاصی تعلقات کی مہارتوں کی تربیت فراہم کرتے تھے۔ دوسرے مرحلے میں بچوں کو سکول سے غیر وابستہ افراد مثال کے طور پر دوسرے سکولوں کے اساتذہ، یونیورسٹی کے طلبا اور سکول سے باہر کے بچوں کے ساتھ بین الاشخاصی مہارتوں کی تربیت حاصل کرنے کا موقع فراہم کیا گیا۔ تیسرے اور آخری مرحلے میں بچوں نے چھوٹے چھوٹے ہمجولی گروہوں کی صورت میں بین الاشخاصی تعلقات کی

مہارتوں کی حاصل کی گئی تربیت کے مطابق عملی صورت میں اپنا کردار پیش کیا۔ بعد میں تحقیقات کی مدد سے یہ ظاہر ہوا کہ یہ بچے جنھوں نے ان مہارتوں کی تربیت حاصل کی تھی' نہ صرف ذہنی طور پر صحت مند ہو چکے تھے بلکہ ان کی تعلیمی اور معاشرتی ہیجانی سرگرمیاں بھی مثبت انداز میں نشوونما پا چکی تھیں۔

انفرادی مہارتوں کی تربیت کے پروگرام کے تحت عام لوگوں کو مختلف اقسام کی انفرادی مہارتوں کی تربیت فراہم کی جاتی ہے جن میں ابلاغ کی مہارتوں کی تربیت' ذاتی اہلیتوں سے باخبر ہونے کی تربیت' بین الاشخاصی تعلقات کی مہارتوں کی تربیت اور معاشرت اور ہیجانی مسائل سے نبرد آزما ہونے کی تربیتیں شامل ہیں۔

2- غیر پیشہ ورانہ افراد کی تربیت کا پروگرام

(Training of Nonprofessionals)

معاشرے کے زیادہ سے زیادہ افراد کو ذہنی طور پر صحت مند بنانے کے لئے اطلاقی معاشرتی نفسیات دان غیر پیشہ ورانہ افراد کی ایسی تربیت کا اہتمام کرتے ہیں جس کی مدد سے غیر پیشہ ورانہ افراد تربیت حاصل کرنے کے بعد عام لوگوں کی ذہنی صحت کے لئے امور سرانجام دے سکیں۔ پیشہ ورانہ افراد سے مراد ایسے لوگ لئے جاتے ہیں جن کا تعلق ذہنی صحت کے کسی روایتی شعبہ سے نہیں ہوتا۔ تاہم یہ غیر پیشہ ورانہ افراد ذہنی صحت بہم پہنچانے کی تربیت حاصل کرنے کے بعد عام لوگوں کے ذہنی صحت سے متعلقہ مسائل حل کرنے میں ان کی مدد کرتے ہیں۔ غیر پیشہ وارانہ افراد کا تعلق تمام اقسام کے شعبہ جات سے ہوتا ہے۔ غیر پیشہ ورانہ افراد کو تربیت فراہم کرنے میں یہ مفروضہ کارفرما ہے کہ ذہنی علالت کو ابتدائی مرحلہ میں ختم کیا جا سکے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کو ذہنی صحت کے لئے خدمات فراہم کی جا سکیں۔

کئی ایک تحقیقات کی مدد سے اس بات کا جائزہ لیا گیا ہے کہ غیر پیشہ ورانہ تربیت یافتہ افراد لوگوں کی ذہنی علالت کو ختم کرنے میں کس حد تک کامیاب ہوتے ہیں؟ نتائج کے مطابق غیر پیشہ ورانہ افراد لوگوں کی ذہنی علالت کو اس حد تک ختم کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں جس حد تک کہ پیشہ ورانہ افراد کرتے ہیں۔ مزید یہ کہ معاشرے کی سطح پر غیر پیشہ ورانہ تربیت یافتہ افراد جس قدر عام لوگوں کو ذہنی صحت کے لئے خدمات بہم پہنچا رہے ہیں یہ تعداد اس سے کہیں بڑھ کر ہے جتنی کہ پیشہ ورانہ افراد سے رجوع کرتی ہے۔ اس طرح غیر پیشہ ورانہ افراد کی تربیت کا پروگرام معاشرے

کے ذہنی صحت کے عمل میں مفید کردار سرانجام دے رہا ہے۔

3- جمعیتی مددگاروں کی تربیت کا پروگرام

(Training of Community Helpers)

غیرپیشہ ورانہ افراد کا تعلق زندگی کے کسی بھی شعبہ سے ہو سکتا ہے' جب کہ جمعیتی مددگار (Community Helpers) ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو کہ معاشرے میں مختلف شعبوں میں کام کرتے ہوئے معاشرے کے لوگوں کی مختلف امور میں مددگاری کے فرائض سرانجام دے رہے ہوتے ہیں اور ان کے ذمے ان کے شعبوں کی مناسبت سے معاشرے کی فلاح و بہبود اور بھلائی کے لئے اقدامات کرنا ہوتا ہے۔ ان لوگوں میں طب کے شعبہ سے وابستہ لوگ' تعلیم کے شعبہ سے وابستہ لوگ' قانون اور انصاف کے شعبوں سے وابستہ لوگ اور مذہبی مبلغ خاص طور پر شامل ہیں۔ عام لوگوں کو ذہنی صحت کی خدمات بہم پہنچانے کے لئے ان لوگوں کی تربیت انفرادی طور پر یا ان کے شعبہ جات کے توسط سے اجتماعی طور پر کی جاتی ہے۔ یہ لوگ اپنے شعبہ جات سے متعلقہ امور سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ عام لوگوں کے ذہنی صحت سے متعلقہ مسائل کو حل کرنے کے لئے بھی اپنی خدمات پیش کرتے ہیں۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ ان لوگوں کی ذہنی صحت کے عمل کے لئے شمولیت کی بدولت ذہنی صحت کی شرح میں خاطرخواہ اضافہ ہوا ہے۔

نیویارک سٹی میں بنیادی ذہنی صحت کے ڈویژن کے تحت (جس کا ذکر سابقہ صفحات پر بھی مذکور ہے) چرچ کے مبلغین کو ذہنی صحت بہم پہنچانے کی خدمات کی تربیت دی گئی۔ مختلف لیکچرز' مباحثوں اور انسانی تعلقات بڑھانے کی مہارتوں کی تربیت کے ذریعے ان لوگوں کے ذمے یہ فریضہ سونپا گیا کہ وہ ایسے خاندانوں کو ذہنی صحت بہم پہنچانے کے لئے اپنی خدمات پیش کریں جو کہ مختلف نوعیت کے بحرانوں سے دوچار ہیں۔ اس پراجیکٹ کے شروع ہونے کے دو سال بعد جو نتائج ظاہر ہوئے وہ کافی حوصلہ افزا تھے اور خاندانی کشمکشوں اور بحرانوں کی شکایات میں خاطرخواہ کمی ہوئی۔ اس طرح ان جمعیتی مددگاروں نے عام لوگوں کی ذہنی صحت کے لئے اہم کردار سرانجام دیا۔ اس پراجیکٹ کی کامیابی کے بعد امریکہ کی دوسری ریاستوں میں بھی اس طرح کے کئی پراجیکٹ منعقد کئے گئے۔

4- ذہنی صحت کے لئے مشاورت کا پروگرام

(Mental Health Consultation)

ذہنی صحت کے لئے مشاورت کی اس طرح تعریف کی جاتی ہے کہ ذہنی صحت کے لئے مشاورت سے مراد کوئی ایسا تعامل ہے جس میں ذہنی صحت کا ماہر یا ماہرین ایسے ذہنی صحت کے ورکروں کی مدد کرتا ہے جن کو عام لوگوں کو ذہنی صحت کے لئے خدمات بہم پہنچاتے ہوئے مسائل درپیش ہوتے ہیں۔ اس طرح ذہنی صحت کے لئے مشاورت کے پروگرام کے تحت ان غیر پیشہ وارانہ تربیت یافتہ افراد اور تربیت یافتہ جمعیتی مددگاروں کی مدد اور رہنمائی کی جاتی ہے جن کو عام لوگوں کی ذہنی صحت کے لئے خدمات بہم پہنچاتے ہوئے مسائل درپیش ہوتے ہیں۔

ذہنی صحت کے لئے مشاورت کی چار اقسام بیان کی جاتی ہیں۔ ہر قسم میں تین طرح کے کردار شامل ہیں۔ یعنی مشیر اعلیٰ' جو کہ مدد اور رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ مشاورت طلب گار' جو کہ اپنی خدمات کی راہ میں حائل مشکلات کے حل کے لئے مدد اور رہنمائی کا طلب گار ہوتا ہے۔ اور موکل (Client) یا موکلانہ نظام' جن کو مشاورت طلب گار ذہنی صحت کے لئے خدمات بہم پہنچاتا ہے یا اپنے فرائض کی بجا آوری کے لئے مامور کیا جاتا ہے۔ ذہنی صحت کے لئے مشاورت کے عمل کی ان اقسام کا مقصد یہ ہے کہ ذہنی صحت کے لئے خدمات زیادہ موثر صورت میں بہم پہنچائی جائیں۔ ان اقسام کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

(i) موکل۔ مرکز مشاورت

(Client-centered Case Consultation)

اس قسم کی مشاورت کو اس طرح ڈیزائن کیا جاتا ہے کہ ایک مشاورت طلب گار اپنے کسی ایسے موکل کو جس کو ذہنی صحت کے لئے خدمات بہم پہنچانے میں اسے مسائل درپیش ہوتے ہیں اسے موثر طور پر ذہنی صحت کے لئے خدمات بہم پہنچا سکے اور مستقبل میں بھی اس قسم کے موکلین کے مسائل کو حل کر سکے۔ مثال کے طور پر ایک ٹیچر اپنے ایک طالب علم کے جار حیتی رویے کو تبدیل کرنے میں ناکام رہتے ہوئے سکول کے تعلیمی نفسیات دان سے مدد اور رہنمائی حاصل کرتی ہے اور طالب علم کے جار حیتی رویے کو تبدیل کرنے میں کامیاب ہوتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ مستقبل میں بھی ایسے موکلین کے مسائل حل کرنے کی قابلیت پیدا کر لیتی ہے۔

(ii) مشاورت طلب گار۔ مرکز مشاورت

(Consultee-centered Case Consultation)

اس قسم کی مشاورت میں مشاورت طلب گار کو ہدف بنایا جاتا ہے۔ مشاورت طلب گار کو اکثر و بیشتر دوسروں کے ذہنی صحت کے مسائل حل کرنے میں مشکلات درپیش ہوتی ہیں اور وہ اپنا کام صحیح طور پر سرانجام دینے سے قاصر رہتا ہے۔ اس قسم کی مشاورت کے ذریعے مشاورت طلب گار کی یہ مدد اور رہنمائی کی جاتی ہے کہ وہ اپنے فرائض سرانجام دینے کے سلسلے میں اپنی کمیوں اور خامیوں پر قابو پا سکے۔ مثال کے طور پر مندرجہ بالا مثال کے مطابق اگر سکول ٹیچر تعلیمی نفسیات دان سے مدد اور رہنمائی حاصل کرنے کے باوجود بھی طالب علم کے جارحیتی رویے کو تبدیل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے تو مشاورت طلب گار۔ مرکز مشاورت کے تحت ایک مشیر کو تعینات کیا جائے گا جو کہ مشاورت طلب گار یعنی ٹیچر کی مناسب تربیت کر سکے۔

(iii) پروگرام۔ مرکز منتظمانہ مشاورت

(Programme-centered Administrative Consultation)

اس قسم کی مشاورت کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مشاورت طلب گاروں کی اس سلسلے میں مدد کی جائے کہ وہ متعلقہ ذہنی صحت کے لئے خدمات بہم پہنچانے کے پروگرام کے مقاصد کے حصول کے لئے کس طرح اپنی استعداد کار بڑھا سکتے ہیں۔ مشیر اعلیٰ مشاورت طلب گاروں کو پروگرام کے مقاصد کی تفصیل بتاتا ہے اور ان ذرائع اور طریقے کاروں کی وضاحت کرتا ہے جن کی مدد سے پروگرام کے مقاصد کا حصول ممکن ہو سکتا ہے۔

(iv) مشاورت طلب گار۔ مرکز منتظمانہ مشاورت

(Consultee-centered Administrative Consultation)

مشاورت طلب گار۔ مرکز منتظمانہ مشاورت کی قسم کے تحت مشاورت طلب گاروں کی منتظمانہ مہارتوں کو بہتر بنانے کے لئے ان کی مدد اور رہنمائی کی جاتی ہے۔ تاکہ وہ ذہنی صحت کے لئے خدمات بہم پہنچاتے ہوئے منتظمانہ امور سے متعلقہ مسائل سے نبرد آزما ہو سکیں۔ اس قسم کی مشاورت کا مقصد بھی متعلقہ ذہنی صحت کے لئے خدمات بہم پہنچانے کے پروگرام کے تحت اپنی استعداد کار بڑھانا ہوتا ہے۔

5- ذہنی صحت کے لئے تربیت کا جدید پروگرام

(Modern Training Programme)

ہم اس بات کا جائزہ لے چکے ہیں کہ اطلاقی معاشرتی نفسیات دان عام لوگوں کو انفرادی مہارتوں کی تربیت فراہم کر کے اور ذہنی صحت کے ورکروں کو تربیت اور مشاورت فراہم کر کے معاشرے کے افراد کی ذہنی صحت کے لئے مثبت اقدامات کر رہے ہیں۔ تاہم اطلاقی معاشرتی نفسیات دان اس حقیقت سے باخبر ہیں کہ معاشرے کے افراد کی ذہنی صحت کے لئے مزید اقدامات کی ضرورت ہے۔ ذہنی صحت کے لئے تربیت کے ایک حالیہ پروگرام کے تحت کئی روزمرہ کے پیشوں سے وابستہ افراد کی خدمات ذہنی صحت بہم پہنچانے کے لئے حاصل کی گئی ہیں۔ ان پیشوں میں بیوٹیشن، ٹیکسی ڈرائیور، حجام اور ہوٹلوں اور قہوہ خانوں سے وابستہ لوگ شامل ہیں۔ ان لوگوں کو ذہنی صحت کے لئے خدمات بہم پہنچانے کے لئے بہت اہم سمجھا گیا ہے۔ مثال کے طور پر ایک مطالعہ میں نوے حجاموں کے انٹرویوز کے مطابق ان کی اپنے گاہکوں سے ایک تہائی بات چیت ان کے ذاتی مسائل کے بارے میں ہوتی ہے۔ ان ذاتی مسائل میں شادی، جسمانی صحت اور ذہنی صحت جیسے موضوعات شامل ہوتے ہیں۔ اس طرح مختلف مطالعوں میں دوسرے روزمرہ کے پیشوں سے وابستہ افراد بھی ذہنی صحت کے لئے خدمات بہم پہنچانے کے لئے اہم ثابت ہوئے ہیں۔ ذہنی صحت کے لئے تربیت کے ایک حالیہ پروگرام میں ان لوگوں کی ذہنی صحت کے ورکروں کی حیثیت سے تربیت کا اہتمام کیا گیا ہے اور ماہرین مثبت نتائج کے لئے پرامید ہیں۔

ذہنی علالت کا تدارک

(Prevention of Mental Illness)

ذہنی صحت کی معاشرتی نفسیات کے ماہرین کی نظر میں ذہنی علالت کے تدارک کا موضوع بھی بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ یہ ماہرین ذہنی علالت کی ذاتی اور معاشرتی وجوہات کو حتمی وجوہات قرار دیتے ہوئے یہ بنیادی سوال اٹھاتے ہیں کہ کیسے ذہنی علالت کا مکمل طور پر تدارک کیا جا سکتا ہے؟ اس سلسلے میں مختلف اطلاقی معاشرتی نفسیات دان اپنے خیالات اور پروگرامز پیش کرتے ہیں۔ مندرجہ ذیل میں ان ماہرین کے خیالات کو تفصیل سے پیش کیا جا رہا ہے:

سب سے پہلے ہمیں ڈوہرن وینڈ (Dohrenwend 1978ء) کا ذہنی صحت کا ماڈل یہ

رہنمائی فراہم کرتا ہے کہ کس طرح ذہنی علالت کا تدارک کیا جا سکتا ہے۔ یہ ماڈل دو سطحوں کے حوالے سے یعنی فرد کی سطح کے حوالے سے اور معاشرتی نظام کی سطح کے حوالے سے ایسے مختلف اقدامات تجویز کرتا ہے جن کی مدد سے ذہنی علالت کا تدارک بڑی حد تک ممکن ہو سکتا ہے۔ فرد کی سطح کے حوالے سے سب سے پہلا اقدام یہ تجویز کیا جاتا ہے کہ ایسے اداروں کا انعقاد کیا جائے جن کی مدد سے عام لوگوں کو اور خاص طور پر ایسے افراد کو جو ذہنی صحت کے مسائل سے دوچار ہیں ایسی تعلیم و تربیت فراہم کی جائے جس کی بدولت وہ اپنی ذہنی صحت کے مسائل سے چھٹکارا حاصل کر لیں اور ذہنی علالت سے مکمل طور پر محفوظ ہو سکیں۔ ذوہرن وینڈ کے مطابق یہ لوگ جو کہ ذہنی مسائل سے دوچار ہیں ان کا تعلق ایسے گروہ سے ہوتا ہے جو سب سے زیادہ ذہنی علالت سے غیر محفوظ ہے اور ایسے گروہ کے افراد معاشرتی اور معاشی مسائل کا شکار ہیں۔ فرد کی سطح کے حوالے سے دوسرا اقدام یہ تجویز کی جاتا ہے کہ بچوں کی معاشرتی تربیت پر خصوصی توجہ مرکوز کی جانی چاہیے۔ بچوں کو ایسی معاشرتی فراہم کرنے کا بندوبست کیا جانا چاہیے جس کی بدولت وہ اپنی آئندہ زندگی میں ذہنی عالالت سے مکمل طور پر محفوظ رہ سکیں۔ ذوہرن وینڈ کے مطابق بچوں کی معاشریت کے عمل کے ذریعے ان میں ایسی قابلیت اور اہلیتوں کو پروان چڑھایا جا سکتا ہے جن کی بدولت وہ اپنی زندگی ذہنی صحت کے رجحانات کے غلبہ کے تحت گزار سکتے ہیں۔ معاشرتی نظام کی سطح کے حوالے سے ایسے سیاسی اور معاشرتی اقدامات کو ضروری سمجھا جاتا ہے جن کی مدد سے ایسے ماحولیاتی حالات کو تبدیل کیا جائے جو کہ عام افراد کے لئے ہیجانی فشار اور ذہنی علالت کا باعث بنتے ہیں۔ ذوہرن وینڈ کے مطابق ذہنی صحت کے ماہرین اور دوسرے شعبہ جات کے ماہرین باہم مل کر ایسی اصلاحات کی منصوبہ بندی کر سکتے ہیں جن کی مدد سے ماحولیاتی حالات میں اس طرح تبدیلیاں کی جا سکتی ہیں کہ عام لوگ ذہنی علالت سے محفوظ رہ سکیں اور ذہنی علالت کا تدارک ممکن ہو۔

کاپلان (Caplan 1964ء) ایک دوسرا ماہر ہے جس نے ذہنی علالت کے تدارک کے لئے ایک تفصیلی پروگرام پیش کیا ہے۔ کاپلان کے مطابق ذہنی علالت کا تدارک تین درجات کے اقدامات کے تحت ممکن ہو سکتا ہے جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

1- ذہنی علالت کے تدارک کا درجہ اول

ذہنی علالت کے تدارک کے درجہ اول کے تحت ایسے اقدامات کرنے پر زور دیا جاتا ہے جن کی مدد سے ذہنی علالت کی ہر قسم کی وجوہات اور اسباب کو ختم کیا جا سکے اور ذہنی علالت کا مکمل طور

پر تدارک ہو سکے۔ اس درجہ کے نظریہ کے مطابق ہر فرد کو ایسے مناسب جسمانی نفسی معاشرتی اور معاشرتی ثقافتی ذرائع کی ضرورت ہے جن کی مدد سے وہ اپنے روزمرہ کے امور میں خوشحال ہو اور پر فشار واقعات اور بحرانوں کا مقابلہ کر سکے۔ اس کے لئے فرد کی سطح کے حوالے سے اور معاشرتی نظام کی سطح کے حوالے سے مختلف اقدامات تجویز کئے جاتے ہیں جو کہ ڈوہرن وینڈ کے ماڈل سے ملتے جلتے ہیں۔ یعنی فرد کی سطح کے حوالے سے عام لوگوں کو زیادہ سے زیادہ ذہنی علالت سے محفوظ رہنے کی خدمات بہم پہنچائی جائیں اور بچوں کو ان کے معاشریت کے عمل کے ذریعے اس قابل بنایا جائے کہ وہ ذہنی علالت سے محفوظ رہ سکیں۔ نیز معاشرتی نظام کی سطح کے حوالے سے ایسی ماحولیاتی تبدیلیاں پیدا کرنے پر زور دیا جاتا ہے جن کی بدولت ذہنی علالت کا تدارک ممکن ہو سکے۔

2- ذہنی علالت کے تدارک کا درجہ دوم

ذہنی علالت کے تدارک کے درجہ دوم کے تحت ایسے اقدامات کرنے پر زور دیا جاتا ہے جن کی مدد سے معاشرے کے وہ افراد جن میں ذہنی علالت کی علامات ظاہر ہو چکی ہوتی ہیں اور وہ ذہنی امراض کا پیش خیمہ بن سکتی ہیں' ان کو ابتدائی مراحل میں ختم کیا جا سکے۔ اس کے لئے ان تمام پروگرامز کو تجویز کیا جاتا ہے جن کا ذکر ہم ذہنی صحت کے لئے تربیت اور مشاورت کے موضوع کے تحت کر چکے ہیں۔ یعنی ان میں انفرادی مہارتوں کی تربیت کا پروگرام' غیر پیشہ ورانہ افراد کی تربیت کا پروگرام' جمعیتی مددگاروں کی تربیت کا پروگرام' ذہنی صحت کی مشاورت کا پروگرام اور ذہنی صحت کے لئے تربیت کا جدید پروگرام شامل ہیں۔

ذہنی علالت کے تدارک کے درجہ دوم کے تحت معاشرے کے قدرتی مددگار نظاموں (Natural Support Systems) کی اہمیت اور حوصلہ افزائی پر بھی زور دیا جاتا ہے۔ معاشرے میں صرف ذہنی صحت کے پیشے سے وابستہ لوگ یا ذہنی صحت کے لئے خدمات بہم پہنچانے کے لئے تربیت یافتہ لوگ ہی ذہنی علالت کو کم کرنے کی کوششوں میں مصروف عمل نہیں ہوتے۔ بلکہ بہت سے عام لوگ' گروہ اور معاشرتی تنظیمیں جنہیں معاشرے کے قدرتی مددگار نظام کہا جاتا ہے' بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر ایسی کوششوں میں مصروف ہوتے ہیں جن کی مدد سے معاشرے کے افراد کی ذہنی علالت کو کم کیا جا سکے اور مثبت نفسیاتی نشوونما کو پروان چڑھایا جا سکے۔ مثال کے طور پر لوگ فشار کی حالت میں ان لوگوں سے رجوع کرتے ہیں جن پر انہیں یہ اعتماد ہوتا ہے کہ وہ ان کی مدد اور رہنمائی کریں گے۔ ایک لائق طالب علم خلاف توقع امتحان کا نتیجہ آنے کی صورت میں اپنے

شفیق اساتذہ سے رجوع کرتا ہے۔ ایک باپ اپنے روزگار کے اچانک منقطع ہونے کی صورت میں اپنے خاندان سے مدد اور رہنمائی کے لئے رجوع کرتا ہے۔ یا کوئی بیوہ اپنے معاشی اور معاشرتی مسائل سے نبرد آزما ہونے کے لئے بیواؤں کی کسی تنظیم سے رجوع کرتی ہے۔ ان تین مثالوں میں مذکورہ تین افراد یعنی طالب علم' باپ اور بیوہ معاشرے کے قدرتی مددگار نظاموں کی مدد اور رہنمائی سے پُر فشار حالات سے نبرد آزما ہوتے ہیں اور ذہنی علالت سے محفوظ رہتے ہیں۔ ذہنی علالت کے تدارک کے درجہ دوم کے تحت معاشرے کے ان قدرتی مددگار نظاموں کی اہمیت اور حوصلہ افزائی پر بہت زیادہ زور دیا جاتا ہے۔

3- ذہنی علالت کے تدارک کا درجہ سوم

ذہنی علالت کے تدارک کا درجہ سوم کسی حد تک روایتی نفسی علاج کے طریقہ سے مختلف ہے۔ اس درجے کے تحت نفسی امراض میں مبتلا افراد کے مناسب نفسی علاج پر زور دینے کے ساتھ ساتھ زیادہ زور نفسی امراض یا ذہنی علالت سے چھٹکارا پانے والے افراد کی موزوں اور موثر بحالی (Rehabilitation) پر دیا جاتا ہے۔ ایسا انتظام و انصرام کرنے پر زور دیا جاتا ہے کہ جس کی مدد سے ذہنی علالت سے چھٹکارا پانے والے افراد کو دوبارہ پُر فشار حالات کا سامنا نہ کرنا پڑے اور ان کی ایسی مثبت نفسیاتی نشوونما کو پروان چڑھایا جائے جس کی مدد سے وہ آئندہ زندگی میں ذہنی علالت سے محفوظ رہ سکیں۔ اس کے لئے کئی ایک ایسے پروگرام تجویز کئے جاتے ہیں جن کے تحت تربیت حاصل کرنے کے بعد ذہنی علالت سے چھٹکارا پانے والے افراد کی موزوں اور موثر بحالی ممکن ہو سکے۔ ان پروگراموں میں بین الاشخاصی تعلقات کی مہارتوں کی تربیت کا پروگرام' پُر فشار حالات کا مقابلہ کرنے کی مہارتوں کی تربیت کا پروگرام اور ذاتی اہلیتوں اور قابلیتوں کو استعمال میں لانے کی مہارتوں کی تربیت کا پروگرام شامل ہیں۔

فرہنگ اصطلاحات

الف

Communication	ابلاغ
Cohesiveness	اتصال
Collective Behavior	اجتماعی کردار
Psychosis	اختلال ذہنی
Fraternal Twin	اخوی جڑواں
Perception	ادراک
Intention	ارادہ
Free-floating	آزاد سیال
Test	آزمائش
Pre-test	آزمائش ماقبل
Post-test	آزمائش مابعد
Independent Variable	آزاد متغیرہ
Dimensions	ابعاد
Constitutional	از روئے ساخت
Convergence	استدقاق
Reasoning	استدلال
Consistency	استقامت

Depression	اضمحلال
Applied	اطلاقی
Application	اطلاق
Belief	اعتقاد
Processes	اعمال
Minimal Group	اقلی گروہ
Illusion	التباس
Suggestion	القا
Consideration	التفات
Tool/Appratus	آلہ
Learning	آموزش
Mob	انبوہ
Altruism	ایثار پسندی
Anthropology	انسانیات
Passive	انفعال
impulse	انگیخت
Suggestion	ایما

ب

Out-Group	برون گروہ
Insight	بصیرت
Dimension	بعد
Intergroup	بین گروہی
Interpersonal	بین الاشخاصی

پ

Risky	پرخطر
Propaganda	پروپیگنڈہ
Anticipation	پیش بینی
Prediction	پیشین گوئی

ت

Dependent Variable	تابع متغیرہ
Impression	تاثر
Empiricism	تجربیت
Experimental	تجرباتی
Experiment	تجربہ
Persuation	ترغیب
Analytical Study	تجزیاتی مطالعہ
Achievement	تحصیل
Authoritarian	تحکمانہ
Imagination	تخیل
Stereotypes	تسبیکات
Adjustment	تسویہ
Facilitation	تسہیل
Construct	تشکل
Anxiety	تشویش

Advertising	تشہیر کاری
Correlation	تضایف
Adaptation	تطبیق
Projective	تظلیلی
Interaction	تعامل
Frequency	تعدد
Contagion	تعدیہ
Prejudice	تعصب
Generalization	تعمیم
Change	تغیر
Thinking	تفکر
Polarization	تقطیب
Imitation	تقلید
Reinforcement	تقویت
Genetic	تکوینی
Catharsis	تنقیہ
Perspective	تناظر
Organization	تنظیم
Consensus	توافق
Self-esteem	توقیر ذات

ث

Secondary	ثانوی
Culture	ثقافت

ج

Aggressive	جارحانہ
Aggression	جارحیت
Ongoing Group	جاریہ گروہ
Determinism	جبریت
Instinct	جبلت
Reward	جزا
Community	جمعیت
Democratic	جمہوری

ح

Sensitivity	حساسیت
Acquisition	حصول
Reference Group	حوالجاتی گروہ
Biological Sciences	حیاتیاتی علوم

خ

Error	خطا
Autokinetic Phenomenon	خودحرکی مظہر
Frustration	خیبت

د

In - Group	درون گروہ
Defence Mechanism	دفاعی میکانیت
Ambivalence	دو جذبیت

ذ

Self	ذات
Mass Media	ذرائع عامہ
Schemas	ذہنی خاکے

ر

Animism	روحیت
Encoding	رمز بندی
Leniency Effect	رواداری کا اثر
Attitude	رویہ
Attitude Scaling	رویہ پیمائی

ز

Verbal	زبانی
Catagorization	زمرہ بندی
Catagories	زمرے

س

Scientific Method	سائنسی طریقہ
Cold	سرد مہر
Activity	سرگرمی
Level	سطح
Tranquilizers	سکون آور ادویات
Questionnaire	سوالنامہ
Context	سیاق و سباق

ش

Person Perception	شخصی ادراک
Partitipant Observation	شریک مشاہدہ

ص

Validity	صحت

ط

Psychiatry	طب دماغی
Stratified	طبقہ دار
Normal/Physical	طبعی / طبیعی

ع

Habit	عادت
Ad hoc Group	عارضی گروہ
Agent	عامل
Military Psychology	عسکری نفسیات
Commonsense	عقل سلیم
Neurosis	عصبانیت
Symbol	علامت
Sociology	عمرانیات
Process	عمل

غ

Abnormal	غیرطبعی
Abnormal Psychology	غیرطبعی نفسیات
Hetrogeneous	غیرمتجانس

ف

Individual	فرد
Marketing	فروش کاری
Active	فعال

ق / ک

Ability	قابلیت
Value	قدر
Behavior	کردار
Attraction	کشش

گ

Warm	گرم جوش
Group	گروہ
Group Dynamics	گروہی حرکیات
Group Structure	گروہی ساخت

ل

Unconscious	لاشعور
Verbal	لفظی

م

Environment	ماحول
Ecology	ماحولیات
Material Sciences	مادی علوم
Content Analysis	مافیہی تجزیہ

Maintenance Specialist	ماہر خصوصی استقامت
Homogenious	متجانس
Variable	متغیرہ
Identical Twin	متماثل جڑواں
Aggregate Group	مجتمعی گروہ
Motive	محرک
Peripheral	محیطی
Hostility	مخاصمت
Covert	مخفی
Item	مد
Percept	مدرکہ
Conditioning	مشروطیت
Confirmity	مطابقت
Autocratic	مطلق العنان
Phenomenon	مظہر
Social Pathology	معاشرتی امراضیات
Social Movement	معاشرتی تحریک
Sociogram	معاشرتی ترسیم
Social Sciences	معاشرتی علوم
Social Distance	معاشرتی فاصلہ (عمرانی فرق مراتب)
Social Stimulus Situation	معاشرتی ہیجاناتی صورتحال
Social Psychology	معاشرتی نفسیات
Social Psychologist	معاشرتی نفسیات دان
Sociometric Test	معاشرہ پیما آزمائش
Sociometry	معاشرہ پیمائی
Socialization	معاشریت

Reliability	معتبری
Objective	معروضی
Subject	معمول
Norm	معیار
Standard Deviation	معیاری انحراف
Hypothesis	مفروضہ
Concreate	مقرون
Sociability	ملنساری
Logical Error	منطقی خطا
Authority	منصب
Stimulus	مہیج
Field	میدان
Field Method	میدانی طریقہ
Predisposition	میلان

ن

Ethnic	نسلی
Ethnology	نسلیات
Sample	نمونہ
Sampling	نمونہ بندی
Psychotherapy	نفسی علاج
Nervous System	نظام عصبی
Phyogenetic	نسلی ارتقائی
Session	نشست

English	اردو
Instrumental Conditioning	وسائلی مشروطیت
Channel	وسیلہ
Cognition	وقوف
Cognitive Dissonance	وقوفی ناہمواری
Cognitive	وقوفی
Crowd	ہجوم
Mob Mind	ہجومی ذہن
Panic	ہراسانی
Hallo Effect	ہالائی اثر
Covariation	ہم تغیری
Peer Group	ہمجولی گروہ
Co-actor	ہم عامل
Emotion	ہیجان

کتابیات

Ajzen.I.,& Fishbein.M.(1980). Understanding Attitudes and Predicting Social Behavior.
Prentice-Hall.
Allport,G.(1968). The Historical Background of Modern Social Psychology. In G.Lindzey & E.Aronson (EDS.), The Handbook of Social Psychology (2nd Ed).
Addison - Wesley
Asch,S.E.(1952). Social Psychology.
Prentice - Hall.
Bales,R.F.(1950). Interaction Process Analysis.
Addison - Wesley.
Bell, P.A.,Fisher, J.D., & Loomis, R.J.(1978) Environmental Psychology.
W.B. Saunders.
Biddle, B.J.,& Thomas,E.J.(Eds.) (1966)-Role Theory: Concepts and Research.
Wiley.
Brown,R.(1965) Social Psychology,
Free Press.
Buss,A.H.(1961) The Psychology of Aggression.
Wiley.
Carl Smith,J.M.,Ellsworth, P.C.& Aronson, E.(1976) Methods of Research in Social Psychology
Addison-Wesley.
Cartwright, D.,& Zander, A. (1968). Group Dynamics; Research and Theory
Harper & Row.
Collins,B.E., & Guetzkow, H.(1964). A Social Psychology of Group Processes. For Decision Making.
Wiley.
Dollard,J., Doob,L., Miller, N., Mowrer, O.H., & Sears, R.R. (1939) Frustration & Aggression.
Yale University Press.

Dusek, J.B., Hall, V.C., & Neger, W.J. (1984). Teacher Expectancies. Erlbaum.

Ekman, P., & Friesen, W.V. (1975). Unmasking the Face: A Guide to Recognizing Emotions from Facial Clues. Prentice-Hall.

Etzioni, A. (1969). Social Psychological Aspects of International Relations. In G. Lindzey & E. Aronson (EDS.), Handbook of Social Psychology (2nd ed., Vol.5) Addison-Wesley.

Feldman, R.S. (Ed.). (1982). Development of Nonverbal Behavior in Children. Springer-Verlag.

Festinger, L. (1957). A Theory of Cognitive Dissonance. Stanford University Press.

Fiedler, F.E., Chemers, M.M., & Mahar, L. (1976). Improving Leadership Effectiveness: The Leader Match Concept. Wiley.

Forsyth, D.R. (1983). An Introduction to Group Dynamics. Brooks/Cole.

Freud, S. (1920). A General Introduction to Psychoanalysis. Boni & Liveright.

Freud, S. (1922). Group Psychology and the Analysis of the Ego. Hogarth Press.

Freud, S. (1930). Civilization and Its Discontents. Hogarth Press.

Gibb, C.A. (1969). Leadership. In G. Lindzey & E. Aronson (Eds.). Handbook of Social Psychology. Addison-Wesley.

Heider, F. (1958). The Psychology of Interpersonal Relations. Wiley.

Holahan, C.J. (1982). Environmental Psychology. Random House.

Homans, G.C. (1950). The Human Group. Harcourt, Brace.

Hovland, C., Janis, I., & Kelley, H.H. (1953). Communication and Persuasion. Yale University Press.

Izard, C.E. (1977). Human Emotions. Plenum.

Karlins, M., & Abelson, H.I. (1979). How Opinions and Attitudes are Changed. Springer.

Kerlinger, F.N. (1973). Foundations of Behavioral Research (2nd ed.). Holt, Rinehart and Winston.

Kiesler.C.A.,Collins, P.E., & Miller, N.(1969). Attitude Change. A Critical Analysis of Theoretical Approaches.
Wiley.

Leventhal.H.(1974). Attitudes. In C. Nemeth (Ed.) Social Psychology: Classic and Contemporary Intergration.
Rand-McNally.

Lewin.K.(1951). Field Theory in Social Science.
Harper.

Lorenz.K.(1966). On Aggression.
Harcourt, Brace.

Milgram.S.(1977). The Individual in a Social World: Essays and Experiments. Addison-Wesley.

Oskamp.S.(1984). Applied Social Psychology.
Prentice Hall

Paulus.P.B.(1983). Basic Group Processes.
Springer-Verlag.

Petty R.E. & Cacioppo. J.T.(1981). Attitudes and Persuasion: Classic and Contemporary Approaches.
Wm.C. Brown.

Rosenthal.R. & Rosnow, R.L. (1975). The Volunteer Subject.
Wiley

Sampson E.E.(1971). Social Psychology and Contemporary Society.
Wiley.

Shaver.V.G (1983). An Introduction to Attribution Processes.
Erlbaum.

Shaw.M.E (1981). Group Dynamics: The Psychology of Small Group of Behavior.
McGraw-Hill.

Shaw.M.E. & Coastanzo, P.R.(1982). Theories of Social Psychology (2nd ed.).
McGraw-Hill.

Sherif.M., & Sherif, C.W.(1969). Social Psychology (Rev. ed.)
Harper & Row.

Staats.A.W.(1975). Social Behaviorism.
Dorsey Press.

Steiner.I. (1972). Group Process and Productivity.
Academic Press.

Stogdill R.M.(1974). Handbook of Leadership: A Survey of Theory and Research.

The Free Press.

Thibaut,J.W., & Kelley,H.H.(1959). The Social Psychology of Group.
Wiley.

Vroom,V.H., And Yetton, P.W.(1973). Leadership and Decision Making.
University of Pittsburgh Press.

Wicklund, R.A., & Brehm, J.W. (1976). Perspectives on Cognitive Dissonance.
Erlbaum.

Zillman, D.(1978). Hostility and Aggression.
Erlbaum.